فتح نامہ سندھ

عرف

چچ نامہ

سندھی ادبی بورڈ

کراچی - حیدرآباد سندھ

پاکستان

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ

پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

ذخیرۂ پروفیسر محمد اقبال

جو 2014ء میں پہنچا

Marfat.com

5621

فتح نامہ سندھ

عرف

چچ نامہ

مترجم

اختر رضوی

مصحح، محقق اور شارح

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ

صدر شعبۂ تعلیم سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ۔

9-11-80

سندھی ادبی بورڈ

حیدرآباد سندھ۔

پاکستان

۱۹۶۳ء

Marfat.com

پہلا ایڈیشن] اپریل ۱۹۶۳ء [اشاعت ۱۰۰۰

134214

سندھی ادبی بورڈ کے جملہ حقوق محفوظ

قیمت ۱۲-۰

ملنے کا پتہ:
سندھی ادبی بورڈ بک اسٹال،
۳- کنٹونمینٹ، سول لائینس،
حیدرآباد، سندھ۔

Printed at Wafai Printing Press, Karachi and the Sindhi Adabi Board's Printing Press, Hyderabad. Published by Sayed Miran Mohammad Shah, Honorary Secretary, Sindhi Adabi Board, at the Board's Book-Stall, 3-Civil Lines, Hyderabad (Sind).

Marfat.com

بأسمه تعالیٰ

پیش لفظ

سابقہ حکومت سندھ کے قائم کردہ "سندھی ادبی بورڈ" نے اپنی پہلی نشست منعقدہ ۲۰- اکتوبر ۱۹۵۱ع میں ایک تجویز یہ بھی منظور کی تھی کہ تاریخ سندھ سے متعلق تین بنیادی کتابیں (۱) فتحنامہ سندھ (۲) تاریخ معصومی اور (۳) تحفۃالکرام جو کہ فارسی میں تھیں، ان کے سندھی تراجم شایع کیے جائیں تاکہ اہل وطن اپنی تاریخ کو اپنی زبان میں پڑھ اور سمجھ سکیں۔ بورڈ کی طرف سے ان کتابوں کے ترجمہ کا کام مخدوم امیر احمد صاحب، پرنسپل اورینٹل کالج حیدرآباد سندھ کے سپرد کیا گیا اور اس کی نگرانی راقم الحروف کے ذمہ کی گئی۔ یہ سندھی تراجم علی الترتیب ۱۹۵۵ع (تاریخ معصومی)، ۱۹۵۷ع (فتحنامہ) اور ۱۹۵۸ع (تحفۃالکرام) میں بورڈ کی طرف سے شائع ہوئے۔

اس کے بعد بورڈ نے "قومی تاریخ و ادب کے منصوبہ" کے تحت ان تینوں کتابوں کے اردو تراجم شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کام کی نگرانی بھی بندہ کے سپرد کی۔ محترم اختر رضوی نے سندھی تراجم سے اردو تراجم کے مسوّدے تیار کیے جن کو فارسی متن سے مقابلہ اور ضروری تصحیح کے بعد مرتب کیا گیا۔ تحفۃالکرام اور تاریخ معصومی کے اردو ترجمے بورڈ کی طرف سے ۱۹۵۹ع میں شائع ہوچکے ہیں اور اب اس سلسلے کی آخری کتاب فتحنامہ کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

"فتحنامہ سندھ" جس کا دوسرا نام "چچنامہ" بھی ہے، سندھ کے زمانہ ما قبل اسلام اور اسلام کی ابتدائی فتوحات

Marfat.com

کے تاریخی دور کے متعلق ھے۔ ۶۱۳ ھ میں علی کوفی نے اس کتاب کے عربی مواد کو جو کہ بکھر کے قاضیوں کے پاس محفوظ تھا، فارسی میں منتقل کیا، اور یہ فارسی ترجمہ ہی ہم تک پہنچا ھے، جسے شمس العلماء ڈاکٹر داؤد پوتہ مرحوم نے مرتب کرکے شایع کیا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی فاضلانہ اصلاح کے باوجود مطبوعہ فارسی نسخہ اصلاح طلب تھا۔ اس لیے جب مخدوم امیر احمد صاحب نے فارسی متن سے سندھی ترجمہ کیا مسودہ تیار کیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ اسے فارسی کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں اور دیگر عربی تواریخ کی مدد سے از سر نو مرتب کیا جائے۔ اسی دوران "سندھی ادبی بورڈ" کے سکریٹری کا ایک مراسلہ موصول ہوا، جس کے ساتھ بورڈ کے رکن رکین اور میرے محترم دوست سیّد حسام الدین صاحب راشدی کی پرزور سفارش بھی شامل تھی، کہ میں اس اہم تاریخی کتاب پر نئے سرے سے تحقیق کروں، تاکہ یہ کتاب محض ترجمہ کی بجائے ایک مستقل ایڈیشن کی صورت میں شائع ہوسکے۔ چنانچہ میرے ارادے کو تقویت ہوئی، لیکن یہ کام بہت مشکل تھا اور تقریباً دو سال کی مسلسل محنت کے بعد پایہ تکمیل کو پہنچا۔ کتاب کا یہ سندھی ایڈیشن ۱۹۵۳ء میں بورڈ کی طرف سے شائع ہوا اور اس کی چھپائی اور پروف ریڈنگ کی نگرانی میں نے خود کی۔ میری رائے میں صحت اور تحقیق کے لحاظ سے "فتحنامہ" کا یہ سندھی ایڈیشن کافی مستند ھے اور وہ مورخ اور محقق جو آئندہ اس موضوع پر کام کرنا چاہیں اس کی طرف رجوع کریں۔

محترم اختر رضوی نے اسی سندھی ترجمہ سے اردو کا مسودہ تیار کیا ھے۔ ایک مشکل تاریخی کتاب کا ترجمہ کرنا آسان کام نہیں، پھر یہ ان کی پہلی کوشش تھی اس لیے اس میں تصحیح کی خاصی گنجائش تھی۔ میری استدعا ہے

Marfat.com

مولانا اعجازالحق صاحب قدوسی نے، جو سندھی ادبی بورڈ کے اسٹاف میں تھے، فارسی متن اور سندھی ایڈیشن سے مقابلہ کرکے اردو ترجمہ کی تصحیح کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے جس محنت اور مشقت سے کام لیا ہے وہ قابل قدر اور واجب تشکر ہے۔ البتہ کتاب کی طباعت چونکہ کراچی میں ہوئی اس لیے میں اس کی نگرانی نہ کرسکا۔ تاہم متن اور حواشی میں جو اغلاط رہ گئی تھیں ان کی درستی صحت نامہ میں کردی گئی ہے۔ مقدمہ اور عنوانات، نیز اسماء اور اماکن کی فہرستوں کو از سرنو مرتب کرکے حیدرآباد میں چھپوایا گیا جس سے ایک حد تک مافات کی تلافی ہوگئی ہے۔

میں اپنے فاضل استاد مولانا عبدالعزیز میمن، سابق پروفیسر و صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا رہین منت ہوں جنہوں نے میری طالب علمی کے زمانے (۱۹۴۳ء - ۱۹۴۵ء) میں بیش بہا تاریخی اور ادبی معلومات سے مستفیض فرمایا جو اس کتاب کی تحقیق میں بھی میرے لیے مشعل راہ ثابت ہوئیں۔ میں اپنے محترم رفیق اور مہربان دوست مرحوم قاضی احمد میاں اختر، سابق پروفیسر تاریخ اسلام سندھ یونیورسٹی، کا بھی شکرگذار ہوں جنہوں نے وقت بے وقت میری کاوش تحقیق کے نتائج کو غور سے سنا اور اپنے مفید مشوروں سے نواز کر میری ہمت افزائی فرمائی۔

سندھ یونیورسٹی
حیدرآباد سندھ

خادم العلم
نبی بخش

۲۶-۴-۱۹۶۳ء

Marfat.com

Marfat.com

عنوانات کی فہرست

صفحہ	عنوان
(الف)	مصحح کی طرف سے دیباچہ
(ب)	مصحح کی طرف سے مقدمہ
۱	مؤلف علی کوفی کی طرف سے کتاب کی تمہید
۷	قباجۃالسلاطین خلداللہ مُلکہ کی تعریف
۹	علی کوفی اس کتاب کی تصنیف کا سبب بیان کرتا ہے
۱۲	کتاب کا ترجمہ
۱۲	مدح ملک‌الوزراء اشرف‌الملک ضاعف جلالہ
۱۵	معذرت مصنف
۱۸	آغاز کتاب، حکایت راجہ داہر بن چچ، اور محمد بن قاسم کے ہاتھوں اس کا ہلاک ہونا
	[رائے گھرانہ]
۲۱	چچ بن سیلائج کی حاجب رام کی خدمت میں آمد
۲۴	وزارت کا چچ بن سیلائج کے حوالے ہونا
۲۵	رانی [سُونہن دیوي] کا چچ پر عاشق ہونا اور چچ کا اس کی محبت سے انکار کرنا
۲۸	دارالفنا سے ساہسی رائے کا انتقال کرنا
	[برہمن گھرانہ]
۳۱	چچ بن سیلائج کا راجہ ساہسی رائے کے تخت پر بیٹھنا
۳۳	چچ کا مہرتھ سے جنگ کرنا اور اسے مکر سے قتل کرنا
۳۶	چچ کی رانی سُونہن دیوی سے شادی
۳۷	چچ کا اپنے بھائی چندر کو شہر اروڑ میں لانا اور اس کا تقرر کرنا

Marfat.com

۳۸ چچ کا اپنے بھائی چندر کی نیابت کے بارے میں پروانے جاری کرنا

۳۹ چچ کا وزیر بدھیمن سے مملکت کے حالات اور سہیرس رائے کے ملک کی حدود دریافت کرنا

۴۰ بُدھیمَن کی تقریر

۴۱ چچ کا مملکت اروڑ کی حدود کے بارے میں فیصلہ کرنا اور حدیں واضح کرنا

۴۳ چچ کا اسکلندہ کے قلعے کی طرف جانا

۴۴ چچ کا سکہ اور ملتان کی طرف منزل انداز ہونا

۴۶ قاصد کا کشمیر سے خالی ہاتھ واپس ہونا

۴۷ چچ کا ملتان کے قلعے میں اپنا نائب مقرر کرکے آگے بڑھنا

۴۸ کشمیر کی سرحد مقرر کرکے چچ کا واپس ہونا

۵۰ لشکر کا سیوستان بجانا

۵۱ چچ کا برہمن آباد کی طرف لوہانے کے [بادشاہ] اگھم کے پاس قاصد بھیجنا

۵۳ چچ کا لوہانہ کے [حاکم] اگھم کو حاضر ہونے کے لیے فرمان بھیجنا

۵۳ چچ کا شہر بزہمن آباد آنا اور لوہانہ کے [حاکم] اگھم سے جنگ کرنا

۵۵ چچ کا فرمان

۵۶ چچ کا اگھم کی بیوی سے شادی کرنا اور اپنی بھتیجی اس کے بیٹے سر بند کی زوجیت میں دینا

۵۷ چچ کا پروہت کے پاس جانا اور اس سے حال دریافت کرنا

۶۰ چچ کا برہمن آباد واپس جانا

۶۱ چچ کا برہمن آباد میں ٹھہر کر وہاں کے باشندوں پر محصول مقرر کرنا

۶۲ چچ کا کرمان جا کر مکران کی حد واضح کرنا

Marfat.com

۶۴ چچ کا ارمابیل جانا اور وہاں محصول مقرر کرنا
۶۵ دارالحکومت اروڑ میں چندر بن سیلائج کی تخت نشینی
۶۶ سیوستان کے بادشاہ "متو" کا جانا
۶۶ سیہرس کا جواب
۶۸ سیہرس کا داہر بن چچ کے پاس قاصد بھیجنا
۷۰ چندر کا چچ بن سیلائج کے تخت پر بیٹھنا
۷۱ دہرسینہ کا اپنی بہن کو بھائیہ کے راے کے حوالے کرنے کے لیے اروڑ بھیجنا
۷۳ داہر کا بہن کے متعلق حکم پوچھنے کے لیے نجومی کے پاس جانا
۷۴ نجومی کے ارشادات
۷۴ وزیر بدھیمن کا راجہ داہر کو مشورہ
۷۶ وزیر بدھیمن کا طلسم
۷۷ داہر کا دہرسینہ کے پاس تعظیم کے ساتھ خط لکھ بھیجنا
۷۸ داہر کا خط دہرسینہ کو پہنچنا
۷۸ وزیر بدھیمن کا داہر کو روکنا
۷۹ داہر کا دہرسینہ کو خط بھیجنا
۸۰ دہرسینہ کا داہر کو گرفت میں لانے کے لیے اروڑ جانا
۸۲ دہرسینہ کی داہر کو قابو میں لانے کی کوشش کرنا
۸۳ داہر کا وزیر سے مشورہ کرنا
۸۵ دہرسینہ کا ہاتھی پر بیٹھ کر اروڑ کے قلعے میں آنا
۸۸ داہر کو دہرسینہ کی موت کی خبر ملنا
۸۹ دہرسینہ کی لاش کو جلانا
۹۰ داہر کا برہمن آباد کے قلعے کی طرف جانا
۹۱ رمل کے بادشاہ کا داہر سے جنگ کرنے کے لیے آنا
۹۲ عرب محمد علافی کا رمل کے بادشاہ سے جنگ کرنے کے لیے جانا

Marfat.com

[خلفاء راشدین]
۹۵ خلفاء راشدین سے ولید کے عہد حکومت تک کی تاریخ
۹۹ امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت
۱۰۰ ان کی جنگ کے حالات
[بنو امیہ : معاویہ بن آبی سفیان]
۱۰۱ مُعاویہ بن ابیی سُفیان کی خلافت
۱۰۵ سرحد ہند پر سِنان بن سَلَمہ بن المحبّق الہُذلّی کا تقرر
۱۰۵ سرحد ہند پر راشد بن عَمرو الجَدیدی کا تقرر
۱۰۸ [ولایت سَنان بن سلمہ]
۱۱۰ ولایت مُنذر بن جارُود بن بُشر
۱۱۰ منذر کی حکمرانی
۱۱۱ ولایت حکم بن منذر
[عبدالملک]
۱۱۲ خلافت عبدالملک بن مروان
۱۱۳ علافی اور ان کی بغاوت کا حال
۱۱۷ ولایت مُجّاعہ بن سِعر بن یزید بن حذیفہ [التمیمی]
[ولید بن عبدالملک]
۱۱۷ محمد بن ہارون بن ذراع النمری کا تقرر
۱۱۸ ان تحفوں کا ذکر جو سراندیپ سے خلیفۂ وقت کے لیے بھیجے گئے تھے
۱۲۰ حجاج کا داہر کے پاس قاصد بھیجنا
۱۲۱ حجاج کا دارالخلافہ سے اجازت طلب کرنا
۱۲۲ جیسیہ بن داہر کا نیرون سے پہنچنا
۱۲۳ بُدیل کے شہید ہونے کی خبر
[محمد بن قاسم کا تقرر]
۱۲۴ عمادالدین محمد بن قاسم [بن محمد بن حکم] بن ابی عقیل ثقفی کا تقرر

Marfat.com

۱۲۵ حجاج کا خط
۱۲۶ دارالخلافہ میں خط کا پہنچنا اور لشکر کے ہندوستان کے سفر کرنے کی اجازت ملنا
۱۲۷ حجاج کا شام کی جانب خط لکھنا
۱۲۷ جمعہ کے دن حجاج کا خطبہ دینا
[فتوحات مکران]
۱۲۸ محمد بن قاسم کو ہند اور سندھ کی طرف روانہ کرنا
۱۲۹ لشکر کا شیراز پہنچنا
۱۳۰ حجاج کا خط محمد بن قاسم کو ملنا
۱۳۰ اونٹوں کی کمک دینا
۱۳۱ محمد بن قاسم کا مکران پہنچنا
۱۳۲ محمد بن ہارون کا محمد بن قاسم کے ساتھ روانہ ہونا
۱۳۲ لشکر کا ارمابیل سے آگے بڑھنا
۱۳۳ ارمابیل کی منزل پر محمد بن قاسم کو حجاج کا خط پہنچنا
[فتح دیبل]
۱۳۴ لشکر عرب کی تیاری اور حجاج کا خط پہنچنا
۱۳۹ جَعْوَنَہ کا منجنیق سے بت خانہ کے جھنڈے کو گرانا
۱۴۱ محمد بن قاسم کا جَعْوَنَہ منجنیقی کو اپنے پاس بلانا
۱۴۴ جس برہمن کو محمد بن قاسم نے امان دی تھی اس کا آنا
۱۴۵ قبلہ نامی جیلر کو حاضر کرنا
۱۴۵ محمد بن قاسم کا ترجمان سے پوچھنا
۱۴۶ قیدیوں سے حال دریافت کرنا
۱۴۷ دیبل کے اموالِ غنیمت، غلاموں اور نقد میں سے پانچواں حصہ وصول کرنا
۱۴۷ دیبل کے لٹنے کی خبر راجہ داہر کو پہنچنا
۱۴۸ [محمد بن قاسم کا ارمابیل میں منزل کرنا]

Marfat.com

۱۴۸ راجہ داہر کا خط
۱۵۰ محمد بن قاسم کا خط راجہ داہر کے نام
[فتح نیرون]
۱۵۳ دیبل فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم کا نیرون کی طرف جانا
۱۵۴ محمد بن قاسم کو حجاج کا خط پہنچنا
۱۵۵ دیبل کی خبر اور نیرون والوں کا حجاج سے پروانا لینا
۱۵۸ محمد بن قاسم کا اپنے معتمدوں کو نیرون بھیجنا
۱۵۹ شمنی کا زادراہ اور تحفون سمیت محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہونا
[فتوحات سیوستان اور بدھیہ]
۱۶۰ سیوستان اور اس کے نواح کے فتح کرنے اور قلعہ حاصل کرنے کی خبر ء
۱۶۱ لشکر کی [اہل] سیوستان سے جنگ
۱۶۳ سیوستان کا ہاتھ آنا اور بجہرائے کا چلا جانا
۱۶۴ [مضافات کے] مُکھیوں کا کاکہ بن کوتل کے پاس آنا
۱۶۶ کاکہ [بن] کوتل کا نباتہ بن حنظلہ کے ساتھ محمد بن قاسم کی خدمت میں جانا اور بیعت کرنا
۱۶۹ حجاج بن یوسف کا دریا پار کر کے داہر سے جنگ کرنے کا حکم پہنچنا
۱۷۰ لشکر عرب کا نیرون کوٹ واپس آنا
۱۷۰ محمد بن قاسم کا خط کے ذریعہ سے حجاج بن یوسف کو حالات سے آگاہ کرنا
۱۷۵ محمد بن قاسم کے پاس حجاج کا خط پہنچنا
۱۷۹ محمد بن قاسم کے نیرون کوٹ پہنچنے کی داہر کو اطلاع ہونا
۱۸۱ محمد ابن قاسم کا نیرون کے شمنی کو خلعت پہنانا

Marfat.com

[فتح اشبہار اور مہران پار کرنے کی تیاری]

۱۸۳ مہران کی ساحلی منزل پر محمد بن قاسم کا جنگ کرنا
۱۸۴ موکو ابن وسایو کے معاہدے کی خبر داہر کو ہونا
۱۸۵ موکو [بن] وسایو کا [محمد بن قاسم سے] عہدنامہ کرنا
۱۸۷ موکو [بن] وسایو کے کہنے پر نباتہ بن حنظلہ کو بھیجنا
۱۸۷ نباتہ بن حنظلہ کا جانا اور موکو [بن] وسایو کو ٹھاکروں سمیت گرفتار کرنا
۱۸۸ محمد بن قاسم کا شامی قاصد اور مولائی اسلام کو بھیجنا
۱۸۹ شامی قاصد کا داہر کے پاس جانا
۱۸۹ داہر کا دھمکانا
۱۸۹ شامی کا پیغام ادا کرنا
۱۹۰ داہر کا وزیر سیاکر سے مشورہ کرنا
۱۹۲ علافی کا داہر کو نصیحت کرنا
۱۹۳ داہر کا پیغام
۱۹۳ محمد بن قاسم کے قاصدوں کا داہر کے پاس سے واپس آنا
۱۹۴ محمد بن قاسم کو حجاج کا خط ملنا
۱۹۸ حجاج کا خط پڑھ کر محمد بن قاسم کا ساتھیوں کو خطاب کرنا
۱۹۹ مہران کے کنارے پر داہر کا سامنے آنا
۲۰۰ شامی کا شہید ہونا
۲۰۱ [محمد بن] مصعب کا سیوستان جانا
۲۰۲ جیسیہ بن داہر کا محمد بن قاسم کے مقابلے کے لیے قلعۂ بیٹ میں آنا
۲۰۳ محمد بن قاسم ثقفی کے پاس داہر کا پیغام
۲۰۴ طیار کا واپس جانا
۲۰۵ حجاج کا خط کے ساتھ محمد بن قاسم کی پاس دو ہزار گھوڑے بھیجنا
۲۰۷ محمد بن قاسم کا حجاج کا خط پڑھنا

Marfat.com

(یا)

۲۰۷ حجاج بن یوسف کا سیرکہ بھیجنا
۲۰۷ سہران کے مغربی کنارے پر حجاج کا خط پہنچنا
[دریاے سہران عبور کرنا]
۲۱۰ محمد بن قاسم کے دریائے سہران پار کرلے کی خبر
۲۱۲ داہر کا وزیر کو جواب دینا
۲۱۳ داہر کا وزیر سے مشورہ
۲۱۳ اسلامی لشکر کے ساتھ محمد بن قاسم کے مشرقی کنارے کی طرف پار کرکے آنے کی خبر
۲۱۴ سلیمان کا جنگ پر جانا
۲۱۶ محمد بن قاسم کا دریا پار کرنے کے لیے مقام تلاش کرنا
۲۱۶ داہر کو سوکو [ابن] وسایو کی کشتیاں مہیا کرنے کی خبر ملنا
۲۱۷ راسل کو حکومت دینا
۲۱۷ داہر کے گمان کے خلاف بغاوت کی خبر آنا
۲۱۹ داہر کا نیند سے بیدار ہونا اور دربان کو کافروں کے فرار اور اسلام کی فتح کی خبر لانے پر سزا دینا
۲۲۰ عبور کرنے کے لیے پل بنانا
۲۲۰ لشکر عرب کا گذرنا
۲۲۱ داہر کو پار ہونے کی خبر ملنا
۲۲۲ داہر کا محمد علافی کو بلانا
۲۲۳ محمدعلافی کی درخواست اور داہر کا اس کو جواب دینا
۲۲۳ محمد علافی کا چلاجانا
۲۲۴ [محمد بن قاسم کا] محمد علافی کو امان دینا
۲۲۵ داہر کا علافی سے صلح کرنا
۲۲۶ محمد بن قاسم کا حجاج کے پاس خط بھیجنا
۲۲۶ حجاج کا خط محمد بن قاسم کو ملنا
[داہر سے جنگ اور فتح]
۲۲۷ داہر کا مقدمہ کے طور پر جیسینہ کو جنگ پر بھیجنا

Marfat.com

۲۲۸ داہر سے پہلے دن جنگ [اور راسل کا بیعت کرنا]
۲۳۰ راسل کا محمد بن قاسم سے معاہدہ کرنا
۲۳۲ محمد بن قاسم کا جیور کی منزل پر ٹھہرنا
۲۳۳ دوسرے دن جنگ کرنا
۲۳۴ داہر کا تیسرے دن عربوں سے جنگ کرنا
۲۳۵ چوتھے دن کی جنگ
۲۳۶ داہر کا محمدعلافی کو اپنے بیٹے جیسینہ کے ساتھ بھیجنا
۲۳۷ داہر کا چوتھے دن عربوں کے لشکر سے جنگ کرنا
۲۳۸ جمعرات کے دن جنگ کرنا
۲۳۹ دسویں تاریخ ماہِ رمضان سنہ ترانوے ہجری
۲۴۲ اسلامی لشکر کے میمنہ، میسرہ اور قلب کو ترتیب دینا
۲۴۴ محمد بن قاسم کا خطاب کرنا
۲۴۵ محمد بن قاسم کی جنگجو جوانوں کو تاکید
۲۴۶ محمد بن قاسم کا یاروں کو خطاب کرنا
۲۴۷ کچھ لوگوں کا امان طلب کرنے کے لیے آنا
۲۴۸ محمد بن قاسم کا بہراہیوں کو منتخب کرنا
۲۴۸ لشکرِ عرب کا کافروں پر حملہ کرنا
۲۴۹ شجاع حبشی کا قتل ہونا
۲۴۹ (داہر کا [شجاع] حبش سے جنگ کرنا)
۲۵۱ محمد بن قاسم کا ساتھیوں کو پکارنا
۲۵۱ محمد بن قاسم کا حملہ کرنا
۲۵۲ داہر کے قتل ہونے کی خبر
۲۵۲ عورتوں کا آواز دینا
۲۵۳ داہر کا پیچھے پلٹنا
۲۵۵ محمد بن قاسم کا منادی کرانا
۲۵۸ داہر کی بیوی لاڈی کا اپنے اسیر ہونے کا واقعہ بیان کرنا کہ وہ کیسے گرفتار ہوئی

Marfat.com

۲۶۰ محمد بن قاسم کا حجاج کے پاس داہر کے قتل ہونے اور حکومت پر قبضہ کرنے کا فتح نامہ لکھنا

۲۶۰ داہر کا سر عراق بھیجنا

۲۶۱ امیر حجاج کی کعب سے گفتگو

۲۶۵ حجاج کا اپنی بیٹی محمد بن قاسم کو دینے کی حکایت

۲۶۶ حجاج کا کوفہ کی جامع مسجد میں خطبہ دینا

۲۶۷ محمد بن قاسم کے فتح نامہ کے جواب میں خط لکھنا

[فتح راوڑ]

۲۶۸ راوڑ کے غلاموں کی خبر، جن میں سے کچھ داہر بن چچ کے عزیز تھے

۲۶۹ جیسینہ بن داہر کا غرور کے ساتھ راؤڑ کے قلعے میں مقیم ہونا اور [اس کے] جنگ کرنے کی خبر

۲۷۱ راؤڑ کا قلعہ فتح ہونا اور داہر کی بیوی مایں کا ستی ہونا

۲۷۲ بردوں، پارچہ جات اور نقدی کے اعداد کا شمار

۲۷۳ حجاج کا داہر کے سر اور اس کے جھنڈوں کو دارالخلافہ بھیجنا

۲۷۴ راؤڑ کی فتح کی خبر ملنے کے بعد حجاج کا خط

۲۷۵ جیسینہ کا برہمن آباد سے اروڑ، بھاٹیہ اور دیگر اطراف کی جانب خطوط لکھ کر بھیجنا

[فتح بہرور اور دہلیلہ]

۲۷۵ بہرور اور دہلیلہ کی جنگ اور دونوں کو فتح کرنے کی خبر

۲۷۷ دہلیلہ کے راجہ کا بھاگ جانا

۲۷۷ دہلیلہ کی فتح اور خزانے کا پانچواں حصہ دارالخلافہ کی جانب بھیجنا

۲۷۷ وزیر سیاکر کا آنا اور امان طلب کرنا

۲۷۸ سیاکر کا وزیر ہونا

Marfat.com

۲۷۹ نوبت بن ہارون کو دھلیلہ کی حکومت عطا کرنا
[فتح برھمن آباد]
۲۷۹ لشکرِ عرب کا جلوالی، آبنائے (یا جھیل) کے کنارے اترنا اور دعوتِ اسلام دینے کے لیے قاصد بھیجنا
۲۸۱ محمد بن قاسم کا یکم ماہِ رجب کو آکر اترنا
۲۸۲ موکو کے پاس معتمد آدمی بھیجنا
۲۸۲ جیسینہ کا چتور جانا
۲۸۴ [علافی کا] کشمیر کے راجہ کے پاس جانا
۲۸۵ کشمیر کے راجہ کا [علافی کو] خلعت دینا
۲۸۶ [جیسینہ کا چتور کے طرف جانا]
۲۸۸ پختہ معاھدہ کرنے کے بعد امان دینا
۲۸۸ (محمد بن قاسم کا حجاج کی خدمت میں عرضداشت بھیجنا)
۲۸۹ جیسینہ اور راجہ داھر [بن] چچ کی بیوی کا مقابلہ کے لیے کھڑا ھونا
۲۹۰ داھر کی بیوی لاڈی اور دو کنواری بیٹیوں کو گرفتار کرنا
۲۹۱ مالِ غنیمت کے اعداد اور خُمس
۲۹۱ تاجروں اور دستکاروں کو امان دینا
۲۹۱ داھر کے رشتہ دار برھمنوں کی خبر
۲۹۱ برھمنوں کا محمد بن قاسم کے پاس آنا
۲۹۲ محمد بن قاسم کا برھمنوں سے وعدہ کرنا اور امان دینا
۲۹۳ برھمنوں اور ملک کے امینوں کا تقرر کرنا
۲۹۳ تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کا اندراج
۲۹۴ مقررہ جزیہ وصول کرنے کے لیے افسروں کا تقرر
۲۹۴ برھمنوں کا درخواست کرنا
۲۹۴ برھمنوں کے لیے حکم
۲۹۴ کاموں پر مامور کرنا
۲۹۵ برھمنوں کا دلجمعی کے ساتھ مضافات میں جانا
۲۹۶ مضافات اور شہروں پر محصول مقرر کرنا

Marfat.com

۲۹۷ محمد بن قاسم کا رعایا پر مہربانی کرنا
۲۹۷ محمد بن قاسم کا اھلِ برھمن آباد کو پروانہ دینا
۲۹۸ محمد بن قاسم کا جواب
۲۹۸ محمد بن قاسم کا حجاج کو لکھنا اور جواب پہنچنا
۲۹۹ حجاج کا خط پہنچنا
۳۰۰ محمد بن قاسم کا اھلِ برھمن آباد کو امان اور پروانہ دینا
۳۰۰ محمد بن قاسم کا سیاکر وزیر کو بلانا
۳۰۳ محمد بن قاسم کا حجاج بن یوسف کے پاس خط بھیجنا
۳۰۳ حجاج کا جواب
۳۰۵ حجاج بن یوسف کا خط پہنچنا
۳۰۵ شہر کے سربراھوں میں سے چار اشخاص کو سلطنت کے استحکام کے لیے پروانۂ آزادی [عطا کرنا] [فتح اروڑ]
۳۰۸ محمد بن قاسم کے روانہ ھونے کی خبر
۳۱۲ سموں کا استقبال کے لیے آنا
۳۱۳ محمد بن قاسم کا لوھانہ سے سہتہ [علاقے] کی جانب منزل کرنا (کوچ کرنا)
۳۱۴ اھلِ اروڑ سے جنگ کرنا
۳۱۵ داھر کی بیوی لاڈی کا اروڑ کے قلعے والوں سے گفتگو کرنے کے لیے جانا
۳۱۶ داھر کی موت کے بارے میں ایک ساحرہ کا امتحان کرنا
۳۱۷ عھدِ وثیق کرکے قلعۂ اروڑ کو حوالے کرنا
۳۱۹ مزدوروں اور رعایا کا امن طلب کرنا
۳۲۰ اھلِ قلعہ کا اقرار
۳۲۱ محمد بن قاسم کا قلعے میں داخل ھونا
۳۲۱ محمد بن قاسم کا اھلِ حرب کو قتل کرنا
۳۲۲ ایک شخص کا باھر نکل کر امان طلب کرنا
۳۲۴ جیسینہ کا کیرج کی طرف جانا

Marfat.com

۳۲۷ چنگی کا جیسینہ سے نا امید ہونا
۳۲۹ دروھر کا جیسینہ کے خلاف منصوبہ بنانا اور اس کی بہن چنگی کا جیسینہ سے مکر
۳۳۰ جیسینہ کا دو ہتھیاربندوں کے ساتھ آنا
۳۳۲ جیسینہ کی مردانگی اور اس کے نام کا سبب (وجہ تسمیہ)
۳۳۳ احنف بن قیس کے نواسے رواح بن اسد کا قلعۂ اروڑ پر مامور ہونا
[فتوحات ملتان]
۳۳۵ ککسو پر فتح حاصل ہونا اور اس کا محمد بن قاسم کے پاس آنا
۳۳۶ ککسو کی مشیری
۳۳۷ محمد بن قاسم ثقفی کے ہاتھوں سکہ اور ملتان کی فتح ہونے کی خبر
۳۴۰ محمد بن قاسم کا راجہ کندا سے جنگ کرنا
۳۴۲ نقدی کی تقسیم کرنا
۳۴۴ منروی [بتخانہ]
۳۴۴ محمد بن قاسم کا دھوکہ کھانا
۳۴۵ بتخانہ کھولنا اور خزانہ حاصل کرنا
۳۴۶ محمد بن قاسم کا شہر ملتان کے رعایا سے عہد لینا
[قنوج پر حملہ کی تیاری]
۳۴۷ ابو حکیم کو دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ قنوج روانہ کرنا
۳۴۸ لشکر کا اودھاپور پہنچنا اور ابو حکیم کا زید کو [راجہ ہرچندرائے کے پاس بھیجنا]
۳۴۹ قنوج کے رائے ہرچندر کا جواب
[محمد بن قاسم کی معزولی]
۳۵۱ محمد بن قاسم کو دارالخلافہ کا پروانہ ملنا

Marfat.com

۳۰۳ محمد بن قاسم کا اودھاپور پہنچنا اور دارالخلافہ کے
پروانے کا موصول ہونا
۳۰۴ خلیفہ کا صندوق کھولنا
۳۰۴ داھر کی بیٹی چنگی کی خلیفہ ولید بن عبدالملک
سے گفتگو
۳۰۰ چنگی کی دوبارہ گفتگو
[کتاب کا خاتمہ]
۳۰۶ دعا
۳۰۶ مخلص کتاب منہاج الدین و الملک، الحضرۃ الصدر
الاجلال العالم عین الملک
[مصحح کی طرف سے تشریحات، توضیحات اور فہارس]
۳۰۹ تشریحات و توضیحات
۵۰۴ کتابیات ء
۵۶۰ فہرست رجال
۵۷۷ فہرست اماکن و اقوام

Marfat.com

مقدمہ

یہ کتاب جو عام طور پر "چچ نامہ" کے نام سے مشہور ہو گئی ہے نہ صرف سندھ کی تاریخ کے متعلق پہلی بنیادی کتاب ہے بلکہ پورے برّعظیم ہند و پاک کے تاریخی سلسلے کی سب سے پرانی کتاب ہے۔ اس میں سندھ کے قبل از اسلام کی حکومتوں کے مختصر حالات اور سنہ ۱۰ سے ۹۶ ہجری (۶۳۷-۱۴۷ع) تک ہندوستان کی شمالی مغربی سرحدوں پر اسلامی فوجوں کے ابتدائی برّی اور بحری حملوں اور آخر میں مکران اور سندھ کی اسلامی فتوحات کا مفصل اور مستند ذکر موجود ہے۔ اس وجہ سے بلحاظ قدامت یہ کتاب بڑی تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔

یہ اصل کتاب عربی زبان میں تھی، سنہ ۶۱۳ ہجری کے قریب اس کا فارسی زبان میں ترجمہ ہوا اور ہم تک اس کتاب کا صرف وہی فارسی ترجمہ پہنچا ہے، جس کے بعد پھر اس کے انگریزی اور سندھی زبانوں میں ترجمے کئے گئے ہیں۔ یوں تو اس "چچ نامہ" کے بارے میں بہت سے مصنف اس سے پہلے بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں لیکن پھر بھی اس کتاب کے یہ پہلو اب تک تحقیق طلب ہیں کہ:

(۱) اصل کتاب (عربی) کون سی تھی، کس کی لکھی ہوئی تھی اور کب لکھی گئی؟

(۲) فارسی ترجمہ کو جو ہم تک پہنچا ہے اس کی اصل عربی کتاب سے مطابقت میں جو تبدیلیاں اور اختلافات ہوئے ہیں، ان تبدیلیوں اور اختلاف کے بارے میں کیا رائے قائم کی جاسکتی ہے؟

Marfat.com

(۳) خود فارسی ترجمہ کے ترجموں اور اس کی طباعت میں غلطیوں کی کس قدر اصلاح کی گئی ہے اور کس قدر گنجائش اب تک باقی ہے؟

اس مقدمہ میں ہم انھی اہم مسائل کو قدرے حل کرنے کی کوشش کریں گے اور آخر میں اس اردو ترجمہ اور اس میں شامل کردہ تحقیقات پر روشنی ڈالیں گے۔

اصل عربی کتاب

علی کوفی کا بیان: سب سے پہلے علی کوفی کا، جو اس کتاب کا عربی سے فارسی میں مترجم ہے، اس کا اصل عربی ماخذ کے بارے میں یہ بیان قابلِ غور ہے:

میں نے سنہ ۶۱۳ (چھ سو تیرہ) میں جب کہ میری عمر اٹھاون سال کی تھی، جملہ مشاغل سے ہاتھ اٹھا کر قیمتی کتابوں کو اپنا انیس و جلیس بنایا.....جس طرح اگلے مصنف خراسان، عراق، ایران، روم اور شام کی فتوحات میں سے ہر ایک کا نظم اور نثر میں بیان لکھ چکے ہیں (اسی طرح) میں نے ہندوستان کی فتح (کے بارے میں لکھی ہوئی کتاب) (ص ۱۰) کی تلاش کے لئے نفس امّارہ کو تکلیف دی اور آچ مبارک سے اروڑ بکھر کی طرف رُخ کیا۔ کیونکہ وہاں کے امام عربوں کے خاندان اور نسل سے تھے۔ اور جب اس شہر میں پہنچا تو.....مولانا قاضی اسمٰعیل بن علی بن محمد بن موسیٰ بن طائی بن یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان بن عثمان ثقفی (ص ۱۱) سے ملاقات ہوئی۔ میرے دریافت کرنے پر انھوں نے بتایا کہ اس فتح کی تاریخ ان کے اجداد کی تحریر کردہ حجازی (عربی) زبان میں ایک کتاب (کی صورت) میں لکھی ہوئی ہے جو کہ (ہمارے خاندان میں) میراث کی حیثیت سے ایک سے دوسرے کے ورثہ میں منتقل ہوتی رہی ہے۔ مگر چونکہ یہ عربی کے حجاب

Marfat.com

اور حجازی کے نقاب میں چھپی ہوئی تھی اس لئے عجمیوں (غیر عربوں) میں مشہور نہ ہوئی، جب میں اس کتاب سے واقف ہوا تو (دیکھا کہ) یہ کتاب حکمت کے جواہروں سے آراستہ اور نصیحت کے موتیوں سے پیراستہ تھی (ص ۱۲)۔ میں نے اس کتاب کو عربی زبان سے فارسی میں منتقل کیا ہے (ص ۱۶)۔ یہ کتاب ..... ہند اور سندھ کی فتوحات کے بارے میں عرب کے عالموں اور ادیب حکیموں کی تصنیف ہے... حالانکہ زبانِ تازی اور لہجۂ حجازی میں اس کا بڑا مرتبہ تھا اور شاہانِ عرب کو اس کے مطالعہ کا بے حد شوق اور اس پر حد سے زیادہ فخر تھا لیکن چونکہ پردہ حجازی میں (پوشیدہ) تھی اور پہلوی (فارسی) زبان کی تزیین اور آرائش سے عاری تھی اس وجہ سے عجم میں رائج نہ ہو سکی (۳۰۷)۔

اس بیان سے اس کتاب کے بارے میں یہ اہم نکات واضح ہوتے ہیں کہ: (۱) جس طرح خراسان کی فتح، عراق کی فتح یا ایران اور شام کی فتوحات کے بارے میں کتابیں لکھی ہوئی تھیں اسی طرح یہ کتاب "ہند و سندھ کی فتوحات کے بارے میں تھی"، (۲) یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی تھی اور درحقیقت عرب عالموں ہی کی تصنیف تھی، (۳) وہ اصل عربی کتاب سنہ ۶۱۳ ہجری کے قریب اروڑ اور بکھر کے بڑے قاضی مولانا اسمٰعیل کے پاس تھی جو کہ عربوں کے ثقفي خاندان سے تھے اور عثمان ثقفی کے دسویں پشت میں تھے* یہ کتاب اس خاندان میں قدیم زمانے سے موجود تھی اور ایک سے دوسرے کی میراث میں منتقل ہوتی رہی، (۴) یہ کتاب مولانا قاضی اسمٰعیل کے "اجداد کی تحریر کردہ" عربی زبان میں تھی۔

---

* مولانا قاضي اسمٰعیل کے نسب نامہ کی صحت کے لئے دیکھئے آخر میں ضمیمہ۔

Marfat.com

اگر یہ کتاب ان قاضیوں کے خاندان ھی کے کسی بزرگ کی تصنیف یا تالیف ھوتی تو قاضی اسمٰعیل ضرور اس سے علی کوفی کو آگاہ کرتے لیکن علی کوفی کے بیان سے ظاھر ھے کہ یہ کتاب دراصل کچھ دوسرے "عرب عالموں" کی تصنیف تھی اور مولانا قاضی اسمٰعیل کے "اجداد" کی محض نقل کی ھوئی تھی۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ یہ کتاب دوسرے کسی مصنف یا مولف کے اصل قلمی نسخے کی پہلی نقل یا نقل کی بھی نقل تھی کہ جس کا علی کوفی نے فارسی میں ترجمہ کیا۔

سندھ کی تاریخ اور عرب مورخ: اس وقت تک کوئی بھی ایسی تاریخ معلوم نہیں ھوسکی ھے کہ جو صرف سندھ اور ھند کی ابتدائی اسلامی فتوحات کے بارے میں ھو۔ البتہ جن عرب مورخوں کی تواریخ اس وقت موجود ھیں یا جنھوں نے اپنی کتابوں میں سندھ کے عربی دور حکومت کے متعلق تھوڑے بہت حالات بیان کئے ھیں وہ یہ ھیں:

(۱) احمد بن یحیٰی بن جابر بن داؤد الکاتب البغدادی جو "البلاذری" کے لقب سے مشھور ھیں اور جنھوں نے سنہ ۲۷۹-۲۸۰ ھجری میں وفات پائی۔ بلاذری نے اپنی مشھور تاریخ "کتاب فتوح البلدان" میں ایک خاص باب "فتوح السند" (فتوحات سندھ) کے عنوان سے قلم بند کیا ھے۔

(۲) احمد بن داؤد بن وَتَنْدَ جوکہ "ابوحنیفۃ الدینوری" کے نام سے مشھور ھیں اور جنھوں نے ماہ جمادی الاول سنہ ۲۸۲ ھجری میں وفات پائی۔ ان کی تاریخ "کتاب الاخبار الطوال" میں سندھ کے متعلق کچھ مختصر حوالے موجود ھیں۔

(۳) احمد بن ابی یعقوب اسحاق بن جعفر بن وھب بن واضح الکاتب العباسی۔ "الاصبھانی"* جوکہ "الیعقوبی" کے

---

* یعقوبی وطن کے لحاظ سے اصفھان کا تھا (دیکھئے ابن الفقیہ الھمدانی کی "کتاب البلدان" ص ۲۹۰)۔

Marfat.com

لقب سے مشہور ھیں، اور جنھوں نے سنہ ۲۸۴ ھجری میں وفات پائی۔ ان کی "کتاب التاریخ کبیر" جو عام طور سے ان کے نام سے "تاریخ الیعقوبی" سے موسوم ھے۔ یہ کتاب سنہ ۲۵۲ ھجری کے واقعات پر ختم ھو جاتی ھے۔ اس تاریخ میں محمد بن قاسم کے سندھ فتح کرنے کے حالات کسی قدر تفصیل سے ملتے ھیں اور اس میں سندھ کے عرب گورنروں کے متعلق بھی چند حوالے موجود ھیں۔

(۴) ابو جعفر محمد بن جریرالطبری جو سنہ ۲۲۴ ھجری میں پیدا ھوئے اور ماہ شوّل سنہ ۳۱۰ ھجری میں وفات پائی۔ ان کی "تاریخ الرّسل والمُلوک" جسے عرف عام میں "تاریخ الطبری" کہا جاتا ھے اس میں سنہ ۳۰۲ ھجری تک کے تاریخی واقعات کا ذکر ھے۔ سندھ کی فتوحات کے متعلق بھی اس میں کچھ مختصر حالات موجود ھیں۔

مذکورہ مورخوں کے علاوہ ابن الاثیر (عزالدین ابوالحسن علی بن محمد ۵۵۵-۶۳۰ھ) کی "الکامل فی التاریخ" اور ابن خلدون (عبدالرحمان ابو زید ولی الدین ۷۳۲-۸۰۸ھ) کی تاریخ "کتاب العبر" میں بھی سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات کا تذکرہ ھے لیکن یہ دونوں مورخ بہت بعد کے ھیں اور ان کی تاریخوں میں جو مواد ھے وہ پچھلی تواریخ سے خصوصاً بلاذری اور طبری سے ماخوذ ھے اسی وجہ سے مذکورہ چاروں مورخوں کی تاریخیں نسبتاً اصولی اور بنیادی حیثیت رکھتی ھیں۔

ان مورخوں کے سال وفات (۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۴، ۳۱۰ھ) سے معلوم ھوتا ھے کہ انھوں نے تیسری صدی ھجری میں اپنی تاریخیں لکھیں۔ سندھ اور ھند کی ابتدائی فتوحات پہلی صدی ھجری (۱۵-۹۶ ھجری) میں وقوع پذیر ھوئی۔ اس کے یہ معنی ھوئے کہ ان مورخوں اور سندھ کی ابتدائی فتوحات کے درمیان ایک صدی سے بھی کچھ زیادہ کی مدت

Marfat.com

حائل تھی۔ اسی وجہ سے انھوں نے یہ حالات اپنے سے پہلے کے مورخوں یا ان کی کتابوں سے اخذ کئے ہوں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہند اور سندھ کی فتوحات کے متعلق ان چاروں مورخوں کے ماخذ کیا تھے؟

عرب مورخوں کا اہم ماخذ المدائنی: چونکہ ابوحنیفہ الدینوری کی "کتاب الاخبار الطوال" میں سندھ کی فتوحات کے بارے میں کوئی اہم حوالہ نہیں ہے اس لئے ہم بلاذری، یعقوبی اور طبری کے حوالوں کے متعلق معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔

بلاذری: بلاذری نے اپنی تاریخ "فتوح البلدان" میں جن مورخوں اور راویوں سے تاریخی واقعات نقل کئے ہیں ان میں ابوالحسن علی بن محمد المدائنی کا نام خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ زیادہ تر مواد انہی سے منسوب ہے۔ سندھ کی فتوحات کے حالات تو خاص طور پر اسی کے حوالے سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف واقعات اور حالات کے بارے میں بلاذری نے کم از کم ۲۵ بیانات ایسے قلم بند کئے ہیں کہ جو اس نے خود براہ راست ابوالحسن مدائنی کی زبانی سنے (۱) اور ۲۱ دوسرے بیانات۔ مدائنی سے منسوب کرکے شامل کئے جو شاید اس نے بلاذری کی مختلف کتابوں سے نقل کئے (۲)۔

---

(۱) بلاذری نے ایسے بیانات کے لئے حدثنی، حدثنا، اخبرنی یا اخبرنا کے الفاظ کے ساتھ مدائنی کا نام لیا ہے۔ دیکھئے "فتوح البلدان" (مطبوعہ یورپ) صفحات ۹، ۱۱، ۱۳، ۳۵، ۵۶، ۷۳، ۷۷، ۲۷۷، ۲۸۰، ۲۸۱، ۳۰۰، ۳۱۱، ۳۲۳، ۳۲۷، ۳۳۶، ۳۴۲ (دو روایتیں)، ۳۵۳، ۳۵۶، ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۹۲، ۴۳۱، ۴۳۸ اور ۴۶۴۔

(۲) ایسے بیانات سے پہلے "قال" یا "فی روایۃ" کے الفاظ کے بعد مدائنی کا نام لیا ہے۔ دیکھئے فتوح البلدان (مطبوعہ یورپ) صفحات ۷، ۴۷، ۱۲۸، ۲۱۹، ۲۴۰، ۲۴۷، ۳۳۷، ۳۴۴، ۳۵۴، ۳۵۸، ۳۵۹ (دو روایتیں)، ۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۷، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۸۲، ۴۳۸، ۴۶۵ اور ۴۶۸۔

Marfat.com

"فتوح السند" یعنی سندھ کی فتوحات کے باب کی ابتدا ھی اس طرح ھوتی ھے: اخبرنا علی بن محمد عبداللہ بن ابی سیف۔ الخ (۱)۔ یعنی ھمیں علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف نے خبر دی۔ یہاں ابتداھی میں بلاذری نے ابوالحسن المدائنی کا پورا نام لیا ھے اور گمانِ غالب ھے کہ یہ سارا باب بلاذری نے خود مدائنی کی زبانی سنا اور اپنی کتاب میں قلم بند کیا۔ مندرجہ ذیل دلائل ھمارے اس قیاس کی تائید کرتے ھیں:

(۱) باب کی ابتداھی مدائنی کے ذاتی نام کی سند سے ھوتی ھے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے راوی کا نام نہیں لیا گیا۔

(۲) باب کے شروع میں جس پہلے واقعہ کا ذکر ھے وہ حضرت عمر رضہ کے دورِ خلافت میں، عمان اور بحرین کے گورنر عثمان بن ابی العاص کی طرف سے، ۱۵ ھجری میں اس کے بھائیوں حکم اور مغیرہ کی سرکردگی میں دیبل، بھڑوچ اور تھانہ کی چڑھائی اور فتوحات کا واقعہ ھے۔ اگر مدائنی کی سند اور زبانی بیان کا تعلق صرف اس واقعہ تک ھوتا تو اس کے بعد دوسرے واقعہ (حضرت عثمان غنی رضہ کی خلافت میں محاذ ھند کے سرگرمیوں) یا اس کے بعد تیسرے واقعہ (حضرت علی رضہ کی خلافت میں اس محاذ کی فتوحات) کے متعلق بلاذری ضرور کسی دوسرے راوی کی سند پیش کرتا جو کہ اس کا اصولی دستور ھے۔ لیکن باب کے شروع میں مدائنی کا نام لینے کے بعد بلاذری بغیر کسی دوسری سند کے واقعات کا مسلسل ذکر کرتا چلا گیا ھے۔

(۳) اس باب میں بلاذری نے جہاں بھی بعض دوسرے راویوں کی روایتیں نقل کی ھیں وہ صرف جملہ معترضہ کے

---

(۱) ایضاً ص ۴۳۱۔

Marfat.com

طور پر اس بیان کی تصدیق، تکمیل یا اس سے اختلاف واضح کرنے کے لئے شامل کی ہیں جسے وہ بحوالۂ مدائنی نقل کرتا رہا ہے (۱)۔ پورے باب میں اصولی طور پر وہی بیان مسلسل چلا گیا ہے کہ جو ابتدا ہی سے ابوالحسن مدائنی کی زبانی شروع ہوتا ہے جس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ بلاذری کے اس پورے باب "فتوح السند" کا اصل راوے اور مؤلف مدائنی ہے۔

یعقوبی نے فتوحات سندھ کے متعلق دیئے ہوئے بیانات میں مدائنی کا نام سند کے طور پر نہیں استعمال کیا ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل دلائل کے بنا پر کافی وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سندھ کے واقعات کے متعلق یعقوبی کا خاص ماخذ مدائنی ہی ہے۔

۱۔ فتوحات سندھ کے بارے میں یعقوبی کے بیانات اصلی طور پر بالکل وہی ہیں کہ جنھیں بلاذری نے "فتوح السند" کے باب میں مدائنی کی زبانی نقل کیا ہے۔ البتہ اختصار کی وجہ سے یعقوبی نے کچھ باتیں حذف کردی ہیں اور اس کے ساتھ بعض چند ضعیف روایتوں کا اضافہ کردیا ہے۔

---

(۱) ایسی کل ۱۲ روایتیں ہیں جن پر غور کرنے سے ہمارے اس خیال کی پوری تائید ہوتی ہے۔ مثلاً: (۱) ص ۴۳۷ پر دیبل کے بتخانہ کا ذکر کرنے کے بعد تصدیق کے طور پر محمد بن یحییٰ کی روایت اور منصور بن حاتم کا زبانی بیان درج کیا گیا ہے جس نے بلاذری کے دنوں میں خود اس بتخانہ کے کھنڈر کو دیکھا تھا۔ اسی طرح ص ۴۳۸ پر تصدیق کے لئے منصور بن حاتم کا بیان نقل کیا ہے جس نے داہر اور اس کے قاتل کی تصویریں بھڑوچ اور دیبل میں دیکھیں۔ (۲) اس بیان کی تکمیل کے طور پر ص ۴۳۷ پر محمد بن قاسم کے صلح کے ذریعہ ہیرون فتح کرنے کی روایت نقل کی ہے مگر اس میں کسی دوسرے راوی کا نام نہیں آیا بلکہ صرف "قالوا" (یعنی کہتے ہیں) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۹)

Marfat.com

۲- یعقوبی نے اپنی تاریخ میں اختصار سے کام لیا ھے اور اسناد کا سلسلہ اکثر نظرانداز کردیا ھے حالانکہ ان واقعات کے بارے میں بیانات بالکل وھی ھیں کہ جو دوسری تاریخوں میں مدائنی کی سند سے نقل کئے گئے ھیں۔ مثلاً یعقوبی (جلد ۲ ص ۲۷۸) میں امیر معاویہ کا عبداللہ بن سوار کو "چار ھزار" کے ساتھ مکران پر فوج کشی کے غرض سے روانہ کرنے کا ذکر کیا ھے۔ یہی بیان ھوبہو فتح نامہ (ص ۱۰۲) پر چار ھزار کی فوج کے ذکر کے ساتھ ابوالحسن مدائنی کی روایت سے مذکور ھے۔

(۳) یہ بھی ثابت ھے کہ یعقوبی، مدائنی سے واقف تھا کیونکہ اس نے اپنی تاریخ (جلد ۲ ص ۴) میں مدائنی کا ذکر کیا ھے۔

طرح "قالوا" ("کہتے ھیں") سے شروع کرکے ص ۴۳۹ پر محمد بن قاسم کی طرف سے حجاج کے پاس بھیجے ھوئے سونے اور نقدی کا ذکر ھے۔ ص ۴۴۶ میں اس بیان کی تکمیل کی خاطر اس نے اپنے ھمعصروں منصور بن حاتم کا بیان (فضل بن ماھان کے متعلق) اور ابوبکر کا بیان (عسیفان کے حکم کے بارے میں) دیا ھے۔ (۳) اس بیان سے اختلاف ظاھر کرنے کر لئے ص ۴۳۳ اور ص ۴۳۸ پر "وقال" کے لفظ سے جملہ ھائے معترضہ کے طور پر ابن الکلبی کے بیانات دیئے ھیں جس میں سے ایک میں اس نے مکران کے فاتح کا نام "حکم ان جبلہ" اور دوسرے میں داھر کے قاتل کا نام "قاسم بن ثعلبہ" بیان کیا ھے۔ اسی طرح صفحات ۴۳۴-۴۳۶ اور ۴۴۲ پر بھی اس بیان سے اختلاف ظاھر کرنے والوں کی آراء بھی شامل کی ھیں لیکن ان آراء کو ضعیف سمجھ کر انھیں "قال قوم" (کچھ لوگ کہتے ھیں)، "قال بعضھم" (بعضوں کا کہنا ھے) اور "وقیل" (کہا جاتا ھے) کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا ھے۔

بھرحال یہ جملہ روایتیں مدائنی کے بیان کی تصدیق یا اس کی مزید تکمیل یا پھر اس سے اختلاف ظاھر کرنے کے لئے نقل کی گئی ھیں۔

Marfat.com

ابـو جعفر طبری: اس نے اپنی ضخیم تاریخ میں ابوالحسن مدائنی سے بالواسطہ بہت کچھ نقل کیا ہے۔ اس کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم از کم پانچسو روایتیں مدائنی کی سند سے اس کی کتاب میں مذکور ہیں (۱)۔ خراسان کے جملہ حالات، شروع سے آخر تک زیادہ تر مدائنی کی روایت سے منقول ہیں، یہاں تک کہ پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے مدائنی کی پوری کتاب "فتوح خراسان" کو اپنی کتاب میں سمولیا ہے، اسی طرح عراق کی فتوحات اور نظام حکومت کے بارے میں بھی اکثر حالات مدائنی کی روایتوں سے نقل کئے گئے ہیں اور غالباً مدائنی کی کتاب "فتوح العراق" کو بھی طبری نے پوری طرح استعمال کیا ہے۔ البتہ خاص مشرقی ممالک جیسے کہ کرمان، سجستان اور مکران کی فتوحات، جو سندھ کی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں، ان کے حالات مدائنی کے بجائے (جس نے ان ممالک کی فتوحات پر مستقل کتابیں لکھیں تھیں) دوسرے راویوں کی روایتوں کے ذریعے نقل کئے ہیں (۲)۔

سندھ کی فتح، اس کے بعد سندھ کے گورنروں یا سندھ کے بارے میں دوسرے بالواسطہ اشاروں کے متعلق طبری نے تقریباً چالیس حوالے دیئے ہیں جن میں سے اکثر مختصر ہیں اور بغیر سند کے دیئے گئے ہیں۔ کل تقریباً ایسے ۹ حوالے ہوں گے جو کہ اسناد کے ساتھ ہیں (۳)۔ ان میں سے

---

(۱) ہمارے شمارے کے مطابق طبری نے اپنی تاریخ میں ۵۰۳ مرتبہ مدائنی کا نام لیا ہے۔

(۲) مثلاً دیکھئے طبری جلد ۱ ص ۲۷۰۵، ۲۷۰۷ اور ۲۷۰۸ جن میں سجستان، کرمان اور مکران کی فتوحات کی روایتیں اس طرح بیان کی گئی ہیں: کتب ابوالسری عن شعیب عن سیف عن محمد و طلحة و المهلب و عمر و قالوا۔الخ۔

(۳) دیکھئے طبری ۱۸۳۹X۲، ۱۹۴۶X۲، ۱۹۷۹X۲، ۱۴۹X۳، ۲۸۲X۳، ۳۵۹-۳۶۰X۳، ۳۶۳X۳، ۴۰۹X۳، ۱۲۳۳X۳-

Marfat.com

ایک حوالہ منصور بن جمہور کے سندھ میں بھاگ کر آنے کے متعلق مدائنی کی روایت سے دیا گیا ہے(۱)۔ اس کے علاوہ مدائنی کے شاگرد، عمر کی وساطت سے ایک خاص بیان طبری نے مدائنی کی روایت سے نقل کیا ہے (قال عمر قال علی و اخبرنا ابو عاصم الزیادی عن الهلواث الکلبی قال کنا بالهند مع محمد بن قاسم۔ الخ ۔ ۲X۱۲۷۵) جس کا اصل راوی ہندوستان میں محمد بن قاسم کے ساتھ تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سندھ کے متعلق مدائنی کی روایتوں سے طبری بخوبی واقف تھا۔

فتوحاتِ سندھ کا اولین مصنف "المدائنی" اس کا پورا

نام "ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف المدائنی" ہے اور وہ شمس بن عبد مناف کی خاندان کے عبدالرحمٰن بن سمرہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ تقریباً سنہ ۱۳۵ ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس کے بعد وہاں سے منتقل ہوکر شہر "مدائن" میں جا بسا اور "المدائنی" کی نسبت سے مشہور ہوا۔ پھر بغداد میں سکونت پذیر ہوا جہاں غالباً سنہ ۲۲۴/۲۲۵ ہجری میں اس نے وفات پائی(۲)۔

مدائنی تاریخ۔ اسلام کے واقعات کا بڑا ماہر تھا۔خصوصاً خلافتِ اسلامیہ کے مشرقی ممالک، جیسے کہ عراق، خراسان، بحرین، عمان، کرمان، سجستان، کابل، زابلستان، مکران اور سندھ وغیرہ کی اسلامی فتوحات کا اسے مفصل اور مکمل علم تھا۔ چنانچہ ان کے متعلق اس نے مندرجہ ذیل کتابیں

---

(۱) تاریخ طبری ۳X۱۹۷۹ جس پر مدائنی کی روایت اس طرح بیان کی گئی ہے: ذکر علی بن محمد بن عاصم بن حفص التمیمی وغیرہ حدثوہ۔ الخ۔

(۲) اس کے مفصل حالات کے لئے دیکھئے فہرست ابن ندیم (طبع یورپ) ص ۱۰۰-۱۰۳، یاقوت کا معجم الادباء (گب میموریل) ۵X۹۲۰-۳-۸-۳، تاریخ بغداد (قاہرہ) نمبر (۶۴۳۸) ج ۱۲ ص ۵۴، انساب السمعانی (المدائنی)، شذرات الذہب (قاہرہ) ۲X۵۴، مروج الذہب (پیرس) ۷X۱۸۱-۲-

Marfat.com

تصنیف کیں : کتاب فتوح العراق، کتاب فتوح خراسان، کتاب فتح الاُبُلّة، کتاب عمان، کتاب امرالبحرین، کتاب کرمان، کتاب فتوح سجستان، کتاب کابل وزابلستان، کتاب فتح مکران، کتاب ثغرالهند اور کتاب عمال الهند (۱)۔

مدائنی کی ان تصنیفات کا براہِ راست یا بالواسطہ سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات سے تعلق ہے۔ عراق کے فتح ہو جانے سے وہاں مضبوط فوجی مرکز کی بنیاد پڑی جس سے پھر سندھ اور دوسرے مشرقی ممالک کی فتوحات میں سہولت پیدا ہوئی۔ اسی طرح بصرہ کے قریب قدیمی بندرگاہوں "ابلہ"، "عمان" اور "بحرین" کی فتوحات سے مسلمانوں کی بحری طاقت وجود میں آئی اور دیبل، بھڑوچ اور تھانہ پر بحری حملے کرنے میں آسانی ہوئی، اور اسی طرح کرمان اور سجستان کی فتوحات کی وجہ سے اسلامی فوجیں ہندوستان کی شمالی مغربی سرحد کی طرف بڑھیں۔ چنانچہ پہلے مکران، زابلستان اور کابل (مشرقی افغانستان) وغیرہ تسخیر ہوئے۔ اس کے بعد ادھر سے سندھ اور ہندوستان کے کچھ علاقے فتح ہوئے۔ مدائنی کی تین کتابیں ۱۔ کتاب فتح مکران، ۲۔ کتاب ثغرالهند (هند یعنی محاذ سندھ) اور ۳۔ کتاب عمال الهند (هند یعنی سندھ کے گورنر)، خاص طور پر براہِ راست سندھ کی فتوحات اور یہاں کے عربی حکمرانوں کے متعلق ہیں۔

اس کے علاوہ مدائنی کی ایک اور تصنیف "کتاب اخبار ثقیف" ہے۔ جس میں ثقفی خاندان کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ سندھ کی فتوحات کے سلسلے میں ثقفی خاندان بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی خاندان کے ایک فرد عثمان بن ابی العاص ثقفی نے سنہ ۱۵ ہجری میں سب سے پہلے اپنے دو بھائیوں حکم اور مغیرہ کی سرکردگی میں دیبل، تھانہ اور بھڑوچ کی بندرگاہوں پر بحری فوجیں روانہ کیں۔ اس کے بعد

---

(۱) دیکھئے فہرست ابن ندیم ص ۱۰۳ اور معجم الادباء ۵X۳۱۵-۳۱۶۔

Marfat.com

حجاج اور محمد بن قاسم بھی اسی ثقفی خاندان کے افراد تھے کہ جن کی شجاعت، ہمت، دلیری اور حکمت عملی سے سندھ فتح ہوا۔ مدائنی نے "کتاب فتوح خراسان" میں خاص طور پر خراسان کے گورنر جنید بن عبدالرحمان المُرّی کے حالات لکھے ہیں (۱)۔ یہ جنید پہلے ۵ یا ۶ سال (۱۰۵-۱۱۱ھ) میں سندھ کا گورنر رہ چکا تھا اور یہاں بڑی فتوحات حاصل کیں تھیں اور غالباً اس کی اسی شہرت کی وجہ سے اسے سندھ سے تبدیل کرکے خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا۔ جہاں وہ اپنی وفات (محرم ۱۱۶ھ) تک بدستور حکمران رہا۔

مدائنی کی مذکورہ تصانیف پر غور کرنے سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ وہ خلافتِ اسلامیہ کے مشرقی ممالک کی فتوحات اور تاریخ سے پوری طرح باخبر تھا۔ خاص طور پر محاذِ ہند یعنی فتوحات مکران اور سندھ اور وہاں کے عرب گورنروں کے حالات کا اسے کماحقہ علم تھا اور ان پر اس نے علٰحدہ علٰحدہ کتابیں لکھیں۔ اس کے علاوہ جن خاص شخصیتوں کا سندھ کی فتوحات سے تعلق تھا ان کے حالات سے بھی وہ پوری طرح واقف تھا۔ اس نے ان کو بھی اپنا موضوع بنایا، اور ان پر بھی کتابیں لکھیں۔

فتحنامہ کی بنیاد مدائنی کی روایتوں پر:۔ مذکورہ

تحقیق سے یہ حقیقت واضح اور صاف طور پر سامنے آتی ہے کہ ہر لحاظ سے مدائنی ہی سندھ کی فتح اور تاریخ کا پہلا مورخ یا مصنف ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہند، سندھ اور مکران کی فتوحات کا بھی وہی تنہا مورخ اور راوی ہے کیونکہ ان واقعات کے سلسلہ میں عربی تواریخ میں کسی دوسرے ایسے مورخ کا حوالہ نظر نہیں آتا کہ جس نے پوری طرح ان ممالک کی تاریخ پر توجہ مرکوز کی ہو یا ان موضوعات

---

(۱) فہرست ابن ندیم، ص ۱۰۳۔

Marfat.com

پر کوئی کتاب لکھی ہو۔ مکران اور سندھ کی فتوحات کے جو حالات ہم تک پہنچے ہیں ان کا ذریعہ صرف مدائنی ہی ہے، اور ان ممالک کی اسلامی فتوحات کی تاریخ کے متعلق بلاذری، یعقوبی اور طبری کے بیانات زیادہ تر مدائنی کی روایتوں پر مبنی ہیں۔ اسی طرح سندھ کی فتوحات کے متعلق جو بنیادی حقایق اور واقعات قدیم عرب مورخوں کے توسل سے ہم تک پہنچے ہیں وہ بھی زیادہ تر مدائنی ہی کی روایتوں سے متعلق ہیں۔ لہٰذا اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ "فتحنامہ سندھ" جو کہ اصل میں عربی میں تھا اور جس میں سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات کا ذکر ہے اس کا مدار زیادہ تر مدائنی کی تصانیف اور روایتوں پر ہے۔ ہمارے اس خیال کی مزید تائید مندرجہ ذیل دلائل سے بھی ہوتی ہے۔

۱۔ پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ قدیم عربی تواریخ میں بلاذری کی تاریخ "کتاب فتوح البلدان" میں ہی سندھ کی ابتدائی اسلامی فتوحات کے واقعات دوسری تمام تاریخوں کے مقابلہ میں زیادہ تفصیل سے ملتے ہیں کیونکہ اس میں ۱۰ صفحات (۴۳۱-۴۴۸) کا ایک پورا باب بلاذری نے "فتوح السند" کے عنوان سے قلم بند کیا ہے۔ اس باب کی مذکورہ روایتوں کا تجزیہ کرنے سے بھی یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ اس کا اصل راوی اور مصنف مدائنی ہی ہے۔

اس باب کے متن اور مواد پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ :(۱) اس کی ابتدا حضرت عمر کے عہد خلافت میں عمان سے سندھ اور ہند کی بندرگاہوں (دیبل، بھڑوچ اور تھانہ) پر کئے گئے پہلے بحری حملے کی فتوحات کے واقعات سے ہوتی ہے، یعنی کہ یہ باب محاذ ہند (سندھ اور ہند) کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ (۲) اس کے بعد حضرت عثمان رض

Marfat.com

کے عہد خلافت سے لے کر عبدالملک کے دور تک، مکران پر اسلامی لشکر کی جنگوں اور فتوحات کے حالات مذکور ہیں یعنی یہ واقعات مکران کی فتوحات سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۳) پھر ولید کے دور میں محاذ ہند اور سندھ کا ذکر، عبیداللہ بن نبہان اور بدیل کی دیبل پر فوج کشی کے واقعات سے شروع ہوتا ہے، اور یہ حصہ محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھ کی مکمل فتح اور ہند کے کچھ حصوں کی فتوحات کے واقعات پر ختم ہوتا ہے۔ (۴) اس کے بعد سلیمان کے دورِ خلافت سے سندھ اور ہند کے عرب گورنروں کا ذکر شروع ہوتا ہے جو کہ معتصم کی خلافت کے بعد عمر بن عبدالعزیز الہباری کے سندھ پر قبضہ کرنے کے واقعات پر ختم ہوتا ہے۔

باب "فتوح السند" کے متن اور مواد کے مذکورہ بالا جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ بلاذری نے اس باب کی روایتوں میں مدائنی کی تین کتابوں ۱۔ "کتاب ثغرالھند" ۲۔ کتاب فتح مکران اور ۳۔ کتاب عمال الھند کو جمع کردیا ہے۔ یہ بات اس لئے بھی قرینِ قیاس ہے کہ بلاذری نے سنہ ۲۷۹/۸۹۲ ہجری میں وفات پائی اور مدائنی ۲۲۵ ہجری میں یعنی بلاذری سے ۵۵ سال پہلے فوت ہوا، جس کے یہ معنے ہوئے کہ جب بلاذری نے اس باب کی روایتیں مدائنی کی زبانی سنی ہوں گی اس وقت مدائنی کافی بوڑھا ہوچکا ہوگا اور مذکورہ تینوں کتابیں اس سے بہت پہلے تصنیف کرچکا ہوگا۔ اس وجہ سے زبانی روایت میں سندھ کی فتوحات کے متعلق اس نے بلاذری کو غالباً اپنی انھی تصانیف کا ماحصل بیان کرکے سنایا ہوگا۔ بلاذری کو بھی چونکہ اجمال مدنظر تھا اس لئے اس نے اپنی کتاب میں مدائنی کی روایتوں کا اختصار قلم بند کیا ہے۔

"فتحنامہ" کا وہ حصہ جو اسلامی تاریخ سے متعلق ہے،

Marfat.com

اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاذری کے باب "فتوح السند" کا سارا مواد ترتیب وار اس میں شامل ہے مثلاً صفحہ ۹۰/[۷۲] پر اس کی ابتداھی بلاذری کی باب کی طرح، حضرت عمر کی خلافت میں عمان کے گورنر کی جانب سے ہند اور سندھ کی بندر گاھوں (دیبل، بھڑوچ اور تھانہ) پر بحری فوج کشی کے واقعہ سے ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد حضرت عثمان کی خلافت سے لے کر عبدالملک کے عہد تک اسلامی فوجوں کی مکران پر فوج کشی اور فتوحات کے واقعات بالکل بلاذری کے سلسلے کے مطابق دیئے گئے ہیں۔ پھر اس کے بعد ولید کے زمانے میں محاذ ہند و سندھ کا ذکر، دیبل پر عبیداللہ بن نبہان اور بدیل کی بحری فوج کشی سے شروع ہوکر محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھ کی فتح کے مفصل بیانات پر ختم ہوتا ہے۔ البتہ محمد بن قاسم کے بعد جو عرب گورنر سندھ میں حکمران ہوئے، فتحنامہ میں ان کا کوئی ذکر ہمیں نہیں ملتا، اس کے یہ معنے ہوئے کہ فتحنامہ میں مدائنی کی صرف دو کتابوں، کتاب ثغرالھند اور کتاب فتح مکران کا مواد شامل ہے لیکن اس کی تیسری کتاب، عمال الھند کا مواد شامل نہیں ہے۔

فتحنامہ کی داخلی شہادتوں سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس میں مدائنی کی دونوں کتابیں، کتاب ثغرالھند اور کتاب فتح مکران مکمل طور پر شامل ہیں۔ مندرجہ ذیل دلائل ہمارے اس قیاس کو مزید تقویت دیتے ہوں۔

الف۔ بلاذری نے "باب فتوح السند" میں مدائنی کے حوالے سے جو واقعات اختصار کے ساتھ قلم بند کئے ہیں فتحنامہ میں بھی وھی واقعات اسی ترتیب سے لیکن زیادہ تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ بلاذری کے اس باب میں مدائنی کی تینوں کتابیں شامل ہیں اور فتحنامہ میں غالباً صرف دو کتابیں فتح مکران اور ثغرالھند شامل ہیں

Marfat.com

لیکن اپنی پوری روایتوں کے ساتھ جس کی وجہ سے اس میں جملہ واقعات کی تفصیل موجود ہے۔ اس کے علاوہ باب "فتوح السند" اور فتحنامہ کے مشترکہ بیانات میں صرف اصولی نہیں بلکہ جزئیاتی مطابقت بھی موجود ہے مثلاً فتحنامہ میں (ص ۱۴۰) پر بیان کیا گیا ہے کہ دیبل پر حملہ کرنے کے موقع پر حجاج کا خط پہنچا جس میں ہدایت تھی کہ "مناسب یہ ہے کہ سورج کی طرف پیٹھ رکھو تا کہ دشمن کو اچھی طرح دیکھ سکو"۔ یہ الفاظ بلاذری کی عبارت (ص ۴۳۷) میں دیئے گئے حجاج کے حکم "ولتکن مما یلی المشرق" کے عین مطابق ہیں۔ فتحنامہ (ص ۲۰۷) میں مذکور ہے کہ محمد بن قاسم نے حجاج کو سرکہ بھیجنے کے لیے لکھا، اور یہ انتظام کرنے کے لیے حجاج کے حکم سے دُھنکی ہوئی روئی کو سرکہ میں بھگو کر خشک کیا گیا۔ بلاذری (ص ۴۳۶) کی عبارت بھی اس کے مطابق ہے کہ "وعمد الحجاج الی القطن المحلوج، فنقع فی الخل الخمر الحاذق"۔ پہلا مجاہد جو کہ دیبل کے قلعہ کی فصیل پر چڑھا اس کا نام بھی بلاذری اور فتحنامہ کے بیانات میں ایک ہے (دیکھیے فتحنامہ ص ۴۴۷-نوٹ ۱۰۰) داہر کے قاتل کے بارے میں بھی فتحنامہ اور بلاذری کے بیانات میں مطابقت ہے (دیکھئے فتحنامہ ص ۴۸۰ نوٹ ۲۶۶) ان جزئیاتی مطابقتوں سے ظاہر ہے کہ فتحنامہ کے تفصیلی بیانات مدائنی کی روایتوں کے مطابق ہیں جنھیں بلاذری نے مدائنی کی زبانی اپنے باب فتوح السند میں قلم بند کیا ہے۔

ب۔ دوسرے یہ کہ بلاذری کو مدائنی نے خود اپنی زبان سے ان فتوحات کے واقعات سنائے ہیں اسی وجہ سے "باب فتوح السند" کے شروع میں بلاذری اس کا نام بطور سند کے پیش کیا ہے اور اس کے بعد وہ واقعات کو مسلسل نقل کرتا گیا ہے یہاں تک کہ داہر کے قتل کے بعد (ص ۴۳۸)

Marfat.com

پھر اس نے اپنے اس بیان کی دوبارہ تصدیق کے لیے مدائنی کا نام لیا ہے۔ اور چونکہ یہ سارا بیان بلاذری نے مدائنی کی زبانی سنا اور نقل کیا ہے اس لیے اسے بار بار ہر واقعہ اور موقعہ پر اس کا نام دُہرانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

قدیم عرب مورخوں کا دستور تھا کہ اپنی تصانیف میں اکثر ہر نئے بیان سے پہلے اپنا نام دینے کے بعد اپنے سلسلۂ اسناد (یعنی ان راویوں کے نام کہ جن کے توسل سے مصنف تک اس بیان یا واقعہ کی روایت پہنچی ہو) درج کرتے تھے اس کے بعد ہی پھر وہ بیان یا واقعہ پیش کرتے تھے۔ مورخ ابوجعفر طبری نے اپنی تاریخ میں خاص طور پر اس رسم کی پابندی کی ہے اور وہ ہر نیا واقعہ قلم بند کرنے سے پہلے لکھتا ہے کہ "قال فلان ... حدثنی فلان قال حدثنی فلان" (یعنی فلاں نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے فلاں سے یہ سنا جس سے فلاں نے یہ ذکر کیا)، یا "حدثنی" (مجھ سے بیان کیا) کی بجائے "عن" (فلاں سے بیان کیا) کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ غرض اس طرح خود مصنف کی کتاب میں اکثر بار بار خود مصنف اور اس کے استاد راویوں کا ذکر ملتا ہے۔

فتحنامہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانے کے دستبرد کی وجہ سے یا غالباً فارسی مترجم علی کوفی کی بے احتیاطی کی وجہ سے، مختلف روایتوں کی اسناد کو یا تو ناقص حالت میں قلم بند کیا گیا ہے یا بالکل حذف کر دیا گیا ہے، لیکن پھر بھی مدائنی کے نام سے اس کے اسناد کے ساتھ فتحنامہ میں پوری ۱۳ واضح روایتیں (۱) موجود ہیں دو، دوسری روایتیں (ص ۲۲۵، ۲۲۸) پر "محمد بن حسن

---

(۱) دیکھئے صفحات ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۲۵، ۱۲۷، (دو روایتیں) ۱۳۷، ۲۱۷، ۲۵۲، ۳۱۳، ۳۳۴، ۳۴۴، اور ۳۴۵، مدائنی کا ابوالحسن یا علی بن محمد تحریر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اور "محمد بن ابوالحسن" مدنی کے ناموں سے بیان کی گئی ھیں یہ دونوں بھی غالباً مدائنی ھی کی روایتیں ھیں۔ اور اس کے نام "ابوالحسن علی بن محمد" کو سھواً غلط لکھا گیا ھے (۱) دوسری آٹھ روایتیں ایسے اشخاص کے نام سے دی گئی ھیں، جن سے دوسری روایتیں خود فتحنامہ میں مدائنی کی زبانی نقل کی گئیں ھیں (۲) جس سے یہ نتیجہ نکلتا ھے کہ یہ آٹھ روایتیں بھی یقینی طور پر مدائنی ھی کے ذریعہ حاصل ھوئی ھیں لیکن ان کی ابتدا میں مدائنی کا نام حذف ھو گیا ھے۔ چنانچہ اس لحاظ سے فتحنامہ میں کل ۲۳ روایتیں مدائنی کی تسلیم کی جا سکتی ھیں۔ اس کے بعد باقی ماندہ روایتیں کل ۱۴ بچتی ھیں جو کہ دوسرے راویوں کے ناموں سے منسوب ھیں اور گمان غالب ھے کہ ان روایتوں میں سے بہتوں کی اسناد کے شروع کے حصے حذف ھیں اور ممکن ھے کہ ان میں سے بھی بعض مدائنی ھی کے ذریعہ

---

(۱) دیکھئے فتحنامہ کے آخر میں ص ۴۷۶ کا حاشیہ ۲۲۸/[۱۶۴]۔
(۲) مثلاً صفحات ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۵، پر تین روایتیں ھذلی کے نام سے دی گئی ھیں لیکن صفحات ۱۰۲، اور ۱۰۵، پر خود ھذلی کی روایتیں ابوالحسن مدائنی کی زبانی بیان کی گئی ھیں۔ دو روایتیں (ص ۱۰۶ اور ۱۳۱) عبدالرحمٰن بن عبدربہ السلیطی کے نام سے دی گئی ھیں لیکن صفحات ۳۱۳ اور ۳۳۴ پر عبدربہ السلیطی کی روایتیں بھی ابوالحسن مدائنی کی زبانی ظاھر کی گئی ھیں۔ صفحہ ۲۵۸ پر ایک روایت ابو محمد ھندی سے منسوب ھے اور صفحات ۱۳۷ اور ۳۴۴ پر ابو محمد ھندی کی دونوں روایتیں ابوالحسن مدائنی کی زبانی بیان کی گئی ھیں۔ صفحہ ۱۳۰ پر ایک روایت اسحاق بن ایوب کے نام سے دی گئی ھے حالانکہ صفحہ ۱۲۷ پر اسحاق بن ایوب کی روایت ابوالحسن مدائنی کی زبانی نقل ھے۔ اسی طرح صفحہ ۱۵۵ پر ایک روایت ابواللیث التمیمی الھندی کے نام سے آئی ھے حالانکہ صفحہ ۲۵۰ پر ابواللیث ھندی کی روایت ابوالحسن مدائنی کی روایت بیان کی گئی ھے۔

Marfat.com

سے پہنچی ہوں۔ بہرحال مجموعی طور پر فتحنامہ کا بڑا حصہ مدائنی کی روایتوں پر مشتمل ہے اور سوائے اس فتحنامہ کے، سندھ کی فتوحات کے بارے میں مدائنی کی اتنی مفصل روایتیں دوسری کسی بھی عربی تاریخ میں موجود نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے اس قیاس کو زیادہ تقویت ملتی ہے کہ فتحنامہ کی اسلامی تاریخ اور فتوحات کا بڑا حصہ مدائنی کی دونوں کتابوں "کتاب ثغرالھند" اور "کتاب فتح مکران" کا مجموعہ ہے۔

فتحنامہ کے مواد کے ماخذ اور ان کی داخلی صحت:

فتحنامہ کے کل مواد کے تین سرچشمہ نظر آتے ہیں: (الف) مدائنی کی روایتیں۔ (ب) مدائنی کے علاوہ دوسرے عرب عالموں اور راویوں کی روایتیں۔ (ج) سندھ کی مقامی روایتیں۔ اب ہم ان تینوں ماخذوں پر تنقیدی لحاظ سے بحث کریں گے۔

الف۔ مدائنی کی روایتیں: عرب مورخوں نے مدائنی

کو ایک معتبر مورخ تسلیم کیا ہے کیونکہ اس کی روایتیں زیادہ تر صحیح اور پختہ ہیں۔ افسوس ہے کہ فتحنامہ میں اس کی روایتوں کی.. کڑیاں حذف ہیں جس کی وجہ سے اس کی روایتوں کا پورا تنقیدی جائزہ نہیں لیا جاسکتا، پھر بھی مندرجہ ذیل حقایق مدائنی کی روایتوں کی داخلی صحت کی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱) پہلا تو فتحنامہ میں دی ہوئی مدائنی کی اکثر روایتیں اس کے ان استاد راویوں کے حوالے سے بیان کی گئی ہیں جن سے اس نے مرکزی خلافت اور دوسرے واقعات کی بابت حالات سنے اور نقل کئے ہیں اور جن کے بیانات کو بلاذری اور طبری جیسے معتبر مورخوں نے صحیح تسلیم کرکے اپنی تاریخوں میں شامل کیا ہے۔ اس سلسلے میں روایتیں غور طلب ہیں:

Marfat.com

صفحہ ۱۰۲/[۷۸] پر عبداللہ بن سوار کے متعلق بیان ابوالحسن مدائنی نے دو راویوں یعنی ھذلی اور مسلمہ بن محارب کے حوالے سے نقل کیا ھے۔ فتحنامہ میں اسی طرح چار دوسری روایتیں (ص ۱۰۰، ۱۰۱، اور ۱۰۵ (دو روایتیں) ھذلی کی وساطت سے اور ایک روایت (ص ۳۳۴) مسلمہ بن محارب کے ذریعہ بیان کی گئی ھے جن میں سے ص ۱۰۵ پر ھذلی کی روایت اور ص ۳۳۴ پر مسلمہ کی روایت سے پہلے ابوالحسن کا نام دیا گیا ھے لیکن صفحات ۱۰۰، ۱۰۱ اور ۱۰۵ پر ھذلی کی روایتوں کے شروع میں ابوالحسن کا نام غالباً فارسی مترجم کی بے توجہی سے حذف ھوگیا ھے(۱)۔

سُلمی بن عبداللہ بن سُلمی(۲) جو کہ ابوبکر الھذلی کی عرفیت سے مشھور ھوا، تاریخ اسلام کا مستند اور تسلیم شدہ راوی ھے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں تقریباً ۲۰ روایتیں اس کے سلسلۂ اسناد نقل کی ھیں جن میں سے آٹھ روایتیں ابوالحسن مدائنی کے ذریعہ بیان کی ھیں(۳) یعنی ھذلی کی زیادہ تر روایتیں مدائنی کے ذریعہ نقل ھوئی ھیں۔ غرض ھذلی مدائنی کے استادوں میں سے تھا اور اس کی روایتیں نہ صرف طبری بلکہ دوسرے مورخوں اور مصنفوں نے بھی

---

(۱) دیکھئے آخر میں ص ۴۲۲، ۴۲۳، کا نوٹ ۱۰۰/[۷۷]۔

(۲) طبری (۲۵۵.X۳) نے اس کا نام بالکل اسی طرح تحریر کیا ھے جسے صحیح تصور کرنا چاھیے طبری کے ایڈٹ کرنے والوں نے اسماء خاص کی فہرست میں اس کا نام "سلمہ بن عبداللہ" لکھا ھے اور "ابن رستہ" کی کتاب "الاعلاق النفیسہ" (ص ۲۱۳) میں اس کا نام "سلیمان بن عبداللہ" دیا گیا ھے۔ اس کے مزید حالات کے لئے دیکھیے آخر میں نوٹ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۳۔

(۳) دیکھیے تاریخ طبری ص ۱X۲۸۳۲، ۱X۲۸۷۱، ۱X۳۰۶۸، ۱X۳۱۳۵، ۱X۳۱۹۸، ۲X۱۷۳، ۱X۱۳۲۶، اور ۳X۱۳۲۔

Marfat.com

مدائنی ھی کی زبانی نقل کی ھیں (۱) ابوبکر ھذلی عباسی خلیفہ منصور (وفات ۱۵۸ھ - ۷۷۵ع) کے زمانے تک بقیدِ حیات تھا (۲) اور مدائنی (ولادت سنہ ۱۳۵ھ) کی عمر اس وقت تقریباً ۲۳ سال تھی۔ چنانچہ اس نے جملہ تاریخی حالات خود ھذلی کی زبانی براہِ راست سنے' انہیں اپنی تصانیف میں شامل کیا اور دوسروں تک پہنچایا (۳)۔

"مسلمہ" کا پورا نام "مسلمہ بن محارب بن سلم بن زیاد" ھے اور وہ مشہور اموی سپہ سالار زیاد کی اولاد سے تھا (۴) وہ نہ صرف تاریخی روایتوں کے سلسلے میں مستند مانا جاتا ھے بلکہ حدیث کے راویوں میں بھی معتبر شمار کیا جاتا ھے (۵)۔ وہ مدائنی کے استادوں میں سے ھے اور اس کی تاریخی روایتیں زیادہ تر مدائنی کے ذریعہ ھی بلاذری اور طبری تک پہنچی ھیں۔ اور مدائنی نے اس سے براہِ راست یہ روایتیں سنی تھیں۔ بلاذری نے "فتوح البلدان" (ص ۲۷۳، ۲۴۰ اور ۲۸۰) میں تین روایتیں مسلمہ کے سلسلۂ اسناد سے نقل کی ھیں اور اپنی دوسری تصنیف "کتاب انساب الاشراف"

---

(۱) مثلاً بلاذری نے فتوح البلدان (ص ۱۸) میں صرف ایک روایت ھذلی کی سند سے بیان کی ھے اور یہ ابوالحسن مدائنی کے زبانی نقل ھے۔ اسی طرح اس نے اپنی دوسری تصنیف "کتاب انساب الاشراف (جلد ۱۱ ص ۲۲۷) میں بھی ھذلی کی روایت مدائنی کی ذریعہ نقل کی ھے۔

(۲) دیکھئے طبری ۳X۱۰۴، ۴۲۴، ۴۳۵، اور ۴۳۶۔

(۳) طبری نے مدائنی کی ھذلی کی بیان کی ھوئی روایتیں مدائنی کے شاگرد عمر بن شبہ کی زبانی نقل کی ھیں۔

(۴) دیکھئے تاریخ طبری ۲X۴۴۵۔

(۵) دیکھئے بخاری کی "التاریخ الکبیر" جلد ۴ ص ۲۷۹۔

134214

Marfat.com

(جلد ۴ اور ۱۱) میں کل چھ روایتیں مسلمہ کے سلسلۂ اسناد سے مدائنی کی زبانی نقل کی ھیں (۱)۔

طبری نے کل ۴۳ روایتیں "مسلمہ" کے سلسلۂ اسناد سے نقل کی ھیں اور سب مدائنی کی کتابوں یا مدائنی کے شاگرد عمر بن شبہ کے توسل سے خود مدائنی کی زبانی نقل ھیں۔ فتحنامہ کے صفحہ ۳۳۴ پر بھي مسلمہ بن محارب کی ایک روایت ابوالحسن مدائنی سے نقل کی گئی ھے۔

غرض ھذلی اور مسلمہ دونوں مدائنی کے بزرگ ھمعصر اور تاریخ کے مستند عالم تھے۔ چونکہ فتحنامہ میں جو روایتیں مدائنی کے زبانی نقل کی گئی ھیں ان کے پچھلے سلسلے (یعنی ھذلی اور مسلمہ نے جن لوگوں سے یہ واقعات سنے اور ان لوگوں نے جن سے یہ سنے، ان کے نام) حذف ھیں اس وجہ سے عینی شہادتوں اور معاصرانہ روایتوں کا اندازہ لگانا مشکل ھے۔ تاھم بعض روایتوں کی بنا پر کہا جاسکتا ھے کہ مدائنی کی روایتوں کا سلسلہ بالاخر ان لوگوں تک پہنچتا ھے جو کہ بیان کردہ واقعات سے پوري طرح باخبر تھے مثلاً صفحہ ۱۰۰ پر ابوالحسن مدائنی کی روایت ابوبکر ھذلی سے اور ھذلی کی روایت اسود سے بیان کی گئی ھے اور یہ روایت امیر معاویہ کے عہد (۴۱-۶۰ھ) میں راشد بن عمرو کے محاذ ھند پر تقرر کے بارےمیں ھے۔ اس روایت میں حالانکہ ھذلی اور اسود کے درمیانی راویوں کے نام حذف ھیں (۲)

---

(۱) دیکھئے کتاب‌الانساب الاشراف، جلد ۴، صفحات ۷۳، ۸۱، ۱۰۶ اور جلد ۱۱ صفحات ۲۷، ۱۶۸، ۲۲۶۔

(۲) چونکہ ھذلی اور سلمہ دونوں ھمعصر اور مدائنی کے اھم ماخذ ھیں اور مدائنی نے بعض روایتیں ان سے ایک ھی وقت میں سنی ھیں (دیکھئے تاریخ طبری ۷۳X۲)، طبری نے ایک روایت نقل کی ھے، جو اس نے ابن حمید سے اور ابن حمید نے، مسلمہ سے، اور مسلمہ

دیکھئے حاشیہ صفحہ ۲۴

Marfat.com

لیکن اس کے باوجود خارجی شہادتوں کی بنیاد پر کافی وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اسود سے مرادالاسود بن یزیدالنخعی ہے اور وہ تاریخ کے مشہور راوی ہیں۔ تاریخ طبری میں کم از کم نو ایسی تاریخی روایتیں ہیں جن کے سلسلۂ اسناد کی آخری کڑی اسود ہیں۔ جو کوفہ کے برگزیدہ تابعین میں سے تھے اور حضرت عثمان کی شہادت (سنہ ۳۵ ہجری) کے موقع پر ان کی طرف سے انہوں نے مدافعت کی تھی(۱) چنانچہ اس کے بعد امیر معاویہ کے عہد تک ان کا زندہ رہنا اور راشد بن عمرو کی تقرر سے باخبر ہونا قطعی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے اس لحاظ سے مدائنی کی یہ روایت مثال کے طور پر یہ ثابت کرتی ہے کہ اس کی روایتیں بڑی باوزن ٹھوس اور معاصرانہ ہیں۔

اس تفصیلی بحث کے بعد اب ذیل میں ہم فتحنامہ میں مدائنی کی باقی دوسری روایتوں کے ماخذوں کا مختصر جائزہ لیں گے۔

۲۔ فتحنامہ کے صفحہ ۱۰۱ پر ابوالحسن مدائنی کا حاتم بن قبیصہ بن المہلب (۲) کا براہ راست سماعی بیان نقل کیا گیا ہے۔ حاتم بن قبیصہ سنہ ۹۸ ہجری میں طخارستان کا

نے آبو اسحاق سے اور ابو اسحاق نے عبدالرحمان سے اور عبدالرحمان نے اپنے باپ اسود سے سنی (۲۳۵۵X۱)۔ اس سلسلۂ اسناد کے مطابق مسلمہ اور اسود کے درمیان دوسرے راوی بھی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ فتحنامہ کی مذکورہ روایت میں مسلمہ کے ہمعصر ہذلی اور اسود کے درمیان ہی کم از کم دو راویوں کے نام ہونے چاہئیں جو کہ حذف ہو گئے ہیں۔

(۱) دیکھیے تاریخ طبری ۱X۸۹۶، ۲۹۱۶، ۲۹۶۰۔

(۲) متن میں "حاتم بن قبیصةالباهلي" غلط ہے اور صحیح نام "حاتم بن قبیصه بن المهلب" ہے۔

Marfat.com

گورنر تھا(۱) وہ تاریخ کا عالم تھا اور جس طرح راوی عمر بن شبہ نے مدائنی سے تاریخی روایتیں نقل کی ہیں اسی طرح اس سے بھی روایتیں نقل کی ہیں(۲) اسی وجہ سے مدائنی کا حاتم بن قبیصہ سے روایتیں اخذ کرنا بالکل قرین قیاس ہے۔ البتہ فتحنامہ میں بیان کی گئی یہ روایت عبداللہ بن سوار کی جنگ کے متعلق ہے جسے امیر معاویہ نے تقریباً سنہ ۴۱-۴۲ھ میں محاذ ہند پر مامور کیا تھا اور اس جنگ میں حاتم بن قبیصہ کا موجود ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ طبری نے سنہ ۵۰ ہجری کے دو چشم دید واقعات جن لوگوں کی زبانی حاتم بن قبیصہ کی وساطت سے نقد کئے ہیں ان لوگوں اور حاتم بن قبیصہ کے درمیان کم از کم ایک راوی کا واسطہ ہے(۳) اسی وجہ سے فتحنامہ کی اس روایت کا آخری حصہ حذف معلوم ہوتا ہے اور جس شخص نے ابن سوار کو جنگ میں دیکھا وہ حاتم بن قبیصہ نہیں بلکہ وہ راوی معلوم ہوتا ہے جس نے اس سے یہ روایت بیان کی۔

۳۔ فتحنامہ صفحہ ۱۲۷ پر ابوالحسن مدائنی کا اسحاق بن ایوب کی زبانی سنا ہوا بیان دیا گیا ہے جو کہ سنہ ۹۳ھ میں حجاج کے محمد بن قاسم کو سندھ پر روانہ کرنے کے لئے فوجیں فراہم کرنے کے متعلق ہے۔ طبری نے ابوالحسن مدائنی کی اسحاق بن یعقوب سے نقل کی ہوئی دو روایتیں اپنی تاریخ میں بیان کی ہیں جو کہ امیر معاویہ کے عہد اور

---

(۱) دیکھئے تاریخ طبری ۲X۱۳۲۳-

(۲) تاریخ طبری ۲X۱۰۹۰-۱۱۰۰-

(۳) طبری نے سنہ ۵۰ ہجری کے دونوں واقعات کو اسی روایت سے بیان کیا ہے یعنی طبری نے عمر بن شبہ سے، عمر بن شبہ نے حاتم بن قبیصہ سے، حاتم بن قبیصہ نے غالب بن سلیمان سے اور غالب بن سلیمان نے عبدالرحمان بن صبح سے سنا۔ (طبری ۲X۱۰۹۰-۱۱۰۰)۔

Marfat.com

ولید کے متعلق ہیں(۱) فتحنامہ کی یہ روایت بھی ولید کے عہد کی ہے اور روایتی حیثیت سے مکمل ہے۔ فتحنامہ کے صفحہ ۱۳۰ پر ایک اور دوسری روایت میں اسحاق بن ایوب اور ہلواث کلبی کے نام ملتے ہیں اور اس میں مدائنی کا نام چھوڑ دیا گیا ہے حالانکہ ہلواث کی روایتیں بھی مدائنی ہی کے ذریعہ پہنچی ہیں(۲)۔

۴۔ فتحنامہ کے صفحہ ۱۳۷ پر ابوالحسن نے دیبل کے محاصرہ کا بیان "ابو محمد مولی بنی تمیم" سے نقل کیا ہے اور صفحہ ۳۵۶ پر ابوالحسن نے پھر اسی "ابو محمد ہندی" سے ملتان کے مشروی بتخانہ کا بیان نقل کیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابو محمد، ہند یعنی سندھ کا باشندہ تھا اور بنو تمیم کا پروردہ تھا۔ ممکن ہے کہ ابو محمد کو ان واقعات کا براہ راست علم ہو کیونکہ یہ واقعات سنہ ۹۳-۹۵ ہجری کے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ کم از کم ۵۶ سال بعد تک زندہ رہا ہو اور سنہ ۱۰۰ ہجری کے قریب جب کہ ابوالحسن مدائنی کی عمر ۱۰ سال کی تھی ابو محمد نے اسے ان واقعات کی خبر دی ہو۔ لیکن فتحنامہ میں ان روایتوں کا بھی آخری حصہ غالباً حذف ہے اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ابو محمد خود ان واقعات کا شاہد عینی نہ ہو۔ بلکہ اس نے یہ حالات کسی دوسرے راوی کی زبانی سنی ہوں۔ چنانچہ بلاذری نے فتوح البلدان (ص ۴۳۸) میں محمد بن قاسم کی فتح کے متعلق ایک بیان نقل کیا ہے جو مدائنی نے "ابو محمد ہندی" سے اور ابو محمد نے وہ "ابوالفرج" نامی راوی سے نقل کیا ہے۔ بہرحال بلاذری کے اس حوالے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابو محمد، مدائنی کے استاد راویوں میں سے ہے۔

---

(۱) دیکھئے تاریخ طبری ۲X۱۰۰۲ اور ۲X۱۷۳۱۔
(۲) دیکھئے زیر مطالعہ مقدمہ صفحہ ۱۳۔

Marfat.com

البتہ فتحنامہ میں ص ۲۰۸ پر داھر کے قتل، لاڈی کی گرفتاری اور محمد بن قاسم کے اسے خریدنے کی حکایت بھی ابو محمد ھندی ھی سے منقول ھے جس نے اسے "ابو مسھر عابی" سے اور اس نے "ھند کے کسی اور شخص" سے سنی تھی، لیکن یہ روایت مشکوک ھے کیونکہ ھرچند کہ ابو محمد مشھور راوی ھے لیکن "ابومسھر عابی" کون تھا، اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا، لیکن اگر ھم اس کو "ابو مسھر عبدالاعلیٰ" تسلیم کرلیں(۱) جو ایک مشھور راوی ھے، تب بھی روایت کی آخری کڑی نامعلوم اور مبھم ھے۔

۵۔ فتحنامہ کے ص ۳۴۵ پر ابوالحسن نے خریم بن عمرو سے ملتان کے خزانہ کی روایت نقل کی ھے۔ چونکہ حجاج نے خریم بن عمرو کو محمد بن قاسم کے ساتھ روانہ کیا تھا(۲) اور سندھ کی فتوحات میں خریم اس کے ساتھ تھا(۳) غالباً آخر وقت تک وہ محمد بن قاسم کے ساتھ رھا(۴) اسی وجہ

---

(۱) ابومسھر عبدالاعلیٰ بن مسھر تاریخ کے راویوں میں سے ھے اور طبری نے تین روایتوں میں (۲X۴،۳X۱۱۳۰ اور ۳X۲۴۲۶) بطور سند اس کا نام لیا ھے جن میں سے ایک (۳X۱۳۰) سے یہ گمان ھوتا ھے کہ وہ مامون رشید کی حکومت کے آخری سال سنہ ۲۱۸ھ تک زندہ تھا۔

(۲) دیکھئے فتحنامہ صفحات ۱۳۰ اور ۱۳۵-۱۳۶۔

(۳) دیکھئے فتحنامہ صفحات ۱۴۲، ۲۶۷، ۲۸۳ اور ۳۱۲۔

(۴) سندھ سے محمد بن قاسم کی معزولی سنہ ۹۶ ھجری کے نصف اول میں وقوع پذیر ھوئی اس وقت تک خریم بن عمرو کی کسی دوسری جگہ کی موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور فتحنامہ کے حوالوں سے اس کا یقین ھوتا ھے کہ وہ سندھ ھی میں رھا پھر محمد بن قاسم کی معزولی کے بعد سنہ ۹۶ ھجری کے نصف آخر اور سنہ ۹۷ ھجری کے قریب قتیبہ کے قتل ھونے کے وقت وہ خراسان میں نظر آتا ھے (دیکھئے تاریخ طبری ۲X۱۳۰۰ اور ۱۳۱۲)۔

Marfat.com

سے وہ ملتان کی فتح اور خزانہ کے حقایق سے پوری طرح باخبر تھا۔

۶۔ فتحنامہ کے صفحہ ۲۵۲ پر ابوالحسن کی ایک روایت جو کہ داھر کے قتل کے بارے میں ھے، ابواللیث ھندی سے اور اس کے بعد اس کے باپ سے منقول ھے۔ اس سے پہلے صفحہ ۱۰۰ پر بھی محمد بن قاسم کی دیبل کی جانب روانگی کا بیان "ابواللیث التمیمی الھندی" سے نقل کیا گیا ھے لیکن اس میں ایک راوی (ابوالحسن مدائنی) کا نام حذف ھوگیا ھے۔ یہ دوسرا بیان ابواللیث نے جعونہ بن عقبۃالسلمي سے سنا۔ لیکن فتحنامہ کے صفحہ ۱۳۹ پر منقولہ بیان سے ظاھر ھے کہ جعونہ السلمی، محمد بن قاسم کے ساتھ تھا اور خاص منجنیق اس کے حوالے تھی اِس سے اِن روایتوں کی صحت کی تصدیق ھوجاتی ھے۔

۷۔ فتحنامہ کے صفحات ۳۱۳ اور ۳۳۴ پر مدائنی (علی بن محمد) کی دو روایتیں عبدالرحمان بن عبد ربہالسلیطی سے منقول ھیں۔ دوسری روایت بیک وقت مسلمہ بن محارب اور عبدالرحمان بن سلیطی سے منقول ھے، جس سے اندازہ ھوتا ھے کہ عبدالرحمان اور مسلمہ دونوں مدائنی کے بزرگ معاصر تھے۔

پھر صفحات ۱۰۶ اور ۱۳۱ پر عبدالرحمان بن عبد ربہ سے دو روایتیں بیان کی گئی ھیں جن کا ناقل بھی مدائنی ھی کو تصور کرنا چاھئے حالانکہ اس کا نام حذف ھے۔ عبدالرحمان بن عبدربہ سے ابوالحسن کی روایت کردہ یہ چاروں روایتیں مستند ھیں کیونکہ ان واقعات کے متعلق بلاذری نے ابوالحسن سے جو روایتیں نقل کی ھیں وہ آپس میں ملتی جلتی ھیں۔

مذکورہ وضاحتوں سے کسی قدر یہ حقیقت واضح ھوجاتی ھے کہ فتحنامہ میں مدائنی سے متعلق روایتیں تاریخی اعتبار

Marfat.com

سے صحیح ھیں۔ البتہ ص ۳۵۱ پر "محمد بن علی اور ابوالحسن مدائنی" کے ناموں سے محمد بن قاسم کے خلاف داھر کی بیٹیوں کی سازش کے متعلق جو من گھڑت کہانی بیان کی گئی ھے وہ جملہ مستند تاریخی مآخذ کے خلاف ھے اور اسی وجہ سے اس کا سلسلۂ اسناد غالباً مصنوعی ھے(۱)۔

(ب)۔مدائنی کے علاوہ؟ باقی دوسرے عرب راوی:

فتحنامہ میں باقی کل ۱۴ روایتیں ایسی ھیں(۲) جو دوسرے عرب راویوں سے بیان کی گئی ھیں اور ان کے سلسلۂ اسناد میں نہ کہیں مدائنی کا نام آتا ھے اور نہ ایسے ھی کسی دوسرے راوی کا کہ جس سے فتحنامہ میں کسی دوسری جگہ مدائنی کے حوالہ سے کوئی روایت منقول ھو۔ لیکن یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ان روایتوں کا تعلق مدائنی سے نہیں کیونکہ ان کے سلسلۂ اسناد قطعی مختصر اور صرف ایک دو راویوں تک محدود ھیں۔ اس کا بڑا امکان ھے کہ ان میں سے کافی روایتیں مدائنی ھی کے ذریعہ منقول ھوں لیکن دوسرے راویوں کے ساتھ ساتھ مدائنی کا نام بھی متروک ھوگیا ھو۔

چونکہ ان روایتوں کے اسناد کے سلسلے بہت ھی مختصر ھیں اور یقینی طور پر راویوں کے نام حذف ھیں اس لئے ان کی مزید تحقیق میں بڑی دشواری ھے۔ البتہ کچھ تاریخی واقعات ایسے ھیں کہ جو ان روایتوں کی صداقت کی شہادت دیتے ھیں۔ مثلاً ص ۲۰۷/[۱۵۱] پر بیان کردہ داستان خواجہ امام ابراھیم سے منسوب ھے اور آخر میں ص ۴۷۱ کے نوٹ

(۱) دیکھئے آخر میں صفحہ ۵۲۷-۵۵۳ جن میں من گھڑت حکایت اور صحیح تاریخی حالات پر مفصل بحث کی گئی ھے۔

(۲) دیکھئے فتحنامہ صفحات ۹۶،۹۹،۱۰۸،۱۱۳،۱۱۷،۱۱۹،۱۳۲،۱۳۷، ۲۰۷،۲۳۶،۲۵۸،۲۶۵،۲۶۸ اور ۲۹۸۔

Marfat.com

میں دی ہوئی تفصیلی بحث اس روایت کی صحت کو ثابت کرتی ہے۔ ایسے ہی دوسری روایتوں کا بلاذری اور یعقوبی کے درج کردہ فتح سندھ کے بیانات سے موازنہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ان صحیح اور مستند بیانات کی منافی نہیں ہیں سوائے دو روایتوں کے۔ ایک صفحہ ۲۰۸ پر لاڈی کے متعلق "عقیل بن عمرو" کی روایت اور دوسری ص ۲۶۵ پر بنو تمیم کے کسی نامعلوم شخص کے ذریعہ بیان کردہ وہ روایت کہ جس میں محمد بن قاسم کا حجاج سے اس کی بیٹی کا رشتہ طلب کرنے کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ص ۴۳۰ نوٹ ۱۲۴/[۹۴] میں محمد بن قاسم کی شادی کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے جس سے مذکورہ دونوں روایتوں کی تردید ہوتی ہے۔

ج۔ مقامی روایتیں: مدائنی کی روایتیں یا وہ دوسری روایتیں جو کہ عرب راویوں کی اسناد سے دی گئی ہیں وہ عرب محققوں کے فنِ روایت کے اصولوں کے مطابق ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر روایتوں کے سلسلے ان عرب راویوں تک پہنچے ہیں کہ جنہیں متعلقہ واقعات کی براہِ راست خبر تھی۔ بعض روایتوں کے سلسلے سندھ کے راویوں یعنی ابو محمد (۱)، ابواللیث ہندی (۲) اور امیر محمد والی ساوندی سم (۳) تک پہنچے ہیں۔ ان میں سے دو راوی ابو محمد اور ابواللیث عرب قبیلہ بنو تمیم سے وابستہ تھے اور ان کی روایتیں مدائنی اور دوسرے عرب راویوں کے توسل سے پہنچی ہیں۔ ساوندی سم کا والی امیر محمد غالباً عرب تھا لیکن اس سے نقل کردہ روایت کا سلسلۂ اسناد حذف ہے۔

---

(۱) دیکھئے فتحنامہ صفحات ۱۳۶، ۲۴۴، ۲۵۸۔

(۲) ایضاً صفحات ۱۵۵، ۲۵۲۔

(۳) ایضاً صفحہ ۳۰۸۔

Marfat.com

ان تینوں راویوں میں سے صرف ابو محمد ھندی کا صفحہ ۲۵۸ پر داھر کے قتل اور لاڈی کی گرفتاری کے متعلق بیان دراصل ایک دوسرے نامعلوم مقامی شخص سے منقول ھے اسی وجہ سے اس گمنام شخص کی روایت کو مستند نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ ھم گذشتہ صفحات میں واضح کر چکے ھیں۔

عرب راویوں سے وابستہ ان تینوں مقامی اشخاص کے بیانات کے علاوہ بھی فتحنامہ میں ایسا کافی مواد موجود ھے کہ جس کی بنیاد مقامی روایتوں پر ھے۔ ان میں سے صرف ایک روایت (ص ۲۴۹) شجاع نامی ایک شخص کے داھر سے مقابلے کے متعلق ایسی ھے جس میں ایک مقامی راوی رام رسیہ برھمن کا نام لیا گیا ھے، لیکن باقی مندرجہ ذیل روایتیں فنِ روایت کے اصول کے مطابق نہیں ھیں کیونکہ ان میں کسی راوی کا بھی نام نہیں دیا گیا۔

۱- صفحہ ۱۸ سے ۹۵ تک اسلامی فتوحات سے پہلے، سندھ کی بیان کردہ تاریخ کا سارا بیان صرف منی سنائی باتوں پر مشتمل ھے اور کسی جگہ بھی کسی راوی کا نام نہیں دیا گیا۔ مثلاً صفحہ ۱۸ پر ابتداھی نامعلوم "راویانِ اخبار اور مصنفینِ تاریخ" سے ھوتی ھے اور ص ۲۰ پر اس داستان کا مصنف اور اس بوستان کا محرر بھی نامعلوم ھے۔ اس باب میں ص ۴۰ پر عرب امیر عین الدولہ ریحان مدنی کا ذکر رسول اللہ صلعم کے ھجری سال دویم کی جانب اشارہ، اور ص ۹۲ پر قبیلہ بنو سامہ کے علافیوں کا سندھ میں بھاگ کر آنا یہ سب باتیں یہ ظاھر کرتی ھیں کہ یہ باب یقینی طور پر کسی مسلمان مورخ کا تصنیف کردہ ھے۔ اس کے علاوہ اس باب میں سندھ کے بعض واقعات اور حالات کی تفصیلات کا موجود ھونا اس امر کی تصدیق کرتا ھے کہ ان حالات کے جمع کرنے میں کافی تحقیق سے کام لیا گیا ھے۔ البتہ اس میں چچ اور رانی سونہن دیوی کے معاشقہ

Marfat.com

کی داستان کا افسانوی رنگ غمّازی کرتا ہے کہ یہ غالباً فارسی مترجم کا اضافہ ہے، جس پر تفصیلی بحث آیندہ آئے گی۔

۲- ص ۱۹۹ پر داہر کے محمد بن قاسم کے مقابلے کے لئے میدان کے دوسرے کنارے پر تیار ہونے کا بیان بھی مقامی روایت پر انحصار رکھتا ہے، لیکن اس کی صحت کو موثق کرنے کے لئے اس خاص طور پر "ہند کے داناؤں" سے منسوب کیا گیا ہے۔

۳- ص ۲۸۹ پر "لاڈی" کے متعلق جو بیان دیا گیا ہے وہ بظاہر بھی غلط ہے کیونکہ وہاں صاف طور پر یہ کہا گیا ہے کہ یہ بیان "برہمن آباد کے بزرگوں کی رام کہانیوں سے ماخوذ ہے"۔

۴- ص ۳۱۶ پر اروڑ کی ساحرہ کا قصہ بھی محض ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس کی روایت مبہم ہے اور کہا گیا ہے کہ "اس کہانی کے بیان کرنے والوں نے اسی طرح بیان کیا ہے"۔

۵- ص ۳۲۲ پر اروڑ کے برہمن قیدی سپاہی والا قصہ بھی صرف ایک کہانی ہے، کیونکہ "اس حکایت کے راوی اور اس کے بیان کرنے والے" نامعلوم ہیں۔

۶- ص ۳۲۴ پر جے سنگھ کے کیرج۔ کی طرف مدد حاصل کرنے کے لئے جانے کا بیان "بزرگوں اور سربراہ لوگوں سے سنی ہوئی باتوں" پر مبنی ہے اور حالانکہ "بزرگوں اور سربراہوں" کے الفاظ جے سنگھ کے کیرج۔ جانے کے بیان کی صحت پر زور دیتے ہیں مگر اس بیان میں جے سنگھ سے چنگی کی محبت کا افسانہ غالباً فارسی مترجم کی تخلیق ہے جس کا ذکر آیندہ اوراق میں آئے گا۔

۷- ص ۳۲۴ پر جے سنگھ کی ولادت اور بہادری کی داستان بھی "اروڑ کے بعض برہمنوں" سے منقول ہے اور

Marfat.com

محض ایک کہانی ہے، جسے کوئی خاص تاریخی اہمیت حاصل نہیں۔

مذکورہ مواد کے علاوہ مترجم علی کوفی نے بھی زیب داستان اور عبارت آرائی کے خیال سے کچھ اپنی طرف سے بھی اضافے کئے ہیں، جن کا آگے چل کر جائزہ لیا جائے گا۔

اصل عربی کتاب کی تالیف کے متعلق رائے: فتحنامہ کے تاریخی پس منظر اور اس کے سارے مواد کے اصل مآخذ کی بابت مذکورہ بالا وضاحت سے معلوم ہوا کہ فتحنامہ کی تالیف کا مدار حسب ذیل کتابوں اور بیانات پر ہے۔

۱- مدائنی کی دو کتابیں "کتاب فتح مکران" اور "کتاب ثغرالھند"۔

۲- مدائنی کے علاوہ (؟) سندھ کی فتح کے متعلق دوسرے عرب راویوں اور مورخوں کے بیانات۔

۳- سندھ میں قبل از اسلام کے دور کے متعلق اور محمد بن قاسم کی فتوحات سے متعلق بعض حکایتوں کے بارے میں مقامی لوگوں، داناؤں، بزرگوں، سربراھوں اور برھمنوں وغیرہ کے زبانی بیانات۔

ان میں سے پہلے اور دوسرے ماخذوں میں تمیز کرنا مشکل ہے، کیونکہ روایتوں کے سلسلے حذف ہیں اور بہت ممکن ہے کہ فارسی ترجمہ میں جو روایتیں دوسرے راویوں سے منسوب ہیں، وہ درحقیقت مدائنی کے توسل سے نقل کی گئی ہوں، لیکن اس کا نام چھوڑ دیا گیا ہو۔ ان حقایق سے اس گمان کو مزید تقویت پہنچتی ہے کہ ان راویوں میں سے جن اشخاص کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئی ہیں، وہ مدائنی سے پہلے کی ہیں اور ان کے بیانات غالباً مدائنی کے ذریعہ ہی بعد کے لوگوں تک پہنچے ہیں۔ بہرحال پہلے اور دوسرے مآخذوں کے راویوں میں ابوالحسن مدائنی سب

Marfat.com

کے بعد کا ھے، اسی لئے یا تو یہ کتاب خود مدائنی (۱۳۵-۲۲۵ ھجری) کی تصنیف ھے یا اس کی وفات (سنہ ۲۲۵ ھجری) کے بعد تصنیف ھوئی۔ فتحنامہ میں خود مدائنی کی روایتوں میں سے بعض کے متعلق یہ ظاھر کیا گیا ھے کہ یہ بیانات بعض دوسرے راویوں کے ذریعہ مدائنی سے نقل کئے گئے ھیں (۱)۔ جس کے معنی یہ ھوئے کہ شاید ابوالحسن کے بعد یہ بیانات اس سے سینہ بسینہ یا اس کی کتابوں کے توسل سے قلم بند کئے گئے۔

جس مواد کا خاص مقامی روایتوں پر مدار ھے، ان کے سنہ تالیف کی بابت یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ سوائے "رام رسیہ برھمن" کے دوسرے تمام راویوں کے نام ناپید ھیں، اور خود رام رسیہ کا تنہا نام بھی کوئی رھنمائی نہیں کر سکتا۔

فتحنامہ کے سارے متن میں کوئی بھی ایسی داخلی شہادت موجود نہیں ھے کہ جس کی بنا پر اس کا سنہ تالیف متعین کیا جا سکے، البتہ ۳۳۷/[۲۳۶] پر ایک عربی شعر ھے جو کہ ابوالفتح بستی کے قصیدہ میں سے ھے(۲)، جس نے سنہ ۴۰۰/۴۰۱ ھجری میں وفات پائی، لیکن چونکہ اس شعر کا نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں ھے اس لئے ممکن ھے کہ وہ فارسی مترجم نے شامل کیا ھو۔ اس شبہ کی بنا پر اسے فتحنامہ کے سنہ تالیف کے سلسلے میں سند کے طور پر پیش کرنا منطقی طور پر صحیح نہ ھوگا۔

---

(۱) مثلاً فارسی متن میں صفحہ [۱۰۳] پر یہ الفاظ ھیں "حکماء دوربین و بزرگان بہ گزین از ابوالحسن روایت کردند"۔ صفحہ [۱۵۷] پر "از ابوالحسن مدائنی روایت کردند" کے الفاظ دیئے گئے ھیں، اور صفحہ [۱۶۴] پر "در احادیث می آرند از (علی بن) محمد ابی الحسن المدائنی" کے الفاظ مذکور ھیں۔

(۲) دیکھئے آخر میں ص ۵۱۵ نوٹ ۳۳۷/[۱۳۶]

Marfat.com

البتہ مترجم علی کوفی کے دیباچے میں بیان کیا گیا ہے کہ اصل کتاب "عرب عالموں" کی تصنیف ہے اور اس کا نسخہ قاضی اسمٰعیل (سنہ ۶۱۳ھ) کے "جد امجد کے ہاتھوں کا لکھا ہوا" تھا، اور ان کے خاندان میں میراث کے طور پر چلا آرہا تھا(۱)۔ "جد امجد" کے تذکرے اور "میراث کے طور پر ورثہ میں چلے آتے رہنے" سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ کتاب شاید دو یا ڈھائی صدی تک اس خاندان میں رہی ہو۔ اس کتاب کے اس خاندان میں رہنے کا زمانہ چوتھی صدی ہجری تک ہوسکتا ہے۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اصل عربی کتاب، مدائنی کی وفات سے لے کر چوتھی صدی ہجری کے آخیر تک یعنی ۲۲۵ھ سے ۴۰۰ھ کے درمیان کسی زمانے میں تالیف ہوئی ہوگی۔

مدائنی کے بعد دوسرے جس شخص نے بھی یہ کتاب تالیف کی، اس نے مدائنی کی تصانیف "کتاب فتح مکران" اور "کتاب ثغرالھند" پر ہی اس کی بنیاد رکھی اور اسی وجہ سے یہ کتاب محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ پر ختم ہوتی ہے۔ اگر ۲۲۵–۴۰۰ ہجری کے درمیانی زمانے میں کسی مصنف کو تاریخ سندھ کے متعلق کسی نئی تاریخ کے لکھنے کا خیال ہوتا، تو اس وقت تک جتنے بھی گورنر سندھ پر حکومت کرچکے تھے، ان کا ذکر بھی یقیناً کتاب میں شامل کرتا، یعنی محمد بن قاسم کے بعد کے حالات ضرور درج کرتا۔

حالانکہ اس کتاب کا تعلق ایک محدود تاریخی دور سے ہے، لیکن واقعات کی تفصیل کی وجہ سے اسے ایک

---

(۱) دیکھئے زیر مطالعہ مقدمہ ص 3. الیٹ (Elliot) "ہاتھوں لکھی ہوئی" سے مراد "تصنیف کردہ" لیتا ہے۔ دیکھئے تاریخ الیٹ جلد ۱ ص ۱۳۴۔ لیکن ایسے قیاس کے لیے کوئی ثبوت موجود نہیں۔ اگر یہ کتاب قاضی اسمٰعیل کے بزرگوں میں سے کسی کی تصنیف ہوتی تو وہ علی کوفی کو اس سے مطلع کرتا۔

Marfat.com

ممتاز تاریخی اھمیت حاصل ھے۔ اس کتاب میں سندھ کی قبل از اسلام کی تاریخ کے امکانی تفصیلی بیانات، محمد بن قاسم کے شیراز سے روانگی کے وقت سے فتح ملتان تک کے مفصّل حالات، محمد بن قاسم اور داھر کے درمیان جنگ کی تیاریوں اور لڑائی کی کیفیتوں اور مختلف معرکوں کی جزئیاتی تفصیلات و اھم واقعات، خاص مواقع پر عرب شعرا کے اشعار، حجاج اور محمد بن قاسم کے خط و کتابت کے مفصل اندراجات، فتحنامہ کا یہ جملہ مواد نہ صرف منفرد اور ممتاز ھے، بلکہ عربی تاریخوں میں بھی کمیاب ھے۔ اس کتاب کے مواد میں جو پیچیدگیاں ھمیں نظر آتی ھیں، وہ تو غیر معتبر مقامی روایتوں کے داخل کرنے سے پیدا ھوئی ھیں، یا دوسرے نسخوں کی نقل در نقل کی وجہ سے اسماء خاص، واقعات کے سنین میں تحریف و تصحیف اور عبارتوں میں خلل ھونے کی وجہ سے وجود میں آئے ھیں یا غالباً فارسی مترجم کی روایتوں کے سلسلے حذف کرنے اور عبارت میں رنگ آمیزی کرنے کی وجہ سے واقع ھوئی ھیں۔ یہاں تک کہ روایتوں کے سلسلوں میں قطع و برید کی وجہ سے بعض واقعات کی صحت کا پرکھنا البتہ ناممکن ھو گیا ھے، لیکن باقی جملہ کوتاھیوں اور اضافوں اور پیچیدگیوں کی علمی تحقیق اور تنقید سے تلافی ھو سکتی ھے۔

اصل عربی کتاب کا نام: اصل عربی کتاب جس کا سنہ ۶۱۳ ھجری کے قریب علی کوفی نے ترجمہ کیا اس کے سر ورق پر یا شروع میں کتاب اور اصل مصنف کا نام ھونا قطعی طور پر یقینی ھے، لیکن فارسی مترجم علی کوفی نے اپنے دیباچے میں اس کے متعلق کوئی وضاحت نہیں کی، بلکہ اپنے فارسی ترجمے کے لیے ایک نیا نام تجویز کیا، جو کہ غالباً نامانوس ھونے اور ترجمے کے آخر میں ھونے کی وجہ سے رائج نہ ھو سکا۔ چنانچہ بعد کے پڑھنے والوں نے اسے مختلف ناموں سے پکارا

Marfat.com

اور آخر میں یہ کتاب "چچ نامہ" کے غلط لیکن آسان نام سے مشہور ہوئی۔ گذشتہ صدی میں پہلی بار ایلفنسٹن نے اس کے انڈیا آفس کے قلمی نسخے کے مطالعے کے بعد اس کا نام "تاریخ ہند و سندھ" ظاہر کیا(۱)۔ اس کے بعد الیٹ نے اپنی تاریخ میں وضاحت کی کہ "چچ نامہ" کے نام کے لیے خود کتاب میں کوئی داخلی ثبوت موجود نہیں، بلکہ کتاب کی ابتدا اور آخر میں اسے "فتح نامہ" کہا گیا ہے(۲)۔ اس کے بعد آخر میں شمس العلماء ڈاکٹر داؤدپوٹہ مرحوم نے فارسی متن سے کتاب کے نام کے متعلق حوالے جمع کرکے واضح کیا کہ کتاب کا "فارسی میں اصل نام فتحنامہ" تھا(۳) اور اسی لحاظ سے فارسی ایڈیشن میں انھوں نے کتاب کا نام "فتحنامہ سند المعروف بہ چچ نامہ" رکھا ہے۔ ذیل میں ہم اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

چونکہ کتاب کا اصل عربی نام ہم تک نہیں پہنچا ہے، اس وجہ سے صرف فارسی ترجمہ کی داخلی شہادتوں کی روشنی ہی میں ہمیں اس کا سراغ لگانا ہوگا۔ ڈاکٹر داؤد پوٹہ مرحوم نے اس سلسلے میں فتحنامہ کے صفحات [۱۱-۱۴-۲۴۸] کے حوالجات دیئے ہیں، جن میں اس کتاب کے لیے "این فتحنامہ" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی دوسرے صفحات پر اس قسم کے حوالے موجود ہیں، "این کتاب ہند و ..... فتح سندھ" ص [۸]، "تاریخ این فتح" ص [۱۰]، "این فتحنامہ" ص [۱۳]، "فتحنام" (بمعنی فتح کا وہ خط جو محمد بن قاسم نے حجاج کو بھیجا) صفحات [۱۸۶-۱۸۷،

---

(۱) دیکھئے ایلفنسٹن کی انگریزی تاریخ "ہسٹری آف انڈیا" پانچواں ایڈیشن لندن ۱۸۶۶ء ص ۳۱۱ حاشیہ ۳۱۔

(۲) الیٹ کی تاریخ جلد ۱ ص ۱۳۱۔

(۳) "فتحنامہ سند المعروف بہ چچنامہ" تصحیح ڈاکٹر داؤد پوٹہ مقدمہ ص "ہو"

Marfat.com

۱۹۱، ۱۹۶ اور ۱۹۹]۔ ان حوالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ "فتحنامہ" کو مترجم نے دو معنوں میں استعمال کیا ہے، یعنی لفظی طور پر بمعنی "فتح کا خط" اور اصطلاحی طور پر یہ کتاب کہ جس کا تعلق خاص سندھ کی فتح سے ہے۔ اب اگر تسلیم کرلیا جائے کہ لفظ "فتحنامہ" اصل عربی کتاب کے نام کے مفہوم کو کسی قدر ادا کرتا ہے تو صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصل عربی نام میں شاید "فتح" کا لفظ ضرور تھا۔ ص [۱۰] پر "تاریخ این فتح" والا فقرہ بھی کسی قدر اس قیاس کی تائید کرتا ہے۔ دوسری طرف ص [۸] پر عبارت "محرر این کتاب تاریخ ہند و مقرّر فتح سندھ" بھی گویا بیانیہ معلوم ہوتی ہے، لیکن اگر اس عبارت سے بھی عربی نام کا اندازہ لگایا جائے، تب بھی صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید اس اصلی نام میں "تاریخ ہند و فتح سندھ" جیسے الفاظ تھے۔

یاقوت اپنی کتاب معجم البلدان (۴۰۷x۳) میں ملتان کے بارے میں لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ "ذکرہ المدینی فی فتوح الھند و السند" یعنی "مدینی نے اس (بت) کا ذکر فتوح الھند و السند" میں کیا ہے۔ یعقوب کا یہ واحد حوالہ ہرچند کہ قیمتی اور قابل توجہ ہے لیکن مبہم بھی ہے۔ اگر اس میں "المدینی" کو "المدائنی" تسلیم کرلیا جائے، اور "فتوح الھند و السند" کو کتاب کا خاص نام تصوّر کیا جائے تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ ابوالحسن مدائنی نے "فتوح الھند و السند" کے نام سے بھی ایک کتاب لکھی تھی (جو کہ یاقوت ۱۱۷۹-۱۲۲۹ع کے مطالعے میں آچکی تھی) اور اسی لحاظ سے فارسی مترجم کے مذکورہ الفاظ یقینی طور پر اسی نام کی غمّازی کرتے ہیں۔ اگر یہ وضاحت تسلیم کرلی جائے تو پھر تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ فتحنامہ غالباً ابوالحسن مدائنی کی تصنیف ہے اور اس کا اصل نام "فتوح الھند و السند" تھا۔

Marfat.com

مدائنی کی تصنیف کی صورت میں یہ کتاب تقریباً سنہ ۱۵۰ ہجری (جب مدائنی کی عمر کم از کم ۱۵ سال کی تھی) اور ۲۲۵ ہجری (جب مدائنی نے وفات پائی) کے درمیانی زمانے میں تصنیف ہوئی، لیکن کسی اور پختہ شہادت کے نہ ہونے کی وجہ سے صرف اسی ایک حوالے کی بنیاد پر یہ نتیجہ فیصلہ کن نہیں ہو سکتا، کیونکہ یاقوت کے مذکورہ حوالے کے دوسرے مطلب بھی ہو سکتے ہیں(۱)۔ لیکن اس کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس حوالہ میں "فتوح الهند و السند" کے الفاظ اور بلاذری کے باب "فتوح السند" کا عنوان اور فتحنامہ کی مذکورہ عبارتیں اس نتیجے کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ غالباً اصل عربی کتاب کا نام "فتوح الهند و السند" تھا۔

---

(۱) اول تو اس حوالے میں مصنف کا نام "المدینی" دیا گیا ہے "المداینی" نہیں، اسی وجہ سے مذکورہ کتاب "فتوح الهند و السند" کا مصنف "المدینی" تھا۔ لیکن چونکہ فتحنامہ میں اس نام کے مورخ کا کوئی اہم ذکر نہیں ہے اس وجہ سے "فتوح الهند و السند" یقینی طور پر ایک دوسری کتاب تصور کی جانی چاہئے۔ یاقوت نے اپنی دوسری تصنیف "معجم الادباء" میں المداینی کی تصنیفات کے نام ابن ندیم کی "کتاب الفہرست" سے نقل کرکے شامل کئے ہیں، لیکن یاقوت کے ان نقل کئے ہوئے ناموں میں مدائنی کی مذکورہ کتاب "فتوح الهند و السند" کا ذکر ہے، اور نہ ہی ابن ندیم کی اصل کتاب الفہرست میں۔ دوسرے اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اس حوالے میں مصنف کا نام صورت خطی کی غلطی کی وجہ سے "المدینی" لکھا گیا ہے اور یہ صحیح نام "المداینی" ہے، تب بھی "فتوح الهند و السند" کے فقرے سے لازمی طور پر ایک خاص کتاب سے مراد نہیں لی جاسکتی، بلکہ مجموعی طور پر اسے مدائنی کی تصنیفات کتاب "فتح مکران" کتاب "ثغر الهند" اور کتاب "عمال الهند" کی جانب اشارہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ جن میں ہند اور سندھ کی فتوحات کا ذکر تھا۔

Marfat.com

افسوس کہ فارسی مترجم علی کوفی نے نہ اصل کتاب کے نام کے متعلق کوئی وضاحت کی ہے، اور نہ اپنے فارسی ترجمے کے لیے کوئی صاف اور واضح نام منتخب کیا ہے۔ ایک تو اسے اپنے ترجمے کا نام تجویز کرنے کا خیال ہی کتاب ختم کرنے کے بعد آیا، دوسرے ترجمے کا نام تجویز کرنے میں اس نے اپنے مربی وزیر عین الملک کے نام کا لحاظ رکھا، جس کی وجہ سے ایک آسان اور صاف نام کے بجائے اس نے ایک طویل اور پرتکلف "لقب" یعنی "منہاج الدین و الملک، الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" اختیار کیا (۱)۔ ایک تو خود اس طویل لقب کی انوکھی ساخت اور ہیئت بھی معنوی لحاظ سے مشکوک ہے، دوسرے فتحنامہ کے قلمی نسخوں میں کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے یا خود مترجم کے مختلف عبارتیں اختیار کرنے کی وجہ سے، اس طویل لقب کو "سماء الدین و الملک، الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" بھی پڑھا جاسکتا ہے، اور اس میں "عین الملک" کے فقرے کو "علاء الملک" بھی پڑھا جاسکتا ہے (۲)۔

ظاہر ہے کہ مترجم علی کوفی کے بعد دوسرے جن لوگوں نے اس کے توجمے کے قلمی نسخے پڑھے ہونگے، انہیں بھی اس طویل اور مبہم لقب سے یاد کرنے میں آسانی نہ محسوس ہوئی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ "طبقات اکبری" (تصنیف ۱۰۰۲ھ) کے مصنف (جس کا حوالہ سب سے پہلا ہے) اور اس کے بعد "زبدۃ التواریخ" (تصنیف ۱۰۱۴-۱۰۲۵ھ) کے مصنف نے اس کتاب کو علی کوفی کے اس طویل "لقب" کی بجائے ایک مختصر نام "منہاج المسالک" سے ذکر کیا ہے۔ پھر اگر مترجم

---

(۱) فتحنامہ ص ۳۵۶

(۲) دیکھئے حاشیہ (۱)-(۱) ص ۳۵۶ اور آخر میں ص ۵۴۷ کا نوٹ ۳۵۶/[۲۴۷]۔

Marfat.com

علی کوفی اپنے اس اختراعی طویل لقب کو اپنے ترجمے کے شروع میں، دیباچے میں بیان کردیتا تب بھی بعد کی پڑھنے والے اس سے آسانی سے متعارف ہوتے اور پھر اس کتاب کو مختصر طور پر "منہاج الدین" یا "منہاج المسالک" کے ناموں سے موسوم کرتے، اس طرح متفقہ طور پر لفظ "منہاج" اس کتاب کے نام میں ایک مستقل حیثیت اختیار کرلیتا۔ لیکن جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے، علی کوفی کو اپنے ترجمے کے لیے موزون لقب اختیار کرنے کا خیال دیر سے آیا۔ شاید اسی وجہ سے اس نے لقب کتاب کے آخر میں بیان کیا، لیکن چونکہ اس کے پڑھنے والوں کو کتاب کے دیباچے میں اس کتاب کا کوئی نام نظر نہ آیا اور ابتدائی باب میں "چچ" کے متعلق طویل بیانات پڑھ کر، نیز چچ کی ذہانت اور ہوشیاری سے متاثر ہوکر، انہوں نے اسے "شاہنامہ" اور "سکندرنامہ" کی طرح اسے "چچنامہ" کے نام سے موسوم کردیا۔ ظن غالب یہ ہے کہ اس کتاب کا یہ غلط نام بہت قدیم زمانے سے مشہور ہے، کیونکہ "طبقات اکبری" میں، جو کہ سنہ ۱۰۰۲ھ میں تصنیف ہوئی اور جس میں فتحنامہ کی بارے میں سب سے قدیم حوالہ ہے، اس میں اس ترجمے کے بارے میں یہ الفاظ ہیں کہ "تاریخ منہاج المسالک کہ مشہور بہ چچ نامہ است"(۱)۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم ۱۰۰۲ ہجری کے بہت پہلے سے علی کوفی کا یہ فارسی ترجمہ "چچنامہ" کے غلط مگر آسان نام سے مشہور ہوچکا تھا۔ "طبقات اکبری" کے بعد "بیگلارنامہ" میں بھی، جو کہ ۱۰۱۷ھ کی تصنیف ہے، اس میں اس ترجمے کو "کتاب چچنامہ" کے عام نام سے موسوم کیا گیا ہے(۲)۔ خود فتحنامہ کے جملہ موجودہ قلمی نسخوں میں سے

---

(۱) 'طبقات اکبری' جلد ۳، ص ۵۰۶۔

(۲) بیگلارنامہ، نسخہ قلمی، مکتبہ عالیہ، ہزہائنس میر نورمحمد خان مرحوم، حیدرآباد سندھ۔

Marfat.com

سب سے پرانا نسخہ جو کہ شوال ۱۰۶۱ھ میں لکھا گیا اور اس وقت پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے، اس کے سرورق پر بھی یہ عبارت تحریر ہے "این تاریخ فتح سند است متعلق چچ نامہ خواند است محمد بن قاسم خویش حجاج"(۱)۔ اس مبہم عبارت میں بھی "چچنامہ" کا نام موجود ہے۔ ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ نہ صرف گیارھویں صدی ہجری کی ابتدا ہی سے یہ کتاب "چچ نامہ" کے عام نام سے مشہور ہے، بلکہ اس سے بھی پہلے سے یہ اسی نام سے موسوم کی جاتی تھی۔ چنانچہ جب سے لے کر آج تک اسے اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے، حالانکہ علمی طور پر یہ نام متفقہ حیثیت نہیں اختیار کرسکا۔ اس کتاب کے ایک نسخہ (ن) میں، جو کہ سنہ ۱۲۳۲ھ کا لکھا ہوا ہے اور جس کا ذکر آیندہ اوراق میں آئے گا، اس کا نام "منہاج الدین معروف بہ چچنامہ" لکھا ہوا ہے۔ اور ایک دوسرے نسخے (ک) میں، جو کہ سنہ ۱۲۸۸ھ کا تحریر کردہ ہے، اس کتاب کا نام "تاریخ قاسمی" یا "چچ نامہ" تحریر ہے۔

بہرحال کتاب کے اصل عربی نام کا پتہ چلنے اور خود اصل فارسی نام کے مبہم ہونے اور آسانی کی وجہ سے دوسرے بدلے ہوئے اور غلط ناموں کا رائج ہوجانے کی بڑی ذمہ داری

---

(۱) اسی سرورق پر پیشانی کے بائیں طرف "فتح نامہ ابا مسلم" کے الفاظ درج ہیں۔ اور اس کے بعد مذکورہ بالا عبارت ہے، جس کے نیچے یہ ناقص عبارت تحریر ہے کہ "این قصہ ابا مسلم مروذی کہ جنگ کردہ باشد ..... مرورود ..... و کشتن او، درین کتاب تمام مذکور شد..... فتحنامہ این ..... مرورود ..... و حافظ محمد ظہورالدین"۔ اس عبارت کا سلسلہ پھر نسخہ کے آخری صفحہ کی پشت پر شروع ہوتا ہے، جس کا تعلق ابو مسلم مرورودی (خراسانی) اور خراسان کے گورنر نصر بن سیار کی جنگ سے ہے۔ لیکن اس ساری عبارت کا اس نسخے کے اندرونی مواد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

Marfat.com

مترجم علی کوفی کی اصل کتاب کے سلسلے میں بے احتیاطی اور اس کے کئے ہوئے ردوبدل پر ہے۔ ذیل میں ہم انہی امور پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

مترجم علي كوفي اور اس كا فارسي ترجمه

مترجم: خود مترجم کے بارے میں بھی ہمیں صرف وہی حالات معلوم ہیں کہ جو اس نے اپنے متعلق اپنے فارسی ترجمے کے دیباچے اور اس کے آخر میں تحریر کئے ہیں، مثلاً: اس نے اپنا پورا نام "علی بن حامد بن ابی بکر کوفی" بیان کیا ہے(۱) (ص ۹)۔ سنہ ۶۱۳ھ میں اس کی عمر ۵۸ سال کی تھی (ص ۱۰)۔اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ تقریباً سنہ ۵۵۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اور اس کی اس نسبت "کوفی" سے یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ کوفے میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس کے بیان کے مطابق جب اپنی عمر کا ایک معتدبہ حصہ وہ نعمت و آرام میں بسر کر چکا، اور اس دنیائے دون سے بڑا نصیب اور مکمل حصہ پاچکا، اس وقت حادثات اور زمانے کے حادثات کی صعوبتوں اور زمانے کے

---

(۱) اصل فارسی عبارت یوں ہے: "بندہ دولت محمدی علی بن حامد بن ابی بکر کوفی" ص ۹/[۸]۔ کتاب کے قلمی نسخوں میں کچھ لوگوں کی غلطی کی وجہ سے لفظ "محمدی" کو "محمد" یا "محمد بن" پڑھا گیا ہے۔ اس طرح "البٹ" (جلد ۱، ص ۱۳۱) اور "ایتھی" (فہرست انڈیا آفس لائبریری No. 435) نے مولف کا نام "محمد علی بن حامد بن ابی بکر کوفی" لکھا ہے، اور "ریو" (فہرست متحف برطانیہ جلد ۱، ص ۲۹۰) نے "محمد بن علی بن حامد ابی بکر کوفی" تحریر کیا ہے۔ حالانکہ فارسی متن میں تین مقامات پر مولف نے صاف طور پر اپنا ذاتی نام "علی" لکھا ہے۔ دیکھئے ص ۹/[۸]، ۱۳/[۱۱] اور ۱۶/[۱۳]۔ روہڑی کے سید محب اللہ نے اپنی تاریخ سندھ (فارسی قلمی) میں، دو مرتبہ مولف کا نام "علی بن ابراھیم الکوفی" لکھا ہے، لیکن مولف کی خود اپنی عبارت ان غلطیوں کی تردید کرتی ہے۔

Marfat.com

مصائب سے تنگ آکر، اپنے اصلی وطن اور مولد کو چھوڑ کر، کچھ دنوں آکر آچ مباک میں مقیم اور سکونت پذیر ہوا (ص ۹-۱۰)۔ اس کے اس بیان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی ابتدائی زندگی کافی عیش و آرام سے گذری اور "مکمل کامیابی" کے فقرے سے گمان ہوتا ہے کہ وہ شاید اپنی جوانی اور چالیس سال کی عمر کے بعد اپنے اصلی وطن (کوفہ؟) سے مجبوراً ہجرت کرکے "کچھ دنوں آکر آچ مبارک میں سکونت پذیر ہوا"۔ اس وقت یہاں سندھ اور ملتان پر سلطان ناصرالدین قباچہ (۶۰۲-۶۲۵) حکمران تھا۔ قباچہ ایک بہادر، بیدار مغز اور علم پرور سلطان تھا۔ مغلوں کے فتنے کی وجہ سے خراسان، غور اور غزنہ کے علماء اکر اس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے، جن کا وہ بڑا قدردان تھا۔ اس کا وزیر شرف‌الملک رضی‌الدین ابوبکر بھی اسی کی طرح بڑا علم دوست اور معارف نواز تھا۔ وزیر شرف‌الملک نے علی کوفی کی بڑی توقیر کی، اور اسے دل کھول کر نوازا، اور اس طرح وہ کئی سال اس کے "سایہء کرم" میں رہا اور اس کی نوازشوں اور احسانوں نے اس کی صعوبتوں اور غموں کا مداوا کردیا (ص ۱۳)۔ وزیر شریف‌الملک کے بعد اس کی اولاد نے اپنے باپ کے طریقے کو باقی رکھا۔ چنانچہ وہ اس کی اولاد کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "اس کی اولاد..... کی نعمتوں کا حق میری گردن پر لازم ہے" (ص ۱۳)۔

فتحنامہ کے دیباچے سے اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ علی کوفی ایک دیندار شخص تھا۔ ص ۸ پر سلطان ناصرالدین قباچہ کے متعلق اس کے دعائیہ اشعار اور ص ۱۶ پر اس کا مندرجہ قطعہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ایک اچھا خاصہ شاعر تھا۔ فتحنامہ کا فارسی ترجمہ اس کی نثر کی سادگی اور مؤثر اسلوب کی شہادت دیتے ہیں، اور اسلامی تاریخ سے بھی

Marfat.com

اس کی خصوصی دلچسپی کو ظاہر کرتے ہیں۔ غالباً انہی علمی اور ادبی صلاحیتوں ہی کی وجہ سے سلطان ناصرالدین اور اس کے وزراء کے دربار میں علی کوفی کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ لیکن اس کے بعد سنہ ۶۱۳ھ میں جب اس کی عمر اٹھاون سال کی تھی، اس کا آفتابِ اقبال زوال پذیر ہوا، اور اس کی ساری مسرتیں خاک میں مل گئیں۔ شاید اسی بنا پر وہ تمام مشاغل ترک کرکے تصنیف اور تالیف کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسی سلسلے میں اس نے ہندوستان کی ابتدائی اسلامی فتوحات کے متعلق کتاب کی تلاش میں آچ سے اروڑ کا سفر اختیار کیا، جہاں اس کی ملاقات مولانا قاضی اسمٰعیل سے ہوئی۔ قاضی اسمٰعیل نے اسے ابتدائی اسلامی تاریخ کے متعلق ایک عربی کتاب دکھائی، جو کہ ان کے "اجداد کی تحریر کردہ" تھی، اور ان کے خاندان میں ایک دوسرے کو بطور میراث کے منتقل ہوتی چلی آرہی تھی (ص ۱۱)۔ علی کوفی نے اس کتاب کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا اور اس ترجمے کو اپنے مرحوم مربّی وزیر شرف الملک رضی الدین ابوبکر کے فرزند وزیر عین الملک فخرالدین حسین کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کیا (ص ۱۳-۱۴)۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید وزیر عین الملک نے اس سے کچھ بیرخی اختیار کرلی تھی، اس لیے اس نے اس کتاب کو اس کے لڑکے کے نام سے انتساب کرکے اس کی خوشنودی حاصل کرنی چاہی، جیسا کہ اس نے خود اس طرف اشارہ کیا ہے "تاکہ وہ اس کھوٹے سکے کے وسیلی بآسانی مرتبہ حاصل کرسکے اور اس بلند درگاہ میں تقرب اور قبولیت کے شرف سے مشرف ہو" (ص ۱۷)۔

ہم تک علی کوفی کا صرف یہی ترجمہ "فتحنامہ" جو کہ اب "چچنامہ" سے موسوم ہے، پہنچ سکا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس تالیف کے بعد وہ کب تک زندہ رہا اور دوسری کونسی

Marfat.com

کتابیں اس نے تصنیف یا تالیف کیں۔ لیکن چونکہ اس نے اپنی بقیہ عمر کے لیے تصنیف و تالیف ہی کو اپنا مشغلہ بنالیا تھا اس وجہ سے ممکن ہے کہ اس نے کچھ اور کتابیں بھی لکھیں ہوں۔ متاخر دور کے ایک مصنف سید محب اللہ نے اپنی "تاریخ سندھ" میں علی کوفی کی دو دوسری کتابوں کا بھی تذکرہ کیا ہے، لیکن اس کا نام غلطی سے "علی بن ابراھیم کوفی" بیان کیا ہے۔ سید محب اللہ نے اپنی تاریخ سندھ کے "حصہ دوم" ("در تفصیل امصار و بلاد و حصار و قصبات سندہ و وجہ تسمیہ و لغت آنہا") میں حیدرآباد نیز ماتھیلہ کی بنیاد کے متعلق کتاب "تنقیح الاسناد" کی کچھ مختصر عبارتیں نقل کی ہیں، اور قصبہ میرپور (متصل ماتھیلہ) کے متعلق بھی اسی کتاب کے کچھ حوالے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "انتہیٰ ترجمہ، تنقیح الاسناد فی تشریح الامصار و البلاد، تصنیف علی بن ابراھیم الکوفی صاحب چچنامہ"۔ پھر کتاب کے حصہ سوم (بقیۃ ذیل الاوراق در تشریح ذوات سندہ) میں ذات "کلتاس" کے بارے میں لکھا ہے کہ "صاحب کتاب الانساب علی بن ابراھیم الکوفی میگوید کہ کلتاس نام مردی بود از مغول کہ حالا کلتامیان منسوب باؤ اند"۔ کتاب کے حصۂ چہارم (تتمہ خاتمہ در تشریح بعضی اماکن و جبال مشہورہ وغیرہ) "تھان ستی" (ستیوں کا استھان) کے بارے میں اسی "کتاب الانساب" کی عبارت نقل ہے، اور آخر میں ہے کہ "انتہیٰ خلاصۃ عبارت سید علی اصغر تتوی" جس کے یہ معنی ہیں کہ دراصل سید علی اصغر ٹھٹوی نے "کتاب الانساب" کا حوالہ اپنی کتاب میں دیا تھا، اور سید محب اللہ نے اس سے یہ عبارت نقل کی ہے۔ اپنی کتاب میں سید محب اللہ نے ان ماخذوں کے نام درج کئے ہیں: چچنامہ، تحفۃ الکرام، تاریخ طاہری، جمع الجوامع، طبقات بہادر شاہی، تاریخ بے بدل، رسالہ سید علی اصغر تتوی الملقب بہ خاکسار، اور تاریخ سیوستانی۔ سید محب اللہ نے علی کوفی

Marfat.com

کی متذکرہ بالا کتابوں کا ذکر ماخذ کی حیثیت سے نہیں کیا، کیونکہ شاید یہ کتابیں اس کے پاس نہیں تھیں۔ لیکن ان کے حوالے جن کتابوں سے اخذ کئے ھیں، ان میں علی کوفی کی کتابوں کا ذکر موجود تھا۔ چنانچہ علی کوفی کی "کتاب الانساب" کا حوالہ "رسالہ سید علی اصغر ٹھٹوی" کی عبارت سے نقل کیا ھے اور دوسری کتاب "تنقیح الاسناد فی تشریح الامصار و البلاد" کا حوالہ بھی غالباً اسی رسالہ یا تاریخ سیوستانی سے دیا ھے۔ حالانکہ یہ تحریر نہیں کیا گیا ھے، لیکن اندازے سے معلوم ھوتا ھے کہ یہ کتاب سید محب اللہ کے سامنے موجود تھی۔

بہرحال علی کوفی کی ان دونوں کتابوں کے یہ نادر، مبہم لیکن دلچسپ حوالے یہ ظاہر کرتے ھیں کہ علی کوفی نے اپنی بقیہ زندگی تصنیف و تالیف میں گذاری اور فتحنامہ کے علاوہ دوسری کتابیں بھی لکھیں۔ لیکن اس کی تصانیف میں فارسی ترجمہ "فتحنامہ" ھی سب سے زیادہ مشہور ھوا۔

فارسی ترجمہ پر تنقیدی نظر: اصل عربی کتاب کا خالص مواد معلوم کرنے کے لیے یہ ضروری ھے کہ پہلے ھم یہ معلوم کریں کہ مترجم علی کوفی نے اپنے اس فارسی ترجمے میں اپنی طرف سے کیا اضافے اور ترمیمات کی ھیں۔

اس سلسلے میں مترجم کا "مخلص کتاب" یعنی کتاب کے تتمہ کا باب غور طلب ھے، جس میں وہ اس کتاب کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کرنے کی ضرورت اور اھمیت کی وضاحت کرتے ھوئے لکھتا ھے کہ:

"حالانکہ زبان تازی اور لہجۂ حجازی میں اس کا بڑا مرتبہ تھا.....لیکن چونکہ یہ پردۂ حجازی میں (چھپی ھوئی تھی) اور پہلوی (فارسی) زبان کی تزئیں و آرائش سے عاری تھی، اس لیے عجم میں رائج نہ ھوسکی۔ نہ اہل فارس

Marfat.com

کے کسی آرائش کرنے والے نے فتحنامہ کی اس عروس کو سنگھارا، اور نہ زبان و عدل کی نگارخانے اور حکمتوں کے بنگچے میں سے اسے کوئی لباس پہنایا، نہ عقل کے خزانے سے اسے کوئی زیور پہنایا اور نہ میدانِ فصاحت اور گلزار بلاغت سے کسی شہسوار نے اس میدان میں گھوڑا دوڑایا"
(ص ۳۰۷-۳۰۸)۔

فارسی ترجمے کے متعلق مترجم کے مذکورہ بالا الفاظ اس کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ مثلاً اس کے خیال کے مطابق (۱) ایرانی مصنفوں کی طرز پر اس نسخے کی آرائش کرنا، (۲) زبان کی رنگینی سے جلا دینا، (۳) دانائی اور عقل کے زیور سے اسے آراستہ کرنا اور یہ کہ حسب ضرورت اس کے مضامین کی تشریح اور تاریخ اخذ کرنا، (۴) اسلوبِ بیان کو وضاحت اور بلاغت کے سانچے میں ڈھالنا۔ یہ جملہ ضرورتیں اس "فارسی ترجمے" میں درکار تھیں۔ چنانچہ فتحنامہ کا فارسی ترجمہ جابجا مترجم کے ان خیالات کی عکاسی کرتا ہے، جن کا تجزیہ کرنے سے ہم اس کے کئے ہوئے اضافوں اور ترمیمات کا پتہ چلا سکتے ہیں۔

کتاب کے شروع میں دیباچہ (ص ۱ تا ۱۷) اور آخر میں "دعا" اور "مخلص کتاب" کے عنوانات (ص ۳۰۶ تا ۳۰۸) سے ظاہر ہے کہ یہ عنوان اور ان کے تحت کا مواد مترجم ہی کا تحریر کردہ ہے، جنھیں وہ کتاب میں شامل کرنے اور اضافے کرنے میں بلکل حق بجانب ہے۔ لیکن ان کے علاوہ بھی اس کے دوسرے کافی اضافے کتاب کے متن کا جزو بن گئے ہیں، جو کہ مترجم نے غالباً اپنے مذکورہ بالا خیالات کے ماتحت کئے ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اضافے غور طلب ہیں۔

(۱) عورتوں کے قصے اور عشقیہ افسانے: فتحنامہ میں، جو کہ خالص تاریخی مواد، واقعات اور فتوحات کے ذکر کی

Marfat.com

صورت میں موجود ھے اس کے تسلسل اور تفصیلات پر معتبر عربی تواریخ شاھد ہیں، اس کے علاوہ خود فارسی عبارت کے جملوں کی نشست اور ساخت سے بھی یہی ظاھر ھوتا ھے کہ وہ اصل عربی کتاب سے ترجمہ کیا گیاھے۔ اس خالص تاریخی حیثیت کے برعکس اس میں جو حکایتی اور روایتی مواد اصل عربی کتاب سے ترجمہ نہیں کیا گیا کیونکہ نہ اس میں خالص تاریخی اندازِ بیان اختیار کیا گیا ھے اور نہ اس میں قدیم عرب مورخوں کی تحریر کا اسلوب، ایجاز اور اختصار ھے، بلکہ یہ حکایتی مواد زیادہ تر مقامی روایت پر مبنی ھے اور شاید اروڑ اور بکھر کے قاضیوں کی مدد سے انھیں یکجا کر کے اس کتاب میں شامل کیا ھو۔ شاید اسی مواد ھی کے سہارے مترجم علی کوفی کو اس "دلھن کی آرائش" کرنے کی گنجائش مل گئی، اور جھاں جھاں اسے عورتوں کے متعلق اشارے ملے وہیں وھیں اس نے انھیں اپنے ترجمے میں فارسی کے افسانوی اور رومانوی رنگ میں رنگ کر شامل کردیا۔ مثلاً رانی سونھن دیوی اور چچ کا معاشقہ (ص ۲۵-۲۸)، داھر کی بہن "مایین" اور سوبھن رائے بھاٹیہ کی منگنی کا قصہ (ص ۷۱-۷۷)، داھر کی بیوی "لاڈی" اور محمد بن قاسم کی شادی کی حکایت (ص ۱۲۴، ۲۵۸)، داھر کی بھانجی "حسنہ" اور اس کے نکاح کی داستان (ص ۲۷۲-۲۷۴)، ھے سنگھ سے کیرج کے راجہ درو ھر کی بہن "چنگی" کا عشق (ص ۳۲۴-۳۳۳) اور آخر میں داھر کی دو بیٹیوں، محمد بن قاسم، اور خلیفہ ولید کا قصہ (ص ۳۵۱-۳۵۲)۔ ان ساری داستانوں کو افسانوی رنگ میں رنگ کر، اور رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کرنے میں فارسی مترجم علی کوفی کا بڑا ھاتھ ھے۔ یہ اسی کے رومانوی تخیل کی بلند پروازی ھے کہ رانی سونھن دیوی اپنی محبت کا اظہار اشعار میں کرتی ھے (ص ۲۶) اور کیرج کے حاکم درو ھر کی بہن

Marfat.com

چنگی، جے سنگھ کے عشق کی آگ میں جلتی سلگتی اور بستر ہجر پر تڑپتی ہوئی فارسی رباعی الاپتی ہے (ص ۳۲۷) مختصر یہ کہ اگر اصل متن میں ان واقعات کے بارے میں کوئی اشارہ ملتا بھی تھا تو اس نے اسے کھینچ تان کر ایک داستان بنادیا ہے۔

علی کوفی کے یہ اضافے صرف عشقیہ حکایتوں ہی تک محدود نہیں رہے بلکہ اس نے جہاں بھی گنجائش دیکھی وہیں بات کو طول دینے کی کوشش کی ہے، مثلاً ص ۳۱۶ پر ۳۱۶ پر اورڑ کی جادوگرنی کا واقعہ محض ایک فضول اضافہ ہے اور ص ۳۲۲-۳۲۴ پر برہمن سپاہی اور محمد بن قاسم کی حکایت بھی اسی نوعیت کے اضافے کی ایک دوسری مثال ہے جس میں اروڑ کا برہمن سپاہی فارسی شعر پڑھتا ہے۔

(ب) عبارت آرائی: مترجم نے ترجمے کے متعلق "عبارت کے ہار" اور "زبان کے شنگارخانہ" (ص ۳۰۷) کی خصوصیتوں کا ذکر کیا ہے چنانچہ اسی کی خاطر اس نے ترجمہ میں عبارت آرائی اور رنگین بیانی کو اختیار کیا ہے جس کا نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ان اضافوں میں ایک تو (غالباً اس کے اپنے) وہ فارسی اشعار ہیں جو اس نے بعض عورتوں اور مردوں کی زبانی ادا کرائے ہیں یا کسی خاص موقع پر خود مناسبت سے ادا کئے ہیں۔ مثلاً مذکورہ اشعار کے حوالوں کے علاوہ ص ۳۲۳ پر ایک فارسی رباعی ایفائے وعدہ کے اصول کی حمایت میں اور ص ۳۳۷ پر شاعر ابوالفتح بستی کے ایک عربی قصیدہ (۱) کے بیت "صلاح و مشورہ" کی حکمت عملی کی تصدیق میں پیش کی ہے۔

دوسرے اسلوب بیان میں رنگینی پیدا کرنے کے خیال سے سیدھی سادھی بات کو تکلف اور تصنع سے ادا کیا ہے جس کی

(۱) تصدیق کے لئے دیکھئے آخر میں توضیحات ص ۵۱۵

Marfat.com

مثال ذیل کی عبارتیں ھیں جن کا مقصد سوائے تصنع اور تکلف کے کچھ نہیں اور جن کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں ھے کہ "سورج ڈوبا" یا "صبح ھوئی" اور یا "سورج طلوع ھوا"۔

ص ۴۲: جب دنیا نے کالی گدڑی اوڑھی اور ستاروں کا بادشاہ رات کی سیاہ چادر میں روپوش ھوگیا۔

۱۵۹: دوسرے دن جب صبح صادق تاریکی کے پردے سے اطلسی لباس پہن کر نمودار ھوئی۔

ص ۱۶۶: جب رات کا سرمئی پردہ ستاروں کے بادشاہ منوّر کرنوں سے چاک ھوا۔

ص ۲۳۹: دوسرے دن جب صبح نے مشرق کی جانب سے اپنا جہان آرا اور دلکش جمال دنیا کو دکھایا۔

ص ۲۷۷: جب رات کے سیاہ پردے سے صبح صادق نمودار ھوئی۔

ص ۳۲۷: دوسرے دن جب ستاروں کا بادشاہ آسمانوں کے برجوں سے نمودار ھوا اور سرمئی پردہ چاک ھوا۔

۳۵۱: دوسرے دن رات کے سیاہ پردے سے ستاروں کا بادشاہ ظاھر ھوا۔

(۳) القاب کے اضافے: مترجم کے زمانے میں بادشاھوں، امیروں اور بزرگوں کی شان و شوکت کے پیش نظر فخریہ القاب کا عام رواج تھا۔ "شہاب‌الدین" اور "معزالدین" یہ دونوں سلطان محمد بن سام غوری کے شاھی القاب تھے۔ اس کے بعد "سلطان ناصرالدین" قباچہ کے دورِ حکومت میں مترجم علی کوفی آچ میں آکر مقیم ھوا۔ سلطان ناصرالدین کے وزیر ابوبکر کا لقب "رضی‌الدین" تھا جو علی کوفی کا بڑا مربی تھا۔ اس کے بعد وزیر ابوبکر کا بیٹا حسین "فخرالدین" کے لقب سے وزیر ھوا جس کے نام سے مترجم علی کوفی نے فتحنامہ کو منسوب کیا۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق علی کوفی نے ترجمے میں بھی اگلے بزرگوں اور

Marfat.com

امیروں کے ناموں کے آگے ایسے ہی القاب کا اضافہ کیا ہے۔ مثلاً اپنے متن میں(۱) ص [۱۲] ۱۳ پر آنحضرت صلی اللہ وجیہ العرب، نظام الملة و قوام الملة" کے القاب سے یاد کیا، حالانکہ اس وقت ایسے القاب کا بالکل رواج نہ تھا۔ اسی طرح [۹]/۱۰ پر محمد بن قاسم کو "عمادالدولة و الدین" کا لقب دیا ہے۔ دوسرے پانچ مقامات(۲) پر صرف "عمادالدین" پر اکتفا کیا ہے اور ص [۱۲۷]/۱۷۵ پر پھر اسے "کریم‌الدین" کا لقب دیا ہے۔ ہم ص ۳۶۱ کے حاشیے میں واضح کرچکے ہیں کہ محمد بن قاسم کے نام کے ساتھ اس قسم کے القاب و آداب نہ تھے، بلکہ اس کی کنیت "ابوالبہار" تھی۔ علی کوفی نے پھر ص [۲۳۰]/۳۳۴ پر اروڑ کے قاضی موسیٰ کے لئے "برہان‌الملة و الدین" کا لقب استعمال کیا ہے۔ اور اس کی اولاد میں سے اپنے ہمعصر قاضی اسمٰعیل کو ص [۹]/۱۱ پر "کمال‌الملة والدین" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ایسے القاب کا اس زمانے میں اتنا عام رواج تھا کہ علی کوفی نے افسانوں کے علاوہ اپنے فارسی ترجمے کے لئے بھی "منہاج‌الدین"۔الخ (۳۰۶][۲۴۷]) کا لقب تجویز کیا۔ بہرحال یہ ثابت ہے کہ القاب کے یہ اضافے اسی کے اختراع ہیں اور ان کا اصل مواد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۴) تشریحی اضافے: ترجمہ کرتے وقت مترجم نے اصل عربی متن میں آئے ہوئے شہروں یا مقامات کے ناموں کی مختصر الفاظ میں تشریح کی ہے کہ وہ اس کے زمانے میں

---

(۱) اس ترجمے میں کچھ القاب اردو میں بھی ترجمہ ہوگئے ہیں اسی لئے تصدیق کے لئے فارسی متن کو دیکھنا چاہئے جن کے صفحات مربع قوسین میں دیئے گئے ہیں۔

(۲) دیکھئے صفحات [۹۳، ۱۰۶، ۱۴۱، ۱۶۳، اور ۲۴۴] ۱۲۴، ۱۴۱، ۱۹۴، ۲۲۶ اور ۳۵۲

Marfat.com

کہاں تھے اور کیا تھے۔مثلاً ص ۶۴/[۴۹] پر چچ ز مکران اور کرمان کی سرحد مقرر کی اسی سرحد کی مزید وضاحت کے ضمن میں اس نے لکھا ھے کہ "وھی سرحد موجودہ وقت تک قایم ھے"۔ یہ الفاظ ظاھر ھے کہ مترجم کے ھیں اور قیاسی ھیں۔

ص ۶۵/[۴۹] پر شھر قندابیل کی وضاحت میں بیان کیا ھے کہ "قندابیل یعنی قندھار"۔ یہ قندھار والا فقرہ بھی مترجم کا ھے جو غلط ھے۔قندابیل سے مراد "گنداوا" ھے جس کے متعلق ھم نے صفحہ ۴۰۶ کی توضیح میں بحث کی ھے۔

ص ۱۴۴/[۱۰۷] پر "کارمتی" اور "ندمتی" کی لفظی تشریح بھی مترجم کی طرف سے کی گئی ھے جس میں اس نے لکھا ھے کہ "کارمتی یعنی گیلِ شور" (کھاری مٹی) اور "ندمتی یعنی گلِ سیمیں" (چاندی جیسی چمکدار مٹی) اس کے ان فقروں پر ص ۴۴۹ کی توضیح میں روشنی ڈالی گئی ھے۔

ص ۲۳۷ [۱۷۱] پر لفظ "نیم نیزہ" کی تشریح کے ضمن میں اس نے لکھا ھے کہ "لوھے کا دستہ جسے سیل بھی کہتے ھیں" اور پھر ص ۲۴۸ [۱۷۸] پر بھی اسی لفظ کی وضاحت کرتے ھوئے لکھا ھے کہ "لوھے کا دستہ جسے ھندو سیل کہتے ھیں"۔

ص ۳۰۵ [۲۱۷] پر شھر برھمن آباد کی توضیح میں لکھتا ھے کہ "برھمناباد یعنی ہابراہ"۔ یہ توضیح مترجم کی ھے اور اس نے صحیح طور پر برھمن آباد کا مقامی نام "ہابراہ" (یعنی ہانبھڑاہ) دیا ھے جس کی وضاحت ھم نے ص ۴۹۹ پر کی ھے۔

مذکورہ بالا جملہ اضافے مترجم علی کوفی نے اپنی طرف سے رنگین بیانی، عبارت آرائی یا تشریح کے خیال سے کئے ھیں اور اپنے نقطۂ نگاہ سے وہ اس میں حق بجانب ھے۔ لیکن چونکہ ان اضافوں نے اصل، صحیح اور معتبر عربی تاریخ کی کتاب کو افسانوی رنگ دے کر اگرچہ اس کی قدر و

Marfat.com

قیمت کو سطحی محققوں کی نظروں میں گھٹا دیا ھے۔ لیکن اس کے باوجود اصل نظر مترجم کے ان اضافوں کو پرکھ سکتے ھیں اور کتاب کی اصل قدر و قیمت کو سمجھ سکتے ھیں۔

اضافوں کے علاوہ مترجم علی کوفی سے بعض ایسی بھی کوتاھیاں عمداً یا سھواً ھوگئی ھیں جن کی تلافی مشکل ھے۔ اس کی مندرجہ ذیل کوتاھیوں نے خاص طور پر اصل عربی کتاب کی صحت پر اثر ڈالا ھے۔

۱۔ مترجم علی کوفی نے اصل عربی کتاب کا نام نھیں دیا اور اس کے بجائے اپنے فارسی ترجمے کے لئے بر تکلف نام تجویز کیا۔ اس کمی سے نہ صرف اصل عربی کتاب کا نام محو ھوگیا ھے بلکہ اس کے فرضی ناموں کے لئے بھی میدان ھموار ھوگیا جس کا اس سے پیشتر ذکر ھوچکا ھے۔

۲۔ اصل عربی کتاب میں سے مختلف بیانوں کے بارے میں راویوں کے سلسلہ اسناد کو کتنے ھی مقامات پر غیر ضروری سمجھ کر نظرانداز کردیا ھے اور راویوں کا نام دینے کے بجائے ترجمہ میں صرف "راویوں" یا "محرروں" کے مبھم الفاظ شامل کئے ھیں۔ مثلاً:

ص ۱۸۔ کتاب کی ابتداھی میں راویوں کے نام حذف کر کے اس طرح لکھتا ھے: "راویانِ اخبار اور مصنفین تاریخ نے اس طرح بیان کیا ھے۔ الخ"

ص ۳۶۔ "اس داستان کا مصنف اور اس بوستان کا محرر اس طرح روایت کرتا ھے۔ الخ" (چچ کی رانی سونھن دیوی سے شادی کے متعلق)

ص ۴۸۔ "اس فتح کی حکایت بیان کرنے والے نے اس طرح کہا ھے۔ الخ" (چچ کا کشمیر سے اروڑ آنے کے متعلق)

ص ۹۰۔ "ان خبروں کے راویوں اور ان روایتوں کے جاننے والوں نے اس طرح بیان کیا ھے۔ الخ" (عھد اسلام میں فتوحات کی ابتدا کے متعلق)

Marfat.com

ص ۹۸- "اس روایت کے راویوں اور اس داستان کے مصنفوں نے اس طرح بیان کیا ہے۔ الخ" (حضرت عثمان رض. کے عہد کی فتوحات کے متعلق)

ص ۱۲۴- "خبروں میں تصرف کرنے والے اور روایتوں کی تفسیر کرنے والے اس طرح کہتے ہیں۔ الخ" (محمد بن قاسم کے محاذ ہند پر تقرر کے متعلق)

ص ۱۹۲- "اس حکایت کے راوی نے بیان کیا۔ الخ" (علافی کے داہر کو نصیحت کرنے کے متعلق)

ص ۲۳۹- "ان کنواریوں کی آرائش کرنے والوں نے اس طرح روایت کی ہے۔ الخ" (۱۰ رمضان کو محمد بن قاسم اور داہر کی جنگ کے متعلق)

ان حذف کردہ اسناد کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے فارسی مترجم کو تاریخی اسناد کی اہمیت کا پورا اندازہ نہ تھا اور اسی لیے شاید اس نے اصل اسناد میں دیئے ہوئے عربی ناموں کو نکال کر مذکورہ اجمالی فقروں سے کتاب کی زیب و زینت میں اضافہ کرنے کو ترجیح دی۔ مذکورہ بالا مقامات میں کتاب کی ابتدا، اسلامی فتوحات کا آغاز وغیرہ، ایسے اہم مواقع ہیں کہ جہاں عربی تاریخ کے اصول کے مطابق اسناد کا تفصیل سے ذکر ہوگا جنہیں غالباً مترجم نے طوالت اور بے لطفی کے خیال سے خارج کردیا ہے اور جہاں جہاں صرف ایک یا دو روایتوں کے نام ہیں وہاں انہیں قائم رہنے دیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے بعض مقامات اور خصوصاً قبل از اسلام کے دور کے بیانات (مثلاً چچ کی رانی سونہن دیوی سے شادی) کے لیے اسناد کے سلسلے ہی نہ ہوں، لیکن عہد اسلام کی اسناد کے حذف ہونے کی وجہ سے اس کی تمیز کرنا بھی مشکل ہوگئی ہے۔ کافی وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ص ۹۰ پر "عہد اسلام میں فتوحات" کے اہم باب کی ابتدا سلسلۂ اسناد

Marfat.com

سے خالی نہ رہی ہوگی، اور ضرور اس میں سلسلۂ اسناد دیا ہوگا۔ کیونکہ بلاذری نے بھی یہی حالات بیان کئے ہیں، لیکن شروع میں "علی بن محمد عبداللہ بن ابی سیف" یعنی المدائنی کا پورا نام دے کر یہ واقعات اس کی روایت سے منسوب کئے ہیں۔

بہرحال سلسلۂ اسناد کو حذف کردینے کی کوتاہی مترجم کی ایسی غلطی ہے جس کی وجہ سے ایک محقق کو ان مبہم روایتوں، عنوان اور بیانات کا تجزیہ کرنے میں سخت دشواری حائل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کی ابتدائی روایت میں اصل مصنف کے نام ہونے کا بھی قوی امکان ہے، لیکن وہ بھی مترجم کی عبارت آرائی اور اختصار نویسی کی نذر ہو گیا ہے۔

۳۔ جہاں سلسلۂ اسناد موجود ہے، وہاں بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکمل اور مفصل نہیں ہے۔ مثلاً یہ دو روایتیں قابل توجہ ہیں:

ایک روایت ص ۱۰۰ پر "جو ہذلی سے مروی ہے" (اور حضرت علی رضہ کے عہد میں حارث بن مرہ کی مکران میں جنگ کے بارے میں ہے)۔

دوسری روایت ص ۱۰۰ پر "اس تاریخ کی تفسیر کرنے والوں نے ہذلی اور عیسیٰ بن مومیٰ سے روایت کی ہے، جس نے اپنے باپ سے سنا ہے" (جو سنان بن سلمہ کے محاذ ہند پر مقرر ہونے کے ضمن میں مذکور ہے)۔

ان میں سے پہلی روایت میں صرف "ہذلی" کا نام دیا گیا ہے، لیکن ہذلی نے جس سے یہ بات سنی اور اسے جس شخص سے معلوم ہوئی ان دونوں کے نام اس روایت کے سلسلہ اسناد میں حذف کردیئے گئے ہیں — یعنی سلسلہ اسناد کا اول اور آخری حصہ متروک ہے۔ اسی طرح دوسری روایت میں سلسلہ اسناد کی ابتدائی کڑی حذف کردی گئی ہے۔

Marfat.com

چنانچہ فتحنامہ میں ذیل کی دوسری روایتوں سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ "ہذلی" سندھ کی روایتوں کے سلسلے میں براہِ راست خود راوی نہیں، بلکہ وہ اور اس سے پہلے اور بعد کے راویوں کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً:

ص ۱۰۲- "ابوالحسن نے ہذلی سے روایت کی کہ اس نے مسلمہ بن محارب بن زیاد سے سنا" (تحت عنوان عبداللہ بن سوار کا محاذ ہند پر تقرر)

ص ۱۰۵- "ابوالحسن نے ہذلی سے سنا اور اس نے اسود سے روایت کی"۔ (تحت عنوان راشد کا محاذ ہند پر تقرر)

ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ غالباً فارسی مترجم کی بے احتیاطی کی وجہ سے زیادہ تر اسناد کے سلسلے ناقص رہ گئے ہیں، جس کی وجہ سے بعض جگہ اس کتاب میں تحقیقی لحاظ سے بڑی کمی پیدا ہوگئی ہے۔

۴- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت مترجم سے سہواً بھی کچھ عربی عبارتیں چھوٹ گئی ہیں، جس کی وجہ سے بعض مقامات پر ترجمہ میں خلجان اور الجھاؤ پیدا ہوگیا ہے۔ اس کی عبارتوں میں صورت خطی کی غلطیاں تو خیر کاتبوں کی بےاحتیاطی یا عدم واقفیت پر محمول کی جا سکتی ہیں، لیکن غیر مکمل عبارتیں مترجم ہی کی سہو کا نتیجہ ہیں، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایسی عبارتیں فارسی ترجمے کے جملہ قلمی نسخوں میں نامکمل ہیں۔ مثلاً:

۱- ص ۱۰۵-۱۰۶/[۸۱]: سنان بن سلمہ اور احنف بن قیس کا ذکر۔

۲- ص ۱۶۴/[۱۲۱]: کاکو کوتل کے خاندان کا ذکر۔

۳- ص ۲۸۳/[۳۰۳]: ہر علافی (یا جے سنگھ؟) کے کشمیر جانے کا ذکر۔

Marfat.com

۴- ص ۳۰۴/[۲۱۷]: محمد بن قاسم، قتیبہ اور جہم بن زحر کا ذکر۔

۵- ص ۳۳۱/[۲۳۳]: جے سنگھ کے کشمیر جانے کا ذکر۔

ان ناقص عبارتوں میں سے پہلی اور چوتھی عبارت کی دوسری کتابوں کی مدد سے بمشکل تصحیح کی گئی ہے۔ لیکن دوسری باقی عبارتوں کی تصحیح خارج از امکان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس اہم تاریخی کتاب کے یہ الجھاؤ اور خلل، ان گران قیمت تاریخی معلومات پر دائمی حجاب کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کا مداوا بظاہر کوئی نہیں۔

فارسی ترجمے کی اہمیت: باوجود مترجم کی ان کوتاہیوں کے اس فارسی ترجمے کی تاریخی اور ادبی اہمیت مسلّم ہے۔ مترجم کا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے اصل عربی کتاب کا فارسی ترجمہ کرکے ابتدائی اسلامی ہندی تاریخ پر عموماً اور سندھ کی تاریخ پر خصوصاً بہت بڑا قیمتی، نادر اور نایاب مواد پیش کیا ہے، کیونکہ اصل عربی کتاب کی غیر موجودگی میں یہ فتحنامہ ہی اس قدیمی تاریخ کا تنہا عکاس ہے، جس کی بدولت ہم عربی کی اصل کتاب کے مضامین و معاملات تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ غالباً یہی وہ سب سے پہلی کتاب ہے جو ارض سندھ میں سندھ و ہند کی تاریخ پر لکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ فتحنامہ ان چند ممتاز ترجموں میں سے ایک ہے کہ جو قدیم اور نایاب عربی کتب سے فارسی میں ترجمہ کی گئیں ہیں۔ مثلاً "بلعمی" وہ پہلا شخص تھا جس نے ۳۵۰ اور ۳۶۰ ہجری کے درمیان "تاریخ طبری" کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اس کے بعد "تاریخ سیستان" دوسری کتاب ہے جس کا کافی مواد عربی سے ترجمہ کیا گیا۔ تاریخ سیستان دراصل فارسی ہی میں لکھنی شروع کی گئی اور اس کا صرف پہلا حصہ فتحنامہ سے پہلے سنہ ۴۴۵-۴۴۸ھ کے قریب

Marfat.com

مکمل ہوا، لیکن اس کا دوسرا حصہ فتحنامہ کے بعد سنہ ۷۲۵ھ کے قریب تالیف کیا گیا(۱)۔ اس سلسلے کی تیسری کتاب، "کتاب الفتوح" ہے، جس کو احمد بن اعثم کوفی نے عربی میں خلیفہ ہارون رشید کی عہد تک کی فتوحات کے متعلق(۲) لکھا۔ اس کتاب کا فارسی ترجمہ محمد بن احمد المستوفی الہروی نے سنہ ۵۹۶ھ میں یعنی فتحنامہ سے ۱۷-۱۸ سال پہلے کیا(۳)۔ عجیب بات یہ ہے کہ محمد بن احمد المستوفی نے جن حالات میں اس کتاب کا ترجمہ کیا وہ حالات قریب قریب بالکل علی کوفی ہی جیسے تھے۔ یعنی کہ مترجم کا ضلع بوشنج میں اس کتاب کا ترجمہ کرنا اور پھر اسے خراسان کے وزیر "مؤید الملک قوام الدولہ والدین افتخار اکابر خوارزم و خراسان" سے منسوب کرنا۔ علی کوفی بھی اس قسم کے حالات میں اس کے نقش قدم پر چلا اور ۱۷ سال بعد سنہ ۶۱۳ھ میں اس نے فتحنامہ کا ترجمہ کیا۔ بہرحال فتحنامہ ان چند ممتاز قدیم کتابوں میں چوتھے نمبر پر ہے کہ جو عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوئیں۔

اس کے علاوہ ادبی لحاظ سے بھی "فتحنامہ" فارسی نثر کی بڑی قدیم کتابوں میں سے ایک ہے اور ہندوستان کے فارسی ادب میں فارسی نثر کی غالباً سب سے پہلی کتاب ہے۔ اس کا اسلوب بیان بڑا سادہ اور دل آویز ہے۔ عوفی نے اپنی مشہور کتاب "لباب الالباب"، فتحنامہ کی تالیف کے صرف تین چار سال بعد سنہ ۶۱۷ھ کے قریب لکھی اور اسے سلطان ناصرالدین کے اسی وزیر عین الملک فخرالدین حسین کے نام سے منتسب کیا کہ جس سے علی کوفی نے فتحنامہ کو منسوب کیا ہے۔

---

(۱) دیکھئے "تاریخ سیستان" طبع طہران، سنہ ۱۳۱۴ شمسی، ص و.
(۲) دیکھئے یاقوت، "معجم الادباء" (گب میموریل) جلد ۱، ص ۳۷۹، اور "لسان المیزان"، مطبوعہ حیدرآباد دکن، جلد ۱ ص ۱۳۸۔
(۳) دیکھئے فہرست ریو (Rieu) جلد ۱، ص ۱۵۱، اور 'فتوحات اعثم کوفی' مطبوعہ بمبئی۔

Marfat.com

اگرچہ عوفی اور علی کوفی دونوں ایک ہی دور کے ہیں لیکن "فتحنامہ" کے مقدمے کا "لباب الالباب" کے مقدمے سے موازنہ کرنے پر واضح ہوتا ہے کہ عوفی کے اسلوبِ بیان میں کافی تکلف اور تصنع ہے، اور اس کے مقابلے میں علی کوفی کا اسلوبِ بیان زیادہ رواں، سہل، سادہ اور مؤثر ہے۔

فارسی ترجمے کے بعد اس کی اشاعت

علی کوفی سنہ ۶۱۳ھ (۱۲۱۶ع) میں تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اسی سال یا دوسرے سال جلد ہی فتحنامہ کا فارسی ترجمہ مکمل کرلیا، چونکہ اس نے یہ ترجمہ سلطان ناصرالدین قباچہ کے وزیر عین الملک فخرالدین حسین کے نام اس لئے منسوب کیا تھا کہ وہ اس کے ذریعے سے اس کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرے۔ اس لیے گمان غالب ہے کہ علی کوفی نے اپنے ترجمہ کا ایک نسخہ لے جاکر اُچ میں (جو کہ سلطان ناصرالدین کا پایۂ تخت تھا) وزیر عین الملک کی خدمت میں پیش کیا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک نسخہ اروڑ بکھر کے ان قاضیوں کو بھی دیا ہو کہ جن کے اصل عربی نسخے سے "فتحنامہ" ترجمہ کیا تھا۔ اور یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسا ہی کوئی ایک نسخہ اس نے اپنے پاس بھی رکھا ہو۔ لیکن چونکہ ترجمے کے وقت (سنہ ۶۱۳ھ) میں بھی اس کی عمر ۵۸ سال کی تھی اور اس کے بعد دوسرے مصنفوں کی کتابوں، نیز سلطان ناصرالدین کے سربرآوردہ درباری علماء میں اس کا ذکر نظر نہیں آتا، اسی وجہ سے خیال ہوتا ہے کہ اس کے بعد علی کوفی زیادہ عرصے زندہ نہیں رہا اور اسی وجہ سے فتحنامہ کے قلمی نسخے بھی غالباً محدود ہی رہے۔

"فتحنامہ" کا سب سے قدیم نسخہ جو اس وقت تک معلوم ہوسکا ہے، وہ سنہ ۱۰۶۱ھ کا تحریر کردہ ہے اور

Marfat.com

پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ باقی ماندہ دوسرے نسخے ۱۲۳۰ھ کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔

حیرت ہے کہ سنہ ۶۱۳ھ سے لے کر سنہ ۱۰۶۱ھ تک یعنی تقریباً ساڑھے چار سؤ سالوں کے دور کا کوئی بھی قلمی نسخہ اس وقت تک دستیاب نہیں ہو سکا۔ البتہ سلطان فیروز شاہ کی جانب سے ملتان کے گورنر عین الملک ماہرو کے لکھے ہوئے خطوط کے مجموعہ "منشات ماہرو" (۱) میں ایک ایسا حوالہ موجود ہے، جو غالباً "فتحنامہ" سے اخذ کیا گیا ہے۔ "منشات ماہرو" میں عین الملک کی طرف سے سندھ کے سمہ حکمرانوں جام بانبھنڑیہ (بانبھنیہ) اور جام جونہ کے نام لکھے ہوئے خطوط موجود ہیں، اور داخلی شہادتوں کی بنیاد پر یہ خطوط تقریباً ۷۶۱-۷۶۵ھ کے زمانے کے لکھے ہوئے ہیں۔ جام بانبھنڑیہ ان دنوں سندھ میں اپنی خودمختار حکومت قایم کرنا چاہتا تھا، اور اسی وجہ سے وہ دہلی کی مرکزی حکومت کی مخالفت کر رہا تھا۔ چنانچہ عین الملک نے اپنے ایک جوابی خط میں اس کی بغاوت اور عہد شکنی کا ذکر کرتے ہوئے اسے طعنہ دیا ہے کہ یہ سندھیوں کی قدیم عادت ہے اور اس سلسلے میں راہبہ داہر کی دونوں بیٹیوں کی محمد بن قاسم کے خلاف سازش اور دغا کی حکایت مثال کے طور پر بیان کی ہے، اور چونکہ یہ افسانہ سوائے فتحنامہ کے کسی بھی دوسری کتاب میں درج نہیں ہے اس وجہ سے گمان غالب ہے کہ فتحنامہ، عین الملک ماہرو کی نظر سے گذر چکا تھا، اور شاید جام بانبھنڑیہ بھی اس سے واقف تھا، تب ہی تو عین الملک نے اس حکایت کو مشہور

---

(۱) مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے تاریخ کے پروفیسر محترم شیخ عبدالرشید کا کافی عرصہ ہوا ایک خط ملا تھا، جس میں موصوف نے اطلاع دی تھی کہ انھوں نے "منشات ماہرو" کو ایڈٹ کیا ہے اور وہ زیر طبع ہے۔

Marfat.com

سمجھتے ہوئے اپنے خط میں اس کا ذکر کیا تھا۔ بہرحال اس حوالے سے اس کی کسی قدر تصدیق ہوتی ہے کہ کتاب کے فارسی ترجمے (۶۱۳ھ) کے تقریباً ڈیڑھ سؤ سال بعد بھی (۷۶۱-۷۶۵ھ) اس ترجمے کے قلمی نسخے ملتان اور سندھ میں موجود تھے۔

اس کے تقریباً ڈھائی سؤ سال کے بعد گیارھویں صدی ہجری کے اوائل میں بھی فتحنامہ کے قلمی نسخوں کی موجودگی کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً طبقات اکبری (تصنیف سنہ ۱۰۰۲ھ)، تاریخ معصومی (تصنیف سنہ ۱۰۰۹ھ)، تاریخ فرشتہ (تصنیف سنہ ۱۰۱۰ھ)، بیگلارنامہ (تصنیف سنہ ۱۰۱۷ھ)، اور زبدۃالتواریخ (تصنیف سنہ ۱۰۱۴-۱۰۲۵ھ) کے مصنفوں نے اس سے سندھ کی ابتدائی تاریخ کے حالات نقل کئے ہیں۔

پھر اس کے ایک سؤ سال کے بعد بارھویں صدی ہجری کے اوائل میں "تاریخ مفضلی" (تصنیف سنہ ۱۱۲۴-۱۱۳۱ھ)(۱) کے مولف مفضل خان اور اسی صدی کے آخر میں "تحفۃالکرام" (تصنیف ۱۱۸۲ھ) کے مصنف علی شیر قانع نے "فتحنامہ" سے سندھ کی قدیم تاریخ اور محمد بن قاسم کی فتوحات کے حالات نقل کئے ہیں۔

فتحنامہ کے ترجمے: ان قدیم مؤرخوں کے بعد موجودہ عالموں اور مؤرخوں نے گذشتہ اور موجودہ صدی میں فتحنامہ کے ترجمے کی طرف توجہ کی اور پوری کتاب یا اس کے کچھ حصوں کے انگریزی میں سندھی میں اور اردو میں مندرجہ ذیل ترجمے کئے:

(الف) لیفٹننٹ ٹی-پوسٹنس (T. Postans) غالباً پہلا شخص تھا جس نے انگریزی زبان میں سنہ ۱۸۳۸ء اور سنہ ۱۸۴۱ء میں "جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال" میں اس کتاب کا

---

(۱) دیکھئے فہرست ریو (Rieu)، جلد ۲، ص ۸۹۲-۸۹۳

Marfat.com

مختصر ترجمہ شایع کیا (۱)۔ یہ پہلی کوشش تھی اسی وجہ سے اوسٹنس کا ترجمہ کافی ناقص ہے (۲)۔

(ب) اس کے بعد الیٹ نے پوری کتاب کے خاص تاریخی حصے ترجمہ کئے (۳)، لیکن اس کے کئے ہوئے ترجمے میں بھی افراد اور مقامات کی تحقیق میں نقائص رہ گئے، جن پر محقق ہوڑی والا نے اپنی کتاب "ہندی۔مسلم تاریخ کے متعلق مطالعات" میں (ص ۸۰-۱۰۰) میں تنقید کی ہے۔

(ج) اس کے بعد سندھ کے مشہور ادیب مرزا قلیچ بیگ نے پہلی مرتبہ پوری کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا، جو کراچی کے کمشنر پریس سے سنہ ۱۹۰۰ع میں طبع ہوکر شایع ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنے ترجمے کی تمہید مورخہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۰ع میں لکھا ہے کہ: "کتاب کا ترجمہ کرنے میں مجھے کافی دشواریاں پیش آئی ہیں۔ میرے قلمی اسخے میں اتنی غلطیاں اور کوتاہیاں تھیں کہ مجھے کتاب کے دوسرے قلمی نسخے، جس قدر ممکن تھے، حاصل کرنے پڑے، تاکہ اپنے نسخے کو ان سے ملاکر غلطیوں کی اصلاح کروں اور خلاؤں کو پُر کروں۔ چنانچہ دوستوں کی عنایت سے مجھے حیدرآباد، ٹھٹھہ، سکھر اور شکارپور سے ۷ یا ۸ نسخے دستیاب ہوئے۔ اس کے بعد کافی محنت اور کاوش کے ساتھ، عربی کے عالموں کی مدد سے میں نے (عبارتوں کی) اصلاح کی اور جس قدر ممکن ہوسکا ان خلاؤں کو پر کیا (لیکن بدقسمتی سے سارے قلمی نسخوں میں غلطیاں اور کوتاہیاں تھیں)۔ اس کے بعد میں نے حتی الامکان کتاب کا لفظ، لفظ

---

(۱) دیکھئے "جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال" جلد ۷ (No.LXXIV) سال ۱۸۳۸ع، ص ۹۳-۹۶ اور X ۲۹۷-۳۱۰، اور جلد ۱۰ (No CXI) سال ۱۸۴۱ع، ص ۱۸۳-۱۹۷ اور ۲۶۷-۲۷۱

(۲) دیکھئے الیٹ کی تاریخ مقامی مورخوں کی زبانی، جلد ۱ ص ۱۳۷

(۳) ایضاً جلد ۱ ص ۱۳۱-۲۱۱

Marfat.com

ترجمہ کیا۔ (اس میں) میں نے کافی حواشی اور حوالے بھی دیئے ھیں۔ اس کے علاوہ مماثل واقعات کے متعلق میں نے تاریخ معصومی اور تحفۃالکرام کے بیانات کے اقتباسات بھی اس میں موازنہ کے لیے شامل کئے ھیں۔ قرآن شریف کی آیتوں، رکوع اور سورتوں کے حوالے میں نے سیل (Sale) کے انگریزی ترجمے سے دیئے ھیں، اور رچرڈسن کے ٹیبل سے میں نے ھجری سالوں کے مسیحی سال درج کئے ھیں"۔

مرزا صاحب کے مذکورہ بیان سے ظاھر ھے کہ ان کی کوشش اس کتاب کے مکمل اور حتی الامکان صحیح انگریزی ترجمے کی پہلی کوشش تھی۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب نے اپنے ترجمے کے آخر میں لوگوں اور مقامات کے ناموں کی حرفی ترتیب کے ساتھ فہرست بھی شامل کی ھے، جو موجودہ طرز تحقیق کے لحاظ سے ایک قابل قدر اضافہ ھے۔

ان اھتمامات کے باوجود مرزا صاحب کا انگریزی ترجمہ کافی تصحیح کا محتاج ھے۔ انھوں نے جن ۷ یا ۸ قلمی نسخوں کا مطالعہ کیا تھا ان کی کوئی بھی وضاحت نہیں کی، جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ وہ نسخے کس حد تک معتبر تھے۔ خود ان کی رائے کے مطابق "سارے نسخوں میں غلطیاں اور کوتاھیاں تھیں" اور غالباً اسی وجہ سے مرزا صاحب کے ترجمے میں افراد اور مقامات کے ناموں اور عبارتوں میں کافی غلطیاں رہ گئی ھیں۔

(د) انڈیا آفس لنڈن کے قلمی نسخے سے سندھ کے میر صاحبان کے زیر اھتمام فتحنامہ کا ایک سندھی ترجمہ ھوا، جو کافی عرصہ تک ھزھائینس میر نورمحمد خان (حیدرآباد) کے کتب خانہ کی زیب و زینت رھا۔ اس کے بعد یہ ترجمہ مرحوم خداداد خان مصنف "لب تاریخ سندھ" کے پاس رھا اور اب وہ محترم محمد حنیف صاحب صدیقی کے پاس محفوظ ھے۔

Marfat.com

(ھ) سنہ ۱۹۲۳ع میں مرزا قلیچ بیگ نے اس کتاب کا پھر سندھی میں ترجمہ شروع کیا۔ اور اس ترجمے کا پہلا حصہ جو کل ۶۰ صفحات پر مشتمل ھے، کرشنا پرنٹنگ پریس (۱ تا ۴۰ صفحات) اور بلاوٹسکی پریس (۴۱ تا ۶۰ صفحات) حیدرآباد سے طبع ھوکر شایع ھوا۔ اس پہلے حصے کے مقدمے میں مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۲۳ع میں مرزا صاحب نے لکھا ھے کہ "اب بعض دوستوں کی فرمایش کے مطابق میں نے سندھی میں ترجمہ کیا ھے"۔ آخر میں "اشارہ" کے طور پر لکھا ھے کہ "کتاب دو حصوں میں شایع ھوئی ھے۔ پہلا حصہ صرف چچ کے راج تک محدود ھے۔ باقی حالات دوسرے حصے میں آئیں گے"۔ مرزا صاحب کا یہ ترجمہ بھی محض ترجمہ ھی ھے اور تحقیق و تصحیح سے خالی ھے۔

(و) مرزا قلیچ بیگ کے انگریزی ترجمے سے محترم محمد حفیظ الرحمان حفیظ بھاولپوری نے کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا، جو "عزیزالمطابع الیکٹرک پریس بھاولپور" میں طبع ھوا۔ مترجم کے دیباچے میں ۱۰- رمضان ۱۳۵۷ھ/۴- نومبر ۱۹۳۸ع کی تاریخ ظاھر کی گئی ھے۔ چونکہ یہ ترجمے کا ترجمہ ھے اسی وجہ سے صحت کی لحاظ سے ناقص ھے۔

فتحنامہ کے فارسی متن کی اشاعت: خود فارسی متن کی تصحیح اور تحقیق کی طرف سب سے پہلے سندھ کے عالم، فاضل، محقق اور ادیب، شمس العلماء ڈاکٹر عمر بن محمد داؤدپوٹہ مرحوم نے توجہ کی، اور ان کا تصحیح کردہ "فتحنامہ سندھ" مجلس مخطوطات فارسیہ حیدرآباد دکن کی سعی اور اھتمام سے سنہ ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ع میں مطبع لطیفی دھلی میں طبع ھوکر شایع ھوا۔

موجودہ تحقیق و تجسس کے اصولوں اور معیار کے مطابق یہ پہلی کوشش تھی، جس میں فاضل مصحح نے کتاب

Marfat.com

کے جملہ مختلف قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر متن کی تصحیح کی، کتاب کا مقدمہ لکھا، متن کی وضاحت کے لیے حواشی اور تعلیقات تحریر کئے اور آخر میں افراد اور ملکوں کے ناموں کی فہرست شامل کی۔ متن کی تصحیح کے لیے فاضل محقق نے مندرجہ ذیل قلمی نسخے استعمال کئے:

نسخہ **م**۔ مملوکہ برٹش میوزیم، نوشتہ ۹۔ محرم ۱۲۴۸ھ۔

نسخہ **پ**۔ مملوکہ کتبخانہ پنجاب یونیورسٹی، نوشتہ ۴۔ شوال ۱۰۶۱ھ۔

نسخہ **ب**۔ مملوکہ کتبخانہ بانکی پور، نوشتہ ۱۰ ذیقعد ۱۲۷۲ھ۔

نسخہ **ک**۔ مملوکہ کتبخانہ رایل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ، نوشتہ ۹۔ اکتوبر ۱۸۸۷ع

نسخہ **س**۔ علاؤالدین صاحب سم کا ذاتی نسخہ، کافی بعد کا لکھا ہوا، تاریخ نامعلوم۔

نسخہ **ج**۔ میر نور محمد خان کے کتبخانے کا سندھی ترجمہ، جو محمد حنیف صاحب صدیقی کے پاس موجود ہے، تاریخ ترجمہ نامعلوم۔

ان نسخوں کے علاوہ مصحح نے مرزا قلیچ بیگ کا انگریزی ترجمہ اور الیٹ کا انگریزی ترجمہ بھی استعمال کیا ہے۔

اس اہتمام و کاوش و محنت کے بعد، فتحنامہ کا فارسی ترجمہ پہلی بار کافی صحت کے ساتھ مطبوعہ شکل میں علمی دنیا کے سامنے پیش ہوا۔ متن کی حتی المقدور صحت کے علاوہ فاضل محقق نے پہلی مرتبہ کتاب کے اصل نام پر مقدمہ میں بحث کی اور اس کے عام مشہور نام "چچنامہ" کی بجائے داخلی شہادتوں کی بنا پر اس کا زیادہ صحیح نام "فتحنامۂ سند" تجویز کیا۔ اپنے حواشی میں بھی فاضل محقق نے بعض تاریخی اور جغرافیائی حقائق پر روشنی ڈالی ہے۔

Marfat.com

اس طرح محترم ڈاکٹر داؤدپوٹہ مرحوم کی اس مخلصانہ کوشش نے پہلی بار اس تاریخی کتاب کے متن کو صحیح معنی میں اہل علم سے روشناس کرایا۔ الفضل اللمتقدم۔

لیکن صاحب موصوف سے بالمشافہ تبادلۂ خیالات پر معلوم ہوا کہ یہ کام کافی عجلت کے ساتھ ختم کیا گیا ہے۔ اور غالباً اسی وجہ سے بعض اسماء خاص کی اصلیت، متن کی بعض پیچیدہ عبارتوں کی صحت، مزید قلمی نسخوں کا موازنہ، کتاب کے تاریخی پس منظر کی عمیق تحقیق، تاریخی واقعات اور جغرافیائی ماحول پر بعض ضروری مباحث اور بعض دوسرے عام پہلو تشنہ رہ گئے ہیں۔

زیرنظر اردو ترجمہ اور اس کی تحقیق

اس اردو ترجمہ اور تالیف میں ان جملہ تحقیق طلب مسئلوں کو حتی الامکان طے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے سارے متن کی جزئیاتی تصحیح اور آخر میں ہر پیچیدہ اور مشکل مقام و مسئلہ کی علمی تنقید اور تشریح اس ترجمے اور تالیف کی دو امتیازی خصوصیات ہیں۔ اس سلسلے میں جو مفصل کاوشیں کی گئی ہیں، اجمالی طور پر ذیل میں ان کا ایک خاکہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ آیندہ کے محقق کو باقی ماندہ مسائل کی طرف متوجہ ہونے میں آسانی ہو۔

۱۔ کتاب کے جملہ قلمی نسخوں سے موازنہ: پہلے صفحہ ۷۸ پر فتحنامہ کے ان قلمی نسخوں کا ذکر کیا گیا ہے، جنھیں فارسی متن کے ایڈیٹر شمس العلماء ڈاکٹر داؤد پوٹہ مرحوم نے استعمال کیا ہے۔ صاحب موصوف نے ان میں سے نسخہ م کو بنیادی نسخہ تسلیم کیا ہے اور نسخہ پ کی عبارتوں کو اکثر مقامات پر ترجیح دی ہے (۱)۔

(۱) دیکھئے فارسی ایڈیشن: مقدمہ ص (یط)۔

Marfat.com

نسخہ **پ**: راقم الحروف نے پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں نسخہ **پ** کے مطالعے کے بعد اسے بنیادی نسخہ تسلیم کرتے ہوئے فارسی متن کی کافی عبارتوں کو درست کیا ہے؛ مثلاً ص ۹۰ حاشیہ ۲ (دھرسینہ کی عمر تیس سال تھی نہ کہ مدت حکومت)، ص ۱۰۶ حاشیہ ۱ (عبداللہ نہیں بلکہ عبد ربہ)، ص ۱۰۷ حاشیہ ۱ (کوہ مندر نہیں بلکہ کوہ منذر)، ص ۱۷۱-۱۷۲ پر حاشیہ (۳)-(۳) کے دائرہ کی پوری عبارت کی تصحیح- ص ۱۹۷ حاشیہ ۱ (حمزان نہیں بلکہ حمران)، ص ۲۲۱ حاشیہ ۱ (جیپور نہیں بلکہ جیور)، ص ۲۴۵-۲۴۶ حاشیہ ۱ ("اے بنو عزیز" نہیں بلکہ "اے عزیز")، ص ۲۵۲ پر حاشیہ (۱)-(۱) کے دائرے میں داھر کے اپنے اصلی الفاظ وغیرہ-

نسخہ **ن**: فارسی ایڈیشن میں دوسرا خاص نسخہ **ب** استعمال کیا گیا ہے، جو بانکی پور لائبریری میں محفوظ ہے(۱)- اس نسخے کو راجہ محمد نامی کاتب نے ۱۰- ذیقعد ۱۲۷۲ھ میں شہر پونہ میں ایک دوسرے ھی نسخے سے نقل کیا جسے میر مراد علی خان کے ارشاد کے مطابق محمد خلیل نامی کاتب نے ۳- ذیقعد سنہ ۱۲۳۲ھ میں لکھا تھا- میر مراد علی خان والا نسخہ جو نسخہ **ب** سے ۴۰ سال پہلے کا لکھا ہوا ہے، ھزھائنس میر نور محمد خان مرحوم کے کتب خانے میں محفوظ ہے- محترم دوست میر نور محمد خان (ثانی) کی عنایت سے راقم الحروف کو یہ نسخہ مطالعے کے لیے حاصل ہوا، جسے نسخہ **ن** سے موسوم کیا گیا ہے- فتحنامے کے جملہ قلمی نسخوں میں قدامت کے اعتبار سے یہ نسخہ دوسرے نمبر پر ہے اور صرف نسخہ **پ** ھی اس سے پہلے کا لکھا ہوا ہے- اس نسخے **ن** کی مدد سے بھی ھم نے املاء کی جابجا تصحیح کی ہے- مثلاً:

---

(۱) دیکھئے فہرست بانکی پور لائبریری، مرتبہ "ڈینیسن راس"، جلد ۷ ص ۱۱۷، رقم (۵۹۷)-

Marfat.com

ص ۴۷ پر "کنبہ" کی جگہ "تاکیہ"۔ اسی صفحہ پر چند سطور کے بعد "شاکلھا" کی جگہ "شاکلھار"۔ ص ۱۵۱ پر "فکیدوا" کی جگہ "فیکیدوا"۔ ص ۲۵۲ پر داھر کے اپنے الفاظ، جو صرف **پ** اور **ن** میں دیئے گئے ھیں، وغیرہ۔ بعض خاص اصلاحیں **ن** اور **ر** کی متفقہ عبارتوں کے مطابق کی گئی ھیں۔ مثلاً: ص ۱۴۲ پر "ذکواں بن حلوان بکری" کی جگہ "ذکوان بن علوان بکری" اور ص ۱۸۴ پر "قصہ و سورتہ" کی جگہ پر "قصبہ وجورتہ" وغیرھا۔

نسخہ **ر**: فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر نے برٹش میوزیم والے (OR1787) نسخے **م** کو بنیادی نسخہ قرار دیا ھے۔ وہ نسخہ دراصل حضرت پیر صاحب پاگارہ کی لائبریری کا تھا، اور اس کے صفحے ۲۰۵ پر پیر صاحب علی گوھر شاہ "اصغر" رضہ (۱۲۳۱-۱۲۶۳ھ) کی مہر ثبت ھے، جس پر یہ طغرا مندرج ھے:

ز درج صبغت اللہ شہ علی گوھر ہود طالع
چو خورشید حقیقت شد محمد راشد (ے) لامع
۱۲۵۰

اس نسخے کا کاتب "نورمحمد چپ‌نویس" ھے، جس نے اپنے ۹- محرم سنہ ۱۲۴۸ھ میں لکھا(۱)۔ شاھی لائبریری رام‌پور میں ایک "مجموعہ تاریخ فارسی" (رقم ۵۲۰) تین کتابوں یعنی تاریخ معصومی، چچنامہ اور تاریخ طاھری پر مشتمل ھے۔ یہ تینوں کتابیں ایک ھی قسم کے خط میں ایک ھی کاتب کی لکھی ھوئی ھیں، جس نے تاریخ طاھری کے آخر میں اپنا نام اور تاریخ کتابت اس طرح درج کی ھے: "حاجی محمد مجاور درگاہ بتاریخ غرہ ماہ جمادالثانی سنہ ۱۲۴۵"۔ اس نسخے اور مذکورہ بالا نسخے **م** کا مقابلہ کرنے پر واضح ھوتا ھے کہ نسخہ **م** اس رام‌پور والے نسخے کی نقل ھے۔ حاجی محمد روھڑی میں "موئے مبارک" کی درگاہ کا مجاور تھا، اور

(۱) دیکھئے فارسی ایڈیشن، مقدمہ صفحات (بط۔ ک)۔

Marfat.com

راقم الحروف نے اس کی ہاتھوں کے لکھے ہوئے بعض دوسرے رسالے بھی اسی خط میں دیکھے ہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ پیر صاحب پاگارہ کا نسخہ اسی روہڑی والے نسخے کی نقل ہے۔ ہم نے اس رام پور والے نسخے کو ر سے تعبیر کیا ہے، اور اس کے مطابق متن میں کتنے ہی مقامات پر بعض اہم اصلاحیں کی ہیں۔ مثلاً ص ۱۸۳ پر (۱)-(۱) کی درمیانی عبارت کی تصحیح۔ ص ۲۱۸ پر (۱)-(۱) درمیان اس فقرہ کا اضافہ کہ محمد بن قاسم کے سپاہی "ٹولیوں ٹولیوں میں ہوکر" پار ہوئے۔ ص ۲۲۵ پر "قبایض بن طاہر" کی جگہ "قیان بن طاہر" (یعنی گیان بن تھاہر)۔ ص ۲۴۰ پر "ہول" کی جگہ "دھول" (یعنی ڈھول)۔ ص ۳۰۹ پر "دندہ و کربھاء" کی جگہ پر "دندہ و کربھار" (یعنی جھیل و کربھار) وغیرہ۔

غرض پ، ن اور ر فتحنامے کے جملہ قلمی نسخوں میں ترتیب وار قدیمی نسخے ہیں، جن میں سے پ کا دوبارہ مطالعہ کیا گیا ہے، اور ن اور ر کو پہلی مرتبہ اس اردو ایڈیشن کی تصحیح کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ باقی دوسرے تین چار اور بھی قلمی نسخے علم میں آئے ہیں (۱)، جن کا

---

(۱) "بیلیو تھیک امپیریل" میں شاید دو نسخے موجود ہیں، جن کی طرف الیٹ نے اپنی تاریخ (۱۳۷X۱) میں اشارہ کیا ہے۔ ای۔ بلاشیٹ (E. Blochet) کی فہرست (بیلیو تھیک لیشنل، پیرس جلد ۱، ص۳۶۳) میں ایک نسخے کا حوالہ راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرا ہے، لیکن اس کی تفصیل قلم بند نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ نسخہ م کے علاوہ متحف برطانیہ میں ایک دوسرا نسخہ بھی موجود ہے (فہرست ریو ۱X۲۹۰-۲۹۱ No. OR 1582) لیکن ایک تو وہ ناقص ہے، دوسرا کافی بعد کا یعنی انیسویں صدی کا لکھا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ فتحنامے کے کچھ حصے ایک "مجموعہ اقتباسات تاریخی" (No. OR 1838) میں بھی شامل ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری لنڈن میں بھی ایک نسخہ موجود ہے (فہرست، ایتھے No.435)

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۷۱)

Marfat.com

مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں، مگر یہ نسخے ایک تو بعد کے لکھے ہوئے ہیں، دوسرے ناقص ہیں اس وجہ سے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے۔

۲- اصل عربی کتاب کے کاتبوں کے سہو یا مترجم علی کوفی کی بھول کی وجہ سے متن کی بعض عبارتوں کے حصے حذف ہوگئے ہیں، جس کی وجہ سے سارے قلمی نسخوں میں خلا اور ابہام رہ گیا ہے، جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا جاچکا ہے۔ ہم نے دوسری مستند عربی کتب میں ان حذف شدہ عبارتوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کم از کم دو ناقص عبارتوں کو درست کیا ہے، یعنی ایک ۱۰۵/[۸۱] پر سنان بن سلمہ اور احنف بن قیس والے بیان کی تصحیح ابن قتیبہ کی کتاب "عیون الاخبار" (۱ × ۲۲۷) سے کی گئی ہے، اور دوسری صفحے ۳۰۴/[۲۱۷] پر محمد بن قاسم اور قتیبہ کو حجاج کی طرف سے چین کی فتح کی پیشکش اور جہم بن زحر کو عراقی لشکر کے ساتھ قتیبہ کے پاس بھیج دینے کے متعلق اصلاح، یعقوبی (۲ × ۲۴۶) اور طبری (۱ × ۸۸۹-۹۰) کے حوالوں سے کی گئی ہے (۱)۔

۳- اس ترجمے میں آئے ہوئے کل افراد اور مقامات کے ناموں کی، متن کے مختلف تلفظوں اور دوسرے ماخذوں کی روشنی میں تصحیح کی گئی ہے۔ عربی ناموں کے صحیح اور اصل تلفظ اختیار کئے گئے ہیں اور مقامی ناموں کی حتی الامکان قدیمی اور اصل صورت واضح کی گئی ہے۔ مثلاً: ص ۵۰ پر "سرکوندھ بن بھنڈرکو" (فارسی متن میں پسر کول بن بھندرکو ہے)، اسی صفحہ پر "وکیو بن کاکو" (فارسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰)

جس کی بعض عربی عبارتوں سے فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر نے مقابلہ کیا ہے، لیکن ان کی رائے میں یہ نسخہ بھی ناقص اور بہت غلط ہے (دیکھئے فارسی ایڈیشن مقدمہ۔ کد)۔

(۱) دیکھئے آخر میں ص ص ۴۹۵-۴۹۸ پر نوٹ ۳۰۴/[۲۱۷]۔

Marfat.com

متن میں کیہ بن کاکہ ہے)۔ ص ۱۶۵ پر "چنّوں" (فارسی متن میں جتان ہے) وغیرہ اصلاحیں قابل توجہ ہیں۔

۴۔ جس قدر ممکن ہوسکا ہے فتحنامہ مین مذکور جملہ افراد اور مقامات کا واضح تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے مبں مندرجہ ذیل مثالیں خاص اہمیت رکھتی ہیں:

مثلاً: محمد بن قاسم کے ساتھی سپہ سالاروں اور خاص افراد میں سے اکثر کی سوانح حیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مثلاً: جہم بن زحر الجعفی (ص ۴۳۹-۴۴۱)، عطیة بن سعد العوفی (ص ۴۴۱-۴۴۲)، سفیان بن الابرد الکلبی (ص ۴۴۳-۴۴۴)، قطن بن برک الکلابی (ص ۴۴۴)، نباتہ بن حنظلة الکلابی (۴۴۶-۴۴۷)، تمیم بن زید قینی (ص ۴۷۸-۴۸۰)، خریم بن عمرو المری (ص ۴۹۰-۴۹۱)، حکم بن عوانة کلبی (۴۹۴-۴۹۵)، اور وداع بن حمید البحری (ص ۴۹۹-۵۰۰)۔ اس کے علاوہ حجاج کے کاتب (ص ۴۶۷-۴۶۹) اور ص ۲۰۷/[۱۵۱] پر بیان کی ہوئی داستان کے مصنف خواجہ امام ابراہیم کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اہم مقامات، شہروں، جھیلوں، تالابوں اور شاخوں کی نشان دھی اور تعارف پر خاص توجہ کی گئی ہے اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل شہروں اور مقامات کے بارے میں پیش کی ہوئی جغرافیائی اور تاریخی تحقیق فی الحال ایک خاص اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یعنی اروڑ (ص ۳۶۲-۳۶۴)، دیبل (ص ۳۶۶-۳۸۴)، کیکانان (ص ۳۸۴-۳۸۵)، برہمن آباد (ص ۳۸۵-۳۸۹)، نیرون کوٹ (ص ۳۸۹-۳۹۱)، کنوھار مندر (ص ۳۹۷-۴۰۱)، راوڑ (ص ۴۰۷-۴۱۴)، موج (ص ۴۵۴-۴۵۷)، بغرور یعنی بکھر (ص ۳۶۴، ۴۶۰-۴۶۱)، اگھم (ص ۴۷۲-۴۷۳)، جلوالی پھاٹ (ص ۴۸۵-۴۸۸)، کیرج یعنی کیرا یا کھیڑا (ص ۵۰۰-۵۰۲)، ساوندی اور جھیل وکربھار (ص ۵۰۲-۵۰۳) اور ملتان کا منروی بتخانہ (ص ۵۱۸-۵۲۱) وغیرہ۔

Marfat.com

۵۔ اس ایڈیشن میں نہ صرف تاریخی اور جغرافیائی تحقیق کو پیش نظر رکھا گیا ہے، بلکہ ضرورت کے مطابق ادبی تحقیق پر بھی پوری توجہ کی گئی ہے۔ فتحنامہ میں مذکور شعرا کے حالات پر حتی الامکان روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے دیوانوں یا عربی ادب کی دوسری کتابوں کی مدد سے ان کے اشعار کی ضروری تصحیح بھی کی گئی ہے۔ شعرا میں سے اعور شنی (ص ۴۲۴-۴۲۵)، عبداللہ بن الاعور الحرمازی (ص ۴۲۶-۴۲۷)، حمزۃ بن بیض الحنفی (ص ۴۳۶-۴۳۷) اور عدیل بن فرخ العجلی (ص ۴۴۵-۴۴۶) کے بارے میں مختصر مگر جامع حوالے قلم بند کئے گئے ہیں۔ ص ۹۷-۹۸/[۷۴] پر حکیم بن جبلہ سے منسوب اشعار کے متعلق (ص ۴۱۷-۴۱۹) کے حاشیہ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور ص ۱۱۳-۱۱۴/[۸۶] پر شاعر فرزدق کے اشعار کی اس کے دیوان کے مختلف مطبوعہ نسخوں کی مدد سے تصحیح اور تکمیل کی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ نامعلوم شعرا کے اشعار کو متعین کرنے کی بھی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے اور کم از کم ایک ایسے گمنام بیت کے متعلق جو ص ۳۳۷/[۲۳۶] پر دیا گیا ہے، یہ پتہ لگایا گیا ہے کہ وہ مشہور شاعر ابوالفتح بستی کی قصیدہ کا ہے (دیکھئے ص ۵۱۰)۔

۶۔ محمد بن قاسم کے متعلق ہر نقطہ نگاہ سے ضروری تحقیق کی تکمیل کی گئی ہے۔ ص ۳۶۰-۳۶۲ پر فتحنامہ میں اس کے دیئے ہوئے لقب "عمادالدین" کی مصنوعیت پر تبصرا کیا گیا ہے اور اس کی کنیت "ابوالبہار" کو متعارف کرایا گیا ہے۔ ص ۴۳۰-۴۳۶ پر محمد بن قاسم کے خاندان اور شادی کے متعلق فتحنامہ کے جملہ متضاد اور مشکوک بیانات کو مستند تاریخی حوالوں سے پرکھ کر صحیح حالات اور نتائج پیش کئے گئے ہیں۔ اور آخر میں ص ۵۲۷-۵۴۷ پر تاریخی واقعات کی روشنی میں محمد بن قاسم کی ۷۱۰ء سے واپسی،

Marfat.com

نظر بندی اور وفات پر تحقیقی بحث کے ذریعے داھر کی بیٹیوں کے فرضی افسانے کی تردید کی گئی ھے۔

علمی نقطہ نظر سے اس اردو ایڈیشن کے مذکورہ بالا چھ پہلو خصوصی حیثیت رکھتے ھیں، ورنہ مجموعی طور پر متن کے حاشیوں اور آخر میں "تشریحات و اضافے" کے زیر عنوان ھر مبہم، مشکوک اور پیچیدہ امور کی تشریح کی گئی ھے اور تحقیق طلب مسائل پر پوری روشنی ڈالی گئی ھے۔ کتاب کے آخر میں آدمیوں اور مقامات کے ناموں کی فہرست شامل کی گئی ھے تاکہ حوالے تلاش کرنے میں سہولت ھو اور ساتھ ھی ساتھ ان جملہ تحقیقات اور تجزیوں کے ضمن میں جن خاص علمی، ادبی اور تاریخی کتب کا مطالعہ کیا گیا ھے، ان کی بھی فہرست شامل کردی گئی ھے۔ اس کے بعد جہاں تک کتاب کی اصلیت، فارسی ترجمے کی کوتاھیوں اور اھمیت اور بعد کے ترجموں، نیز فارسی ایڈیشن کے حقایق اور دوسرے مسائل ھیں، ان میں بھی حتی الامکان کوئی کمی نہیں کی گئی۔ امید ھے کہ یہ مقدمہ ھر مورخ اور محقق کے لئے مفید ثابت ھوگا۔

ن۔ ب

Marfat.com

متن فتح نامہ

Marfat.com

ضروری اشارات

۱- متن میں مربّع قوسین میں دیے ہوئے ہندسے اصل مخطوطے کے صفحات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ مثلاً صفحہ ۱۳ کی سطر ۱۹ میں ہندسہ [۱۱] کے معنی یہ ہیں کہ یہاں پر اصل مخطوطے کا گیارھواں صفحہ ختم ہوا۔ حواشی اور حوالجات میں بھی مربع قوسین میں دیے ہوئے ہندسوں سے مراد یہی مخطوطے کے صفحات ہیں اور دوسرے ہندسے مطبوعہ کتاب کے صفحات سے متعلّق ہیں۔

۲- کتاب کے مطالعے سے پہلے، آخر میں دیے ہوئے صحت نامہ کے مطابق اغلاط کی درستی ضروری ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اور تعریف اسی مالک حقیقی کو زیب دیتی ہے کہ جس کے احسانوں کا ذکر خلاصۂ ایمان اور جس کی نعمتوں کا شکر مقتضیٰ امن و امان ہے۔ ایسا صانع کہ جس کا امر کن فیکون واہموں سے معدوم نہیں ہوتا اور ایسا قادر کہ جس کی بے مثال صفات، خیالی حکمتوں میں محدود نہیں ہوتیں ۔ ایسا مقدّر کہ جس نے اپنی قدرت کے آسمانوں میں سیّاروں کی شمعیں جلائیں اور ایسا مصور کہ جس نے اپنی حکمت کے درجوں اور دقیقوں سے ستاروں کی منزلیں منقش کیں۔ وہ آفرید گار کہ جس کی صنعت جمال نے چمکتے سورج کو آراستہ کیا اور ایسا پروردگار کہ جس کے جلال قدرت نے شب تاریک کی زلفوں کو سنوارا ۔ فضائے بسیط میں چشم سحاب اس کے عدل کے خوف سے گریاں ہے اور سطح زمین پر گل کا دمکتا مکھڑا اس کی رحمت کی فیض سے خندان ہے۔ وہ ایسا جبار ہے کہ جس نے فرعون بے ہون کو اس کے تمسخر اور کفر و ضلالت کے سو سالہ نشہ کے باوجود صرف ایک بے وضو سجدے کی برکت سے اپنی رحمت اور مہربانیوں کا حقدار ٹھیرایا اور ایسا قہار کہ مکار ابلیس کو سات سو ہزار برس کی عبادت گذاری کے باوجود محض ایک سجدہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے اپنی پاک اور باعزت بارگاہ سے خارج اور مردود قرار دیا ۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین و الحمد للہ رب العالمین۔

(پھر اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ اور بہتر خالق ہے اور ساری تعریف

Marfat.com

اسی اللہ کو زیب دیتی ہے جو سارے جہاں کا پالن ہار ہے) ۔

دعا، سلام، درود اور صلواتوں کے سارے تحفے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عنبرین خاک اور روضہ مطہر پر بھیجنے چاہئیں کہ جس کے وعظ اور نصیحتوں کے اثر سے مومنوں کے دلوں کے آئینوں میں جلا ہے اور جس کے خلق کی شعاعوں سے محبوں کی جانیں مقبول ہیں ۔ ایسا صادق کہ جس کے چہرہ اخلاق کو مخلوق کی بدگوئی مکدر نہ کرسکی اور ایسا سالک کہ جس کے امن کی راہ پر گامزن ہونے والے قدموں کو کوڑے کے کانٹے نہ دکھا سکے۔ ایسا کریم کہ اس کے در دولت کے ادنیٰ خادموں نے نور محمدی کی برکت سے نقارے کی ہر چوٹ پر کسی نہ کسی کو بااختیار حاکم بنایا۔ حجاز کے کافروں، ایران اور خراسان کے بے دینوں اور سرکش ہندؤں کو اپنی آبدار تلواروں اور خونخوار نیزوں کے زور سے زیر اور ذلیل کیا اور بتوں اور مورتیوں کی جگہ مسجدیں اور منبر بنائے جس کی وجہ سے محمدی دلیلوں کے آثار اور نبوی نشانوں کے معجزے ظاہر ہوئے ۔

صلوٰۃ اور سلام ان دس صحابہ اور پاک دامن نقیبوں پر جن کے حق میں زبان نبوت اور عہد رسالت نے قرآن مجید میں یہ بشارت دی ہے (قولہ تعالیٰ) وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ [۲] عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا (جو ان کے ــــ محمد صلعم کے ــــ ساتھی ہیں وہ کافروں کے لئے سخت اور آپس میں مہربان ہیں تم انہیں رکوع اور سجدے ادا کرتے ہوئے دیکھو گے) صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین ۔

Marfat.com

رسول الثقلین محمد مصطفیٰ علیہ الصلوات والسلام کے مناقب دامن کنواری کے لئے جڑاؤ ہار اور ان قیمتی موتیوں کے قافیوں کی صحت پر روشن برہان اور ان تصانیف کی آرائش اور ان گردانوں کے نظام پر واضح دلیل ہو کر رہیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا حکم ارسول الثقلین و نبی حرمین کو پہنچا کہ یا یہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ و رتل القرآن ترتیلا ۔ (اے چادر اوڑھنے والے! رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی عبادت کر، آدھی رات اٹھ بیٹھ کر، گذار یا اس میں تھوڑی کمی بیشی کر اور اچھی طرح سے قرآن کی تلاوت کر)۔ تو وہ سردار اولاد آدم و خواجہ ہر دو عالم، صدر رسالت و بدر جلالت اور سالار زمرہ سعادت و راز دار سر عاقبت مصلیٰ پر اتنی دیر تک ٹھہرنے لگے کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر آئے اور چہرہ مبارک زرد ہو گیا۔ آخر کار قاصد بارگاہ و طاؤس مملکت الٰہی حضرت جبرئیل امین صلوات اللہ و سلامہ علیہ فرمان خداوندی لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ اے مرسلوں کے پیشوا، متقیوں اور خوش بختوں کے سرتاج و رہنما اور صادقوں کے اولیا! درگاہ ذوالجلال سے [۳] یہ فرمان جاری ہوا ہے ۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ۔ یعنی اے پیغمبر، اے چودھویں کے چاند! ہم نے تمھیں تکلیف دینے کے لئے قرآن تم پر نازل نہیں کیا ہے۔ نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ تمھارے بعد ختم ہے۔

Marfat.com

تمہاری خیالی دعائیں ابھی بارگاہ لایزال میں مقبول ہیں۔ تم اپنے لئے اتنی محنت اور سختی کیوں اختیار کرتے ہو؟ یہ اگر تم اپنی طلب کا فقط اشارہ کرو تو مقبولیت کی بشارت کا حکم تمہیں پہنچا دیا جائے"۔

یہ سن کر سردار سرداران طریقت اور سالار راہ حقیقت نے خزینہ دھن فکر کو وا کیا اور نطق گہربار سے یوں ارشاد فرمایا "یَا اَخِیْ جِبرئیل اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا" یعنی باوجود اتنے بلند مرتبوں کے جو مجھے حاصل ہیں، کیا میں آخر بندہ ہوں اور بندہ زادہ ہوں۔ اے بھائی جبرئیل! کیا میں (خدا کا) شکرگذار بندہ نہ بنوں؟

محمد (صلعم) کے حق میں خدائے ذوالجلال کے کئی فرمان ہیں مثلاً ایک جگہ رحمۃ للعالمین ہونے کی بشارت دی گئی (قولہ تعالیٰ)۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ (ہم نے تمہیں ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)۔ دوسری جگہ صحابیوں کے ساتھ اپنی رسالت [کے عہدہ] پر جلوہ گر کیا ہے، (بمصداق قولہ تعالیٰ)۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ الآیۃ (۱) (محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھی۔ الخ) اور

---

(۱) یہ پوری آیت یہ ہے: "محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (سورہ فتح، رکوع ۴)۔ (محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھی، کافروں کے لئے سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔ تم انہیں رکوع اور سجدے ادا کرتے دیکھو گے۔ وہ اپنے رب کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں۔ ان کی پیشانیوں میں سجدوں کے نشان ہیں)۔

Marfat.com

ایک جگہ خزانۂ نبوت کو نبوت اور رسالت کی مہر سے مستحکم فرمایا: مثلاً "ولٰکن رسول اللہ [ہم] و خاتم النبیین" (۱)۔ (ہر وہ اللہ کا رسول جو نبیوں اور رسولوں [کے سلسلے] کو ختم کرنے والا ہے) اور ایک دوسری جگہ مخلصوں اور متقیوں کے لئے بشارت اور سرکشوں اور مفسدوں کے لئے دھمکی کا اشارہ فرمایا یعنی۔ "یٰا ایھا النبی جاھد الکفار و المنٰفقین"۔ (اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر)"۔

[پس اے جبرئیل] مجھے جو اتنے مراتب و احتشام و مراسم و احترام سے مشرف کیا گیا ہے، تو اس کا منشا یہی تھا کہ ظلم کی سیاہی اور کفر کی گمراہی، اسلام اور دینداری کی روشنائی میں تبدیل ہو، نفاق اور جہالت کی بنیادیں منہدم ہوں، اسلام کے جھنڈے سر بلند ہوں، اس مذہب اور حکومت کا آئین دنیا میں قیامت تک جاری رہے اور کسی قسم کے شرک اور منافقت سے آلودہ نہ ہو اور سنت کا پھول بدعت کے کانٹوں سے نہ چیرا جائے۔

[یہ ارشادات سن کر] جبرئیل امین صلوات اللہ علیہ و سلامہ واپس چلے گئے اور پھر فوراً ہی آکر کہنے لگے "السلام علیک یا محمد! خدائے تعالیٰ درود و سلام کہتا ہے اور اب اس کا قطعی فرمان اور محکم تقدیر یہ ہے: "انک لا تھدی من احببت و لٰکن اللہ یھدی من یشاء"۔ (بے شک تم جسے چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے)

---

(۱) اصل متن میں "محمد رسول اللہ خاتم النبیین" ہے جو صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

اے محمد! یہ ہرگز خیال نہ کرنا کہ کوئی شخص تمہارے بلانے سے میری بارگاہ میں آتا ہے یا ایمان کے ہونے کے لئے میری درگاہ سے راندہ ہوتا ہے اصل میں نکالنے والے ہم ہیں نہ جسے ہم نکال دیں اسے کوئی نہیں بلا سکتا اور جسے ہم بلائیں اسے کوئی نہیں نکال سکتا ۔ "اِنَّ" عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ ۔ (بے شک میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہیں) ۔ اس لئے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تم اس وجہ سے فکرمند نہ ہو ۔ جن لوگوں نے [۵] میثاق والے دن ۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ۔ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) غور سے سنا اور ۔ قَالُوْا بَلٰی ۔ (کہا کیوں نہیں) والا فرمان برداری کا طوق اپنی گردنوں میں ڈال کر میری وحدانیت کا اقرار کیا [ان کے لئے] میں دولت محمدی کے اطاعت گذاروں میں سے کوئی نہ کوئی [ایسا شخص] مخلوق پر جلوہ افروز کروں گا، جس کی کوششوں کے وسیلے سے وہ لوگ اسلام کی عزت سے مشرف ہوتے [رہیں گے] اور جس فرقے نے ہمارے حکم سے سرکشی اور عناد اختیار کیا ہے اسے گمراہی اور نعمت کے انکار سے منسوب کروں گا تاکہ وہ [مومن] ۔ جاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ ۔ (کافروں اور منافقوں سے جہاد کر) کے فرمان اور ۔ اُقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُمُوْهُمْ ۔ (مشرکوں کو جہاں پاؤ وہاں قتل کرو) کے اشارے کے مطابق [کافروں کو] خونخوار تلواروں اور دلفگار نیزوں اور تیروں کا لقمہ بنائیں تاکہ خراسان، ایران، عراق، شام، روم اور ہندوستان کی یہ فتوحات کتابوں میں لکھی

Marfat.com

جائیں اور زمانے کے حاشیے پر ان کا ذکر ہمیشہ قائم رہے۔
واللہ اعلم بالصواب

قباجۃ السلاطین خلد اللہ مُلکہ کی تعریف

یہ داستان لطیف اور تاریخ ظریف اس وقت لکھی گئی جب سلطانِ سعید شہید، بادشاہِ اسلام، شہنشاہِ اقلیم، مالکِ بلاد اللہ، مددگارِ عبادِ اللہ، مُعینِ خلق اللہ، دشمنِ اساسِ کفر و ضلالت، بانیِ قواعدِ دین و ہدایت، ناصرِ اولیائے عالم و قاتل اعدائے بنی آدم، عزت بخشِ دنیا و دین حامیِ اسلام و مسلمین، ظل اللہ ابوالمظفر محمد بن سام، ناصرِ امیرالمومنین، نور اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مضجعہ و مثوہ، (اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی قبر کو منور رکھے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے) کے تخت مملکت پر مددگار سلطنت عظیم و ہمنشینِ ملک معظم [٦] و خسروِ اعظم، سلطانُ الحق و برہانُ الخلق، قطبِ معالی، مندِ خلافت، ناصرِ دنیا و دین، رفیقِ اسلام و مسلمین، دشمنِ اعدا و مشرکین، شریکِ امیرالمومنین، ابوالفتح قباجۃ السلاطین رونق افروز ہے اور اس کی شان و شوکت کے خیمے تاکید کی طنابوں اور انتظام کی میخوں پر استادہ اور منظم ہیں اور اس کے امر ونہی کے حکمنامے دنیا کے ہر ملک اور ہر حصے میں نافذ ہوتے ہیں یہاں تک کہ سرکشوں اور فتنہ انگیزوں کے گروہ گریبانوں میں سر ڈال کر عزلت گزین ہوگئے اور مخلص و پرہیزگار امن و سلامتی کی زندگی بسر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ نظام مملکت اور قوانین سلطنت اس درجہ [عروج]

Marfat.com

ہر ھیں کہ اس کے آسمان رفعت ہر چم جس طرف بھی جا پہنچتے ھیں، حکومتیں شوق و رغبت سے سر اطاعت خم کرتی ھیں(۱)۔

شعر

خسروا ملک بر تو خرّم باد
نخل کیتی ترا مسلّم باد
از تو آباد ظلم ویران شد
بہ تو بنیاد عدل محکم باد
خطبہ تعظیم یافت از نامت
ہمچنین سال و مہ معظم باد
و آنچہ در ملک جم، نبود ترا
ہمہ زیر نگین مختّم باد
چتر میمون ہمت عالیت
سایہ دار سپہر اعظم باد
ہر دلی کز تو حال عصیان است
ہمہ کاوش چو زلف درہم باد
تا کم و بیش در شمار آید
دولتت بیش دشمنت کم باد
بہ یمینت چو ملک داد یسار
در یسار تو خاتم جم باد

(۱) اس پوری عبارت آرائی کا خلاصہ یہ ہے: کہ یہ لطیف داستان اس وقت لکھی گئی جب کہ سلطان محمد بن سام بالقابہ کے تخت شاھی پر ناصرالدین قباچہ متمکن تھا اور اس کی حکومت الٹی مستحکم تھی کہ اس نے جس ملک پر بھی حملہ کیا اسے اپنا مطیع و فرمانبردار بنالیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس مملکت کے نظام اور اس سلطنت کی رونق کو مستحکم بنیادوں پر [ے] دائم و قائم رکھے اور اس کے مضبوط محل اور اس نعمت کے سنگین قلعے اور اس کے اطراف کو ہمیشہ حوادثِ انتشار کے آسیب سے محفوظ رکھے۔ اور خطبہ و سکہ اس کے القاب اور خطابِ عالی کے ساتھ رہتی دنیا تک منبروں اور درھموں کی زینت رہے۔ اور جب تک جہاں کو مدار اور فلک کو دوران روزگار ہے اس کی جہانگیری کی شان و شوکت کا آفتاب اور جہانداری کی حشمت کا ماھتاب، افقِ جلال اور آفاقِ کمال پر، بحقِ محمد وَ آلہ اجمعین، ہمیشہ چمکتا اور طلوع ہوتا رہے۔

علی کوفی اس کتاب کی تصنیف کا سبب بیان کرتا ہے

اس کتاب "تاریخ ھند" کا محرر اور "فتح سندھ" کا مقرّر، بندۂ دولتِ محمدی، علی بن حامد بن ابی بکر کوفی، جب اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ نعمت و آرام میں بسر کرچکا اور اس دنیائے دوں سے بڑا نصیب اور مکمل حصہ پاچکا تب حادثات کی صعوبتوں اور زمانے کی اچانک آفتوں سے (مجبور ہوکر) اپنے اصلی وطن اور پیدائشی مسکن سے جدا ہوا اور کچھ دنوں، آچ مبارک میں آکر سکونت گزین اور آرام پذیر ہوا۔ (لیکن) پھر "تلک الایّام نداولھا بین الناس" (ہم ان ایام کو لوگوں میں پھراتے ہیں) کا حکم پہنچا اور

Marfat.com

شراب دار تقدیر نے جام مسرت کو حنظیل مضرت سے بدل دیا اور مسرتوں سے محرومیت کا سلسلہ جاری رہا(۱) اور چرخ دوّار غدّار کی سختیوں سے زہر کا گھونٹ پیتا اور قہر کی ضرب سہتا رہا۔

(آخر) اٹھاون سال کی عمر اور سنہ چھ سو تیرہ (ھجری) میں جملہ مشاغل سے ہاتھ اٹھایا اور قیمتی کتابوں کو اپنا انیس و جلیس بنایا، اور دل میں سوچتا رہا کہ چونکہ لکھنے والے کے دل پر [۸] ہر علم کے اشارے نقش ہوتے ہیں، اس لئے ہر عالم وقت اور حکیم یگانہ نے اپنے دور میں اپنے مخدوموں اور مربیوں کی مدد سے کوئی نہ کوئی تصنیف یا تاریخ یادگار چھوڑی ہے جیسا کہ پچھلے مصنف خراسان، عراق، ایران، روم اور شام کی فتوحات میں سے ہر ایک کا نظم اور نثر میں مفصل بیان لکھ چکے ہیں۔ ہندوستان کی فتح سے، جو محمد بن قاسم اور شام و عرب کے امیروں کے ہاتھوں ہوئی، اس ملک میں اسلام ظاہر ہوا اور سمندر سے لے کر کشمیر اور قنوج تک مساجد اور منبر تعمیر ہوئے اور تخت گاہ اروڑ کے حکمران راجہ داہر بن چچ بن سیلائج کو امیر معظم عمادالدولۃ والدین (دین اور حکومت کے ستون) محمد بن قاسم [بن محمد بدلی]

---

(۱) اصل فارسی عبارت "و استقامت بلد بت سرور متواتر شد" ہے۔ ہمارے خیال میں یہ عبارت اُلجھی ہوئی ہے اور مطلب وہی ہوسکتا ہے، جو ترجمہ میں دیا گیا ہے۔ خود فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کو بھی اس عبارت میں شبہ ہے، چنانچہ انہوں نے حاشیے میں لکھا ہے: "عبارت در اینجا مختل است" — (ن۔ب)۔

Marfat.com

بن عقیل الثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کیا [جس کی وجہ سے] یہ سارا ملک مع اپنے قرب وجوار کے اس کے حوالے ہوا۔ چنانچہ میں نے چاہا کہ [ایک ایسی] تاریخ لکھی جائے جس سے اس ملک کا حال، یہاں کے باشندوں کی کیفیت و کمیّت اور [داہر کے] قتل کئے جانے کا واقعہ معلوم ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے میں نے نفس امّارہ کو تکلیف دی اور آج مبارک سے اروڑ(۱) اور بکھر کے شہروں کا رخ کیا کہ وہاں کے ائمہ عربوں کی نسل اور خاندان سے تھے۔ جب میں اس شہر میں پہنچا تو مولانا قاضی امام الاجل، عالم البارع، کمال الملۃ و الدین، سید الحکام، اسماعیل بن علی بن محمد بن موسیٰ بن طائی بن یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان بن عثمان ثقفی۔ ادام اللہ فضلہ و رحیم آبائہ [۹] و آسلافہ بحقّ محمدؐ و آلہ اجمعین، سے ملاقات ہوئی، جو فصاحت میں کانِ فضل اور ملاحت میں جانِ عقل ہیں، علم و زہد کے ہر فن میں بے نظیر اور اصناف بلاغت میں یکتائے زماں ہیں، میرے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ اس فتح کی تاریخ ان کے آباء و اجداد کی تحریر کردہ حجازی زبان [عربی] میں ایک کتاب [کی شکل] میں لکھی ہوئی موجود ہے جو ایک سے دوسرے کے ورثہ میں آتی رہی ہے۔ چونکہ یہ عربی کے حجاب اور حجازی کے نقاب میں چھپی ہوئی تھی اس لئے عجمیوں [غیر عربوں] میں مشہور نہیں ہوئی۔

۱- (ب) کی عبارت کے مطابق "ارور" یعنی "اروڑ" ہے مگر دوسرے جملہ نسخوں میں حتیٰ (ن) اور (ر) تک میں یہ لفظ "الور" ہے۔

Marfat.com

کتاب کا ترجمہ

جب میں اس کتاب سے واقف ہوا تو[دیکھا کہ] وہ حکمت کے جواہر سے آراستہ اور نصیحت کے موتیوں سے پیراستہ ایک کتاب تھی جس میں عربوں اور شامیوں کی شجاعت اور مردانگی کی کئی قسمیں واضح تھیں اور رعب و دانائی ان سے ظاہر تھی۔ جو بھی قلعہ فتح ہوا اس سے دولت ہاتھ آئی اور کفر و گمراہی کی رات کے لئے صبح [ظاہر ہوئی]۔ ان دنوں جو بھی علاقہ ہاتھ آیا اور اسلام کی عزت سے مشرف ہوا تو اسے مسجدوں اور منبروں سے نور اور عابدوں و زاہدوں سے سرور حاصل ہوا اور آج تک اس نواح میں ہر روز اسلام اور دینداری کے جمال اور علم و امانت کے کمال میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اور ہر زمانے میں دولت محمدی کا کوئی بھی غلام جب بھی ملک اور سلطنت کے تخت پر متمکن ہوتا ہے تو نئے سرے سے اسلام کے آئینے سے گمراہی کا زنگ صاف کرتا ہے [۱۰]۔

مدح ملکُ الوزراءُ اشرف الملک ضاعف جلالہ(۱)

(جس کے نام یہ کتاب منسوب ہے)

پس جب یہ دینی داستان عربی کے حجاب اور حجازی کے نقاب سے فارسی زبان میں منتقل ہوئی اور عبارت کے ہار اور دیبانت کے سنگھار سے مشرف ہو کر نثر کی لڑی میں ترجم ہوئی

(۱) خدا اس کی بزرگی کو دوبالا کرے۔

Marfat.com

تو دل اس فکر میں غوطہ زن ہوا کہ یہ عجیب اور نیا تحفہ اور لطیف فتح نامہ کس سردار کی جانب منسوب ہونا چاہئے۔ آخر قسمت نے میری رہنمائی کی اور یہ سعادت ظاہر ہوئی کہ میں نے دل میں کہا کہ "اے علی! گذشتہ دنوں اور سالوں سے لے کر کتنا عرصہ گذرا ہے کہ تو مولی الانام، صدر جہاں، دستور صاحبقران، شرف الملک، رضی الدولۃ والدین، جلال الوزراء، صاحب السیف والعلم نوراللہ مضجعہ وطیب ثراہ کے سایۂ کرم اور احاطۂ پناہ میں رہا ہے اور تونے اپنی اس مزیّن [تصنیف] کو اس کے احسانوں میں پل کر ترتیب دیا ہے اور اس کی اولاد ۔ دام علوھم و رحم آبائھم ۔ (ان کی بلندی قائم رہے اور ان کے بزرگوں پر رحم کیا جائے) کی نعمتوں کا حق تجھ پر واجب ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ یہ فتح نامہ، جو دینی ثواب(۱) اور دنیوی فضائل [کا مرکب] ہے۔ جس پر [آئندہ] دنیا کے محقق اور بڑے احسان کرنے والے بادشاہ فخر کریں گے۔ اور سب کو عربوں کے اعتقاد کی تصدیق اور اہلِ ادب و ترقی کے خلوص سے پورا اتفاق ہوگا۔ اور یہ دولت [فتح نامہ]، جو اہل عرب وشام کی شہامت وصولت [کی یادگار] ہوگی [کیوں نہ اس کی نذر کی جائے] جس کا خاندان معظم اور حسب نسب عرب ہے اور [۱۱] جس کے جد بزرگ، امیر اجل، اخص مکرم، کریم الدین، وجیہ العرب، نظام الملت، قوام الامت، افتخار آل قریش حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے، جن کے ہاتھوں خراسان اور ایران کا بڑا حصہ فتح ہوا، جس کی

---

(۱) اصل متن میں "صواب" تحریر ہے جو غلط ہے—مترجم

Marfat.com

سپہ سالاری اور لشکر کشی کی شرح و تفصیل علاحدہ کتاب میں [درج ہے] جہاں بھی [انہوں نے] کافروں کو شکست دی، اسلام کے جھنڈے وہاں ہمیشہ کے لئے بلند ہوئے اور وہاں کی فتح کا خط امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضہ کو پہنچتا تھا اور وہ خود مومنوں کے سامنے بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے [جس میں عظمت اسلام پر] فخر کرتے ہوئے [اللہ تعالیٰ کی] تعریف کرتے تھے۔ [یہ تصنیف کیوں نہ] صاحب [کمال] و مالک سیف و قلم، فخر دولت و دین و فاتح گردوں جبیں، نظام الاقایم، جلال الوزراء حسین بن ابی بکر بن محمد الاشعری ضاعف اللہ جلالہ فی اعزّ ارومۃٍ و اکرم جرثومۃٍ ما کرّ الجدیدان واتّسق الفرقدان و اختلف العصران [اللہ تعالیٰ اس کی عزت دوگنی کرے سب سے باعزت خاندان اور سب سے شریف گھرانے میں، جب تک رات اور دن بدلتے رہتے ہیں فرقدین(۱) اتفاق کرتے رہیں اور زمانے ایک دوسرے کے پیچھے آتے رہیں) کی توجہ میں لائی جائے کہ ملاحظے کے شرف اور مطالعے کی نظر سے مشرف ہو کر قبولیت کے اعزاز سے مقبول و میمون ہو اور زمانے کی بزرگیوں کی فہرست میں [شامل] ہو(۲)۔

---

(۱) فیروز اللغات صفحہ ۱۸۵ میں "فرقدان" یا "فرقدین" کے یہ معنے دیئے گئے ہیں: قطب شمالی کے وہ دو تارے جو قطب کے قریب ہیں اور اس کے چاروں طرف گردش کرتے رہتے ہیں اور صبح سے شام اور شام سے صبح تک دکھائی دیتے ہیں اور کبھی نظر سے غائب نہیں ہوتے—(مترجم)

(۲) عنوان سے لے کر اس مقام تک کی عبارت آرائی کا خلاصہ یہ ہے کہ "جب یہ کتاب عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوچکی تو میں اپنے

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۱۵)

Marfat.com

معذرت مصنف

بزرگان وقت و صاحبان تاریخ، چند چیزوں کو ان کے ذکر کو باقی رکھنے والی، اور ان کے نام کو زندہ رکھنے والی سمجھتے ھیں، [یعنی] سب سے پہلے وہ انصاف و معدلت اور حلم و وقار کو اپنا شعار و لباس بناتے ھیں۔ دوسرے اپنی ذات پر خرچ کرلینے کے بعد جو مال آدمی کا سرمایہ ھے، اسے آخرت کے لئے ذخیرہ کرتے ھیں - تیسرے اپنی اولاد کو ھنر بدیع سے آراستہ کرتے ھیں اور چہارم عالمان وقت و حکیمان زمانہ کو اعلیٰ کتابوں کی تصنیف اور مفید حکمتوں کی تالیف کی ترغیب دیتے ھیں [۱۲] اور اسی کو اپنے مقاصد کا زینہ اور اغراض کا ذریعہ سمجھتے ھیں کیونکہ نصیحت کے سخن اور حکمتوں کے فن، کتب و جرائد کے صفحات پر ھمیشہ یادگار رھیں گے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴)

دل میں سوچنے لگا کہ یہ کتاب کس امیر کے نام سے منسوب کی جائے - آخر بخت نے رھنمائی کی اور دل نے کہا کہ اے علی! جس صورت میں تو وزیر شرف الملک مرحوم بالقابہ کی نعمتوں کا پروردہ ھے وز اس کے اور اس کی اولاد کے حقوق تیری گردن پر واجب ھیں اس وجہ سے مناسب یہی ھے کہ یہ کتاب جو اپنی خوبیوں کی حامل ھے اور جس کے پڑھنے سے عرب اور شام کے باشندوں کی عظمت لوگوں کے دلوں میں گھر کرجائے گی، اس کتاب کو لے جاکر وزیر حسین بن ابوبکر بن محمد اشعری بالقابہ کی خدمت میں پیش کر کہ وہ عرب خاندان سے ھے اور اس کے جد اعلیٰ ابو موسی اشعری کے ھاتھوں ایران اور خراسان کا بڑا حصہ فتح ھوا تھا، تاکہ اس کے مطالعے کے شرف سے یہ کتاب با برکت اور مقبول ھو"— (مترجم)

Marfat.com

قطعہ

آں سروراں کہ نام نکو کسب کردہ اند
رفتند یادگار از ایشان جز آں نماند
نوشیرواں اگرچہ فراوانش گنج بود
جز نامِ عدل از پسِ نوشیرواں نماند

ہرچند کہ میری یہ مجال نہیں کہ میں خود کو اس عالیشان بارگاہ میں جو سرچشمہ فضل اور حکماء کی جلوہ گاہ ہے، فضیلت کے لباس میں ظاہر کروں لیکن جب سعادت نے آواز دی، کرم عام نے حکم دیا اور آفتاب اقبال نے طالع سعید کی جانب رہنمائی کی تو اس سرور کی دعا اور ثنا کے لئے مستعد ہوا جس کی تعریف میں اکابرانِ دھر اور فاضلانِ عصر نے زبان کھولی ہے اور علماء زمانہ و حکیمانِ یگانہ کے ہاتھ اس کی دعا کے لئے اوپر اٹھے ہوئے ہیں۔ بندہ علی کوفی [بھی] نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لئے خلوص سے دعا مانگتا ہے کہ اس حکومت کا چمنِ اقبال پاکیزہ آبِ کرم سے سیراب اور نورِ ماہ اب سے سرسبز اور ثمر بار رہے۔

†میں نے اس کتاب کو عربی کے پردے سے نکال کر فارسی میں، صرف اس شاندار گھرانے اور عالی قدر خاندان کی عزت افزائی اور ہمیشہ کے کی یادگار قائم کرنے کے لئے ترجمہ کیا ہے۔ جب [یہ کتاب] پسندیدگی کی نظر اور احسان کے التفات سے مزین ہو گئی تو میں اس کے وسیلے اتنا اعلیٰ درجہ اور مرتبہ حاصل کروں کہ اس "فتحنامہ" کے

---

†.....† ان نشانوں کے درمیان والی عبارت کا مدار (پ) (ر) (م) نسخوں کی روایت پر ہے۔

Marfat.com

فخر کی چادر اور مباهات کی زینت، قرنوں کے استعمال سے بھی فرسودہ نہ ہوگی۔ میں صاحبانِ زمانہ و رئیسانِ یگانہ سے جنھوں نے چاند کے گرد تاروں کی طرح [دنیا] کو سجا رکھا ہے امیدوار ہوں کہ [۱۳] چونکہ طالعِ طبیعت منزلِ مراد کی طرف مائل نہ تھا اور دل کو قرار نہ تھا [اس وجہ سے] اگر اس میں کوئی سہو یا قصور نظر سے گذرے تو اس عذر کے پیش نظر معذور سمجھیں اور معافی سے اس کی پردہ پوشی کریں کیونکہ کسی بھی مخلوق کو "اَلنِّسیانُ مُرَکَّبٌ عَلَی الانسانِ" (انسان بھول اور خطا کا مرکب ہے) کے چشمے کا پانی پینے اور اس راہ سے گذرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے †

اگر معذوریوں کی شرح تفصیل سے لکھی جائے تو ہزار میں سے ایک اور کثیر میں سے قلیل بھی پوری نہ ہوگی۔ لیکن [میں نے یہ کتاب] اختیار سے نہیں بلکہ مجبورا پیش کی ہے تاکہ اس کھوٹے سکے کے طفیل بہ آسانی مرتبہ حاصل کرسکوں اور بارگاہِ بلند میں، جو ہمیشہ یوں ہی بلند رہے، قربت حاصل ہو، قبولیت کے شرف سے مشرف ہو اور یہ "فتحنامہ" دنیا کے ختم ہونے تک کتابوں کے صفحات پر باقی رہے۔ "واللہ ولی التوفیق" (توفیق کا مالک اللہ ہے)۔

Marfat.com

آغاز کتاب حکایت راجه داهر بن چچ بن سیلائج اور محمدبن قاسم ثقفی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اس کا ہلاک ہونا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(اس اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان ہے)

خبروں کے راویوں اور تاریخ کے مصنفوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ شہر اروڑ، جو ہند و سندھ کا پایۂ تخت تھا، دریائے مہران پر جسے مہران کہتے ہیں، طرح طرح کے محلوں، رنگ برنگ کی چراگاہوں [۱۴]، نہروں، حوضوں، پھلواریوں، باغیچوں اور گلکاریوں سے آراستہ ایک بڑا شہر تھا اور اس با رونق شہر میں راے سیہرس بن ساہسی راے نامی ایک ہندو راجہ رہتا تھا، جس کے پاس بھرپور خزانے اور بکثرت دفینے تھے۔ اس کا عدل دنیا میں مشہور اور اس کی سخاوت زمانے میں شہرۂ آفاق تھی۔ اس کی حکومت کے حدود مشرق میں کشمیر تک، مغرب میں مکران تک، جنوب میں دیبل اور ساحل سمندر تک اور شمال میں کردوں کے پہاڑ اور کیکانان تک [پھیلی ہوئی تھیں] اس نے اپنے ملک میں چار حکمران مقرر کئے تھے۔ ایک برہمن آباد میں، جسے نیرون کوٹ کے قلعے سے لے کر دیبل اور لوہانو یعنی لاکھہ اور سم [اراضی

Marfat.com

والے علاقے] سے لے کر سمندر(۱) تک کا علاقہ تفویض تھا۔ دوسرا سیوستان کے [مرکزی] شہر میں تھا(۲) اور بدھیہ، جنگان، رونجھان اور کوہ پایہ سے لے کر مکران تک کا علاقہ اس کے حوالے تھا۔ تیسرا حکمران اسکلندہ اور بھاٹیہ کے قلعے میں، جسے تلواڈو اور چچ پور بھی کہتے ھیں، رھتا تھا اور اس کے قرب و جوار کے علاقے دیوہ پور(۳) تک اس کا تصرف تھا۔ اور چوتھے حکمران کو اس نے ملتان کے عظیم الشان شہر میں متعین کیا اور سکہ، برھم پور، کرور، اشہار اور تاکیہ سے لے کر کشمیر کی حدود

---

(۱) اصل متن کی عبارت یہ ھے "و دریا در اھتمام او فرمود" فارسی میں دریا، سمندر کو بھی کہتے ھیں اور ندی کو بھی۔ ھم نے متن میں سمندر لکھا ھے کیونکہ دیبل اس راجہ کے قبضے میں تھا اور اُن دنوں وہ سندھ کا مشہور بندرگاہ تھا۔ [مترجم]۔ لیکن اگر "دریا" کے معنی ندی کے لئے جائیں تب بھی صحیح ھے کیونکہ اُن دنوں دریائے سندھ شہداد پور کے قریب ھوکر بہتا تھا جس کے نشانات آج تک موجود ھیں اور عام لوگ اسے "موھنی کا دریا" کہتے ھیں۔ شہدادپور کے بعد یہ دریا مشرق جنوب کی طرف بہتا تھا۔ ٹنڈو آدم اور بیرانی کے قریب کے لوگ اس کو اب تک "لوھانو دریا" کہتے ھیں۔ اس نام سے معلوم ھوتا ھے کہ گذشتہ زمانے میں اس علاقے میں "لوھانو" قوم آباد تھی۔ نسخہ (ب) میں "لوھانہ" کو "سمہ اور لاکھا" کا مرکب بتایا گیا ھے۔ اس لحاظ سے بھی ھم "سموں اور لاکھوں" دونوں قوموں کی موجودہ سکونت کو پیش نظر رکھ کر یہ نتیجہ نکال سکتے ھیں کہ "سمہ" جنوب والے علاقوں میں رھتے تھے اور "لاکھا" شہدادپور تعلقہ والی اراضی میں، جہاں آج تک اس :طہ کو "لاکھاٹ" کہا جاتا ھے۔ [ن۔ب]

(۲) اصل عبارت "در قصبہ سیوستان" ھے۔

(۳) اصل عبارت "دیو ھنوز" ھے (وضاحت کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ)۔

Marfat.com

تک کا علاقہ اس کے زیر حکومت رکھا۔ وہ خود دارالحکومت اروڑ میں تخت پر جلوہ افروز رہتا اور کردان، کیکانان اور برھاس [کے علاقے براہ راست] اپنے زیر فرمان رکھتا تھا۔ اپنے نائب حکمرانوں میں سے ہر ایک کو اس نے جنگ کے لئے مستعد رہنے [۱۵] اور گھوڑوں، ہتھیاروں اور جملہ اسباب حرب سے لیس رہنے کے بارے میں سخت ہدایتیں دے رکھی تھیں اور اسی طرح ملک کی حفاظت، رعایا کی دل جوئی اور سلطنت کی خوش حالی کے لئے بھی حکم نامے جاری کر رکھے تھے۔ تاکہ وہ اپنی ولایتوں کی سرحدوں کو محفوظ رکھیں چنانچہ اس کے جملہ ممالک میں ایک بھی ایسا دشمن نہ رہا جو اس کی سرحدوں میں کسی طرف سے بھی چھیڑ چھاڑ کر سکتا۔

[لیکن ایک مدت بعد] قضاے الٰہی سے بادشاہ نیمروز کا لشکر اچانک ایران کی طرف سے یلغار کرتا ہوا کرمان آپہنچا۔ یہ خبر سن کر راجہ سیہرس بڑی بے پروائی اور بڑے تکبر کے ساتھ اروڑ کے قلعے سے زبردست لشکر لے کر اس کے مقابلے پر آیا اور اس سے جنگ کی۔ جب دونوں جانب سے نامور مرد اور جنگ جو بہادر خون خوار تلواروں کا لقمہ بن چکے تو قادر حکیم پر توکل کر کے ایرانیوں کے لشکر نے [ایک زوردار] حملہ کیا۔ راجہ سیہرس کا لشکر ذلیل ہو کر اور شکست کھا کر بھاگ گیا مگر سیہرس اپنی عزت اور نام کی خاطر ڈٹا رہا اور جنگ کرتا ہوا قتل ہوا۔

Marfat.com

ایران کا بادشاہ نیمروز واپس لوٹ گیا اور سیہرس کا بیٹا رائے ساھسی اپنے باپ کے تخت پر بیٹھ کر اس ملک کا خود مختار حاکم ھوا۔ اس کے باپ کے زیرفرمان رھنے والے چاروں حکمرانوں نے اس کی تابعداری اور موافقت کرکے اس کے آگے سر جھکایا اور اپنے خزانے اس کے حوالے کرکے اس کی اطاعت اور اخلاص کو اپنا طرہٴ امتیاز بنایا جس کی وجہ سے رائے ساھسی اکبر کی پوری مملکت اس کے دائرہٴ اثر و اقتدار میں آئی اور رعایا اس کے عدل و انصاف سے آسودہ حال ھوئی [۱۶]۔

اس کا ایک حاجب (۱) [رام] تھا، جو ھر قسم کے علم و حکمت میں طاق تھا۔ اس کا حکم سارے ملک پر چلتا تھا اور اس کے کام میں کوئی بھی شخص دخل انداز اور مخل نہ ھوتا تھا۔ دفتر انشا بھی اس کے حوالے تھا اور ساھسی رائے کو اس کے قلم اور بلاغت پر پورا بھروسہ تھا اور وہ کبھی اس کے مشورہ کے خلاف عمل نہ کرتا تھا۔

چچ بن سیلائج کی حاجب رام کی خدمت میں آمد

ایک دن حاجب رام وزیر بدھیمن کے ساتھ دفتر میں بیٹھا ھوا تھا کہ ایک برھمن آیا اور آکر بہت عمدہ الفاظ میں اس کی تعریف و توصیف کی۔ حاجب رام نے اس سے پوچھا کہ "اے برھمن! کہاں سے آئے ھو، اور تمھارا کیا مقصد ھے؟" برھمن نے جواب دیا کہ "میرا نام چچ ھے اور میں راھب سیلائج کا

(۱) حاجب = Chamberlain

Marfat.com

بیٹا ہوں۔ میرا بھائی چندر اور میرا باپ [دونوں] شہر اروڑ کے مضافات کے ایک مندر میں عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور ساھسی راے و رام حاجب کےحق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ میں رام حاجب سے ملنا چاھتا ہوں، کیونکہ وہ [اپنی] علمیت اور قابلیت کی وجہ سے [آجکل] عنوان۔ سعادت اور مفتاح عزت ہے۔ میں چاھتا ہوں کہ اس کی خدمت کا سہارا حاصل کروں"۔ حاجب رام نے کہا کہ "فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے تو بیشک تمہاری زبان صاف ہے مگر تم کچھ فن۔ ادب کی صلاحیت اور لکھنے پڑھنے کی قابلیت بھی رکھتے ہو؟"۔ چچ نے جواب دیا کہ " مجھے چاروں وید [۱۷] رگ، یجر، اتھر اور سام، حفظ ہیں، اس کے علاوہ حضور جس کام کے لئے بھی حکم فرمائیں گے وہ ایمانداری، درستی، دیانت اور قابلیت کے ساتھ، جس کی میں نے تربیت حاصل کی ہے، نہایت خلوص سے انجام دونگا۔" ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ سکہ اور دیبل سے چند امور کے متعلق مراسلے بھی آگئے۔ رام حاجب نے یہ مراسلے چچ کو دیئے اس نے بہترین انداز میں انھیں پڑھ کر سنایا اور عمدہ خط اور نفیس الفاظ میں ان کے جوابات بھی لکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر حاجب رام نے اس کی فصاحت و بلاغت اور خوش خطی کی بے حد تعریف کی اور اعزاز و انعام سے نواز کر اس سے کہا کہ "مجھے بہت سے امور اور مصروفیتیں در پیش رہتی ہیں، جس کی وجہ سے ممکن ہے کہ کسی موقع پر [راے سہاسی کی]

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہونے سے معذور ہوں اس لئے [تم] میرے نائب کی حیثیت سے دفتر انشاء میں موجود اور راے کے دروازہ پر حاضر رہا کرو۔"

چچ نے اس کے کہنے پر یہ کام اپنے ذمہ لیا اور اس میں یہاں تک منہمک ہوگیا کہ وہ "دیوانِ رسائل" (وزیر مراسلات) کے نام سے پکارا جانے لگا۔ آخر ایک دن راے ساہسی دربار مین آیا، شہر کے اہم اور بڑے لوگ حاضر تھے کہ اتنے میں سیوستان کے کچھ خطوط آئے۔ راے نے حاجب رام کو بلوایا مگر وہ ابھی دفتر میں نہ آیا تھا۔ چچ نے کہلا بھیجا کہ "میں [۱۸] رام حاجب کا نائب ہوں اگر کوئی خط کے لکھنے کی ضرورت درپیش ہو تو بندہ لکھ کر وہ کام انجام دے۔" راے ساہسی نے اسے بلوایا۔ چچ نے ان خطوط کو نہایت عمدگی سے [پڑھ کر] سنایا اور شرح و بسط کے ساتھ ان کے مطالبے کو بیان کیا۔ اس کے بعد ان کے جوابات شیرین اور خوشخط لکھ کر راے کے سامنے پیش کئے۔ راے ساہسی نے، جو خود بھی خط اور بلاغت کے علم میں یکتا تھا، مطالعہ کرکے اسے پسند کیا اور عزت افزائی کے پیش نظر [چچ کے لئے] "مطلق نیابت"(۱) کا حکم جاری کیا۔

جب حاجب رام محل میں آیا تو راے ساہسی نے اس سے پوچھا کہ "ایسا ہنر مند اور فصیح نائب اور ایسا خوشخط کاتب کہاں سے تمہارے ہاتھ آیا؟ اسے خوش رکھ کر اس کی

---

(۱) یعنی "عام نائب مختار"۔

Marfat.com

تربیت کرتے رہو"۔ رام وزیر نے عرض کیا کہ وہ برہمن سیلائج کا بیٹا ہے، [نہایت] ایماندار، تجربہ کار اور سیدھا سادا [انسان] ہے"۔ [اس کے بعد] رام حاجب نے چچ کی طرف راجا کا التفات دیکھ کر اس کی جانب اپنی توجہ زیادہ کردی اور نائب وزارت کی ذمہ داری بھی اس کے حوالے کی یہاں تک کہ اس کی موجودگی اور غیر حاضری میں چچ اس کے کام انجام دیتا رہا اور کاروبار سلطنت اور امور حکومت میں دخیل ہوتا گیا۔ جب بھی [وہ] راے کی خدمت میں حاضر ہوتا تو [راے] اسے نوازتا اور انعام و اکرام سے سرفراز کرکے اسے یہ کام کرتے رہنے کی نصیحت کرتا اور کہا کرتا کہ: اس کام سے [ایک تو] کاروبار کا نظام درست ہوتا ہے اور [دوسرے] تجھے بھی آئندہ بڑا عہدہ حاصل ہوگا۔ اس طرح وہ اسے نیکی کے وعدوں کا امیدوار بنایا کرتا۔ آخر کار قضاے الٰہی سے حاجب کی عمر پوری ہوئی اور وہ اجل کا شکار ہوگیا[۱۹]۔

وزارت کا چچ بن سیلائج کے حوالے ہونا

اس کے بعد راے ساھسی نے چچ کو بلا کر وزارت کی ذمہ داری اس کے سپرد کی۔ چچ لوگوں سے ہمدردی اور فراخ دلی سے پیش آتا تھا یہاں تک کہ اس نے سارے ملک کے نظم و نسق کو مضبوط کیا، سبھوں نے اس کی متابعت کی اور اس نے وزارت اور سرشتہ داری میں اپنے جوہر کے کمال دکھائے۔

Marfat.com

ایک دن ساھسی راے خلوت خانہ میں رانی "سونھن دیوی"(۱) کے ساتھ بیٹھا ھوا تھا، یہ عورت راے پر چھائی ھوئی تھی، جس کی وجہ سے وہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اتنے میں وزیر چچ محل میں آیا اور دربان خاص کے ذریعے ساھسی راے کو پیغام بھیجا کہ وہ "کسی ضروری کام سے محل کے دروازے پر اس لئے حاضر ھوا ھے کہ جو مشکل پیش آئی ھے وہ راے کی خدمت میں بیان کرے۔ اگر فرصت اور اجازت ھو تو اندر حاضر ھوکر عرض کرے"۔ اس پیغام کے ملنے پر راجہ نے رانی سے کہا کہ "ایک نامحرم حرم سرا میں آرھا ھے، اس لئے تم پردے کے پیچھے چلی جاؤ"۔ رانی سونھن دیوی نے کہا کہ "میری ھزار جانیں ساھسی کے قدموں پر نچھاور ھوں! کتنے ھی اوباش اور نوکر آتے رھتے ھیں، اگر ایک برھمن آئے گا تو اس کی طرف میری کیا توجہ ھوگی۔ اس سے ایسی کیا شرم ھے جو میں چھپ جاؤں"۔ وہ عورت جب ضد کرتی تھی تو راے اسے ناراض نہ کرتا تھا، کیونکہ وہ اس کے مکر کا خریدار تھا۔ چنانچہ اس نے چچ کو بلایا۔ چچ جن امور کے سلسلے میں حاضر ھوا تھا۔ انھیں راے کے سامنے پیش کرکے نہایت عمدگی سے اس کی توجہ میں لایا [۲۰]

رانی کا چچ پر عاشق ھونا اور چچ کا اس کی محبت سے انکار کرنا

برھمن چچ ایک خوبصورت، متناسب الاعضا، وجیہ شباھت

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "سونھن دیو" عبارت لکھی گئی ھے اور (ن) میں ھر جگہ "سونھدی" ھے۔

Marfat.com

اور سُرخ رخساروں والا نوجوان تھا۔ رانی نے جب اس کی دلکش صورت اور قد و قامت کی جھلک دیکھی تو اس پر دل و جان سے عاشق و مفتون ہو گئی اور اس کی شکل و صورت اور سج دھج پر فریفتہ ہو کر اس کے میٹھے لفظوں اور دلکش حرفوں پر دل دے بیٹھی۔ چچ کی محبت نے اس کے دل میں گھر کیا اور عشق کا پودا راے کی بیوی کے دل میں بڑھ کر درخت ہوا۔ راجہ میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہ تھی جس کی وجہ سے رانی کے اس سے کوئی اولاد نہ تھی۔ آخر کار اس نے ایک بڑھیا کٹنی کے ذریعے پیغام بھیجا کہ "اے چچ! تیری پلکوں کے تیروں نے میرے دل کو زخمی کر دیا ہے اور تیری جدائی کی زنجیر میرے گلے کا پھندہ بن چکی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ تو اپنے وصل سے میرے مرض کا علاج کرے گا اور دل دہی کے ہاتھوں سے یہ پھندہ میرے گلے سے کھولے گا اور اپنی محبت کے ہار اور بندگی کے آویزوں سے میری گردن اور کانوں کو مزین کرے گا۔ اگر تو نے میری یہ التجا قبول نہ کی تو میں خود کو ہلاک کر ڈالوں گی۔ رباعی:

هیچت افتد کاین دل من شاد کنی
وز هجر و فراق خویش آزاد کنی

ور باز کشی اے صنما! روے ز من
فریاد کنم مها که بیداد کنی [۲۱]

بڑھیا نے جب یہ پیغام چچ کو پہنچایا تو اس نے انکار کیا

Marfat.com

اور خود کو [اس فعل شنیع سے] باز رھنا واجب جان کر کہا کہ راجاؤں کے حرم میں خیانت کرنا جان کا خطرہ، آخرت کی گرفتاری اور دنیا کی بدنامی ھے۔ جب بادشاھوں کا غضب جوش میں آتا ھے تو پھر اسے نہ کوئی حجاب روک سکتا ھے نہ دفع کرسکتا ھے۔ اس لئے اسے یہ خیال چھوڑ دینا چاھئے۔ خصوصاً ھمارے لئے، کیونکہ ھم برھمن ھیں اور میرے بھائی اور باپ راھب ھیں، جو اپنی عبادت گاہ میں گوشہ نشین اور مراقبے میں بیٹھے ھیں، میرے لئے یہی بی عزتی کافی ھے کہ بادشاہ کی ملازمت میں ھوں، جہاں امید اور خوف کے درمیان زندگی گذرتی ھے۔ کیونکہ مخلوق کی نوکری [ھمیشہ] غضب کے بادلوں سے متصل ھوتی ھے اور داناؤں کو ناپسند۔ چار چیزوں پر اعتماد نہ کرنا چاھئے بادشاہ، آگ، سانپ اور پانی پر۔ پھر ان برائیوں کے ھوتے ھوئے یہ برائی بھی اپنے ذمے لوں، تو اس کی یہ مراد پوری نہ ھوگی۔ یہ پیغام ملنے پر [رانی] نے بڑی نرمی اور لجاجت سے کہلا بھیجا کہ اگر میری صحبت اور موانست سے پرھیز کرتے ھو تو [کم از کم] مجھے اپنے جمال و خیال سے تو ھر روز وقت بوقت بہرہ اندوز کرتے رھو تا کہ تمہارے وصل کی امید [ھی] پر خوش رہا کروں۔ رباعی:

خرسندم اگر سال بسالت بینم ور در عمری شبی خیالت بینم
نومید نگردم از خیالت صنما! آخر روزی شب وصالت بینم

[بہر حال] جب آنکھیں لڑیں تو دل بھی وصل یار [کے

Marfat.com

شوق] میں گرفتار ہوئے [۲۲] اور آخر صبح وصل ان کے قریب آنے لگی جس کی وجہ سے روحانی موافقت مستحکم ہوئی اور ان کی محبت و الفت [آپس میں] عہد و پیمان کی دستاویز شمار ہونے لگی۔

راے کو ان کے حال کی کوئی خبر نہ تھی۔ حالانکہ مخالفوں کا گروہ ان کی نگاہیں دیکھ کر بدگمان ہوتا رہا لیکن چونکہ کسی نے بھی آنکھوں سے کچھ نہ دیکھا تھا اس وجہ سے [یہ راز] مخفی رہا۔ بعض دشمنوں نے راے کو اس حال سے باخبر بھی کیا، مگر راے نے اس پر یقین نہ کیا اور کہا کہ "[ایک تو] میرے حرم سے ایسا ہونا ممکن نہیں [دوسرے] وزیر چچ بھی ایسی بے حرمتی کا ہرگز مرتکب نہ ہوگا"۔

[آخرکار] ایک مدّت کے بعد وہ سارا ملک [چچ] کے زیر تصرف آگیا۔ وہ جو بھی کام کرتا تھا، راے اسے پسند کرتا تھا۔ اور جب ساھسی راے خود بھی کوئی کام کرتا تھا تو بغیر اس کے صلاح و مشورے نہ کرتا تھا، یہاں تک کہ اورے ملک میں چچ کا حکم چلنے لگا۔

دارالفنا سے ساھسی راے کا انتقال کرنا

آخرکار قضاے الٰھی پردۂ راز سے نمودار ہوئی۔ راے بیمار ہوا، مرض نے طول کھینچا اور موت کی نشانیوں نے اس کے چہرے کو تبدیل کردیا۔ راے کی بیوی نے فکرمند ہوکر چچ کو بلایا اور کہا کہ "اے چچ! راے کی عمر پوری

Marfat.com

ہوچکی ہے اور موت کی نشانہاں اس کے جسم پر ظاہر ہوگئیں ہیں - راے کا کوئی فرزند نہیں ہے جو اس کے مرنے کے بعد اس ملک کا وارث ہو۔ [چنانچہ اب] بلا شبہ راے کے اقربا ملک و مملکت پر قابض ہونے کے بعد پرخاش کی وجہ سے ہمیں ستانے اور ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے - بلکہ راے کی زندگی ہی میں [انہوں نے] جو طعنہ زنی شروع کردی ہے اس سے تو یہ یقین ہوتا ہے کہ اب [۲۳] وہ ہماری جان اور مال بھی [ہم سے] چھین لیں گے - [چنانچہ] ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے جو یقین ہے کہ درست ثابت ہوگی اور ہماری مراد بھی پوری ہوگی اور یہ ملک بھی تجھے مل جائے گا - میری عقل کا یہی تقاضا ہے کہ اگر [اس موقع پر] ہم نے ہمت سے کام لیا تو خداے پاک یہ ملک تیرے حوالے کردے گا اور یہ سلطنت اور عزت تجھ سے قایم رہے گی اور سب لوگ تیرے مطیع ہوجائیں گے - [یہ سن کر] چچ نے کہا کہ "تیرا حکم میرے سر آنکھوں پر ہے کیونکہ وہ [یقیناً] عین مصلحت ہوگا، لیکن مخلص خدمتگاروں سے مشورہ کرنا [بھی] فرض ہے [اس لئے] مجھے بھی اس تجویز سے آگاہ فرما - [اس پر] رانی سونہن دیوی نے کہا کہ پچاس عدد طوق اور بیڑیاں تیار کرنے کا حکم دے اور رات کو خفیہ طور پر لاکر، تہ خانے میں رکھ - [چنانچہ] چچ نے حکم دیا جس بنا پر بھاری زنجیریں اور بیڑیاں تیار کرکے راتوں رات محل کے تہ خانے کے ایک گوشہ میں پہنچادی گئیں -

Marfat.com

جب راے کا آخری وقت ہوا اور نزع کا عالم طاری ہوا اور طبیب اٹھ کر باہر جانے لگے تو رانی سونہن دیوی نے [ان سے] کہا کہ تھوڑی دیر گھر میں اندر ٹھیرو اور [پھر اپنے] ایک معتمد کو حکم دیا کہ سب کو گھر میں قید کر کے دروازے بند کردے تاکہ ساھسی راے کی موت کی خبر شہر میں کسی کو معلوم نہ ہو اور جو تیرے اور میرے فرمان بردار ہیں انہیں محل میں لے آ۔ [چنانچہ] سارے وفاداروں کو محل میں لایا گیا۔ پھر [اس نے] کہا کہ فلاں فلاں جو بھی راے کے عزیز اور ملک کے دعویدار ہیں، ان سب کو ایک ایک کر کے بلا۔ چنانچہ ایک ایک کو اس بہانے سے کہ آج راجہ کچھ بہتر ہے اور اس سے کچھ مشورہ کرنا چاہتا ہے، بلایا جاتا اور جب [وہ] حاضر ہوتے [۲۴] تب انہیں اندر بھیج دیا جاتا جہاں معتمدانِ خاص انہیں قید کردیتے۔ اس طرح سارے مخالفوں کو طوق و سلاسل میں اسیر کرلیا گیا۔ اس کے بعد راے کے عزیزوں کے دوسرے گروہ کے لوگوں کو، جو کہ مفلس تھے، بلا کر کہا کہ آج راے نے تمہارے فلاں عزیز کو، کہ جس کے خوف سے تمہیں نیند نہ آتی تھی، ناراض ہو کر قید کردیا ہے۔ اگر تم فقر و فاقے سے نجات چاہتے ہو اور شان و شوکت اور مال حاصل کرنا چاہتے ہو تو قید خانے میں جا کر اپنے دشمن کا سر قلم کردو اور پھر اس کے گھر زمین مال و اسباب اور نوکروں چاکروں پر جا کر اپنا قبضہ جماؤ۔ چنانچہ ہر ایک نے جا کر اپنے دشمن کو قتل کیا اور اس کی ملک و میراث

Marfat.com

پر قابض ہوا۔ اس طرح ایک ہی رات میں [سارے] مخالف خون خوار تلواروں کی خوراک بن گئے [اور انھیں] دشمنوں سے نجات مل گئی اور پھر ملک میں کوئی بھی ایسا مخالف [باقی] نہ رہا جو [راے کی] میراث کا دعویٰ کرتا۔

چچ بن سیلائج کا راجہ ساھسی راے کے تخت پر بیٹھنا

پھر جب [انھوں نے] فوج اور ملازمین کو اپنا مطیع بنایا اور مفلس ٹھاکر، جنھوں نے ان کی تابعداری قبول کرلی تھی، ھتھیاروں سے لیس ھوکر مستعدی کے ساتھ دربار میں صفیں باندھ کر آ بیٹھے اور پھر جملہ رؤسا، تاجر، صناع اور امرا کو حاضر کرکے تخت کو آراستہ کیا جاچکا تب رانی سونھن دیوی نے پردے کے پیچھے آکر وزیر برھمن سے کہا کہ [۲۰] دربار کے سربراھوں اور مقربوں کی مزاج پرسی کے بعد انھیں راجا کا یہ حکم پہنچا دے کہ اگرچہ وہ روبصحت ھے اور مرض سے چھٹکارا پاچکا ھے مگر یہ جو انتقامی کارروائی کا حادثہ ھو گذرا ھے اس کے صدمے سے ساھسی راے کو دربار میں آنے کا یارا نہیں [جس کی وجہ سے ممکن ھے] کہ شریف و رذیل اور طاقتور و ضعیف خلق۔ [خدا] کا کاروبار معطل رھے، اس وجہ سے "[میں] اپنی زندگی میں حاجب چچ کو اپنا نائب مقرر کرتا ھوں تاکہ کہیں رعایا سے جو خدا کی امانت ھے، بے انصافی ھونے کی وجہ سے ملک میں کوئی بدنظمی نہ پیدا ھو۔

Marfat.com

[یہ پیغام سن کر] سبھوں نے ادب سے دوزانو ہو کر سجدہ اطاعت ادا کیا اور کہا کہ "ہم راجے کے حکم کے بندے ہیں۔ وزیر چچ بہرحال عمدہ صلاحیتوں اور پسندیدہ عادتوں کا حامل ہے، اسی کی عقل کی بدولت ملک کا کاروبار بہتر طور پر [چل رہا] ہے"۔

اس کے بعد رانی سونہن دیوی نے ایک ہزار مطیع اور مخلص رئیسوں، سربراہوں، سپہ سالاروں اور امیروں کو اعلیٰ اور طرح طرح کے انعام و اکرام سے سرفراز کرکے بادشاہت کا تاج چچ کے سر پر رکھا اور اسے تخت پر بٹھایا۔ اس پر سب لوگ فخر کرتے ہوئے نئے سرے سے خدمت گاری کی شرطیں بجا لائے۔

پھر اس کے حکم سے وزیر [بدھیمن] نئے سرے سے وزارت کے عہدے پر فائز کیا گیا اور خاص افراد کو گران قدر انعامات سے سرفراز کرنے کے بعد امرا کو جاگیروں کے نئے پروانے عطا کئے۔ [اس طرح] پختگی کے ساتھ [عنان] حکومت چچ کے ہاتھ میں آگئی۔

اس بات کو چھ ماہ گذر گئے، آخر ساہسی رائے کی موت کی خبر اس کے بھائی مہرتھ (۱) کو پہنچی جو

---

(۱) فارسی نسخہ میں "مہرت" ہے اور نسخہ (ن) میں [بھی] اس کا یہی املا ہے۔ (پ) میں "مہترین" اور (ر) اور (ک) میں ہر جگہ "مہرب" لکھا ہوا ہے۔ یہاں "مہرت" نام کی اصلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے "مہرتھ" لکھا گیا ہے۔ [ن۔ب]

Marfat.com

چترور(۱) کا بادشاہ تھا [اس غم کی خبر کو سنتے ھی] وہ افواج کثیر، دلیران نامور اور فیلان مست کا اذبوہ ساتھ لے کر جنگ کے لئے چچ پر چڑھ آیا اور اروڑ سے تین میل کے فاصلے پر آ کر خیمہ زن ھوا ۔ [پھر] اس نے اپنے وزیروں [۲۶] اور خاص آدمیوں کا ایک گروہ وفد کے طور پر [چچ] کے پاس روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ میں اس ملک کا وارث ھوں یہ ملک میرے باپ دادا کا ھے اس لئے بھائی کی میراث کا میں زیادہ حقدار ھوں [اگر تو یہ ملک میرے حوالے کرے گا تو] تجھے وزارت اور نیابت کے اس عہدے پر بحال رکھا جائے گا اور تجھسے ھمیشہ مہربانی اور احسان کی روش رکھی جائے گی ۔

چچ کا مہرتھ سے جنگ کرنا اور اسے مکر سے قتل کرنا

چنانچہ چچ رانی کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ "یہ دشمن گھر کے دروازے پر آ پہنچا ھے اور ملک اور میراث کا دعوے دار ھے اب کیا رائے ھے؟۔ ساھسی رائے کی بیوی نے ھنس کر کہا کہ میں پردہ نشین عورت ھوں اگر مجھے جنگ کرنی ھے تو پھر تم میرے کپڑے پہن کر [گھر میں] بیٹھو اور اپنے کپڑے مجھے دو تا کہ میں باھر نکل کر جنگ کروں ۔ کیا تم نے

---

(۱) اپ)، (ک)، (ر) اور (م) میں اس کا یہی املا ھے اور شہر چتور کا قدیم نام بھی یہی ھے (دیکھئے آخر میں حاشیہ صفحہ ۲۶) اور اسی وجہ سے یہ املا قائم رکھا ھے ۔ فارسی ایڈیشن میں اس کو "چتور" لکھا گیا ھے ۔[ن۔ب]

Marfat.com

بزرگوں کا یہ قول نہیں سنا کہ جب کسی کام کے لئے کوئی آدمی مقرر ہو اور عقل اور تجربے سے کام لے تو وہ ضرور اس میں کامیاب ہوگا اور اس کام کو انجام کو پہنچائے گا۔ جب سلطنت تمہارے حوالے اور تم سے منسوب ہوچکی ہے تو پھر میرے مشورے کی کیا ضرورت ہے؟ مستعد ہوکر گرجتے ہوئے شیر کی طرح میدان میں جا کر دشمن کو دفع کرنے کی کوشش کرو کیونکہ عزت اور ناموری کے ساتھ مرنا اپنے ہم جنسوں کے سامنے ذلت برداشت کرنے سے بہتر ہے۔ بیت:

ہم فیل داری، ہم چشم، ہم خیل داری، ہم خدم
مردانہ بیرون نہ قدم، زیرو زبر کن خصم را

چچ، رانی کا یہ جواب سن کر شرمندہ ہوا اور سلاح جنگ زیب تن کرکے لشکر آراستہ اور صفیں پیراستہ کرکے [دشمن کے] مقابل ہوا۔ اور جو لوگ اب تک قید تھے ان سب کو بھی آزاد کرکے اور نئے سرے سے عہد و پیمان لے کر اپنا احسانمند بنایا اور پھر انھیں انعام و اکرام سے سرفراز کرکے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے میدان میں لایا۔ [اس طرف] مہرتھ راے نے بھی اپنے لشکر کا میمنہ، میسرہ، مقدمہ اور قلب و ساقہ جمایا۔ پھر دونوں جانب سے بہادران بے جگر ایک دوسرے [۲۷] پر ٹوٹ پڑے اور تھوڑی ہی دیر میں دونوں جانب کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ مہرتھ راے نے جب دیکھا کہ دونوں طرف کے مردان دلیر خواہ مخواہ خون خوار تلواروں کا لقمہ بن رہے ہیں تو اس نے چچ سے کہا کہ "ہم اور تم دونوں سلطنت کے

Marfat.com

دعوے دار ھیں [اس لئے فوجیں کٹوانے کے بجائے بہتر یہ ھے کہ ھم خود باھم] ایک دوسرے سے جنگ کریں پھر ھم میں سے جو بھی فتح مند ھوکر میدان سے باھر نکلے ملک اسی کا ھے"۔ [اس پر] چچ نے اس کے سامنے آکر کہا کہ "میں برھمن ھوں، سوار ھوکر نہ لڑ سکوں گا اگر پیادہ ھوکر مقابلے پر آؤ تو جوڑ اچھا رھے گا"۔ چترور کے راجہ کو اپنی ھمت اور شجاعت پر پورا بھروسہ تھا۔ چنانچہ اس نے دل میں کہا کہ برھمن کی کیا مجال کہ جنگ میں میرے مقابلے پر ھتھیار اٹھانے کا حوصلہ کرے [سامنے تو آئے] پرندے کی طرح گردن مروڑ کر سر تن سے جدا کردوں گا۔ [اس خیال سے] وہ گھوڑے سے اتر کر پا پیادہ روانہ ھوا۔ چچ بھی پیدل چلا مگر اس نے سائیس کو حکم دیا کہ وہ گھوڑے کو اس کے پیچھے پیچھے لائے۔ جب وہ ایک دوسرے کے قریب آئے تو چچ نے اچانک گھوڑے پر سوار ھو کر اس پر حملہ کردیا اور زخمی کرکے اس کا سر تن سے جدا کردیا۔ [یہ دیکھ کر] چچ کے لشکر نے حملہ کیا اور چترور کے فوج کو شکست ھو گئی۔ ان میں سے کچھ نے مہرتھ کو قتل ھوتا دیکھ کر امان طلب کی اور اطاعت اختیار کی اور بہت سے خون خوار تلواروں کے لقمہ بنے۔ چچ فتح کی خوشیاں مناتا ھوا قلعے میں واپس آیا، شہر میں مقبرہ بنانے کا حکم دیا، تخت مملکت پر بیٹھ کر جشن [۲۸] منایا اور امیروں اور جنگ جو بہادروں سے فیاضانہ سلوک کیا۔ اب چاروں ممالک میں کوئی بھی سرکش باقی نہ رھا۔

Marfat.com

چچ کی رانی سونھن دیوی سے شادی

اس داستان کا مصنف اور اس بوستان کا محرر اس طرح روایت کرتا ہے کہ جب یہ فتح حاصل ہوئی تب رانی سونھن دیوی کے حکم سے رؤسا اور اکابرین شہر حاضر ہوئے رانی نے ان سے فرمایا کہ اب جب کہ ساھسی ،اے انتقال کرچکا ہے اور مجھے اس سے کوئی فرزند نہیں ہے کہ جو ملک کا وارث ہو اور یہ ملک راجہ چچ کے قبضے میں آیا ہے تو اس صورت میں [بہتر اور مناسب یہ ہے کہ] تم مجھے بعقد صحیح و مہر صریح چچ کے حوالے کرو۔ چنانچہ جملہ رؤسا اور بزرگ متفق ہو کر دربار میں آئے اور رانی سونھن دیوی کا عقد چچ سے پڑھایا۔ چچ کے اس سے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ اس نے ایک بیٹے کا نام داھر اور دوسرے کا دھرسینہ (۱) اور بیٹی کا نام مایین رکھا۔ ہر ایک کی ولادت کے وقت نجومیوں سے اس نے ان کی قسمت دریافت کی اور انھوں نے اس کے حکم پر ہر ایک کے نصیب کے بارے میں ستاروں کی بُرجوں میں منزلوں، نیک بختی اور بدبختی اور عزت و ذلت کا زائچہ تیار کیا [اس کے بعد انھوں نے] بتایا کہ راجہ کے دونوں بیٹے بادشاہ ہوں گے اور سندھ کافی مدت تک اُن کے قبضے میں رہے گا۔

---

(۱) (ن) اور (ب) میں ہر جگہ "ڈھرسین" اور باقی نسخوں میں "دھرسید" لکھا ہوا ہے اور فارسی ایڈیشن میں بھی یہی تلفظ اختیار کیا گیا ہے۔ "سیہ" دراصل "سنگھ" یا "سینہ" ہے یعنی "شیر"۔ نسخہ (ک) کی عبارت بھی "دھرسینہ" ہے—[ن۔ب]

(۲) (ن) اور (ب) میں ہر جگہ "مائن"، (س) میں "بائی" اور (ک) میں "مائنی" ہے۔

Marfat.com

لڑکی کی قسمت کے بارے میں آنھوں نے یہ فیصلہ دیا کہ وہ سندھ سے کہیں باھر نہ جائے گی اور جو اس کا شوھر ھوگا وھی اس ملک کا راجہ ھوگا اور سارا سندھ اس کے [۲۹] قبضے میں رھے گا [جس سے] وہ فائدہ اور حظ حاصل کرے گا۔ جب نجومیوں نے یہ انکشاف کیا تو [چچ نے] حکم دیا کہ یہ [راز] مخفی رکھو اور کسی پر ظاھر نہ کرو۔

چچ کا اپنے بھائی چندر کو شہر اروڑ میں لانا اور آس کا تقرر کرنا

پھر [چچ] نے ایک معتمد آدمی کو اپنے بھائی چندر کے پاس بھیجا اور کہا کہ "ھمارے بزرگ راھب ھیں اور ھمیشہ بتوں اور مندروں سے سچی عقیدت رکھتے ھیں۔ بزرگی اور رسم۔ آتش پرستی میں آن کا نام مشہور اور [ھر طرف] پھیلا ھوا ھے ھمارا باپ سیلائج اس راہ میں "إنّا وجدنا آباءنا" (۱) کے قول پر عمل پیرا ھے جو کہ ھمارے عالموں اور حکیموں کو پسند ھے۔ لیکن ھندوؤں کی کتابوں میں لکھا ھے کہ جب کوئی شخص خود کو پرھیز گاری اور ریاضت کے حوالے کرے گا تو جب اس کی روح آس کے جسم سے جدا ھوگی تو ان نیک کاموں کے معاوضے میں وہ روح کسی بادشاہ کے بیٹے یا کسی سردار کے جسم میں داخل ھوگی جہاں وہ دل کا سکون اور مال و

---

(۱) إنّا وَجَدنا آباءنا علیٰ أمّته و إنّا علیٰ آثارهم لمقتدون = ھم نے اپنے اجداد کو ایک طریقے پر دیکھا اور ھم آن کی نشانیوں کی پیروی کرنے والے ھیں)۔

Marfat.com

دولت کا تجمل اور پوری فراغت حاصل کرے گا۔ سیلائج کے خدا نے اس دفعہ ہمیں بادشاہی عطا کی ہے اور ایک بڑی سلطنت میرے زیرِ فرمان آئی ہے۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ تختگاہ اروڑ میں تمھیں اپنا نائب مقرر کرکے اپنا ولی عہد بناؤں۔ تمھیں خود بھی حکومت میں دینداری، امانت، پرہیزگاری اور عبادت کرنے کی وجہ سے دوگنا سہ گنا ثواب ملے گا"۔ اگرچہ وہ [شروع میں] کتراتا رہا لیکن آخر چچ نے اسے لاکر "عدالت اپیل" کا (۱) [سربراہ] مقرر کیا اور اورڑ کا مکمل انتظام اس کے ہاتھ میں دے کر اپنا اور سلطنت کا کاروبار اس کے حوالے کیا۔ [۳۰]

چچ کا اپنے بھائی چندر کی نیابت کے بارے میں پروانے جاری کرنا

[اس کے بعد چچ نے پورے ملک میں اس مضمون کا فرمان جاری کیا] جب کہ سیلائج کے خدا نے ہمیں تخت و تاج کے لائق بنا کر ہماری بادشاہی کا حکم جاری کیا ہے تو ضروری ہے کہ رعایا کی جو کہ خدا کی امانت اور میرے تصرف میں ہے، حفاظت کی پوری کوشش کی جائے اور عدل و انصاف

---

(۱) اصل میں "دیوان مظالم" ہے جس کے معنی ہیں ایسی عدالت جس میں ملک کے کسی بھی بڑے آدمی کے ہاتھوں کئے ہوئے ظلم کے خلاف شکایت سن کر اس کی داد رسی کی جائے۔ (ترجم)

Marfat.com

کے ذریعہ سے ان کی خوش حالی اور بہبود کے لئے ساری کوششیں عمل میں لائی جائیں تا کہ کوئی بھی طاقتور کمزور پر ظلم نہ کرے اور ہم سے خدائے تعالیٰ کے دربار میں لاپرواہی اور بے توجہی کی وجہ سے باز پُرس نہ ہو۔ اس وجہ سے یہ بڑی ذمہ داری اور نازک کام میرے بھائی "راہبوں کے سرتاج" چندر کے سپرد کیا گیا ہے، تا کہ وہ [میرے] سامنے اور غیر حاضری میں اس [بوجھ] کر سنبھالے [چنانچہ] ساری فوج اور آمرا اور رعایا پر لازم ہے کہ "اس کے حکم اور مشورے کی خلاف ورزی نہ کریں اور اس کی فرمانبرداری لازمی سمجھیں"۔

چچ کا وزیر بدھیمن سے مملکت کے حالات اور سیہرس رائے کے ملک کی حدود دریافت کرنا

پھر [چچ نے] وزیر بدھیمن طاکی کو بلا کر اس سے سیہرس رائے کے ملک کی حدود دریافت کیں اور کہا کہ "اے لائق وزیر اور معتمد مشیر! ملک سندھ کی وہ حدود تجھے معلوم ہیں کہ جو ساھسی رائے اعظم کے زیر اقتدار اور زیر فرمان تھا؟ وہ چار بادشاہ کہ چاروں طرف کی حکومتوں کے ذمہ دار تھے کون تھے؟ مجھے ان سے واقف کر تا کہ میں ان کے پاس جاؤں اور موافقت یا مخالفت میں مجھے ہر ایک کی طبیعت [کا حال] معلوم ہو۔ پھر جو میرے احکامات کا [۳۱] پابند ہو اس کی تربیت کی جائے اور جو ہمارے حکم سے سرتابی کرے اسے دفع کرنے کا تدارک کیا جائے تا کہ سب

Marfat.com

فرمانبرداری قبول کرلیں اور کوئی ھمارے احکامات سے سرکشی اور انحراف کرنے والا باقی نہ رہے -

بدھیمن کی تقریر

وزیر نے زمین پر سجدہ کرکے عرض کیا کہ " راجہ چچ سلامت رہے اور اسے معلوم ھو کہ یہ تخت گاہ اور سلطنت ایک ھی راجہ کے زیر حکومت رھی ھے اور اس کے [ماتحت] حاکم ھمیشہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں مستعد رھے یہ ملک جب سیھرس رائے اعظم بن دیوائج (۱) کے زیر اقتدار آیا اور وہ ایران کی فوج سے شکست کھا کر مارا گیا تو اس کے بعد یہ ملک ساھسی کے حوالے ھوا۔ اس نے چاروں حاکموں [میں سے ھر ایک] کو الگ الگ علاقوں کا ذمہ دار ٹھیرایا تاکہ وہ خزانے کے مال کی وصولی اور ملک کی حفاظت کرنے پر پوری توجہ دیتے رھیں۔ چونکہ راجہ اس کے لئے فکر مند رھا کرتا تھا۔ اس لئے وہ اس تدبیر سے اس فکر کو اپنے دل سے دور کرنا چاھتا تھا۔ اس میں لشکر کے لئے [بھی استحکام] کی ترغیب ھے۔ کیونکہ اگر [کمزوری] دفع نہ ھوئی تو ممکن ھے کہ گردش زمانہ کے رد و بدل کی وجہ سے کوئی ایسا خوفناک حادثہ پیش آئے جس کو ٹالنا ناممکن ھوجائے۔ لیکن اگر ولایت

---

(۱) یہ رائے سیھرس اعظم بن دیوائج غالباً رائے سیھرس بن ساھسی سے پہلے ھے، کہ جس کا ذکر صفحہ ۱۶ پر آ چکا ھے، اور جو خود بھی ایران کے لشکر کے ھاتھوں قتل ھوا تھا۔ (ن - ب)

Marfat.com

مستحکم ہوگی اور دل کو سکون میسر ہوگا تو پھر آس پاس کے سرحدی [مقرر کئے ہوئے] حکمران بھی توجہ کریں گے اور خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور در حقیقت ہے بھی ایسا کہ جب بہادر لشکر اور مست ہاتھیوں کی وجہ سے دل کو اطمینان اور قوت نصیب ہوگی تو مسبب الاسباب بھی فتح اور کامرانی کے مواقع پیدا کرے گا اور تجھے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک کے علاقوں اور حدود [۳۲] کو مستحکم کرے گا اور [چاروں] علاقوں کے چاروں حاکم تیری بندگی کا طوق اپنی گردن میں ڈالیں گے تو جملہ پریشانیاں دور ہوجائیں گی اور مخالف جوہردار تلوار کے خوف سے اطاعت کا ہار اپنے گلے میں ڈالیں گے اور یہ ملکِ عظیم اور اقلیم مشتری نشان و شوکت کے ساتھ تیرے دم سے نہ صرف قایم رہے گی بلکہ ہر روز ترقی کرتی رہے گی۔ بہر حال اس مقصد کے لئے بادشاہ کو ہمت اور دلیری اختیار کرنی چاہئے اور خدائے تعالیٰ کے حکم پر توکل کرنا چاہئے [مجھے یقین ہے کہ] اللہ تعالیٰ راجہ کے ارادے اور ہمت کے مطابق مقصد کو پورا اور امیدوں کو کامیاب کرے گا۔

چچ کا مملکت اروڑ کی حدود کے بارے میں فیصلہ کرنا اور حدیں واضح کرنا

جب چچ نے وزیر بدھمین سے یہ گفتگو سنی اور اس کی بات اس کے دل میں بیٹھ گئی تو اسے خوشی اور فرحت حاصل ہوئی

Marfat.com

اور اس مشورے پر اس کا شکر گذار ہونے کے بعد اس خوشخبری کو اس نے [نیک] فال سے تعبیر کیا اور اسی کے مطابق اس نے چاروں طرف اپنے معتمد سرداروں کو ایک فرمان بھیجا اور آس پاس کے بادشاہوں سے بھی استدعا کی اور ایک لشکر عظیم تیار کرنے لگا تا کہ ہندوستان کی اس سرحد پر جائے کہ جو ترکوں سے ملی ہوئی ہے ۔ آخروہ نجومیوں کے حساب کے مطابق نیک ساعت کے آنے پر روانہ ہوا اور منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا اور قلعہ بھاٹیہ کے قریب جا پہنچا کہ جو دریائے بیاس کے جنوبی ساحل پر ہے ۔ اس قلعہ کے حاکم نے مقابلہ کیا لیکن جنگ اور خونریزی کے بعد شکست کھا کر بھاٹیہ کا راجہ قلعہ بند ہوگیا اور راجہ چچ غالب ہوا۔ اس جنگ میں کافی مدت لگی [محاصرہ رہا] جس کی وجہ سے [قلعہ میں] غلّے کی قلت ہوگئی اور گھاس اور لکڑیاں [ملنا] بھی مشکل ہوگئیں۔ [آخر] جب [قلعہ والے] تنگ ہوگئے تو [رات کے وقت] جب کہ دنیا نے سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی اور ستاروں کا بادشاہ [سورج] رات کی [۳۳] تاریکی میں روپوش ہوگیا تھا۔ [بھاٹیہ کا راجہ] وہ قلعہ چھوڑ کر اسکلندہ کے قلعے کی طرف چلا گیا اور اس قلعے کے قرب و جوار میں خیمہ زن ہوا، یہ قلعہ بھی اس کے قبضے میں تھا ۔ اور زیادہ مضبوط تھا۔ اس موضع کی چراگاہ میں ٹھہر کر اس نے دریافت حال کے لئے جاسوس بھیجے جنھوں نے آکر خبر دی کہ چچ بھاٹہ کے قلعے میں جا کر فروکش ہوا ہے ۔

Marfat.com

چچ کا اسکلندہ کے قلعے کی طرف جانا

جب چچ کو معلوم ہوا کہ [بھاٹیہ کا راجہ] اسکلندہ میں قلعہ بند ہوگیا ہے تو اس نے یہ خبر سنتے ہی اپنے ایک خاص اور معتمد آدمی کو بھاٹیہ کے قلعے کا نگران مقرر کر کے اسکلندہ کی طرف رخ کیا اور وہاں پہنچ کر اس کے مقابل میں خیم زن ہوا۔ اسکلندہ کے قلعے میں شجاع نامی ایک سردار رہتا تھا جو ہمیشہ چچ کا مطیع رہا کرتا تھا اور قلعہ کے باشندوں پر اس کا بہت اثر تھا کوئی بھی چھوٹا بڑا اس کے مشورے کے خلاف نہ جاتا تھا۔ چچ نے اس کے پاس قاصد بھیج کر اسے [قلعے کی] حکومت اور بادشاہت کی پیشکش کی، پھر [چچ کے] حکم سے پختہ قول و قرار کے ساتھ اس قلعہ کی بادشاہی کا [اس مضمون کا] پروانہ لکھا گیا کہ [وہ] جس وقت بھاٹیہ کے راجہ [چتر] کو قتل یا قید کرے گا تو [اس کی جگہ] وہ خود راجہ ہوگا اور یہ شہر بھاٹیہ سمیت اس کے قبضے میں دیا جائے گا [شجاع نے] بھی یہ پیشکش قبول کی اور اس مستحکم شرط کی امید پر اپنی ضمانت اور اپنا بیٹا چچ کے پاس بھیج کر وقت بے وقت اس حاکم [چتر] کی خدمت میں جانے لگا۔ یہاں تک کہ رات یا دن میں [کسی وقت بھی] اسے دربار میں جانے سے کوئی نہ روکتا تھا۔ [چنانچہ ایک دن موقع پا کر] آدھی رات کو [۳۴] اس نے راجہ چتر کو قتل کر کے اس کا سر چچ کے پاس بھیج دیا۔ راجہ چچ نے قاصد سے [بڑا] ملوک کیا اور خوشی ظاہر کرتے ہوئے انعام و اکرام دے کر اس

Marfat.com

قلعے کی خود مختار حکومت کا فرمان عطا کیا۔ شہر کے رؤسا اور اُمرا نے آکر [چچ] کو ھدیئے اور تحفے پیش کئے۔ چچ نے بھی شہر کے سربراھوں اور مشہور افراد کی عزت افزائی کی اور شجاع منیھ کی فرماں برداری کی تاکید کی تاکہ وہ ھمیشہ اس کی اطاعت گذاری کو لازم جانتے رھیں اور اس کے حکم سے انحراف نہ کریں۔

چچ کا سکہ اور ملتان کی طرف منزل انداز ھونا

راجہ چچ نے اسکلندہ کی مہم سے فارغ ھوکر سکہ اور ملتان کی جانب رخ کیا۔ شہر ملتان میں ساھسی راے کے عزیزوں میں سے بجھراے(۱) نامي ایک راجہ [حکومت کرتا] تھا اور وہ بڑے وسیع ملک اور کثیر سامان واسباب [جنگ] کا مالک تھا۔ جب اسکے چچ کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ خود دریاے راوی کے ساحل پر [مقابلے کے لئے] آڈٹا۔ اس کا بھتیجا سیھول (۲) ملتان کے سامنے مشرق کی طرف واقع قلعہ سکہ کا حکمران تھا [اس کے علاوہ] بھجراے کا چچازاد بھائی اجسین بھی لشکر جرّار لے کر [چچ کے مقابلے کے لئے] آگیا۔ دریاے بیاس کے گھاٹ کے قریب [باڑھ کی وجہ سے] [چچ اور اس کا لشکر] تین ماہ تک خیمہ زن رھا۔ پھر جب [دریا کا] پانی گھٹ گیا تو اسی گھاٹ پر اس نے ایک ایسی جگہ منتخب کی جہاں کوئی بھی مزاحمت کرنے والا نہیں تھا

---

(۱) اصل لفظ "بجھرا" ھے—[ن-پ]
(۲) نسخہ (م) میں "سھیول" ھے—[ن-ب]

Marfat.com

[چنانچہ اس مقام سے دریا کو عبور کرکے] سکہ کے شہر کے سامنے پہنچ کر اس نے سیہول سے جنگ شروع کردی۔ کافی مدت تک قلعے کا محاصرہ رہا [آخر] جب اہل قلعہ کی حالت ابتر ہوئی، چچ کے کچھ نامور ساتھی شہید ہوے اور دشمنوں کے لا تعداد آدمی برباد ہوے تب [۳۵] سیہول وہاں سے بھاگ کر ملتان کے قلعے میں چلا گیا اور پھر [وہاں سے] سب اکٹھے ہوکر [فوج اور] ہتھیاروں سمیت راوی کے کنارے آکر ٹھہر گئے۔ راجہ چچ نے سکہ کے قلعے پر قبضہ کرکے اس میں جو پانچ ہزار جنگ جو سپاہی تھے ان سب کو قتل کردیا۔ اور شہر کے باشندوں کو غلام اور مالِ غنیمت کے طور پر قید کرکے امیر عین الدین ریحان مدنی کو سکہ کے قلعے پر [حاکم] مقرر کیا اور خود ملتان کی طرف [دریا] عبور کرکے جا پہنچا جہاں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ راجہ بھجرائے کثیر فوج، جنگی ہاتھی اور بہادر مرد ساتھ لے کر [قلعے سے] باہر نکلا اور چچ کے مقابلے میں آکر خوفناک جنگ کی۔ دونوں طرف سے بے شمار آدمی قتل ہوئے [آخر] بھجرائے نے قلعہ بند ہوکر کشمیر کے بادشاہ کے پاس خط بھیجا اور اسے چچ کے بارے میں خبر دی کہ چچ بن سیلائج برھمن، تخت گاہِ اروڑ کا والی بن کر لشکر کثیر کے ساتھ حملہ آور ہوا ہے اور سارے چھوٹے بڑے قلعے فتح کرکے اپنے قبضے میں کئے ہیں۔ ہم میں اس کے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ مضبوط قلعے اس کے زیر فرمان آچکے ہیں۔ اب تک کوئی بھی راجہ مقابلے اور

Marfat.com

جنگ میں اُس پر فتح حاصل نہیں کرسکا ہے اور [اب] وہ ملتان آپہنچا ہے [اس لئے] آپ ہماری امداد فرض سمجھنے ہوے کوئی کمک روانہ فرمائیں۔

قاصد کا کشمیر سے خالی ہاتھ واپس ہونا

جب قاصد کشمیر پہنچا تو اس وقت وہاں کا راجہ مرچکا تھا اور اس کا چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا تھا۔ [اس خط پر] وزیروں، مشیروں، سربراہوں، حاجبوں، سرداروں اور ملک کے بہی خواہوں نے آپس میں مشورے کئے اور اس خط کا نہایت عمدگی کے ساتھ یہ جواب دیا کہ کشمیر کا راجہ دارالبقا کی جانب کوچ کرگیا ہے اور اس کا بیٹا ابھی نوعمر اور بچہ ہے۔ اس وقت اس کے امیر اپنی اپنی جاگیروں میں سرکشی اور بغاوت کر رہے ہیں [۳۶] جس کی وجہ سے ہمیں پہلے اپنے انتظامات درست کرنے ہیں اور چونکہ فی‌الحال ہم اپنے معاملات کی فکر میں مبتلا ہیں، اس وجہ سے ہم [آپ کی] کوئی مدد اور اعانت نہیں کرسکتے۔

جب قاصد نے واپس آکر بجھرائے کو یہ خبر پہنچائی اور وہ کشمیر کے راجہ کی اعانت سے ناامید ہوگیا، تب اس نے پختہ عہد کے ساتھ راجہ چچ سے صلح کی درخواست کرکے امان نامہ کی التجا کی تاکہ وہ قلعہ چھوڑکر سلامتی کے ساتھ باہر نکل جائے اور کوئی بھی اس سے اس وقت تک تعرض نہ کرسکے کہ جب تک وہ اپنے تابعداروں، متعلقین اور ملازمین سمیت کسی پُرامن مقام پر نہ پہنچ جائے۔ چچ نے اس کی یہ

Marfat.com

درخواست قبول کرلی اور اسے امان دی۔ [اس کے بعد] وہ قلعے سے نکل کر اپنے وفاداروں اور متعلقین کے ساتھ کشمیر کے پہاڑوں کی طرف چلا گیا اور چچ قلعے میں داخل ہو کر ملک پر قابض ہو گیا۔

چچ کا ملتان کے قلعے میں اپنا نائب مقرر کر کے آگے بڑھنا

ملتان کے قلعے پر قبضہ ہو جانے کے بعد [چچ نے] ایک ٹھاکر کو ملتان میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود منروی کے بُت خانے میں جا کر بت کو سجدہ کر کے اور خیرات کر کے [وہاں سے] آگے بڑھنے کا مصمم ارادہ کیا۔ [اثنا' راہ میں] برہمپور، کرور اور اشہار(۱) کے راجاؤں نے خدمت و اطاعت کی شرطیں ادا کیں۔ وہاں سے [آگے بڑھ کر] وہ تاکیہ(۲) اور کشمیر کی سرحد پر جا پہنچا۔ راستے میں کسی بادشاہ نے بھی اس کے مقابل یا حائل ہونے کی جرأت نہ کی۔ مثال: اللہ تعالیٰ جب کسی کو عظمت دیتا ہے تو اس پر

---

(۱) (ن) "اشہار"۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "کنبہ" لکھا گیا ہے جو صرف خیالی لفظ ہے اور کسی بھی نسخے میں موجود نہیں ہے۔ اس جگہ پر نسخہ (ن) اور (ک) کی عبارت صاف طور پر "تاکیہ" ہے اور دوسرے نسخوں کی عبارت "تاکیہ" ہی کی غلط اور بگڑی ہوئی صورتیں ہیں۔ صحیح نام "تاکیہ" ہی سمجھنا چاہئے، کیونکہ ملتان سے آگے یا اس کے آس پاس والے علاقے کا نام "تکادیش" تھا۔(ن ب)

Marfat.com

ساری تکلیفیں آسان کرتا ہے اور اس کی ساری مرادیں اوری کرتا ہے [دیکھو چچ] جس جگہ پہنچتا تھا وہ ملک فتح ہوجاتا تھا۔ [۳۷] آخر کار [وہ] شاکلہار (۱) کے قلعے کے قریب پہنچا یہ مقام تاکیہ (۲) سے کچھ آگے بتایا جاتا ہے، جہاں کشمیر کی سرحد ہے۔ یہاں [آکر] منزل انداز ہوا اور یہاں کے قرب وجوار کے لوگوں میں سے کچھ کو مغلوب کیا، کچھ کو حکم اور اطاعت کے دائرے میں لایا اور اس علاقے کے امیروں اور بادشاہوں سے پختہ عہدنامے کرکے ملک [کا انتظام] مستحکم کیا۔ اس کے بعد [اس نے] دو پودے منگوائے، ایک بید کا اور دوسرا صنوبر کا [پھر انھیں] دریائے پنج ماھیات کے کنارے کشمیر کے اس پہاڑ کے دامن میں، جس کے چشموں سے یہ دریا بہتا ہے، لگا کر اس وقت تک وہاں مقیم رہا جب تک کہ دونوں درختوں کی شاخیں بڑھ کر ایک دوسرے سے مل نہ گئیں۔ پھر ان پر نشان لگا کر اس نے کہا کہ ہمارے اور کشمیر کے راجہ کے درمیان یہ سرحد ہے اس سے آگے ہمیں بڑھنا نہیں ہے۔

کشمیر کی سرحد مقرر کرکے چچ کا واپس ہونا

اس فتح کی حکایت بیان کرنے والے نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب کشمیر کی جانب سرحد مقرر ہوگئی تو چچ اپنے دارالحکومت اروڑ کو واپس ہوا اور ایک سال آرام کرکے سفر

---

(۱) فارسی ایڈیشن کا املا "شاکلھا" ہے، اور "شاکلہار نسخہ (ن)" کے مطابق ہے۔ [ن-ب]

(۲) مندرجہ گذشتہ نوٹ نمبر ۲-ص ۷۴ کے لحاظ سے۔

Marfat.com

کی تکلیف اور تھکاوٹ دور کی۔ [اس درمیان میں] اس کے [ماتحت] بادشاھوں نے [نئی مہم کے لئے] سامان جنگ اور اسلحہ جات فراھم کئے۔

پھر [ایک دن چچ نے] کہا کہ "اے وزیر! مشرق کی طرف سے تو ھمیں اطمینان ھوا۔ لیکن اب ھمیں مغرب اور جنوب کی طرف متوجہ ھونا چاھئے"۔ وزیر نے جواب دیا کہ "بادشاہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ھے کہ وہ ملک کے حالات سے واقفیت رکھتا ھو۔ یہ بھی ھو سکتا ھے کہ [ایک طرف] پیشقدمی کرنے کے دوران میں غیر حاضری کی وجہ سے [دوسری طرف کے] امیروں اور بادشاھوں کے دماغ میں غرور پیدا [۳۸] ھوگیا ھو [اور وہ یہ خیال کرتے ھوں] کہ ساھسی رائے کے بعد ھم سے جو خزانے کے مال کے سلسلے میں کوئی تقاضہ نہیں ھوا تو [اس کی وجہ شاید یہی ھے کہ چچ] کمزور اور ضعیف ھے۔

چنانچہ نیک ساعت دیکھ کر [چچ] بدھیہ(۱) اور سیوستان کے قلعوں کی طرف روانہ ھوا۔ سوستان کے قلعے میں متو(۲) نامی ایک بادشاہ رھتا تھا۔ [چچ نے اس کی طرف جانے کا

---

(۱) اس تلفظ کا مدار فارسی ایڈیشن کے "بودھیہ" پر ھے جو غالبا صرف پرانے نسخے (پ) کا تلفظ ھے۔ اور نسخھائے (ن) (ب) (ج) (م) (س) کا تلفظ "بداپور" اور (ر) کا تلفظ "بدھاپور" ھے اس لحاظ سے "بدھیہ" کے بجائے "بدھاپور" پڑھنا بھی قابل غور ھے۔—(ن۔ب)

(۲) اس تلفظ کا مدار فارسی نسخے کے "متہ" پر ھے۔ (ب) (س) (ک) نسخوں کا تلفظ "مہتہ" ھے۔—(ن۔ب)

Marfat.com

مصمم ارادہ کیا اور اس مقام سے اس نے دریا پار کیا کہ جسے "دھتایت"(۱) کہتے ھیں اور جو سمّوں [کی قوم] اور اروڑ کی درمیانی سرحد ھے۔ وھاں سے پھر بدھیہ کی طرف روانہ ھوا۔ وھاں کا حاکم سرکوندہ بن بھنڈر بھکو(۲) تھا اور اس کی راجدھانی کاکاراج تھی۔ وھاں کے باشندوں کو "سیویس" کہتے تھے۔ چچ نے اُن پر حملہ کرکے سیویس کا قلعہ فتح کیا۔ کاکہ کا بیٹا وکیہ (۳) اس کے سامنے حاضر ھوا اور اپنے باپ اور تابعداروں کے لئے امان کا طلبگار ھوا اور [خود پر] خراج مقرر کرکے مطیع ھوا۔

لشکر کا سیوستان جانا

پھر [چچ] نے وھاں سے سیوستان [کی طرف] رخ کیا۔ جب قریب پہونچا تو اس عشہر کے حاکم [متو] نے بڑے دبدبے

---

(۱) فارسی نسخوں کا اختیار کردہ تلفظ "دھیایت" ھے اور "دھتایت" کا تلفظ (ن) (ب) (ج) نسخوں کے مطابق ھے—[ن-ب]

(۲) معتبر نسخوں میں (ن) (ب) (پ) کا تلفظ اسی طرح ھے۔ مثلاً (ن) (ب) "وعہد ایشاں را بسر کوند بن بھندر کو بھکوبود"۔ نسخہ (پ) میں ھے "وعہد ایشاں را بسر کوند بن بھندر کو رھکربود" چنانچہ برتقدیر "وعہد ایشان را بفلان بود"، "فلاں" کی جگہ پر "سر کوند بن بھندر کو بھکو" آئے گا جسے ھم نے اصل سندھی نام کے قالب میں ڈھال کر "سرکوندہ بن بھندر کو بھکو" لکھا ھے۔ فارسی ایڈیشن میں اس پورے جملے کی عبارت اس طرح مذکور ھے، "وعہد ایشاں را بسر کول بن بھندر کو بھکو بود"—[ن-ب]

(۳) اصل عبارت "وکیہ بن کاکہ" ھے۔ فارسی ایڈیشن میں "و" کو حرف جملہ سمجھ کر اس شخص کا نام "کیہ بن کاکہ" تصور کیا گیا ھے۔ (دیکھئے فارسی ایڈیشن صفحہ ۲۵۷ پر دیئے ھوئے صفحہ ۲۹ کا حاشیہ)۔

Marfat.com

اور پوری تیاریوں کے ساتھ مقابل ہوکر جنگ کی۔ چچ اس پر غالب آیا اور متو اپنے لشکر سمیت شکست کھاکر قلعے میں بھاگ گیا۔ چچ نے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔ ایک ہفتہ کے بعد اہل قلعے عاجز ہوگئے اور امان طلب کرکے پختہ اقرار کے ساتھ باہر نکلے اور قلعہ کی کنجیاں چچ کے امیروں کے حوالے کیں۔ چچ نے انھیں امان دے کر نوازا اور وہاں کی حکومت بھی [متو] کے حوالے کرکے اس پر ایک معتمد کو نگران مقرر کیا اور کچھ دنوں کے لئے وہاں ٹھیرا رہا یہاں تک کہ ملک اور شہر کا نظم و نسق بحال ہوگیا۔

چچ کا برہمن آباد کی طرف لوہانے کے بادشاہ اگھم (۱) کے پاس قاصد بھیجنا

جب سیوہن کی مہم ختم ہوئی تو [چچ نے] برہمن آباد والے لوہانے (۲) کے بادشاہ اگھم یعنی لاکھوں، سموں اور سہتوں کے حاکم کے پاس فرمان بھیج کراس سے اپنی اطاعت کا طلبگار ہوا۔ کچھ دنوں بعد راستوں میں جو جاسوس مقرر کئے گئے تھے انھوں نے مکران سے ایک شخص کو اگھم کے خط کے ساتھ گرفتار کیا۔ یہ خط سیوستان کے بادشاہ متو کو لکھا گیا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں ہمیشہ تمہارا دوست اورخیرخواہ

---

(۱) اصل عبارت "اگھم لوہانہ" ہے جسے فارسی زیر اضافت سے "اگھمِ لوہانہ" سمجھنا چاہئے "لوہانہ ملک کا (حاکم) اگھم"۔ فارسی عبارت اس دلیل کی پوری تائید کرتی ہے۔[ن۔ب]

(۲) اصل عبارت "لوہانہ برہمنا باد" ہے۔

Marfat.com

رہا ہوں اور نہ کبھی میں نے تمہاری مخالفت کی اور نہ [کبھی تم سے] جنگ کرنے کا خیال کیا ہے۔ تم نے جو دوستانہ خط لکھا تھا وہ موصول ہوا، جس سے میری عزت افزائی ہوئی۔ جب تک ہماری طاقت مضبوط رہے گی اس وقت تک کوئی بھی دشمن ہمارے قریب نہ آسکے گا۔ میں تمہاری درخواست کا پابند ہوں اور ہر [التماس] پوری کرونگا۔ تم بادشاہ اور بادشاہ زادے ہو۔ ہماری تمہاری دوستی ہے۔ یہ صعوبتیں بہتوں پر گذری ہیں اور وہ ان مصیبتوں سے پناہ ڈھونڈھ رہے ہیں۔ میرے ملک میں برھمن آباد سے دیبل تک جس جگہ بھی تم رہنا مناسب سمجھو [۴۰] تمہیں وہاں رہنے کی اجازت ہے اور اگر [تم نے] کسی دوسری طرف جانے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے تب بھی [تمہیں] کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ جب تک تم کسی جگہ پر جاکر سکون سے نہ آباد ہوجاؤ اس وقت تک [میں] تمہارا مددگار رہوں گا۔ میرے پاس اتنے گھوڑے اور فوج مہیا ہوسکتی ہے کہ [میں] تمہاری مدد کرسکوں۔

آخر کار متو کو ہند کے ریگستان کے بادشاہ(۱) کے پاس کہ جسے بھٹی بھی کہتے ہیں، جانا بہتر نظر آیا۔

---

(۱) اصل عبارت "ملک رمل" ہے۔

Marfat.com

چچ کا لوھانہ کے [حاکم] اگھم کو حاضر ھونے کے لئے فرمان بھیجنا

پھر چچ نے راجہ اگھم لوھانہ کے پاس حکم بھیجا کہ تم اپنے آپ کو شان و شوکت اور اصل و نسلی کے لحاظ سے شاھانِ وقت میں سمجھتے ھو اور مجھے یہ ملک، بادشاھت، مال، دولت اور طاقت اپنے باپ دادا سے ورثے میں نہیں ملی ھے اور ھماری [موروثی] ملکیت نہیں ھے میرے لئے یہ آسان تر اسباب اور بہترین انتظامات خداوند تعالیٰ کے مہیا کئے ھوے ھیں جو میرے لشکر کی وجہ سے نہیں بلکہ دنیا کے پیدا کرنے والے بےمثال، یگانہ خدا نے سیلائج کی دعا سے یہ ملک مجھے عطا کیا ھے اور ھر حال میں وہ میرا مدد گار ھے۔ مجھے کسی دوسرے سے مدد کی امید نہیں ھے ۔ میری ساری مشکلوں کو آسان بنانے والا اور میری نقل و حرکت میں مدد کرنے والا وھی ھے اور وھی سارے دشمنوں اور مخالفوں پر [مجھے] فتح اور کامیابی بخشتا ھے۔ ھمیں دونوں جہانوں کی نعمتیں حاصل ھیں ۔ اگر تمھیں اپنی شان و شوکت، دبدبے، سامان جنگ اور لڑائی پر اعتماد ھے تو پھر یقین جانو کہ تمھاری نعمت پر زوال آئے گا اور تم برباد ھوگے [۴۱]۔

چچ کا شھر بزھمن آباد آنا اور لوھانہ کے [حاکم] اگھم سے جنگ کرنا

اس کے بعد راجہ چچ، لوھانہ کے [حاکم] اگھم کی طرف

Marfat.com

روانہ ہوا۔ اگھم [اس وقت] برھمن‌آباد سے باھر ملک [کے دورے] پر گیا ہوا تھا۔ [لیکن] چچ کی آمد کی خبر سن کر برھمن آباد واپس آیا اور آکر لڑائی کا سامان تیار کرنے لگا۔ [چنانچہ جب] راجہ چچ برھمن آباد کے نزدیک پہنچا تو اگھم اس کے مقابلے کے لئے تیار ہوکر آگیا۔ دونوں طرف سے نامور بہادروں کے قتل ہونے کے بعد [آخر] اگھم کا لشکر [شکست کھاکر] بھاگا اور قلعے میں جا چھپا۔ چچ نے اس کا محاصرہ کیا۔ ایک سال تک طرفین میں جنگ جاری رھی۔ ان دنوں ھندوستان یعنی قنوج کا راجہ ستبان بن راسل تھا(۱)۔ اگھم نے خط بھیج کر اس سے مدد طلب کی، لیکن جواب آنے سے پہلے ھی اگھم فوت ھوگیا اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ھوا۔

اگھم کا ایک مربیء تھا جو کہ بدھ مت کا [مقتدر] شمنی راھب(۲) تھا اور "بدھرکو"(۳) کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا ایک مندر تھا جسے "بدھنووھار"(۴) کہتے تھے اور [اسی مندر میں] وہ "کنوھار"(۵) نامی بت کی مجاوری کرتا

---

(۱) نسخہ (پ) میں "سیار بن راسل"، (ر) میں "شتبان بن راسل" اور (ن) (پ) (ع) میں "سیار بن رائے بدل" تحریر ھے۔

(۲) اصل عبارت "ناسک سمنی" ھے ("شمنی" کے لئے مزید دیکھئے حاشیہ صفحہ ۴۳)۔

(۳) اصل عبارت "بدھرکو" ھے۔

(۴) نسخہ (ر) اور (م) میں "نوھار" ھے۔

(۵) نسخہ (ر) میں "ولھار" ھے۔ (م) میں "دلسھا"، (ن) میں "وکسھا" (پ) میں "وکسا" اور (ک) میں "وکھا" ھے۔ یہاں ص ۴۴ کے تلفظ کے مطابق "کنوھار" درج کیا گیا ھے۔

Marfat.com

تھا۔ وہ اپنی بندگی اور بھگتی(۱) کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ اس اطراف کے سارے لوگ اس کے مرید تھے۔ اگھم خود بھی اس کے دھرم [کا پیرو] تھا اور اسے اپنا پیشوا سمجھتا تھا۔ [چنانچہ چچ کے مقابلے پر] اس کے قلعے بند ہونے میں اس پروھت نے اس کی حمایت کی تھی، لیکن خود جنگ میں حصے لینے کی بجائے مندر میں جاکر وہ اپنی [مقدس] کتابوں کی تلاوت میں مصروف ہوگیا تھا۔ جب راجہ اگھم مرگیا اور اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا تو اس پروھت کو خوف ہوا کہ کہیں میری ملکیت، اسباب اور زمینیں ہاتھ سے نکل نہ جائیں [۴۲] چنانچہ اس نے اپنا اصطرلاب اٹھاکر اور حساب لگاکر قطعی فیصلہ کیا کہ یہ ملک [بالاخر] راجہ چچ کے قبضے میں جائے گا اور وہ مجھ پر مہربان ہوگا۔

[چنانچہ آخرکار] جب [اگھم کا] بیٹا عاجز ہوگیا اور اس کی فوج نے جنگ جاری رکھنے سے انکار کردیا تو قلعہ چچ کے ضابطہ اور قبضے میں آگیا۔

چچ کا فرمان

چچ کو یہ معلوم ہوا کہ اگھم اور اس کا بیٹا دونوں اسی پروھت کے مرید تھے اور اسی کے فکر، جادو، بہکانے اور تدبیروں کی وجہ سے جنگ نے ایک سال تک طول کھینچا ہے تو اس نے قسم کھائی کہ اگر یہ قلعہ فتح ہوگیا تو میں اس پروھت کو پکڑکر اس کی کھال کھچواؤں گا اور یہ کھال

(۱) اصل عبارت "ناسکی و بھکی ہے۔

Marfat.com

نقشارچیوں کو دوں گا تاکہ وہ اسے نقارے پر مڑھ کر اور کوٹ کوٹ کر پارہ پارہ کردیں۔ جب پروھت کو چچ کی اس قسم کی خبر ملی تو وہ ھنسا اور کہنے لگا کہ چچ کی یہ مجال نہیں کہ وہ مجھے ھلاک کرسکے۔

[آخرکار] جب برھمن‌آباد کے قلعے پر ایک طویل عرصے تک جنگ اور مقابلہ ھوتا رھا اور بہت سے آدمی ھلاک اور برباد ھوچکے تو [اھل قلعہ نے] جنگ بند کرکے امان طلب کی اور صلح کے خواھشمند ھوے۔ [چنانچہ] معتمدوں اور سربراھوں کے بیچ میں پڑنے سے طرفین میں صلح ھوگئی اور قلعہ چچ کے حوالے ھوا۔ قلعے میں داخل ھونے کے بعد چچ نے [اھل قلعہ سے] کہا کہ "اگر تم یہاں سے جانا چاھو تو بےشک چلے جاؤ تم سے کوئی تعرض نہ کرے گا [لیکن] اگر تم نے یہاں رھنے کا فیصلہ کیا ھے تو [اطمینان کے ساتھ بدستور] رھتے رھو"۔ اگھم کے بیٹے اور اس کے تابعداروں نے خود چچ کی مہربانیاں دیکھ کر رہ جانا ھی پسند کیا۔ [پھر] کچھ دنوں وھاں رہ کر چچ نے ان کی مزاجوں سے [کماحقہ] واقفیت حاصل کی [۴۳]۔

چچ کا اگھم کے بیوی سے شادی کرنا اور اپنی بھتیجی اس کے بیٹے سربند کی زوجیت میں دینا

پھر چچ نے سربند کی ماں کے پاس پیغام بھیج کر اس سے اپنی شادی کی اور اس کے بیٹے کو بلا کر اپنے چچازاد بھائی

Marfat.com

ڈھسی(۱) کی بیٹی سے اس کا نکاح کیا اور اسے رنگ برنگ کے کپڑے پہنائے۔ [پھر] ایک سال وہاں رہ کر مالیہ وصول کرنے کے لئے اپنے عمّال مقرر کئے اور آس پاس کے راجاؤں کو [پوری طرح] اپنا مطیع بنالیا۔

[اس کے بعد اس نے] دریافت کیا کہ "وہ پروھت جادوگر کہاں ہے کہ میں بھی اسے دیکھوں۔ [لوگوں نے] کہا کہ وہ بھگت ہے اور بھگتوں کے پاس ہوگا۔ وہ ہندوستان کے داناؤں اور کنوھار(۲) مجاوروں میں سے ہے۔ پروھت اس کی بڑی عزت کرتے ہیں اور اس کے کمال کے قائل ہیں۔ اس کے جادو اور شعبدوں کی یہ انتہا ہے کہ اس نے ایک دنیا کو اپنا مطیع اور مرید بنالیا ہے۔ اس کے سارے مقاصد طلسم کے زور سے حاصل ہوتے ہیں۔ سربند کی باپ کی دوستی کے خیال سے کچھ دنوں تک وہ سربند کا معاون رہا اور اسی کے سہارے برھمن‌آباد کے سپاہی جنگ میں ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔

چچ کا پروھت کے پاس جانا اور اس سے حال دریافت کرنا

پھر چچ سارے مسلح سپاہیوں اور محافظوں کے ساتھ سوار ہوکر پروھت کو قتل کرنے کے لئے بدھ [کے مندر]

---

(۱) اصل عبارت "دھسیہ" ہے۔

(۲) یہ تلفظ (پ) (م) (ح) (س) (ک) نسخوں کے مطابق ہے اور یہی تلفظ نیچے دو مقامات پر قایم رکھا گیا ہے۔ فارسی ایڈیشن میں "نووھار" دیا ہوا ہے(؟) (ر) میں "کنوھار" اور (ن) میں "کھتوھار" ہے۔[ن۔پ]

Marfat.com

کنوھار(۱) کی جانب روانہ ھوا [راستے میں اس نے] مسلح سپاھیوں کو پکار کر حکم دیا کہ جب میں اس سے ملاقات اور باتیں کرکے چپ ھوجاؤں اور تمھاری طرف دیکھوں تو تم تلواریں نکال کر اس کا سر دھڑ سے جدا کردینا۔ اس کے بعد [چچ] بدھ کنوھار(۲) میں داخل ھوکر [جب پروھت کی جانب چلا تو اسے [ایک] کرسی پر بیٹھے ھوے اپنی عبادت میں مشغول دیکھا [۴۴] اس کے ھاتھ میں سخت [گُندھی ھوئی] مٹی تھی جس کے بُت بنا کر ایک مہر جیسی چیز ان بُتوں میں لگاتا جارھا تھا۔ جس کی وجہ سے ان پر بدھ کی تصویر نقش ھوجاتی تھی اور وہ مکمل ھوجاتے تھے۔ اس کے بعد [وہ] انھیں ایک جگہ پر رکھتا جاتا تھا۔ چچ اس کے سامنے کھڑا رھا [مگر] اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ ایک گھنٹہ گذرنے اور بتوں کی تکمیل سے فارغ ھونے کے بعد سر اٹھا کر اس نے کہا "سیلائج بھگت کا بیٹا آیا ھے"۔ [چچ نے] جواب دیا "ھاں اے عبادت گذار پروھت"۔ پھر اس نے کہا کہ "کس کام سے آے ھو"۔ وہ بولا "تم سے عقیدت تھی اس وجہ سے تمھیں دیکھنے آیا ھوں"۔ اس نے کہا "[اچھا] اترو"۔ چچ [گھوڑے سے] نیچے اترا اور پروھت نے گھاس کا ایک پولا بچھا کر چچ کو اس پر بٹھایا اور پوچھا کہ

---

(۱) نسخۂ (پ) (ک) (م) (ر) کی عبارت "کینھار" ھے جو "کنبھار" یعنی "کنوھار" کی بگڑی ھوئی صورت ھے۔ پورا لفظ "بدھ کنوھار" ھے جس سے مراد "بت مت کا کنوھار ھے۔ [ن-ب]

(۲) (پ) (ن) (ب) (ک) کی عبارت اس جگہ پر بھی "بدھ کنوھار" ھے۔[ن-ب]

Marfat.com

"اے چچ ! کیا کام ہے"۔ چچ نے عرض کیا "میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ موافقت کرو اور برہمن آباد کے قلعے میں پھر واپس آجاؤ تو بڑے بڑے کام تمہارے سپرد کروں تاکہ تم سربند کے ساتھ ایک جگہ رہ کر اسے صلاح و مشورہ دیتے رہو" بدھ نے کہا کہ "مجھے تیری حکومت کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ میں دیوانی کے کام سے رغبت رکھتا ہوں اور نہ دنیاوی کام چاہتا ہوں"۔ چچ نے کہا کہ "[پھر برہمن آباد کے قلعے میں تم نے [میرا] مقابلہ کیوں کیا تھا؟" [اس نے] جواب دیا کہ "جب لوہانہ کا [حاکم] اگھم وفات پاگیا اور یہ لڑکا باپ کی مفارقت سے پریشان ہونے لگا تو میں [مجبوراً] اسے صبر کی تلقین کرتا رہا اور خدا کی بارگاہ میں طرفین کے مابین صلح اور اتحاد پیدا کرنے کی دعا کرتا رہا۔ اس کے علاوہ [میرے خیال میں] دنیوی سرداری اور سارے کاموں سے بدھ کی خدمت کرنا اور آخرت کی نجات طلب کرنا بہتر ہے۔ [اب چونکہ] تو اس ملک کا راجہ ہے اس لئے تیرے فرمان عالی کے مطابق میں سارے قبیلے سمیت قلعے کے متصل منتقل ہونے کیلئے تیار ہوں، مگر مجھے خوف ہے کہ قلعے والے بدھ [مندر] کی آبادی کو تکلیف [۴۰] اور نقصان پہنچائیں گے۔ [کیونکہ] چچ آج بڑی سلطنت کا مالک ہے"۔ چچ نے کہا کہ "بدھ کی بندگی زیادہ بہتر ہے اور اس کام کی ہمیشہ تعظیم کرنا ہی سب سے افضل ہے۔ اب اگر تجھے کوئی حاجت یا طلب ہو تو بیان کر کہ میں اس سعادت کو پورا کرنے اور اس عزت افزائی کو انجام دینے میں پیش قدمی کروں، پروہت نے کہا کہ "مجھے تجھ

Marfat.com

سے کوئی بھی دنیاوی طلب اور خواہش نہیں ہے۔ کاش خدا تجھے عاقبت کے کاموں کی توفیق عطا کرے"۔ چچ نے کہا "میری بھی خواہش یہی ہے کیونکہ اسی کے بدلے ہی میں نجات اور بلندی کے درجے حاصل ہو سکیں گے، مجھے حکم دے تاکہ اس بارے میں مدد کرنا واجب سمجھ کر شریک ہوں"۔ بھگت پروہت نے جواب دیا"۔ جب تیرا مقصد صرف نیکی کے کام کرنا اور خیر کی جانب قدم بڑھانا ہے تو پھر نووھار کے مندر کی جو کہ قدیمی عبادت گاہ ہے اور زمانے کی گردشوں کی وجہ سے جسے[کافی] نقصان پہنچا ہے، اس کی [نئے سرے سے] عمارت بنوائی جائے اور اپنا مال اس کی تعمیر پر خرچ کر۔ میری مدد تو اس طرح سے کرسکتا ہے"۔ چچ نےجواب دیا کہ "میں شکر گذار ہوں"۔

چچ کا برھمنا باد واپس جانا

[اس کے بعد] چچ وھاں سے سوار ھوکر واپس ھوا۔ وزیر نے عرض کیا کہ "راجا! ایک عجیب واقعہ دیکھا ہے"۔ وہ بولا "کیا"؟ وزیر نے کہا"۔ راجہ اس پروہت کے قتل کے لئے آپ کا جلاّدوں کو حکم دینے کا پکا ارادہ تھا مگر اس کے سامنے آنے پر [آپ] اس کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگ گئے، اور اس کی درخواست قبول فرمائی"۔ چچ نے کہا "ھاں! میں نے اس میں ایسی چیز دیکھی جس میں کوئي جادو [۴۶] اور شعبدہ نہیں تھا۔ [جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے کچھ [خاص] نشان دکھائی دیئے۔ جب میں اس کے سامنے بیٹھا تو ایک بھیانک اور خوفناک شکل اس کے سر پر استادہ نظر آئی

Marfat.com

اس کی آنکھیں آگ جیسی اور خشمگین، ہونٹ موٹے اور لٹکے ہوئے اور دانت نیزوں جیسے تھے۔ اس کے ہاتھ میں الماس جیسے ڈنڈے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ کسی کو مارے گی۔ اس کو دیکھ کر میں ڈر گیا اور مجھ سے ممکن نہ ہوا کہ اس [پروہت] سے اس طرح کی بات کروں کہ جو تم مجھ سے سن چکے ہو، مجھے اپنی جان کی پڑی تھی اس لئے اسے رعایتیں دے کر اٹھ کھڑا ہوا"۔

چچ کا برہمن آباد میں ٹھہر کر وہاں کے باشندوں پر محصول مقرر کرنا

پھر چچ نے برہمن آباد کے قلعے میں ٹھہر کر ملک کے کاروبار آمدنی اور رعایا کی بہبود کے ذرایع درست کئے اور لوہانہ کے جتوں (۱) کو ذلیل کرکے، ان کے سربراہ کو سزا دے کر ان سے ضمانت لی اور قلعے میں بند کرکے ان سے یہ شرطیں قبول کرائیں کہ سوائے کچھ خاص مواقع کے کبھی تلوار نہ باندھیں گے، مخمل اور ریشم کے کپڑے نہ پہنیں گے۔ ان کے اوپر کی چادر خواہ سوتی ہو لیکن نیچے کی چادر [ضرور] اونی، سیاہ یا سرخ رنگ

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "جتان و لوہانہ" کی عبارت درج ہے۔ نسخہ (پ) کی عبارت "جتان لوہانہ" یعنی "(علاقہ) لوہانہ کے جت" ہے جو کہ زیادہ قرین قیاس ہے اسی لئے اسی کو درج کیا گیا ہے۔ صفحہ ۲۱۴ پر بھی صاف طور پر عبارت "جتانِ لوہانہ" لکھی ہے۔

(ن - ب)

Marfat.com

کمی ہو گی، گھوڑوں پر زین [کاٹھی] نہ رکھیں گے، ننگے سر اور ننگے پیر رہیں گے، گھر سے باہر نکلیں گے تو کتے اپنے ساتھ رکھیں گے، برھمن آباد کے گورنر کے باورچی خانے کے لئے لکڑیاں فراہم کرتے رہیں گے۔ رہبری اور جاسوسی کے لئے بھی انھی کو بھیجا جائے گا۔ [اس طرح] جب وہ اپنے میں یہ صلاحیتیں پیدا کریں گے اور جب کوئی دشمن جنگ کے لئے [۴۷] اس ملک کی طرف رخ کرے گا تو وہ [سر بند] کی مدد کرنا خود پر فرض سمجھ کر اس کا دفاع کریں گے۔

پھر سارے کام ختم کرکے ملک کا انتظام درست کیا اور جس نے بھی مخالفت یا سرکشی کی [اسے سزا دے کر] دوسروں کے لئے مثال قائم کرتا گیا اور ضمانتیں لے کر قابو میں لاتا گیا جس کی وجہ سے [آخر کار] ملک کا سارا کاروبار ٹھیک ہو گیا۔

راجہ چچ کا کرمان جاگر مکران کی حد واضح کرنا

ضروری کاموں سے فارغ ہو جانے کے بعد چچ کے دل میں کرمان کی سرحد کا خیال پیدا ہوا۔ اس وجہ سے کہ یہ حصہ ہندوستان کی مملکتوں سے ملحق ہے اس لئے اس کے حدود کا تعین ضروری ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو دو سال گذر چکے تھے۔ [ادھر] ایران کے بادشاہ کسریٰ بن ہرمز کے مرنے کے بعد ملک پراگندہ ہو چکا تھا، کیونکہ [وہاں] عنانِ حکومت ایک عورت کے ہاتھ آگئی تھی

Marfat.com

[چنانچہ] چچ کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے بڑے جاہ و حشم کے ساتھ کرمان کا رخ کیا اور نجومیوں نے جو [نیک] ساعت بتائی اس پر ارمابیل کی طرف کوچ کیا۔ یہ علاقہ بدھمت کے اس شمنی (پروھت) کے زیر اقتدار تھا کہ جو ھندوستان کے راجہ سیھرس رائے کے گورنروں کی اولاد میں سے تھا اور جسے [اس کی] دیانت اور صداقت کی خصوصیتوں کے پیش نظر [وھاں] مامور کیا گیا تھا لیکن زمانے کے تغیر و تبدل کی وجہ سے وہ خودسر ھوگیا تھا اور خدمت سے سرکشی اختیار کرلی تھی۔

[وہ پروھت] چچ کے استقبال کے لئے آیا اور جب اسے [چچ کے] وعدے اور دل کی صفائی کا اطمینان ھوا اور [باھمی] دوستی سے دونوں کے دلوں میں جگہ پیدا ھوگئی تو پھر [چچ] وھاں سے مکران کی سرزمین کی طرف روانہ ھوا۔ [راستے میں اس نے] دیکھا کہ [یہاں کا] ھر آدمی اس کی اطاعت سے کترا رھا ھے۔ آخرکار [۴۸] مکران کے پہاڑ اور درّے(۱) سے گذرکر وہ دوسرے شہروں کی طرف جا پہنچا۔ وھاں پنج ہور(۲) نام کا ایک پرانا قلعہ تھا جسے اس کے حکم سے نئے سرے سے تعمیر کیا گیا اور وھاں پنجتوری یعنی پانچ

---

(۱) اصل عبارت "عقبہ مکران و کوہ" ھے۔

(۲) اصل عبارت جملہ نسخوں میں "کنزہور" یا اس کی بگڑی ھوئی صورت ھے۔ اس اصلاح کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص ۴۹—(ن۔پ)

Marfat.com

سازوں والی نوبت مقرر کی جو کہ ہندوؤں کی رسم کے مطابق شام اور پو پھٹنے کے اول وقت بجائی جاتی ہے۔ پھر اس اطراف کے سارے دھقانیوں کو بلا کر عمارت کے مکمل کرنے کا حکم دے کر وہاں سے کوچ کیا اور اس نہر کے کنارے جا کر خیم زن ہوا، جو مکران اور کرمان کے درمیان ہے۔ اس مقام کو اس نے مشرقی سرحد قرار دیا اور نہر کے کنارے کھجوروں کا ایک بڑا جھنڈ لگا کر [اعلان کیا کہ] مکران اور کرمان کی سرحد یہ کھجوروں کے درخت ہیں اور ان پر نشان لگادیا کہ یہ چچ بن سیلائج بن بساس کے زمانے میں مقرر ہوئی۔ یہی حد اس وقت تک قایم ہے(۱)۔

چچ بن سیلائج کا ارماہیل جانا اور وہاں محصول مقرر کرنا

اس کے بعد [چچ] ارماہیل کی طرف لوٹا اور ملک توران سے [گذرتا ہوا] پورالی [ندی](۲) کے قریب سے اوپر کی طرف گیا۔ [راہ میں] کسی نے بھی اس سے جنگ نہیں کی۔ [اور

---

(۱) اصل عبارت "وامروز ہمان حد بمارسید" ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ فقرہ مترجم علی کوفی کا ہے اور اس کا اشارہ مکران اور کرمان کی سرحد کے متعلق ہے جو ناصرالدین قباچہ کے عہد میں قایم تھی۔(ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن اغلاط نامہ ص ۲۹۰ کے مطابق صحیح عبارت اس مقام پر "بردست پورالی" ہونی چاہئے۔ (ن)۔ کی عبارت "بردست توراثی" ہے اور اسی لحاظ سے "بردشت تورانی" بھی بہترین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اس طرح وہ آخر قندابیل (یعنی قندھار) تک جا پہنچا ۔ اس کے بعد اسی بیابان کی وادی سے [اس نے] حصار کی طرف رخ کیا [لیکن] وھاں کے لوگ قلعہ بند ھوگئے اس لئے وہ نہر سیبی(۱) پار کرکے اس کے کنارے جم گیا یہاں تک کہ [محصور] لوگ تنگ آگئے اور انھوں نے اپنے اوپر سو پہاڑی گھوڑےاور ایک لاکھ درم سالانہ خراج مقرر کیا۔ [چنانچہ چچ نے] ایک سال کا خراج پیشگی لے کر مثال قایم کی اور پھر وھاں سے تخت گاہ اروڑ کو واپس آگیا اور [جہاں وہ اس وقت تک مقیم رھا جب تک اس کی روح جسم سے علحدہ ھوکر جہنم کی جانب روانہ نہ ھوگئی۔ اس کا دور حکومت چالیس سال تھا ۔

دارالحکومت اروڑ میں چندر بن سیلائج کی تخت نشینی

چچ بن سیلائج کی وفات کے بعد اس کا بھائی چندر تخت نشین ھوا ۔ [یہ بڑا دین دار شخص تھا چنانچہ] اپنے مذھب کی طرف [پوری طرح] متوجہ ھوا ۔ اس کی بے حد تبلیغ کی(۲) بھکتوں اور پروھتوں کے دھرم کو تقویت پہنچا کر ترقی دی اور ھندوستان کے بادشاھوں کے ساتھ خط و کتابت جاری کی(۳) ۔

---

(۱) نسخہ (م) میں "سپسی"، (ن) میں "سینی"، (ب) (س) میں "سمني" اور (ک) میں "رسنین" ھے ۔

(۲) نسخہ (ن) میں "تبلیغ" ھے ۔ فارسی ایڈیشن کی عبارت یوں ھے "و تبغ بسیار فراھم آورد"۔

(۳) اصل عبارت یہ ھے "و مکتوبات و مراسلات ازملوک ھند باز گرفت"۔ مندرجہ بالا ترجمہ اس فقرے کا صحیح مفہوم ادا کرنے کے لئے دیا گیا ھے ورنہ لفظی ترجمہ یہ ھوگا "ھندوستان کے بادشاھوں سے خطوط و مراسلات واپس لے لئے"۔ ممکن ھے اس سے یہ مراد ھو کہ کیئے ھوئے عھدنامے واپس لے لئے واللہ اعلم [ن۔ب]

Marfat.com

سیوستان کے بادشاہ "متو" کا جانا

[یہ حال دیکھ کر] سیوستان کا راجہ "متو"، قنوج کے راجہ کے پاس گیا۔ اس وقت ہندوستان کا بادشاہ بارانسی تھا اور قنوج پر سیہرس بن راسل کی حکومت تھی۔ متو نے اس کی خدمت میں جاکر بیان کیا کہ چچ بن سیلائج وفات پاچکا ہے اور اب اس کا بھائی چندر تخت نشین ہوا ہے۔ [چونکہ] وہ ایک بھگت ہے اور سارا دن بھگتوں کے ساتھ مندر میں درس و تدریس میں مشغول رہتا ہے اس لئے اس سے بادشاہت چھین لینا آسان ہے۔ [اب] اگر بادشاہ یہ ملک فتح کرکے میرے حوالے کرے تو اس کے معاوضے میں، میں اپنے اوپر خراج مقرر کرنے کے لئے تیار ہوں جو کہ [حسب وعدہ] خزانے میں پہنچاتا رہوں گا [۔۔]۔

سیہرس کا جواب

اس نے [اتفاق کرتے ہوئے] سیہرس نے متو سے کہا کہ "چچ ایک عظیم بادشاہ اور وسیع ملک کا مالک تھا [بےشک] اس کے مرجانے کے بعد اب اگر میں اس کی سلطنت فتح کرلوں گا تو میرے ملک کی بڑی شہرت ہوگی [پھر] تجھے بھی میں اس کے ایک حصے پر [حکمراں] مقرر کروں گا۔" [پھر] سیہرس نے اپنے بھائی برھاس بن کسائس کو روانہ کیا

Marfat.com

چچ اکبر(۱) کے ہوتے (۲) نے جو کہ کشمیر اور رمل کا راجا تھا، اس کی اطاعت قبول کی [جس کے بعد دونوں] اپنے لشکر لے کر روانہ ہوئے اور دریائے ہاسی کے قریب پہنچ کر منزل انداز ہوئے ۔ قلعہ دیوہ پور(۳) میں چندر کے جو امیر رہتے تھے وہ روپوش ہوگئے۔ [چنانچہ ان کی جگہ] اپنے آدمی مقرر کرکے وہ آگے بڑھ گئے اور آخر آکر بنڈ کاھویہ کے قریب پہنچے۔ یہاں ایک مہینہ ٹھہر کر [انھوں نے] بدھ کی پرستش کی۔ [پھر] چندر بن سیلائج کے پاس قاصد اور خط بھیجا کہ آکر فرمان برداری کی شرطیں پوری کرے اور امان کا طلب گار ہو۔ چندر نے یہ سن کر انکار کیا اور قلعہ بند ہوکر جنگ کی تیاری کرنے لگا اور دھرسینہ بن چچ کو برھمن آباد بھیج دیا جہاں لوھانہ کے آدمیوں نے اس کی خدمت میں سر جھکایا، اور خود داھر بن چچ کے ساتھ اروڑ کے قلعے میں استقلال کے ساتھ ڈٹا رہا۔ سیہرس کے لشکر نے طویل مدت تک قلعے کا محاصرہ جاری رکھتے ہوے جنگ کی مگر وہ قلعے والوں پر فتح نہ پاسکا تب اس نے صلح کا دروازا کھٹکھٹایا اور کسی ترکیب سے داھر کو باھر لاکر قید کرنا چاھا [انھوں نے سمجھا کہ اگر

---

(۱) یہاں معلوم ہوتا ہے کہ اس چچ سے پہلے بھی کوئی دوسرا چچ ہندوستان کا راجہ ہو گذرا ہے کہ جس کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے (مترجم)۔

(۲) اس کا نام بھی راسل تھا جیسا کہ ص ۵۲ سے ظاہر ہے۔ (مترجم)

(۳) اصل فارسی متن میں "دبو دھنوز" ہے۔ (وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ صفحہ ۵۱)۔

Marfat.com

وہ اسے گرفتار کرلیں گے یا قتل کرڈالیں گے تو پھر قلعہ ان کے قبضے میں آجائے گا اور سلطنت [پر بھی] ان کا اقتدار ہوجائیگا [۱۰۵]۔

سیہرس کا داہر بن چچ کے پاس قاصد بھیجنا

[چنانچہ] پھر راسل اور ہرہاس نے قاصد بھیجا کہ "ہمارا ارادہ واپس جانے کا ہے اس وجہ سے تمہارے ساتھ پختہ عہد نامہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ ملک تمہاری حکومت کے ساتھ قایم رہے ۔ ملاقات کے بعد ہم داہر کو عزت و تکریم کے ساتھ واپس کریں گے ۔ [اس پر] داہر پانچ سو مسلح نامور اور منتخب بہادر ٹھاکروں کو ساتھ لے کر طرفین کے مابین صلح کی شرطیں استوار کرنے کے لئے باہر نکلا ۔ باہر آکر اس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ہمارا بھروسہ صرف تمہاری بہادری اور ہوشیاری پر ہے ۔ [غرض اس طرح کی باتوں سے] سبھوں کے دلوں کو تقویت دیتا اور بہترین وعدوں سے سبھوں کی ہمتیں بڑھاتا ہوا راسل کی سرائے کے دروازے پر جا پہنچا ۔ راسل نے انھیں دروازے پر رکنے کا حکم دیا اور اپنے ایک حاجب کو بلا کر کہا کہ نیچے جا کر داہر کے سپاہیوں سے کہو کہ تمہاری تلواریں جوہردار ہیں، اس لئے اپنے ہتھیار اوپر بھیج دو تاکہ میں تمہاری تلواروں میں سے ایک کو پسند کرکے اپنے پاس یادگار کے طور پر رکھوں ۔ جب سب ہتھیار دے چکیں تو سب کو قید کرلینا اور دوسری صورت میں قتل کر ڈالنا ۔ وزیر اس بہانے سے نیچے آیا اور ایک محراب کے نیچے آکر کھڑا

Marfat.com

ھوگیا اور جوں ھی آن سے ھتھیار دینے کا مطالبہ کیا [ابھی وہ ھتھیار دینے میں ھی تھے کہ] اچانک محراب گر پڑی اور حاجب اس کے نیچے دب کر رہ گیا۔ [یہ حال دیکھ کر] راجہ راسل خود نیچے آیا اور سب کو اپنے سامنے بلایا، ھر ایک سے ھتھیار لے کر دیکھتا، اور پھر اس کے سامنے ڈالتا چلا گیا، یہاں تک کہ داھر بن چچ کے قریب پہنچا [اور] داھر سے کہا کہ "اپنی تلوار مجھے دکھا"۔ داھر نے جواب دیا کہ "اے بادشاہ یہ خنجر میرے بھائی کا ھے جسے میں اپنے سے [٥٢] جدا نہیں کرسکتا [اگر دیکھنا ھے تو] میرے ھاتھ میں اچھی طرح دیکھ لے"۔ جب وہ قریب پہنچا تو داھر کے ایک بہادر نے آگے بڑھ کر کہا کہ "اے بادشاہ! ان ساری تلواروں سے میرا خنجر بہتر ھے"۔ راسل جوں ھی اس سے تلوار لینے کے لئے آگے بڑھا تو [اس] بہادر نے مست شیر کی طرح جست کرکے راسل کو اس کی داڑھی پکڑ کر زمین پر دے پٹکا، اور اس کے سینے پر چڑھ کر کہنے لگا کہ "کیا تو چاھتا ھے کہ میں تجھے فنا کردوں؟" [اسی اثنا میں] داھر اور [دوسرے] ٹھاکروں نے تلواریں سونت کر چاروں طرف سے اسے گھیر لیا۔ راسل نے بے بس ھوکر کہا "[آخر] تم کیا چاھتے ھو، میں تم سے پختہ عہدنامہ کرتا ھوں جو کہ بالکل سچا ھوگا اور اس کے ذرہ بھر خلاف نہ ھوگا"۔ داھر نے کہا کہ ھمیں معلوم ھوچکا ھے کہ تو ھمارے ساتھ فریب کرنا چاھتا تھا۔ اس لئے ھمیں تیری بات پر کوئی بھروسہ نہیں۔ دھوکہ اور بے اعتقادی کی سزا پہلے تیرے حاجب کو ملی جو کہ محراب کے نیچے دب کر

Marfat.com

ہلاک ہوگیا، اور اب تو ہمارے ہاتھ گرفتار ہوا ہے۔ اب ضمانت دے کر دیوہ پور کا قلعہ اور ہماری جو ضمانتیں تیرے پاس ہیں وہ واپس کرے گا، اس کے بعد [ہی ہم] تیری ضمانت واپس کریں گے" [پھر] راسل نے اپنے ضامن اروڑ بھیجے جن میں سے پانچ مشہور سربراہ اروڑ کے قلعے میں روک لئے گئے۔ اس کے بعد عہد لے کر [راسل کو] چھوڑا گیا۔ داھر نے ان [راسل کے ضامنوں] کو پانچ سو بہادروں کے ساتھ برھمن آباد بھیجا اور راسل، داھر کے معتمدوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور قلعہ اُن کے حوالے کیا اور جو آدمی اُس کی قید میں تھے ان سب کو بھی آزاد کردیا۔ جب قلعے سے [ان] معتمدوں کے خطوط داھر کو موصول ہوگئے تب اس نے راسل کے ضامنوں کو با عزت طریقے پر واپس بھیج دیا اور ان کے درمیاں صلح اور دوستی ہوگئی۔

چندر کا چچ بن سیلائج کے تخت پر بیٹھنا

اس طرح سلطنت پھر چندر کے حوالے ہوئی اور رعیت رعایا اُس کی خبرگیري کی وجہ سے آرام سے رہنے لگی اور کاروبار مملکت پھر درست ہوگیا۔ چندر کی بادشاھی سات سال تک رہی اور آٹھویں سال [۶۰۳] وہ انتقال کرگیا۔ [چنانچہ] داھر اروڑ کے تخت پر بیٹھا اور چندر کا بیٹا راج برھمن آباد میں جانشین ہوا۔ راج کی حکومت ایک سال سے زیادہ نہ رہی اور اس کے بعد دھر سینہ بن چچ برھمن آباد کو اپنے قبضے میں لایا اور اس کی بہن مابین نے بھي اس سے اتفاق کرکے اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد دھر سینہ نے اکھم کی بیٹی سے شادی

Marfat.com

کی اور پانچ سال وہاں رہا اور چاروں طرف پروانے جاری کئے جس پر سب نے اس کی اطاعت اختیار کی۔ [پھر] دھر سینہ کچھ دنوں راوڑ (۱) کے قلعے میں جاکر رہا۔ اس قلعے کی بنیاد چچ نے رکھی تھی اور وہ اس کے مکمل ہونے سے پہلے وفات پا گیا تھا۔ [دھر سینہ نے] اس قلعے کی تعمیر مکمل کرکے آس پاس کے دھقانیوں کو بلایا اور [ان میں سے] اچھے اچھے آدمیوں کو اس [قلعے] میں آباد کرکر اس کا نام راوڑ رکھا۔ پھر خود برھمن آباد کے قلعے میں واپس چلا آیا اور سلطنت کے کاروبار میں مصروف ہوگیا۔

دھر سینہ کا اپنی بہن کو بھائیہ کے رائے کے حوالے کرنے کے لئے اروڑ بھیجنا

[کچھ دنوں کے بعد] دھر سینہ نے محسوس کیا کہ اس کی بہن مایین جوان ہوگئی ہے۔ چنانچہ وہ متفکر ہوگیا۔ ادھر !نجومیوں نے مایین کا زائچہ دیکھ کر بتایا کہ اس کا ستارہ' اقبال اوج پر ہے (۲) دھر سینہ ابھی اسی فکر میں تھا کہ رمل کے

---

(۱) اصل تلفظ " راؤر " ہے۔

(۲) اصل متن کی عبارت یہ ہے " و میلاد او را منجمان بر طالع سعد نہادند " جس کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ " نجومیوں نے اس کی ولادت خوش بخت ستارہ پر رکھی ہے " لیکن چونکہ یہ ترجمہ اپنا مفہوم ادا کرلے کے لئے واضح اور کافی نہیں ہے اس لئے آزاد ترجمہ کرکے مطلب واضح کیا گیا ہے۔

Marfat.com

کے راجہ سونھن رائے بھائیہ کا قاصد اس کے پاس مایین کا رشتہ لے کر پہنچا ۔ دھرسینہ اگرچہ اس کا بڑا بھائی تھا مگر پھر بھی بہن کا شاہانہ جہیز تیار کر کے سات سو گھوڑے اور پانچ سو ٹھاکر اس کے ساتھ روانہ کر کے اس نے داھر کو لکھا کہ مایین کو بھاٹیہ کے راجہ کے حوالے کردے اس رشتہ کے سلسلے میں سوبھن رائے کی شرط یہ ہے کہ جہیز میں اسے ایک قلعہ دیا جائے جس کا وہ مالک رہے گا [۵۴]۔

پس جب قاصد اروڑ پہنچا اور [مایین کو رخصت کرنے میں] صرف ایک ماہ کی مدت رہ گئی تھی کہ راجہ کے کسی خاص آدمی نے ایک دن ہندوستان کے ایک حکیم جسے کہ علم نجوم میں کمال مہارت حاصل تھی، کوئی سوال پوچھا جس کے متعلق اس کا بتایا ہوا جواب بالکل ٹھیک نکلا ۔ وہ آدمی [جب] راجہ داھر کے پاس آیا تو راجہ نے اس سے پوچھا "ٹھاکر آج تم کس مہم میں مشغول تھے جو دیر سے آئے ہو۔ کیا وہ کام ہماری خدمت سے بھی زیادہ مقدم تھا۔ ٹھاکر نے کہا "راجہ سلامت رہے! مجھے ایک ایسا ہی ضروری کام پیش آگیا تھا، جس کی وجہ سے میرا دل پریشان اور متفکر ہو گیا۔ برہمنوں میں ایک نجومی ہے جو کہ بڑا عالم اور نجوم میں یکتا ہے، [وہ] حکمی نتائج بتاتا ہے اور اس کی دلیلیں تجربے کے عین مطابق ہوتی ہیں ۔ [پھر اس نے اپنا معاملہ] مفصل بیان کیا اور جو واقعہ تھا وہ من و عن پیش کیا ۔ اس پر داھر نے فرمایا کہ "ہمارے سفر حضر، بادشاہی کی رونق اور حکومت

Marfat.com

کے انتظام کے متعلق اس سے جا کر پوچھو"۔ اس آدمی نے آٹھ کر عرض کیا "راجہ سلامت رہے! کامیابی کے وقت راجاؤں کو حکیموں کی صحبت اور عالموں، ادیبوں اور برھمنوں کی رفاقت سے عار نہ کرنا چاھئے۔ کیونکہ وہ ھمارے امام ھیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ھونے اور ان کی تعظیم بجا لانے کی کوشش کرنا لازمی جاننا چاھئے۔ کیونکہ ان کی خوشنودی، عزت اور مرتبے کی ترقی اور عظمت و حشمت کے لئے باعث دوام ھے۔ اس کے علاوہ فال وہ بہتر ھے جو کہ صاحب واقعہ خود روبرو حاضر ھوکر [معلوم کرے] اور نجومی جواب دیں"۔

داھر کا بہن کے متعلق حکم پوچھنے کے لئے نجومی کے پاس جانا

داھر کو یہ تقریر پسند آئی [اور اس نے] ھاتھی پر پالکی باندھنے کا حکم دیا اور [پھر اس میں] بیٹھ کر نجومی کے ٹھکانے پر پہنچا۔ نجومی نے راجا [داھر] کو دیکھ کر استقبال کیا اور کہا "راجہ سلامت رہے! کس کام سے آنا ھوا ھے"۔ داھر نے جواب دیا میرا، لشکر کی مصلحت کے متعلق سوال ھے جس کی وجہ سے آیا ھوں۔ ساتھ ھی ساتھ ملک کی بہتری، سلطنت کے قاعدے قانون اور دوسرے سارے ضروری کاموں کے لئے بھی حساب کرنا چاھئے تاکہ کاموں کے مآل ھمیں روشن ھوسکیں کہ نتیجہ کیا ھوگا۔ نجومی نے کہا "کہ خوش قسمتی کے ستارے ستارے تیرے طالع کی طرف دیکھ رھے ھیں اور

Marfat.com

تربیع (۱) یا مقابلے کے پیش نظر کوئی بھی نحس [ستارہ] خلاف نہیں ۔ یہ قلعہ اور بادشاہی سالہا سال کے لئے تیرے واسطے مقرر اور مستحکم ہے اور اگر راجہ کو سفر کا اتفاق ہوگا تو وہ بھی مبارک اور سعید ہوگا اور اپنی مسند عظمت و بزرگی پر سلامت واپس آئے گا"۔ پھر اس نے پوچھا "ہماری بہن "مایین" کا طالع کیسا ہے"؟۔

نجومی کے ارشادات

نجومی نے کہا کہ "حساب کا زائچہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ اروڑ کے قلعے سے باہر نہ جائے گی، اور اس کا رشتہ وہ راجہ طلب کرے گا جس کے قبضے میں ہندوستان کی بادشاہت ہوگی اور یہ لڑکی اس کے عقد میں آئے گی"۔

نجومی نے اسے جب یہ حقیقت وضاحت کے ساتھ بتائی تو داہر فکر میں پڑ گیا کہ یہ کیسے ہوگا۔ [اس نے] گھر واپس آکر یہ قصہ اپنے باپ کے وزیر بدھیمن سے مفصل بیان کیا۔

وزیر بدھیمن کا راجہ داہر کو مشورہ

وزیر نے کہا کہ بادشاہی کا معاملہ بڑا نازک ہے اور مختلف ملکوں، سرحدوں، فوجوں اور نوکروں چاکروں کے شہنشاہ کے لئے اپنی سلطنت سے ناتہ توڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

---

(۱) تربیع علم نجوم کا اصطلاحی لفظ ہے جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ چار ستارے چوکور شکل میں استادہ ہوں اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہوں (مترجم)۔

Marfat.com

(مثال) [٥٦] کیونکہ پانچ چیزیں اپنا مقام چھوڑ کر سرسبز نہیں ہوتی ہیں ۱۔ بادشاہت سے بادشاہ ۲۔ وزارت سے وزیر ۳۔ عمل سے عالم ۴۔ جسم سے بال اور دانت ۵۔ اور عورت کے پستان۔ کہ یہ چیزیں جب اپنے مقام سے ہٹ جاتی ہیں تو زیب نہیں دیتیں۔ بادشاہ سلطنت کے لئے بھائیوں اور عزیزوں کی جان لیتے ہیں ورنہ ملک بدر تو ضرور کردیتے ہیں اور اپنے مقربوں اور تعلق داروں کی بھی ملک میں حصہ داری یا مداخلت روا نہیں رکھتے۔ بادشاہ اگر بادشاہی سے کنارہ کرلے تو پھر عام آدمیوں کے برابر ہے۔ [اب] جب کہ نجومی نے یہ حکم [ظاہر] کیا ہے تو بہن کو نکاح میں لاکر اور بیوی بنا کر تخت پر بٹھانا چاہئے۔ اگرچہ [تم] اس کی صحبت سے دامن بچائے رہوگے تاہم وہ بیوی کہلائے گی اور اس طرح تیری بادشاہی تیرے پاس رہے گی"۔

اس کے بعد راجہ داہر نے ان پانچ سو لٹھا کروں کو بلوایا جو کہ اس کے خاص آدمی اور معتقد تھے اور ان سے کہا کہ "ہر حال میں مجھے تمہاری بہادری اور سمجھداری پر اعتقاد ہے تمہارے مشورے اور نصیحت کے سوا کوئی چارہ نہیں اور سارے ملک میں میرا فرمان تمہاری قوت پر جاری ہے۔ اس وقت نجومیوں نے اس طرح نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مسمات مایین اس قلعے سے دوسری جگہ نہ جائے گی اور اس کا شوہر وہ ہوگا جس کے قبضے میں اس سلطنت کا کثیر حصہ رہے گا۔ بادشاہی میرے قبضے سے نہ جانی چاہئے۔ اس کے لئے سوچنا

Marfat.com

ہے، [کیونکہ] بادشاہی سے رشتہ توڑنا مشکل بات ہے۔ وزیر بدھیمن نے ایک مشورہ دیا ہے مگر وہ بڑا شرمناک، ناخوشگوار [ہے] اور برھمنوں کے خاندان کے لئے باعث بدنامی ہے، اور جب یہ بری بات بادشاہان وقت اور عوام کی زبان پر آئے گی تو وہ ہمیں اپنی برادری سے خارج کردیں گے جس کی وجہ سے میرے طریقے میں خلل پیدا ہوگا۔

وزیر بدھیمن کا طلسم

وزیر بدھیمن گھر آیا اور ایک دنبے کو لاکر اس کے بالوں پر ریت اور رائی چھڑک کر شبانہ روز اس پر پانی چھڑکتا رہا یہاں تک کہ وہ پھول گیا۔ پھر اسے باہر نکال دیا۔ چھوٹے، بڑے، شہری اور دیہاتی سب اسے بڑے تعجب سے دیکھنے لگے یہاں تک کہ تین دن گذر گئے۔ اس کے بعد وہ دنبہ سارے شہر میں گھومتا رہا مگر کسی نے اس پر توجہ نہ دی اور اسے بھول گئے۔ وزیر نے کہا "اے بادشاہ! جو بھلی بری بات ہوتی ہے، وہ لوگوں کی زبان پر تین دن تک رہتی ہے اس کے بعد کوئی بھی اس کی نیکی یا بدی کو یاد نہیں کرتا۔ تم کسی طرح بادشاہی سے قطع تعلق کرلینا نہیں گوارا کرسکتے اور اپنے دل میں اس کا [قطعی] فیصلہ کرچکے ہو۔ یہ جماعت تیرے حکم سے سرتابی کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے تجھے یہ کام ضرور کرنا چاہئے"۔ پھر داھر نے ان پانچ سو ٹھاکروں سے ان کی رائے پوچھی جن کے قول پر وہ ہمیشہ اعتماد رکھتا تھا اور وہ خود بھی اس کے حکم کے گرویدہ اور

Marfat.com

اس کے جملہ اقوال و افعال سے متفق رہتے تھے۔ سب نے اتفاق کیا کہ راجا کا حکم ہماری جانوں پر جاري ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بادشاہوں کی طراوت بادشاہي سے ہے اور اگر یہ سلطنت چلي جائے تو پھر بھائی کو پہنچے یا غیر کو، [کوئی بھی فرق نہیں ہے]۔ جب اس بات پر سب متفق ہوگئے اس وقت [داھر محل میں] گیا اور جا کر اپنی بہن کے سر پر چادر ڈالي اور اسے انگوٹھی اور دوسرے زیورات پہنا کر اپنی تلوار اس کے پہلو میں رکھی۔ [اس کے بعد] تلوار سمیت باھر آیا اور اس کی چادر کے پلّو کو اپنی چادر سے باندھ کر تخت حکومت پر اسے اپنے برابر چھتری کے نیچے لا بٹھایا اور یہ بات عوام اور خواص کي زبانوں پر آ کر مشہور ہوگئي۔

داھر کا دھرسینہ کے پاس تعظیم کے ساتھ خط لکھ بھیجنا

پھر داھر نے اپنے بھائی دھرسینہ کے پاس بصد تعظیم خط بھیجا جس میں مابین کے ستارے کا حال درج کیا کہ "نجومیوں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ لڑکی اورڑ کی ملکہ ہوگی اور اس کا شوہر راجہ ہوگا جس کے قبضے میں یہ ملک آئے گا۔ اس وجہ سے [سب کے] مشورے سے میں نے بادشاھی کے خاطر یہ ننگ اختیار کیا ہے۔ چنانچہ معذرت کی جاتی ہے کہ یہ مصلحت خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اختیار کی گئی ہے۔ معاف فرمائیں۔

Marfat.com

داھر کا خط دھرسینہ کو پہنچنا

جب یہ خط دھرسینہ کو ملا تو اس نے جواب لکھا کہ یہ بات بری تھی اور یہ فعل ناپسندیدہ۔ خواہ ضرورت سے ہو یا بااختیار، تو کسی بھی حالت میں معذور نہیں تھا۔ اگر یہ ممنوع اور ناجائز فعل [صرف] بادشاھی کے لئے جائز سمجھا ھے، تاکہ تیری دنیاوی بادشاھت قایم رھے [تو] تیرے لئے کوئی چارہ نہیں۔ لیکن اگر شیطانی وسوسے کی وجہ سے [تونے] اس باب کو شروع کیا ھے [تو پھر] تجھے [فوراً] باز آنا، توبہ کرنا اور پشیمان ھونا چاھئے۔ تاکہ تو ھمارے دین سے خارج نہ ھوجائے اور ھمیں تجھ سے بیعت نہ توڑنی پڑے، اور اگر تو ان نصیحتوں پر بھی ان نامعقولیت سے باز نہ آئے گا تو باز پرس کا [۹۰] سزاوار ھوگا جس کی وجہ سے تجھے تکلیف پہنچے گی اور تجھے تیرے ناپسندیدہ کاموں کی جو بھی سزا ملے اسے تجھ کو اپنے ھی طرف سے سمجھنا چاھئے"۔ پس جب دھرسینہ کا خط داھر کو ملا تو [اس نے] دل میں اپنے بھائی دھرسینہ کے پاس جانے کا خیال کرکے وزیر سے مشورہ کیا کہ کیا میں "برھمن آباد جاؤں، تیرے نزدیک کیا مناسب ھے"؟۔

وزیر بدھیمن کا داھر کو روکنا

وزیر بدھیمن نے کہا "راجہ سلامت رھے! یہ رائے قائم کرنے میں آپ نے بڑی غلطی کی ھے جس کی، کسی بھی تدبیر سے تلافی نہ ھوسکے گی اور جس کے نتیجے کو جس طرح بھی روکا

Marfat.com

جائے گا وہ [بالاخر] جان کی ہلاکت کا سبب ہوگا۔ اگر آپ بھائی کے سامنے ہوناھی چاھتے ھیں تو پھر [آپ کو اپنی] زندگی سے ھاتھ دھولینا چاھئے اور اگر آپ یہ سمجھتے ھیں کہ آپ کا بھائی آپ کی مخالفت نہ کرے گا تو یہ ایک بڑا محال [امر] ھے، جسے آپ نے دل میں جگہ دی ھے، کیونکہ ملک، زمین اور زن کے معاملے میں شرکت اور حصہ داری نہیں ھوسکتی بلکہ [اس میں] جان کا خطرہ اس حد تک ھوتا ھے کہ بیٹا باپ پر اور باپ بیٹے پر اعتماد نہیں کرتا۔ اگر آپ اس بات کا مصمم ارادہ کرچکے ھیں تو پھر [آپ کو] اپنی زندگی سے ھاتھ دھولینے چاھیں۔ لیکن مجھے یہ کسی طرح بھی بہتر نہیں نظر آتا"۔ داھر نے کہا کہ "پھر ھماری بھلائی کس [بات] میں ھے"؟۔ وہ بولا "آپ کی بہتری اس بات میں ھے کہ آپ اپنے بھائی کے ساتھ ملنے جلنے اور بیٹھنے اٹھنے سے اجتناب کریں، قلعہ بندی کو لازمی جانیں اور جیسا بھی نجومی [اور ساحر] کہیں اس پر عمل کریں اور ان کی نصیحتوں کے تابع رھیں ورنہ اس سلسلے میں کوئی دوسرا حیلہ کارگر نہ ھوگا۔

[چنانچہ] داھر اس مشورے پر مضبوطی سے جم گیا [۶۰] اور قلعہ بند ھوکر غلہ، چارہ اور لکڑیوں وغیرہ کی فکر کرنے لگا اور ان کا ذخیرہ کرلیا اس کے علاوہ مزید سامان جنگ اور ھتھیار وغیرہ فراھم کرکے مستعد اور منتظر بیٹھ گیا۔

داھر کا دھرسینہ کو خط بھیجنا

اس کے بعد داھر نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ

Marfat.com

دھر سینہ کے پاس ایک خط لکھا کہ اگرچہ مایین کو تمہارے باپ سے نسبت ہے لیکن [اصل میں] وہ جتوں کی بیٹی ہے (۱) جو کہ سرکش اور جرائم پیشہ ہیں۔ خصوصاً جتوں کی عورتیں۔ اگر حقایق پر غور کروگے تو [تمہیں معلوم ہوگا کہ] وہ [ہرگز] اعتماد اور بھروسے کے لایق نہیں ہیں اور امانت و پرہیز گاری سے [کوسوں] دور ہیں۔ [چنانچہ] ہندی میں مثل مشہور ہے کہ "جس نے بھی بھیڑ کی ٹانگ پکڑلی اس نے اسے دوہ لیا اور جس نے بھی جتنی عورت کا ہاتھ پکڑلیا، وہ اس پر سوار ہوا"۔ [بہرحال] چونکہ (مایین کا) مزاج اجنبی ہے اس لئے اس سے نکاح جائز تھا۔ [اب تم] یہ نصیحتیں کرنا چھوڑدو [لیکن] اگر تمہیں اس بارے میں [اب بھی] کوئی شک و شبہ ہو تو میں سخت قسم کھا کر عہدِ واثق کرتا ہوں کہ ہر حالت میں میں تمہارا فرمانبردار رہوں گا۔ اروڑ کے قلعے میں، میں تمہارے ایک گورنر کی حیثیت سے ہوں نہ [کبھی میں] تمہاری مخالفت کروں گا اور نہ [کبھی تم سے] مقابلہ کروں گا۔ زیادہ ادب۔

دھر سینہ کا داھر کو گرفت میں لانے کے لئے اروڑ جانا

جب داھر کا [یہ] خط اس کے بھائی دھر سینہ کو ملا

---

(۱) داھر کی یہ تاویل عجیب ہے کیونکہ اس سے پیشتر ص ۲۵ پر بیان کیا گیا ہے کہ رائی سونھن دیوی کے بطن سے دو بیٹے، داھر اور دھر سینہ، اور ایک بیٹی مایین پیدا ہوئی تھی۔ (مترجم)

Marfat.com

اور اس نے محسوس کیا کہ داھر نے خود کو اس مکاری سے اسے خوش کرکے، آنے سے انکار کیا ھے اور بھائی کی نصیحت نے اس پر کوئی [خاطر خواہ] اثر نہیں کیا تب اس نے سامان اور سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور [۹۰۱] پھر نیک ساعت دیکھ کر عجلت کے ساتھ روانہ ھوا۔ کتنے ھی دنوں [وہ] خطرناک بیابانوں اور نالوں میں سفر کرتا رھا۔ ھر منزل پر وہ کنویں کھدوا کر اپنی مشکیں اور دوسرے برتن پانی سے لبریز رکھتا تاکہ لشکر سیراب رھے اور پیاسا نہ مرے۔ اس طرح کافی دن انھوں نے راہ میں گذارے اور صبر اور نرمی سے کام لیتے رھے۔ [اپنی اس روش سے در اصل] انھوں نے داھر کو فریب دینا چاھا اور حکمت و ترکیب کو کام میں لاکر اسے اپنے قابو میں لانا چاھا۔ [چنانچہ] وہ جاسوس بھیج کر راستوں اور شکارگاھوں کی نگرانی کراتا رھا تاکہ وہ کہیں نکل نہ جائے۔

[اس طرف] داھر [اگرچہ بظاھر] سارے دن خود کو عیش و عشرت میں مشغول رکھتا تھا [لیکن در پردہ] وہ راستوں اور شکارگاھوں میں جاسوس بھیج کر خبریں حاصل کرتا رھتا تھا اور اس نے معتمد فوجی سرداروں کو پورے ھتھیاروں سے لیس کرکے چاروں طرف مامور کردیا تھا۔ [اس کے علاوہ] قلعے کے چاروں دروازوں پر ایماندار اور قابل اعتماد چوکیدار بھی بٹھائے تھے تاکہ وہ سختی کے ساتھ قلعے کے دروازوں کی حفاظت کریں اور چوکنا رھیں۔

[دوسری طرف] دھرسینہ یہ خیال کرتا رھا کہ داھر شاید

Marfat.com

ہتے کئے پر بشیمان ہوا ہے [چنانچہ] جب وہ تین دن کئی مسافت پر آکر ٹھہرا تو اس کے جاسوسوں نے اسے آکر خبر دی کہ داھر بن چچ اور اس کا لشکر سارا دن عیش و عشرت اور لہو و لعب میں مشغول رہتا ہے اور دھرسینہ کی جانب سے انہیں کوئی بھی خدشہ نہیں ہے۔

دھرسینہ کی داھر کو قابو میں لانے کی کوشش کرنا

[یہ خبر سن کر] دھرسینہ کو طمع ہوئی کہ جب وہ غافل ہے تو شاید یہ قلعہ [آسانی سے] ہتھے چڑھ جائے گا۔ چنانچہ اس نے کوشش کی اور یلغار کرتے ہوئے ایک دن اور رات میں بیس فرسنگ کی مسافت طے کرکے صبح کے وقت [۶۲] اروڑ [جا] پہنچا۔ داھر اس وقت شکار پر جانے کے لئے تیار تھا۔ گھوڑا اس کے سامنے لایا گیا اسی وقت اچانک ایک سوار ظاھر ہوا جس کے ارد گرد اور بھی سوار تھے۔ [ان] سواروں کے قلعے کے دروازے پر پہنچتے ہی دروازے بند کر دیئے گئے اور لوگ ہتھیار لے کر فصیلوں پر چڑھ گئے۔ اس طرف دھرسینہ [بھی] قلعے کے دروازے پر آ کھڑا ہوا، اور دربان سے کہا کہ دروازہ کھولو، تاکہ میں اندر آؤں، لیکن قلعے والوں نے دروازہ نہ کھولا، اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ دھرسینہ نے داھر کے پاس پیغام بھیجا کہ "میں لڑائی جھگڑے کے لئے نہیں آیا [بلکہ] یہ قلعہ میرے باپ کی تخت گاہ تھا اور اس سے مجھے ورثے میں ملا ہے اور تجھے میرے ہاتھ سے حکومت ملی ہے۔ بادشاہی میری ہے اور میری طرف سے تو اس کا گورنر ہو۔

Marfat.com

ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں ہوا کرتے [اس لئے] تجھے اس بادشاہت سے دستبردار ہو کر قلعہ میرے معتمدوں کے حوالے کردینا چاہئے"۔ داھر نے کہلا بھیجا کہ "تم فریب نہ آؤ اور باھر جاکر خیمہ زن ہو اور اپنے بھروسے کے آدمی بھیجو تاکہ مجھے اعتماد ہو اور میں باھر نکل کر قلعہ تمہارے حوالے کردوں"۔ دھرسینہ نے جب دیکھا کہ وہ مقابلے کے لئے تیار ہے اور یہ حیلہ کارگر نہیں ہوا تو مہران کے پار جاکر اس نے پڑاؤ ڈالا اور پھر داھر کو گرفتار کرنے کی فکریں کرتا اور دل میں منصوبے تیار کرتا رہا۔ پہلے تو اس سے صلح اور نرمی اختیار کر کے برادری اور قرابت [ظاھر کرکے] تواضع کرتا رہا۔ [اس خیال سے کہ] شاید قلعے سے باھر نکل آئے اور دوسری طرف اروڑ کے سرداروں اور سرداروں کے پاس آدمی بھیجتا رہا کہ شاید [ان کے ذریعے] وہ اس کی بیعت کرلے [لیکن کچھ بھی] حاصل نہ ہوا۔

داھر کا وزیر سے مشورہ کرنا

پھر داھر نے بدھیمن وزیر کو بلا کر کہا کہ "دھرسینہ خط و کتابت میں اتنی [۶۳] نرمی اور انکسار بجا لاتا ہے کہ مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں باھر جاکر اپنے بزرگ بھائی کی رضامندی حاصل کروں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ مجھ سے دغا نہیں کرے گا"۔ بدھیمن وزیر نے کہا "اے راجہ! اس کے قول پر اعتماد نہ کرنا چاہئے اور اس مکر و فریب میں آکر اس کا کہنا نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ بادشاہوں کے پاس بہت سے ایسے ہوتے ہیں اور اقرار و قسم تو ان کے فریب کے وہ پھندے

Marfat.com

ھیں کہ جن سے وہ دشمن کو دام میں پھانستے ھیں اور اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی تواضع کے ساتھ وعدے کرتے ھیں تا کہ ان کی غرض حاصل ھو۔ اور "بادشاھی آداب" میں تو کہا گیا ھے کہ دشمن پر مکر اور حیلے سے قابو حاصل کیا جاسکتا ھے اور اس کے ذریعے سے کام نکالنا چاھئے، اور جو مصیبت کے پھندے میں گرفتار ھو گا، کوئی حیلہ اس کے کام نہ آئے گا۔ مکر و دغا تو صرف بادشاھوں کے انتقام لینے کے لئے بنے ھیں۔ اس وجہ سے میں ڈرتا ھوں کہ [مبادا] دھرسینہ کے ھاتھوں آپ کو کوئی تکلیف پہنچے یا آپ مکر کے دام میں پھنس کر فریب کے پنجرے میں گرفتار ھوں، جس سے چھٹکارا حاصل کرنا آپ کے لئے مشکل ھو جائے۔" داھر نے کہا کہ "اگرچہ یہ خوف بجا ھے اور [اس سے] بے فکر نہیں ھوا جاسکتا، تاھم وہ میرا حقیقی بھائی ھے اور میں اس سے بھاگ نہیں سکتا چنانچہ [اس نے] جو فرمایا ھے میں اس سے گریز نہیں کرسکتا [اس لئے] میں اس کی خدمت میں حاضر ھوں گا [بشرطیکہ] مجھے یہ اعتماد ھو جائے کہ میں مامون لوٹ آؤں گا"۔ اس پر راجہ دھرسینہ نے پختہ اقرار کے ساتھ قسم نامہ لکھا اور کہا کہ "میں تمھارے اعتماد کی خاطر تنہا آؤں گا اور تم لشکر سمیت باھر آنا تا کہ میں تمھیں دیکھوں۔

اس وعدے پر دونوں نے متفق ھو کر وقت مقرر کیا۔ دوسرے دن جب آسمان کے سورج نے مشرق کے افق سے اپنا جلوہ دکھایا اور دنیا نے سرمئی چادر اپنے سر سے اتاری تو دھرسینہ ھاتھی پر سوار ھو کر اروڑ کے غربی دروازے پر آیا۔ قلعہ دار

Marfat.com

نے داھر کے پاس معتبر آدمی بھیج کر اطلاع دی کہ دھرسینہ قلعے کے دروازے پر آگیا ھے [اس بارے میں اب] کیا حکم ھے؟ [بہ] داھر نے فرمایا کہ "دروازہ کھول کر اسے تنہا اندر لاؤ"۔ [پھر] دھرسینہ کو اندر لے جایا گیا۔ داھر نے بدھیمن وزیر کو بلا کر کہا کہ "دھرسینہ قلعے میں آگیا ھے اور اب چونکہ وہ [آگیا] ھے تو مجھے اس کی پیشوائی کے لئے ضرور اس کی طرف جانا چاھئے اور اگر وہ باھر چلنے کے لئے [مجھے] حکم دے گا تب بھی میں حکم عدولی نہ کروں گا۔ اس بارے میں تمھاری کیا رائے ھے؟" وزیر نے کہا کہ آپ کو اس کے قول پر اعتماد زیب نہیں دیتا۔ اس کے لشکر کی زبانی جو کچھ سننے میں آیا ھے [اس سے معلوم ھوتا ھے کہ] وہ دھوکہ دینے کی فکر کر رھا ھے۔ اوّل تو اس کو قلعے میں لانا مصلحت کے خلاف تھا مگر اب جب کہ وہ آگیا ھے اور وہ تنہا ھے تو میں اس کے قتل کرنے میں مصلحت نہیں سمجھتا جب تک آپ کے درمیان قابل اعتماد و اطمینان عہدنامہ نہ ھوجائے اس وقت تک اسے قید رکھئے۔ دوسری صورت میں یہ سلطنت آپ کی مرضی کے مطابق [نہ] چلے گی۔ میری یہ نصیحت ذھن نشین کرلیجئے کیونکہ آپ کی رائے درست نہیں ھے"۔

[دھرسینہ کا ھاتھی پر بیٹھ کر اروڑ کے قلعے میں آنا

آخر کار داھر نے وزیر کا یہ مشورہ [نہ مانا] اور دھرسینہ ھاتھی پر سوار ھوکر اس کے محل کے دروازے تک آگیا۔

Marfat.com

داھر ہا پیادہ اس کے استقبال کے لئے دوڑا اور خدمت بجا لا کر کہنے لگا کہ "محل میں اندر آؤ"۔ دھرسینہ نے جواب دیا کہ "میں نے آنروں گا" بلکہ "تم ھی ھاتھی پر سوار ھوجاؤ۔ تاکہ باھر چلیں اور کچھ دیر بیٹھ کر ایک دوسرے سے دکھ سکھ کی باتیں کریں تاکہ عوام و خواص کو یہ معلوم ھوجائے کہ ھمارے درمیان صلح ھوگئی ھے اور اب کوئی اختلاف یا تنازعہ باقی نہیں ھے۔ [یہ اس لئے اور بھی ضروری ھے کہ پھر] کوئی بھی دشمن اور چغل خور ھمارے درمیان نہ آسکے، یہ بات ساری دنیا میں مشہور ھوجائے اور [اس طرح] ھمارے دشمن سرنگوں اور شرمندہ ھوں اور دوستوں کی مسرتوں میں اضافہ ھو۔ اس ملاقات اور گفت و شنید کے بعد تم بخیر و عافیت [٦٥] اپنی جگہ واپس آجانا"۔ ء

داھر نے [تو] اس کا یہ حکم بسر و چشم قبول کیا [لیکن] دوسری طرف وزیر بدھیمن کف افسوس ملتا ھوا اس مکر کے نتیجے کے متعلق فکرمند ھوگیا۔

[پھر] دھرسینہ نے فیلبان کو حکم دیا کہ ھاتھی آگے بڑھا تاکہ داھر سوار ھو [چنانچہ فیلبان نے تعمیل کی اور] داھر ھاتھی پر اس کے برابر بیٹھ گیا۔ [فیلبان] نے ھاتھی کو ھنکایا اور دونوں روانہ ھوگئے۔ وزیر بدھیمن گھوڑے پر سوار ھوکر ان کے پہلو میں چل رھا تھا۔ [یہاں تک کہ وہ] آخر کار دروازے کے قریب آ پہنچے۔ یہاں پہنچ کر داھر پشیمان اور خوف زدہ ھوا اور وزیر بدھیمن کی طرف منھ اٹھا کر

Marfat.com

بولا کہ "[اب] میرے لئے تمھاری کیا رائے ہے؟ کیونکہ باہر جانا مجھے بہتر نظر نہیں آتا"۔ وزیر نے جواب دیا کہ "رائے کو تو آپ نے سرائے ہی میں چھوڑ دیا (۱) یعنی گدھا تو قسطنطنیہ میں گنوایا ہے اور قنوج میں ڈھونڈ رہے ہو"۔ [داھر نے پھر کہا کہ] آخر کچھ تو بتاؤ کہ [اس وقت] میرے لئے کیا تدبیر ہے؟ کیونکہ میرا جانے کو دل نہیں چاھتا۔ وزیر نے کہا کہ "اس کے سوا دوسری کوئی تدبیر نہیں ہے کہ جب ہاتھی دروازے کے قریب پہنچے تو دروازے کے سردرے(۲) کو پکڑ کر اب اس وقت تک لٹکتے رہیں کہ جس وقت تک ہاتھی باہر نکل جائے۔ پھر ہم دروازہ بند کرکے آپ کو نیچے اتار لیں گے"۔ داھر کو یہ مشورہ پسند آیا۔ [چنانچہ] جب دروازے پر پہنچا اور ہاتھی کا اگلا دھڑ دروازے کے باہر ہوا تو وہ سردرے میں چمٹ کر ہاتھی کی پشت سے جدا ہوگیا۔ ہاتھی کے باہر نکلتے ہی بدھیمن نے قلعہ کا دروازہ بند کرادیا اور آہستہ آہستہ داھر کو نیچے اتار لیا۔ [باہر نکل کر] جب دھرسینہ نے پشت کی طرف دیکھا اور داھر کو نہ پایا اور قلعے کے دروازے کو بند پایا تو اسے بڑا دکھ ہوا [اور اس صدمے سے] نڈھال ہوکر وہ اپنی چھاؤنی میں آیا۔ ہاتھی سے

---

(۱) یعنی مشورہ کو تو گھر سے نکل کر ہی ٹھکرادیا ہے۔

(۲) اصل متن یہ ہے "دست در پیشالی در زن" ہمارے خیال میں پیشانی سے یہاں مراد دروازے کی بالائی چوکھٹ یا سردرا ہے۔

(مترجم)

Marfat.com

آترتے ھی [٦٦] [اس پر] کرھی کا اثر ھوا اور دوسرے دن اس کے جسم پر چھالے نکل آئے اور آخر وہ چوتھے دن وفات پا گیا اور اپنی جان ملک الموت کے سپرد کی۔ [اس حادثے سے] اس کا لشکر فکر مند اور پریشان ھوگیا۔

داھر کو دھرسینہ کی موت کی خبر ملنا

داھر کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اپنے بھائی کی تجھیز و تکفین کے لئے اس نے باھر جانا چاھا [لیکن اس پر] وزیر بدھیمن نے کہا کہ "راجہ سلامت رھے! آپ کو عجلت نہ کرنی چاھئے [کیونکہ اکثر] راجہ اس قسم کا مکر کرتے ھیں اور خود کو مُردہ ظاھر کرتے ھیں [ھوسکتا ھے کہ] جب آپ اس کے کریا کرم کے لئے جائیں تو وہ دغا کرے اور آپ مصیبت میں گرفتار ھوجائیں [اس لئے] آپ کو توقف کرنا چاھئے [کیونکہ] اس وقت افسوس اور پشیمانی سے کوئی فائدہ نہ ھوگا۔ [لوگ] مثال دیتے ھیں کہ لومڑی جب دوڑ دھوپ سے عاجز ھوجاتی ھے تو وہ مُردہ بن کر پڑہ رھتی ھے پھر جب مُردہ خور پرند چاروں طرف سے آکر اس کے ارد گرد اکٹھے ھوتے ھیں تب وہ [اچانک] جست کر کے انھیں پکڑ کر کھاجاتی ھے۔ چنانچہ بادشاہ کو دشمن کی جانب سے بے فکر نہ ھونا چاھئے [اور پہلے] کسی معتمد کو بھیج کر [صحیح] حال معلوم کرنا چاھئے تاکہ یہ راز عیان ھوجائے"۔

[اس مشورے کے مطابق ایک جاسوس دھرسینہ کے لشکر گاہ کی طرف بھیجا گیا] اس جاسوس نے [دور سے دھرسینہ کے]

Marfat.com

امیروں اور سرداروں کو سوگوار اور عزاداری کے رسموں میں مشغول دیکھا۔ [اس نے] آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کہ "مجھے راجہ داھر نے دھرسینہ کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا ھے [مگر] میں تمھیں سوگوار دیکھتا ھوں [بتاؤ] کیا معاملہ ھے"۔ [یہ سُن کر] ان معزز آدمیوں میں سے دو افراد اٹھے اور اسے دھرسینہ [کی لاش] کے پاس لے گئے [جہاں اس کی موت کی تصدیق ھونے پر وہ تعزیت بجا لایا۔ پھر اس خبر کی مزید تصدیق کے لئے ان لوگوں نے اس قاصد کو دھرسینہ کی انگشتری دے کر فوراً واپس کیا۔

قاصد نے جب یہ خبر داھر کو پہنچائی اور دھرسینہ کی انگشتری اس کے حوالے کی تو وہ بغیر کسی خدشے اور تاخیر کے اپنے سارے امیروں اور سرداروں کے ساتھ فوراً باھر آیا اور دریائے مہران کو عبور کرکے لشکرگاہ میں جاپہنچا اور پھر بھائی کے خیمے میں داخل ھوکر [اس کی میّت] دیکھتے ھی اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر سے پگڑی پھینک کر نوحہ و ماتم شروع کردیا۔

دھرسینہ کی لاش کو جلانا

پھر داھر نے صندل کی لکڑیاں فراھم کرنے کا حکم دیا اور دھرسینہ کی لاش کو جلاکر کریا کرم کی رسومات ادا کیں۔ پھر دوسرے دن بھائی کے خزانے پر قبضہ کرکے اس کے لشکر اور ملازموں کو اپنا مطیع و فرمان بردار بنایا اور ایک ماہ تک اروڑ میں قیام کرنے کے بعد اس کی بیوی کو جو کہ

Marfat.com

لوھانہ کے حاکم اگھم (۱) کی بیٹی تھی، اپنے نکاح میں لایا۔ اس کے بعد برھمن آباد کے قلعے میں جاکر کچھ عرصہ وھاں رھا۔ راجہ دھرسینہ کی عمر تیس سال تھی (۲)۔

داھر کا برھمن آباد کے قلعے کی طرف جانا

داھر برھمن آباد کے قلعے میں ایک سال تک رھا اس عرصے میں قرب و جوار کے سب لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کرلی۔ اس نے دھرسینہ کے بیٹے چچ کو بلا کر اس سے بیعت لی اور خود سیوستان کے قلعے کی طوف روانہ ھوا اور وھاں سے پھر راوڑ کے قلعے میں آیا۔ اس قلعے کی بنیاد اس کے باپ چچ نے رکھی تھی اور اس کے تیار ھونے سے پہلے وفات پا گیا تھا۔ داھر نے وھاں ٹھہر کر اس کی تعمیر مکمل کرائی (۳)۔ [ھرسال]

---

(۱) اصل عبارت "دختر اگھم لوھانہ" میں ترکیب اضافت شامل ھے، چنانچہ "اگھم لوھانہ" یا "لوھانہ کا اگھم" کے دو معنے ھوسکتے ھیں یعنی ایک "لوھانہ کا بیٹا اگھم" اور دوسرا "لوھانہ کا حاکم اگھم"۔ اس سے پہلے ص (۴۰-۴۱) پر بیان کردہ حقیقت اور تاریخی تسلسل کے لحاظ سے ھم نے ثانی الذکر معنی کو ترجیح دی ھے (ن-ب)۔

(۲) فارسی ایڈیشن کی عبارت یہ ھے "ملک دھرسینہ سی سال بود" جس کا لفظی ترجمہ یہ ھوگا کہ "دھرسینہ کی بادشاھت تیس سال تھی" لیکن چونکہ یہ صحیح نہ ھوگا اس لئے ھم نے یہ ترجمہ نسخہ (پ) کی عبارت کے مطابق کیا ھے جو یوں ھے کہ "ملک دھرسینہ سی سال بود" اور یہی زیادہ قرین قیاس ھے (ن-ب)۔

(۳) مصنف پہلے صفحہ ۵۴ میں کہہ چکا ھے کہ راوڑ کے قلعے کو دھرسینہ نے مکمل کرایا۔ مگر یہاں کہتا ھے کہ دھرسینہ کی وفات کے بعد اسی قلعہ کو داھر نے پورا کرایا۔ ممکن ھے کہ داھر

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۹۱)

Marfat.com

وہ گرمی کے چار ماہ [۶۸] راوڑ میں ٹھہرتا تھا کیونکہ وہ خوشگوار جگہ تھی۔ اس کی ہوا موافق اور پانی میٹھا تھا۔ پھر سردیوں کے چار ماہ برھمن‌آباد میں گذارتا تھا اور بہار کے چار ماہ اروڑ میں رہتا تھا۔ اس طرح آٹھ سال گذر گئے اور اس کی مملکت اور بادشاہت اس عروج پر جا پہنچی کہ اس کی سلطنت کی شہرت دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئی اور اس کی حکومت کے خیمے کی طنابیں سندھ اور ہندوستان کے ممالک میں استحکام پذیر ہوئیں اور آس پاس کے شہنشاہوں [کو عموماً] اور رمل کے راجہ کو [خصوصاً] اس کی دولت و حشمت [مال و فیل] کا حال معلوم ہوا۔

رمل کے بادشاہ کا چچ سے جنگ کرنے کے لئے آنا

رمل کا بادشاہ ایک بڑا لشکر جرار اور مست ہاتھی و سوار اور بہادر پیادے ساتھ لے کر [داہر سے] جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور بدھیہ کے جانب سے اروڑ(۱) کے نواح میں آپہنچا اور اس کے بہت سے علاقے اپنے قبضے میں لا کر وہاں سے دریا پار کر کے اروڑ پر حملہ آور ہوا۔ جب رمل کے بادشاہ [کے آنے] کی اطلاع داہر کو ملی تو اس نے وزیر بدھیمن کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰)
نے اس قلعے کی عمارت میں کوئی جدت یا ترمیم کی ہو یا کسی ایسے حصے کو مکمل کرایا ہو کہ جسے دھرسینہ نے غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیا ہو۔ (مترجم)

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس جگہ "راور" یعنی "راوڑ" دیا گیا ہے جو کہ آئندہ کے تسلسل کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے (ن۔پ)۔

Marfat.com

بلاکر کہا کہ "زبردست دشمن ہمارے ملک کی سرحدوں میں در آیا ہے [بتاؤ کہ اب کیا کیا جائے]"۔ بدھیمن وزیر نے عرض کیا "راجہ سلامت رہے! اگر قوت اور دبدبے کے ساتھ جنگ میں آپ اس کا مقابلہ کرسکتے ہیں تو لڑائی کی تیاری کرکے اس کا مقابلہ کیجئے اور اپنے نام و ننگ کی خاطر تلوار سے دشمن کو دفع کیجئے [تاکہ] آپ کا ملک بدستور آپ کے قبضے میں رہے۔ ورنہ [دوسری صورت میں] صلح اور اطاعت کے ساتھ اس کی بیعت کرنی چاہئے اور اگر مال دینا پڑے تو راجہ خزینے اور دفینے [۶۹] ایسے ہی وقت کے لئے جمع کرکے دفن کرتے ہیں چنانچہ مال کی مدد سے لشکر تیار کرکے دشمن کا مقابلہ کیجئے اور ملک کی خاطر نام اور نیکی پر جان قربان کردیجئے دوسری صورت میں مال [دے کر] دشمن کو دفع کیجئے۔ کیونکہ مال کی وجہ سے مرد کا ہر دنیاوی کاروبار سرسبز رہتا ہے اور ہر دشمن کو اس کے ذریعے دفع کیا جاسکتا ہے۔ اور آخرت کا سامان بھی اس کی مدد سے درست کیا جاسکتا ہے"۔ داھر نے کہا کہ میرے نزدیک دوسرے کی خدمت میں ذلت کے ساتھ سر جھکانے سے موت زیادہ پیاری ہے اور یہ ذلت میں برداشت نہ کرسکوں گا۔

عرب محمد علافی کا رمل کے بادشاہ سے جنگ کرنے کے لئے جانا

بنی سام میں سے ایک علافی عرب مرد جس نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو جنگ سے بھاگ جانے کی وجہ سے قتل کیا تھا

Marfat.com

اور [انتقام کے خوف سے] فرار ہوکر داھر سے آملا تھا اور پانچ سؤ عربوں کے ساتھ اس کی اطاعت قبول کی تھی [وہ اس وقت "اروڑ" میں موجود تھا]۔ بدھیمن وزیر نے [داھر سے] کہا کہ جنگ کا طریقہ جیسا کہ عرب جانتے ھیں کوئی نہیں جانتا، اس لئے علافی کو بلا کر اس سے مشورہ کیجئے تا کہ وہ رھبری کرے"۔ داھر ھاتھی پر چڑھ کر اس کے پاس گیا اور جا کر کہا "اے عرب کے سردار! میں تجھ سے جو رعایتیں کرتا ھوں اور تجھے پیار کرتا ھوں تو اس لئے کہ ایسے وقت میں تو ھماری مدد کرے۔ اس وقت ایک زبردست دشمن [ھمارے مقابلے پر آیا ھے اس موقع پر]۔ تیری عقل صحیح کیا کہتی ھے مجھے بتا اور تو جو کچھ جانتا یا کرسکتا ھے وہ بھی بیان کر"۔ علافی نے کہا کہ "راجہ کو اس معاملے میں تسلی رکھنی چاھئے اور کسی اندیشہ [۷۰] کو اپنے دل میں جگہ نہ دینی چاھئے"۔ کیوں کہ میری موزوں تدبیر اس کے لئے کافی ھے۔ اپنے لشکر کے قلب کے خاص اور منتخب سوار میرے حوالے کیجئے۔ تا کہ میں ایک مرتبہ ان کے چاروں طرف چکر لگا کر ان کی ھوشیاری، ھمت [اور طریق جنگ] کا جائزہ لوں اور [اس طرف] تین میل کے فاصلے پر آپ خندق کھود کر [فوج سمیت] مستعد رھئے۔ داھر کو یہ تجویز پسند آئی اور وہ وھاں ٹھہر گیا۔ علافی نے دشمن کے چاروں طرف چکر لگا کر معلوم کیا کہ رات کے وقت وہ بالکل بے پروا رھتے ھیں، کوئی خوف محسوس نہیں کرتے اور نہ کسی پہرہ ھوکی کا انتظام رکھتے ھیں۔ [چنانچہ اس حال سے باخبر

Marfat.com

ہو کر] علافی نے پانچ سو عرب اور ہندوستانی بہادر ساتھ لے کر ان پر شب خون مارا اور چاروں طرف سے نعرے لگاتے ہوئے رمل کے لشکر پر ٹوٹ پڑے جس کی وجہ سے ان میں دہشت اور سراسیمگی پھیل گئی اور وہ [آپس ہی میں[ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ [چنانچہ] قتل ہوجانے والوں کے علاوہ ان میں سے اسّی ہزار جنگجو سپاہی اور پچاس ہاتھی گرفتار ہوئے۔ گھوڑے اور ہتھیار تو اس کثرت سے ہاتھ آئے کہ ان کا شمار ہی مشکل تھا۔ جب دن ہوا تو [داہر نے] قیدیوں کو بلا کر قتل کرنے کا ارادہ کیا [لیکن اس پر] وزیر نے کہا کہ "خدا نے آپ کو فتح عطا کی ہے۔ اس کا احسان تسلیم کیجئے اور شکر بجا لائیے۔ جب بادشاہوں اور بزرگوں کو فتح حاصل ہو تو یہ لازم ہے کہ دشمنوں کی طرف کے جو امیر اور سردار ان کے ہاتھوں گرفتار ہوں، انہیں معافی عطا کریں۔ بہترین تدبیر آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ قیدیوں کی جان بخشی فرما کر انہیں آزاد کریں۔ [وزیر کے] اس مشورے پر راجہ داہر نے قیدیوں کو آزاد کردیا اور اس کے مشورے کو مبارک سمجھ کر فرمایا "اے نیک صلاح دینے والے وزیر اور مبارک مشیر! جو مانگنا ہو مجھ سے طلب کر"۔ وزیر نے عرض کیا "میری کوئی اولاد نہیں [۸۱] ہے کہ جس سے میرا نام دنیا میں زندہ رہے [چنانچہ] آپ حکم دیں کہ آپ کے دارالضرب میں چاندی کے جو سکے ڈھالے جاتے ہیں اور بادشاہ کے نام کا شرف حاصل کرتے ہیں ان کے دونوں جانب بندے کا نام [بھی] منقوش کیا جائے۔ تاکہ

Marfat.com

راجہ کے چاندی کے سکوں کے طفیل بندے کا نام باقی رہے اور ہند و سندھ کی حکومت کے قایم رہنے تک اس کی یاد نہ مٹ سکے"۔ راجہ داہر کے حکم سے جیسا کہ وزیر نے عرض کیا تھا، سکّے تیار کئے گئے۔

اس طرح راجہ داہر کے قدم مضبوط ہوئے اور اس نے اتنی قوت اور شوکت حاصل کی کہ [آخر میں] دارالخلافہ [اسلامیہ] کا مال لوٹ کر تمرد اور سرکشی دکھائی۔

خلفاء راشدین سے ولید کے عہد تک کی تاریخ

ان خبروں کے راویوں اور ان روایتوں کے جاننے والوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ہند اور سندھ کے شہروں میں لشکر اسلام کی پہلی جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پندرہ سال بعد امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ [حضرت عمر رضہ نے] پہلے عثمان بن ابی العاص ثقفی کو بحرین بھیجا۔ وہ لشکر لے کر عمّان روانہ ہوئے اور مغیرہ بن ابی العاص کی سرداری میں دریا کی راہ سے بحری بیڑہ بحرین بھیجا تا کہ وہ اس راستے سے دیبل روانہ ہوں۔ اُس وقت سندھ کا راجہ چچ بن سیلائج تھا اور اس کی حکومت کو ۳۵ سال گذر چکے تھے۔ دیبل کے باشندے تاجر تھے۔ [۷۲] راجہ چچ بن سیلائج کی جانب سے سامہ بن دیوائج وہاں کا حاکم تھا۔ جب [اسلامی] لشکر دیبل پہنچا تو اس نے قلعے سے باہر نکل کر جنگ کی۔ ثقفین میں سے ایک [آدمی] بیان کرتا ہے کہ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کر

Marfat.com

سامنے ہوئے تب مغیرہ بن ابی العاص تلوار کھینچ کر اور بسم اللہ و فی سبیل اللہ (اللہ کے نام سے اللہ کی راہ میں) کہتے ہوئے [جنگ کرتے] شہید ہوگئے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم تو جنگ کر رہے تھے تمھیں یہ خبر کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے جواب دیا کہ ہاتھوں سے جنگ کر رہا تھا اور دل اور کانوں سے یہ حال سن رہا تھا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت [کے زمانے] میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ عراق پر مقرر ہوئے تھے جنھوں نے ربیع بن زیاد حارثی کو اپنے آدمیوں کے ساتھ مکران اور کرمان میں مقرر کیا تھا۔ انھیں دنوں دارالخلافہ سے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا گیا کہ ہند، کرمان اور عراق کے حالات سے با خبر کرو۔ [چنانچہ] جب [انھیں] ابو العاص کے بیٹے [مغیرہ بن ابی العاص] کا حال معلوم ہوا [اور یہ بھی معلوم ہوا کہ] ہند اور سندھ میں ایک ایسے راجہ کا ظہور ہوا ہے کہ جو سرکشی اور لاپرواہی کرتا ہے اور دل میں نافرمانی کے بیج بوئے ہوئے ہے۔ تو ابو موسیٰ اشعری نے یہ حال امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ بھیجا۔ [آپ نے] انھیں ہند سے جنگ کرنے کے لئے سختی سے منع کیا۔

اسی وقت [حضرت] عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ عمل میں آیا اور خلافت امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ملی جنھوں نے ہند اور سندھ میں جنگ کرنے کے لئے لشکر بھیجنا چاہا۔ [اس وقت] لشکر قندابیل اور مکران میں تھا [۴۳] اور اس کے سردار عبداللہ بن عامر [بن کریز]

Marfat.com

بن ربیعہ تھے۔ [حضرت عثمان پہلے] سندھ کے شہروں کا [کچھ] حال معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انھوں نے [حکم دیا] کہ کوئی صالح پاک دامن اور عقلمند آدمی مقرر کرو کہ جو سندھ اور ھند کا سارا حال صحیح اور تجربے میں آیا ھوا معلوم کرے اور وضاحت کے ساتھ آکر بیان کرے۔ اس پر عبداللہ بن عامر، حکیم بن جبلہ عبدی کو بھیجا گیا۔

(روایت) :-

عبداللہ بن عمر بن عبدالقیس سے روایت کرتے ھیں کہ حکیم سخن گو اور نظم و شعر کے فن میں کامل تھا۔ چنانچہ جیسا کہ اس نے ایک مرد جاھلی علی بن طفیل عنوی کی مدح میں کہا ھے۔

شعر

وَ اَھْلَکَنِی لَکُم فی کُلِّ یَومٍ
تَعَوُّجُکُم عَلَیَّ وَ اَستِقِیمُ
رِقابٌ کَالسَّوَاجِنِ خَاظِیَاتٌ
وَ اَستَاہُ عَلَی الْاَکْوَارِ کُومُ

[زندگی میں] مجھے ھر دن نے برباد کیا ھے۔ میں تمھارے خم [ٹیڑھے ہن] کی طرح سیدھا ھوں۔ تمھاری گردنیں گھن کی طرح موٹی ھیں اور تمھارے کولھے پالان پر ایک بوجھ کی طرح دھرے رھتے ھیں۔]

[اس کے علاوہ] حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بصرہ میں آمد کے وقت ان کی تعریف میں یہ اشعار کہے :-

Marfat.com

لیس الرزیۃ والدینار نفقدہ [ ]
انما الرزیۃ فقد العلم والحکم [۴۳] [ ]
و ان اشرف من لودی الزمان بہ
اھل العفاف و اھل الجود والکرم

(روپیہ پیسہ [دولت] کا گنوانا مصیبت نہیں ھے۔ [بلکہ] اگر علم و حکمت ضایع ھوجائے تو مصیبت ھے۔ مرنے والوں میں وھی افضل ھے [کہ] جو صاحب احسان و عفت ھو)۔

اس روایت کے راویوں اور اس داستان کے مصنفوں نے اس طرح بیان کیا ھے کہ امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو لکھا کہ حکیم بن جبلہ کو سندھ اور ھند کی طرف بھیج کر [ان] ممالک کے حالات معلوم کرو۔ چنانچہ عبداللہ نے [حسب الحکم] اسے مامور کیا [اور جب وہ] حالات سمجھنے کے بعد عبداللہ بن عامر کے پاس واپس آیا اور اس ملک کے باشندوں کی جنگ، لشکر کشی اور سزاؤں کے حالات اسے تفصیل سے بتائے تو عبداللہ نے اسے امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا۔ جب وہ [وھاں] حاضر خدمت ھوا تو امیر نے اس سے پوچھا کہ "اے حکیم! ھندوستان دیکھ آئے؟۔ [اور] حالات معلوم کر آئے؟" اس نے جواب دیا۔ "نعم یا امیرالمومنین" (ھاں اے امیرالمومنین)۔ فرمایا: "بیان کرو"۔ اس نے کہا۔ "ماءھا وشل و ثمرھا دقل و ارضھا جبل و اھلھا بطل ان قل الجیش بھا ضاعوا و ان کثروا جاعوا"۔ یعنی وھاں کا پانی

Marfat.com

میلا پھل کسیلے اور کھٹے ھیں، زمین پتھریلی ھے، مٹی شوریدہ ھے اور باشندے بہادر ھیں - اگر تھوڑا لشکر جائے گا تو جلد تباہ ھو گا اگر زیادہ جائے گا تو بھوکوں مرجائے گا"- پھر امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ [لوگ] قول و قرار میں کیسے ھیں، وفادار ھیں یا بےوفا؟ حکیم نے جواب دیا کہ "خائن اور غدّار ھیں"- اس پر [امیرالمومنین نے] عبداللہ کو سندھ پر لشکرکشی سے منع کردیا اور کسی کو بھی نہ بھیجا-

امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت

امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب کو سنہ ۳۸ ھجری کے آخر میں خلافت ملی - مفسرانِ زمانہ و مشاطگانِ تفسیر کا بیان ھے کہ جب خلافت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو اھل شہر میں آپس میں نااتفاقی اور مخاصمت ھو گئی- عامر ابن الحارث بن عبدالقیس نے روایت کی ھے کہ جب اطراف کے لوگ مخالف ھو گئے تو [حضرت علی نے] ثاغر بن ذعر(۱) کو لشکر کا سردار بنا کر اور فوج کے خاص اور بڑے جرنیلوں کی ایک جماعت کو اس کا ماتحت کرکے ھندوستان کی سرحد پر مقرر فرمایا اور وہ سنہ ھجری کے آخر میں بھرج اور کوہ پایہ کے راستے سے روانہ ھوئے- [وہ] جہاں بھی پہنچتے تھے فتح مند اور کامیاب ھوتے تھے اور مال غنیمت اور غلام کثرت سے ھاتھ آتے تھے- یہاں تک کہ وہ کوہ کیکانان کے قریب

(۱) اصل عبارت "تاعر بن دعر" ھے - یہ اصلاح عربی اعلام کے پیش نظر کی گئی ھے-[ن-ب]

Marfat.com

جا پہنچے اور وہاں کے لوگ [ان سے] جنگ کرنے کے لئے مستعد ہوگئے۔

ان کی جنگ کے حالات

ہذلی نے بیان کیا ہے کہ اس لشکر میں حارث بن سرّہ نامی ایک بہادر سردار تھا جس کے لشکر میں ایک ہزار مسلح بہادر تھے اور تین دلیر اور ہتھیار بند غلام تھے۔ اس نے اِن غلاموں میں سے ایک کو اپنا سلاح بردار مقرر کیا اور باقی دو کو لشکر کا محافظ بنا کر ہر ایک کو پانچ سو جوانوں کا سردار بنایا۔ [اس اہتمام سے] جب وہ مکران میں وارد ہوا تو یہ خبر کیکانان میں پھیل گئی اور کوہ پایہ اور کیکانان کے لوگ [مقابلے کے لئے] اکٹھے ہوگئے۔ [وہ] سنہ ۴۲ ہجری میں کیکانان پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے مستعد ہوکر جنگ شروع کی۔ اہل کیکانان تقریباً بیس ہزار پیادے تھے، جن سے لشکرِ اسلام کی جنگ ہوئی۔ جب کافروں نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو راستہ گھیر کر بیٹھ گئے۔ لشکر [اسلام] جب [میدانِ] جہاد سے واپس ہوکر کیکانان کے درہ کے قریب آترا تو انھوں نے راستہ روکنا چاہا [یہ حال دیکھ کر] لشکر عرب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس پر پہاڑ کے دائیں بائیں سے بھی نعرۂ تکبیر کی صدا گونج اٹھی، "اللہ اکبر"۔ یہ سن کر کیکانان کے کافروں کے دلوں میں ہراس پیدا ہوگیا، ان میں سے اکثر نے ہار مان کر اسلام قبول کرلیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک ایامِ جنگ کی موسم میں اس پہاڑ

Marfat.com

سے تکبیر کی صدا بلند ہوا کرتی ہے۔ [ابھی] یہی فتح ہوئی تھی کہ [۷۷] امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی‌اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی [چنانچہ لشکر اسلام] وہاں سے واپس ہوا۔ جب یہ لشکر مکران پہنچا تو معلوم ہوا کہ معاویہ بن ابوسفیان خلیفہ ہوئے ہیں۔

معاویہ بن ابو سفیان کی خلافت

معاویہ بن ابو سفیان کی خلافت [سنہ] چالیس (۱) [ہجری] کے مہینوں میں قائم ہوئی۔ تاریخ کے مصنفوں نے مہلب سے اس طرح روایت کی ہے جس کو اس نے ہذلی سے سنا تھا اور ہذلی نے قاسم سے نقل کیا جس کا بیان تھا کہ میں نے نصر بن سُفیان سے سنا ہے کہ جب معاویہ خلافت پر مستقیم ہوئے تو انہوں نے عبداللہ بن سوّار [العبدی] کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ولایتِ سندھ پر مامور کیا اور اس ملک کی حکومت اس کے حوالے کی اور مزید کہا کہ "سندھ میں ایک پہاڑ ہے جسے کیکانان کہتے ہیں، وہاں کے گھوڑے قدآور اور موزوں شکل و شباہت کے ہیں۔ تم سے پہلے وہاں کی غنیمتیں [اموال غنیمت یہاں] پہنچ چکے ہیں۔ وہاں کے لوگ غدّار ہیں اور اسی پہاڑ کی پناہ کے سبب چشمک اور سرکشی کرتے رہتے ہیں"۔ [پھر] عمر بن عبداللہ بن عمر کو ارمابیل کی فتح کے

---

(۱) اصل متن میں "اربع و اربعین" (چوالیس) ہے جو سہو ہے۔ کیونکہ امیر معاویہ نے سنہ ۴۰ ہجری میں حضرت علی رضہ کی شہادت کے بعد شہر ایلیا میں خلافت کی بیعت لی تھی۔ اس لئے یہاں اربعین ہوگا۔ دیکھئے تاریخ طبری سنہ ۴۰ ہجری کے ذیل میں —[ن-ب]

Marfat.com

لئے روانہ کیا اور عبداللہ بن عامر کو بصرہ [کے محاذ] پر مامور کیا تاکہ قیس بن ہیثم السلمی (۱) کے پاس جا کر اس کے ساتھ، عثمان، آردبیل اور جرم کی لڑائیوں میں شامل ہو (۲) اور اپنے ساتھ ایک ہزار منتخب بہادر لے جائے۔

(روایت:۔) ابوالحسن نے ہذلی سے روایت کی کہ اس نے مسلمہ (۳) بن محارب بن زیاد سے سنا ہے کہ جب امیر معاویہ نے عبداللہ بن سوّار کو چار ہزار سوار دے کر بھیجا۔ [راستے میں] اس کے لشکر میں کوئی شخص آگ نہ جلاتا تھا کیونکہ پکا ہوا سفری کھانا ان کے ساتھ تھا۔ [۷۸] آخر ایک رات لشکر میں آگ کی روشنی دکھائی دی۔ دریافت کرنے

---

(۱) اصل میں "قیس بن ہاشم السلمی ہے۔ لیکن "ہاشم" صحیح نہیں بلکہ "ہیثم" صحیح ہے۔ دیکھئے یعقوبی ج ۲ ص ۱۹۳، دیوان فرزدق طبع پیرس ص ۱۱۹، طبع مصر ص ۶۱۷، اور ص ۷۷۶، تاریخ ابن خلدون بقیہ جز ثانی ص ۳۳-۳۴، نقائض جریر و فرزدق ص ۷۲۳، ص ۷۲۶ اور ص ۷۳۸، بخاری، تاریخ کبیر ج ۴ ص ۱۴۵۔ (ن۔ب)

(۲) اصل فارسی ایڈیشن کی عبارت ہے "وبا اوبغز و عمان و اردبیل و جرم و کند" ظاہراً اس عبارت میں خلل ہے۔ (پ) (ن) (ب) (س) میں "جرم۔ کند" ہے یعنی ان دونوں لفظوں کے درمیان واو عطف نہیں ہے۔ یہاں غالباً کوئی دوسرا لفظ رہ گیا ہے اور ہمارے خیال میں وہ موزون لفظ "شرکت" ہی ہے۔ اس لحاظ سے صحیح عبارت یوں ہوگی "با اوبغزو عمان و اردبیل و جرم شرکت کند" چنانچہ ترجمہ بھی اسی لحاظ سے کیا گیا ہے۔ (ن۔پ)

(۳) اصل عبارت میں "مسلم" ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ مسلمہ بن محارب مشہور راوی ہے۔ دیکھئے بلاذری، انساب الاشراف ج ۴ ص ۷۳ اور ۸۱، نقائض جریر و فرزدق ص ۷۲۶، ۷۳۰ اور ۷۴۴، جاحظ: البیان ج ۲ ص ۹۰۲ اور بخاری، تاریخ کبیر ج ۴ ص ۳۷۹ اور ۳۸۷۔ (ن۔ب)

Marfat.com

پر معلوم ہوا کہ ایک حاملہ عورت کو بچہ پیدا ہوا تھا اسے آگ کی ضرورت تھی [جس کی وجہ سے] عبداللہ نے اسے اجازت دی۔ اس عورت نے بڑی خوشیاں منائیں اور تین دن تک لشکر کو کھانا کھلایا۔ پھر جب ملک کیکانان پہنچے تو دشمنوں نے غلبہ کیا لیکن لشکرِ اسلام نے انھیں شکست دے کر بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا۔ اہل کیکانان نے اکٹھے ہو کر پہاڑ کے راستوں کو جا گھیرا اور چھاپہ مار جنگ شروع ہوگئی۔ عبداللہ بن سوّار ہتھیار بند اور خاص آدمیوں کا ایک گروہ ساتھ لے کر جم گئے اور للکار کر [انھوں نے] کہا کہ "اے مہاجروں اور انصاروں کے فرزندو! کافروں سے منہ نہ موڑو تاکہ تمہارے ایمان میں خلل نہ آئے، آؤ اور درجۂ شہادت پر فائز ہو"۔ [یہ سن کر] اسلام کا [پراگندہ] لشکر عبداللہ کے جھنڈے کے چاروں طرف اکٹھا ہوگیا۔ [پھر] بنی عبدالقیس میں سے ایک بہادر نے باہر نکل کر اپنا مقابل طلب کیا دشمنوں کا ایک سردار آکر اس کے مدّمقابل ہوا۔ یاسر بن سوّار بھی بنی عبدالقیس [کے آدمی] کے ساتھ چلا اور حملہ کرکے سردار کو ڈھیر کردیا۔ [یہ دیکھ کر] اہل کیکانان کا سارا لشکر نکل آیا۔ اور آخر کار اسلامی لشکر نے شکست کھائی۔ سارا پہاڑ مقتول سپاہ کی لاشوں سے پٹ گیا اور مسلمان وہاں سے مکران لوٹ آئے۔

(روایت) ابوالحسن نے روایت کی کہ میں نے حاتم بن الباھلی(۱) سے سنا، اس نے بیان کیا کہ میں ان دنوں [اس]

(۱) اصل لفظ "البھلی" جو کہ درحقیقت "الباھلی" کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔(ن۔ب)

Marfat.com

لشکر میں تھا میں نے دیکھا کہ ابن سوّار نے ایک جوان سے مقابلہ کیا اور اس کے ساتھیوں نے حملے کر کے کتنے ھی دشمن قتل کئے اور مردانہ وار جنگ کرتے ھوئے شہید ھوا۔ میں مقتولوں کی تلاشی لے رھا تھا [۷۹] مجھے مہروں سمیت سو انگوٹھیاں ملیں، عبداللہ بن عبدالرحمٰن العبدی نے کہا کہ میں نے ان کی جنگ کے شعر سنے ھیں، جو کہ امیر معاویہ کے سامنے کہے گئے تھے:-

شعر

مَن کابْنِ سَوّارٍ اِنْ جَاشَتْ مَرَاجِلُہ
فِی الْحَرْبِ لا اوقدت نَارلَھَا بَعْدَہ
کَانَتْ مَرَاجِلُہ لِلرزقِ ضَامِنَۃٌ
فَاِنَّھُنَّ بَنَاتُ الْحَرْبِ وَالْجُوْدَہ

[ابن سوّار کا کوئی ثانی نہیں [کہ] اگر اسے جوش آجائے [تو پھر] اس کے بعد رزمگاہ میں جنگ کی کوئی آگ نہ بھڑکے۔ بیشک اس کی دیگیں رزق کی ضامن تھیں جیسے کہ وہ جنگ اور احسان کی بیٹیاں تھیں]۔

اور اعورشنی نے یہ اشعار کہے۔

اَبْلِغْ رُبَیْعَۃَ اَعْلَا ھَا وَاَسْفَلَھَا
اِنَّا وَجَدْنَا اِبْنَ سَوّارٍ کَسَوّار
لَا یَسْئِمُ الْخَیْلَ اِلّا رِیْثَ یُمْھِلُھَا
وَمَا سِوَاہُ فَتُرْدِی طُوْلَ اَعْمَارِ

[تو ربیعہ کے اعلیٰ و ادنیٰ سر جا کے کہہ دے کہ ابن سوّار بے شک شہسوار ھے۔ وہ گھوڑوں کو مہمیز نہیں کرتا مگر صرف تھوڑے سے وقت۔ ورنہ وہ انھیں ساری عمر دوڑاتا رھے]

Marfat.com

سرحد ھند پر سنان بن سلمہ بن المُحبّق الھذلی کا تقرر

اس تاریخ کی تشریح کرنے والوں نے ھذلی اور عیسیٰ بن موسیٰ سے سنا جس نے اپنے باپ سے روایت کی ھے کہ "عبداللہ بن سوّار نے شہید ھونے کے وقت [اپنی جگہ] سنان [۸۰] بن سلمہ کو [سردار لشکر] مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ کوئی ایسا آدمی کہ جو ھند کی سرحد کے لئے موزوں ھو، دیکھ کر وھاں کا گورنر مقرر کرے۔ یہ حکم پہنچتے ھی زیاد [نے اسے لکھ بھیجا کہ "میرے پاس دو آدمی ھیں جو اس کی اھلیت رکھتے ھیں] احنف بن قیس [اور سنان بن سلمہ الھذلی"۔ اس کے جواب میں امیر معاویہ نے] اسے لکھا کہ [احنف کو اس کے دو دنوں میں سے کس دن ا] انعام دوں؟ اُمّ المومنین [سے بیوفائی کا یا صفّین کے دن ھمارے خلاف کوششیں کرنے کا؟ اس لئے سنان کو روانہ کر" اس پر زیاد نے جواب دیا کہ احنف شرف عقل اور رھبری کے اس درجہ پر پہنچ چکا ھے جہاں نہ حکومت اسے فائدہ پہنچا سکتی ھے اور نہ برطرفی کوئی نقصان] [۱] پھر [سنان] مکران جا کر دو سال وھاں رھا اور دو سال اور ایک ماہ کے بعد برطرف کیا گیا۔

سرحد ھند پر راشد بن عمرو الجدیدی کا تقرر

ابوالحسن نے ھذلی سے سنا اور اس نے آسود سے روایت

---

(۱) بریکیٹ میں دی ھوئی عبارتیں ابن قتیبہ کی کتاب "عیون الاخبار" (ج ۱ ص ۲۲۷) کے مطابق درست کی گئی ھے فتحنامہ کی عبارت اس جگہ پر اس طرح ھے جو کہ ظاھر ھے کہ ناقص ھے:- زیاد احنف بن قیس را فرمود کہ ھم او پسندہ است و ام مومنان است۔ (د۔ب)

Marfat.com

کی ہے کہ "زیاد نے جب [سنان] ابن سلمہ کو معزول کیا تو [اس جگہ] راشد بن عمرو کو ملک ہند [کی سرحد] کا گورنر بنا کر بھیجا۔

راشد ایک شریف اور بلند ہمت شخص تھا۔ امیر معاویہ نے اسے بلا کر [اپنے پاس] تخت پر بٹھایا اور بڑی دیر تک [وہ] آپس میں مشورے کرتے رہے۔ پھر [معاویہ نے فوج کے] خاص سرداروں سے کہا کہ "راشد ایک شریف آدمی اور سردار ہے اسے راضی رکھنا اور اس کی اطاعت کرنا، جنگ میں اس کی مدد کرنا اور اسے اکیلا نہ چھوڑنا۔"

راشد مکران پہنچتے ہی عرب کے بزرگوں اور سربراہوں کو ساتھ لے کر سنان کے پاس گیا اور اسے صائب الرائے اور کامل پا کر کہنے لگا کہ "خدا کی قسم سنان عظیم انسان ہے اور وہ سرداری اور سپہ سالاری کے لائق اور بہادر ہے۔ [پھر] دونوں ساتھ بیٹھے۔ اسے امیر معاویہ نے جاتے وقت [ہدایت] کی تھی وہ ہمیشہ سندھ اور ہند کی خبریں دیتا رہے۔ [راشد نے] رازدارانہ بات چیت کے وقت اس سے سندھ کی خبریں معلوم کر کے فوج کشی کا عزم مصمم کیا۔

(روایت) عبدالرحمٰن بن عبد ربہ (۱) السُلیطی سے اس طرح

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس جگہ پر "عبداللہ" ہے مگر (پ) اور (ر) کی عبارت "عبد ربہ" ہے جو کہ صحیح ہے کیونکہ فارسی ایڈیشن میں اسی نام کا املا ص ۲۳۴ پر نسخہ (پ) کے مطابق "عبد ربہ" تحریر ہے اور پہلی جگہ پر بھی نسخہ (ر) اور (م) کی عبارت "عبد ربہ" ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

روایت کرتے ھیں کہ اس نے کہا کہ میں نے عبدالرزاق بن سَلمہ سے سنا کہ جب راشد بن عمرو ملک سندھ میں پہنچا [۸۱] یعنی کوہ پایہ کا خراج وصول کرکے کیکانان گیا اور وھاں جا کر اگلا پچھلا خراج وصول کرنے کے ساتھ ھی ساتھ اموال غنیمت اور نافرمان غلام کہ جو لٹ گئے تھے ان پر قبضہ کیا اور ایک سال [وھاں رھنے] کے بعد واپس ھوکر سیستان کی راہ سے ھوتا ھوا کوہ مُنذر (۱) اور بَہْرَج کے قریب جا پہنچا تب اس پہاڑ کے باشندوں نے لشکر اکٹھا کیا اور تقریباً پچاس ھزار آدمیوں نے جمع ھوکر اس کا راستہ روک لیا [چنانچہ] صبح سے لے کر ظہر کی نماز تک جنگ ھوتی رھی اور آخر راشد شہید ھوگیا ۔

[راشد کے شہید ھوجانے کے] (۲) بعد ملک پھر سنان بن سلمہ کے حوالے ھوا اور سنان بن سلمہ دوبارہ [گورنر کی حیثیت سے] مستحکم ھوا (۲)

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "کوہ مندر" کی عبارت اختیار کی گئی ھے۔ (پ) (ن) (ک) کی عبارت "کوہ منذر" ۔ھے جو کہ زیادہ قرین قیاس ھے۔ غالباً اس پہاڑ کا یہ نام عرب کے ایک دوسرے گورنر "منذر بن جارود" کے نام پر مشہور ھوا ھے۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن کی عبارت " باز ولایت بہ سنان بن سَلَمہ دیگر بار مستحکم شد" ھے جو کہ شاید نسخہ (ب) کے مطابق ھے (ن) (ر) (م) میں "باز ولایت بہ سنان بن سلمہ دادند، سنان بن سلمہ دیگر بار مستحکم شد" ھے اور یہ عبارت زیادہ واضح ھے چنانچہ ترجمہ اسی عبارت کے مطابق کیا گیا ھے۔ (ن ۔ پ)

Marfat.com

ولایت سنّان بن سلمہ

یسار اُلقرشی سے اس طرح روایت کی ہے کہ جب راشد بن عمرو شہید ہوئے تب ابن زیاد نے سنان بن سلمہ کو گورنر بنایا اور [اس پر] فخر کیا، کیونکہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوا تھا اور جب اس کے باپ کو [اس کی ولادت کی] خوشخبری ملی تھی تو پیغمبر صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا تھا کہ "یا سلمہ آلبشیر بیا بنیک" (اے سلمہ! اپنے بیٹے پر خوش ہو) جس پر اس نے عرض کیا کہ "اگر میں خود کو اور اس کو راہِ خدا میں قربان کروں تو [یقیناً] ایسے ہزار بیٹوں سے بہتر ہوگا کہ جو خدا کی راہ میں قربان نہ ہوں۔" اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام سنّان رکھا۔

جب وہ [گورنر] مقرر ہوا تو ایک آراستہ لشکر ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ [راستے میں] اس نے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ "تیرا باپ تیری مردانگی پر ناز کرتا تھا، آج تیرا دن ہے۔ بہت سی ولایتیں تیرے قبضے میں آئیں گی اور ان کی اصلاح ہوگی۔" [۸۲] پھر [سنان] وہاں سے روانہ ہوا اور کچھ ممالک اپنے قبضے میں لا کر کیکانان پہنچا۔ پھر وہ جدھر کا بھی رخ کرتا وہاں اچھی نظیر قائم کرتا اور [اس طرح] وہ آخر بدھیہ تک جا پہنچا جہاں دھوکہ دے کر اسے شہید کردیا گیا اور جس پر ابن خلّاص السَبکُری نے یہ شعر کہے :-

Marfat.com

آبلغ سِنَانَ ابْنَ مَنْصُور وَ إِخْوَتَه
آعْنِي هُدِيْتَ (١) كِرماً غَيْرَ آغْمَار
إِنَّا عَتَبْنَا عَلَيْكُمْ فِي إِمَارَتِكُم
وَالدَّهْرُ ذَا قَلَلٍ فِي النَّاس دَوَّار
يُعْطِي الْجَزِيْلَ وَ يَنْشُرُ غَيْرَ مُسْتَشَرٍ
وَلَا يَزِيْدُكَ شَرًّا (١) بَعْدَ إِقْتَار
لَمْ يُنْزِلِ الْقَوْمَ إِذْ جُنَّتْ فَتَانَتُهُم (١)
كَابْنِ الْمُعَلَّى وَلَا مِثْلُ ابْنِ سَوَّار
وَلَا ابْنِ مُرَّةَ إِذْ آوْدَى الزَّمَانُ بِهِ
كَمْ قَلَّلَ الدَّهْرُ مِن تَاب وَ آظْفَار

[سنان بن منصور اور اس کے بھائیوں سے کہنا، کہ جو بزرگ [بڑے] کریم اور تجربہ کار ھیں، تمھاری امارت میں ھم تم پر رنجیدہ ھوے، زمانہ بڑا بے رحم اور مکّار ھے۔ [کہ] جو دولت کی پرواہ نہیں کرتا اسے دولت دیتا ھے۔ [البتہ] وہ فقیر سے کبھی بے وفا نہیں ھوتا۔ جب قوم ذلیل ھوتی ھے تو کوئی پناہ نہیں دیتا۔ جیسی کہ ابن معلی نے دی اور جیسی ابن سوّار نے دی۔ یا جیسی ابن مُرّوہ نے دی تھی مگر تباہ ھوا تھا۔ زمانے نے کتنے ھی شیر دل مرد بے کار کردیئے۔]

(١) فارسی ایڈیشن میں "هُدِيْتَ" کی بجائے "هُذِيْلًا"، "وَلَا يَزِيْدُكَ شَرًّا" کی بجائے "وَلَا يَزِيْدُ ثَرِی" اور "إِذْ جُنَّتْ فَتَانَتُهُم" کی بجائے "إِذْ حَنَّتْ قَنَانَتُهُم" کے تلفظ اختیار کئے گئے ھیں لیکن یہاں جو الفاظ دیئے گئے ھیں وہ علامہ عبدالعزیز المیمنی سابق پروفیسر عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے فاضل ایڈیٹر (ڈاکٹر داؤد ہوڈ مرحوم) کو لکھ کر بھیجے تھے۔ دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ٢٦١—(ن-ب)

Marfat.com

ولایت مُنذر بن جَارود بن بُشر

پھر [یہ] ملک مُنذر بن جاوود بن بُشر کے سپرد ہوا۔ جب خلیفہ کے حکم سے منذر خلعت گورنری پہن کر سنہ ۶۱ ہجری میں جنگ پر روانہ ہوا تو اُس کا جامہ ایک اُبھری ہوئی لکڑی سے الجھ کر پھٹ گیا [اس پر] عبیداللہ بن زیاد [۸۳] نے غمگین ہو کر کہا کہ مُنذر کی فال اچھی نہیں ہوئی۔ جب وہ اسے وداع کرکے واپس آیا تو رو کر کہنے لگا کہ مُنذر اس سفر سے واپس نہ آئے گا اور ہلاک ہوجائے گا۔ [ایک دن] ابن زیاد سے عبدالعزیز نے کہا کہ "مال ضایع ہورہا ہے اور تم کسی کو مقرر نہیں کرتے؟" اس نے کہا کہ "مُنذر کو بھیجا ہے جس سے جنگ اور شجاعت میں کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو مقصد میں کامیابی حاصل کرکے واپس آئے گا۔

مُنذر کی حکمرانی (۱)

مُنذر جب وہاں سے روانہ ہو کر دشمنوں کے ملک میں پہنچا تو [اچانک دریائے] ہورالی کے قریب بیمار ہوا اور جان خدا کے حوالے کی۔ اس کا بیٹا حَکَم بن منذر کرمان میں تھا اس کے پاس [علالت کے دوران میں اس نے اپنی بیماری کا حال] لکھ بھیجا تھا۔ اس کے بعد [مُنذر کے] بھائی نے عبدالعزیز سے اس ملک کی [گورنری] کا مطالبہ کیا اور [عبدالعزیز نے جا کر حجاج سے بات کی]۔ حجاج دروازے کی

---

(۱) نسخہ (ن) میں یہ عبارت نہیں ہے۔

Marfat.com

طرف بڑھا ھی تھا کہ اذان کی آواز آئی ۔ حجاج نے عبدالعزیز کی طرف منھ کر کے کہا کہ "اگر اذان کی آواز میرے کانوں میں نہ پڑتی تو اس کے [یعنی منذر کے] بھائی کو اس خط کی وجہ سے سزا دیتا ۔ ھمارے رؤسا اور اُمرا میں سے ایک بزرگ نے خدائے تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان فدا کی ھے اور اس کی جگہ اس کا بیٹا موجود ھے مگر تو [اس کے بھائی کے لئے] گورنری طلب کرتا ھے؟"۔

ولایت حکم بن منذر

بیان کرتے ھیں کہ جب حکم آیا اور عبیداللہ کو [اس المیہ کی] خبر دی گئی تو وہ رونے لگا اور بے حد غمگین ھوا۔ پھر اس کے [منذر کے] بیٹے [حکم] کو بلا کر تین لاکھ درھم اسے بخشش میں دیئے ۔ اس کے بعد چھ مہینے تک ھند کی گورنری اس کے حوالے رھی ۔ پھر جب حکم نے جو کہ ایک بلند ھمت اور بہادر شخص تھا [باقاعدہ گورنری کی] خلعت زیب تن کی تو عبداللہ بن الاَعور الیَحرمَازی (۱) نے اٹھ کر یہ اشعار پڑھے :

یَا حَکَم بِنْ اَلْمُنذِر بِنْ اَلْجَارُوْد
اَنْتَ اَلْجَوَّادُ وَ اَلْجَوَّادُ مَحْمُوْد
سُرَادِقُ اَلْمَجْدِ عَلَیْک مَمْدُوْد
نَبَتَّ فِی اَلْجُوْد فِی اَصْلِ اَلْجُوْد

[اے حکم بن منذر بن جارود تو بیشک سخی اور سخی

(۱) اصل لفظ سارے نسخوں میں "الحواری" ھے لیکن تصحیح کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص[۸۴]-(ن ب)

Marfat.com

محمود ہے ۔ تیرے چاروں طرف بزرگیوں کا حصار رہتا ہے۔ تو سخا میں پیدا ہوا اور تیری بنیاد جود ہے]۔

خلافت عبدالملک بن مروان

تاریخ کے راویوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک بن مروان کی باری آئی تو اس نے عراق، ہند اور سندھ حجاج بن یوسف کے سپرد کیا اور حجاج نے سعید بن اسلم کلابی کو مکران روانہ کیا ۔ اس کے وہاں پہنچنے پر [ایک شخص] سفہوی بن لام الحمّامی، آزُد [قبیلہ کا] وہاں آیا ۔ سعید نے اس سے تقاضہ کیا کہ "میں جہاں بھی منزل انداز ہوں، تو میرے ساتھ رہ اور میرا مددگار ہو"۔ اس نے جواب دیا کہ "میرے پاس فوج نہیں ہے"۔ اس پر وہ بولا کہ "میں "دفترخلافت کی طرف سے حکم دیتا ہوں"۔ اس نے کہا "خدا کی قسم میں تیری ماتحتی اختیار نہ کروں گا کہ مجھے شرم آتی ہے"۔ [اس پر غضبناک ہوکر] سعید نے اسے قتل کر ڈالا اور اس کی کھال کھچوا کر اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا اور خود جا کر مکران میں مقیم ہوا ۔ اور مالیہ وصول کرنے کےلئے لئے قابل اعتماد آدمی مقرر کرکے صلح اور نرمی کے ساتھ ہندوستان کا بہت سا محصول وصول کیا۔ آخر ایک دن جب کہ وہ خراج لے کر آرہا تھا مرج (۱) [کے مقام] پر علافیوں سے مقابلہ پیش آیا ۔

---

(۱) سارے نسخوں میں یہ مقام "مرج" لکھا گیا ہے ۔ مرج کے معنے ہیں گھاس کا میدان۔ مگر اس خطہ میں ایسی جگہ کا نام عربی

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۱۱۳)

Marfat.com

علافی اور ان کی بغاوت کا حال

قتیبہ بن آشعث سے روایت کرتے ھیں کہ ایک دن کلیب بن خلف [۸۵] المغنی، عبداللہ بن عبدالرحیم العلافی اور محمد بن معاویہ العلافی نے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کیا کہ سفہوی بن لام ھمارے ملک عمان کا باشندہ تھا اور اس کا ھم سے رشتہ بھی ھوتا ھے۔ [آخر] سعید کو ھمارے قرابت داروں کے قتل کرنے کا کیا حق ھے؟

چنانچہ جب وہ [سعید] خراج لئے ھوئے مرج (۱) میں ھو کر گذر رھا تھا [یہ لوگ اس کے] سامنے آئے۔ [پہلے تو] باتیں کرنی شروع کیں مگر آخر کار نوبت جنگ تک پہنچی اور علافیوں نے غلبہ حاصل کرکے سعید کو قتل کرڈالا اور خود مکران میں [حاکم] بن بیٹھے۔ جس پر فرزدق نے یہ شعر کہے:-

سَقَی اللہ قَبْراً بِا سَعِیْدُ تَضَمَّنَتْ
زَوَا حْیہِ اَکْفَاناً عَلَیْکَ ثِیَابُھَا
[وَ حُفْرَۃُ بیتٍ اَنْتَ فِیھَا مُوسَّدٌ
وَ قَدْ سُدَّ مِن دُونِ الْعَوَائِدِ بَابُھَا]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲)
تاریخوں یا جغرافیہ کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ یہ لفظ غالباً "بھرج" کی بگڑی ھوئی شکل ھے۔ فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کی بھی یہی رائے ھے کہ یہ لفظ اصل میں "بھوج" ھے اور بھرج کرمان ومکران کی سرحد پر ایک شہر تھا جس کا ذکر اس سے پیشتر ص ۹۹ پر آچکا ھے۔(ن-ب)

(۱) غالبا=بھرج، دیکھئے حاشیہ ص ۱۱۲—(ن-ب)

Marfat.com

لَقَدْ ضَمَّنَتْ اَرْضٌ بِمَكْرَانَ سَيِّداً
كَرِيْماً اِذَا الْاَنْوَاءُ خَفَّ سَحَابُهَا
شَدِيْداً عَلَى الْاَدْنَيْنَ مِنْكَ اِذَا احْتَوَى
عَلَيْكَ مِنَ التُّرْبِ الْهِيَامِ حِجَابُهَا
[لِيَبْكِ سَعِيداً مُرْضِعٌ اَمْ خَمِيسَةٍ
يَتَامَى وَ مِنْ صِرْفِ الْقِرَاحِ شَرَابُهَا]
اِذَا ذُكِّرَتْ عَيْنِي سَعِيْداً تَجَدَّرَتْ
عَلَى عَبَرَاتٍ يَسْتَهِلُّ انْسِكَابُهَا (۱)
[۸۶]

---

(۱) جملہ نسخوں میں اصل صرف چار شعر دیئے گئے ہیں اور فارسی نسخوں میں ان کی عبارت اس طرح ہے:

سقی اللہ قبراً بن سعید فاصبحت
نواحیہ اَرْهٰی علیک تُرابها
لقد ضمنت ارض بمکران سیداً
کریماً جواداً لا یبوا کف سحابها
شدیداً علی الادنین منک احسنوا
علیک من الثوب المهام حجابها (؟)
اذا ذکرت عینی سعیداً تجددت
لها عبرات یستهل انسکابها

ہماری دی ہوئی عبارت علامہ عبدالعزیز المیمنی، سابق پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کی ہوئی تصحیح کے مطابق ہے۔ دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۶۱) فرزدق کے یہ اشعار اس کے دیوان (طبع بیروت، طبع صاوی قاہرہ ص ۱۰۲ اور ہیل میونچ سنہ ۱۹۰۰ رقم ۳

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۱۱۵)

Marfat.com

[سعید! کاش خدا تیری قبر کو روشن رکھے، [کہ] جس کے شکم میں تیرے کفن کا لباس سمایا۔ وہ کوٹھی سلامت رہے کہ جس میں تو محو آرام ہے، حالانکہ آمدورفت کے لئے اس کے دروازے بند ہیں۔ مکران کی زمین میں وہ سردار آباد ہوا ہے، [کہ] جب بارش نہ ہوتی تھی تو اس کا کرم برستا تھا۔ تیرے غم میں تیرے سارے قرابت دار گرفتار ہوئے، کہ جب تیرے اوپر باریک مٹی کے پردے پڑ گئے۔ سعید کو وہ ماں رو رہی ہے جس کے پانچ بچّے ہیں، ان یتیموں کے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں رہا۔ آنکھوں کو جب سعید یاد آتا ہے، تب ان سے اس طرح آنسو بہتے ہیں جیسے نالہ بہہ رہے ہوں]

پھر حجاج نے سعید کے ساتھیوں سے غضبناک ہو کر ان سے پوچھا کہ تمھارا امیر کہاں ہے؟ مگر چونکہ انھوں نے اقرار نہیں کیا اس لئے [حجاج نے] ان میں سے بعضوں کو تلوار کا لقمہ بنایا یہ ں تک کہ [انھوں نے] اقرار کیا کہ علافیوں نے بے وفائی کرکے اسے قتل کر ڈالا ہے۔ حجاج نے [مشتعل ہو کر] بنی کلاب کے ایک آدمی کو حکم دیا [چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر] سلیمان علافی کو قتل کیا اور اس کا سر سعید کے پاس ماندوں کے گھر بھیج کر انھیں تشفی دی اور اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴)

و رقم ۵۰۰) میں موجود ہیں۔ مندرجہ بالا اشعار میں سے دو شعر (نمبر ۲ اور نمبر ۴) دیوان دیکھ کر درج کئے گئے ہیں۔ فتحنامہ کے تمام نسخوں میں یہ اشعار کم ہیں۔

Marfat.com

عزیزوں کو نوازا ۔ لیکن پھر بھی حجاج بن اسلم، بشر بن زیاد محمد بن عبدالرحمٰن، اسماعیل بن اسلم، سعید کے آزاد کئے ہوے غلام اور اس کے ملازم نعرے لگاتے اور آہ و فغاں کرتے رہے، [جس سے متاثر ہو کر] صعصہ بن مَجْرِیَہ (۱) کلابی نے یہ اشعار کہے :-

آعَاذلُ کَیْفَ لِیْ بِھُمُوْمِ نَفْسِیْ
بِذِکْرِیْ تابعاً فِیْھَا سَعِیْداً

وَإِخْوَاناً لَہ سَلَفُوْا جَمِیْعاً
غَطَارِفَۃً مِنَ الْاَدْنَیْنِ صِیْدَا

إِذَا ما الدَّھْرُ حَلَّ فَلَمْ یَکُونُوا
بِمَاقَدْ حَلَّ مِنْ اَمْرٍ شُھُوْداً

بِقَنْدَابِیْلَ حَیْثُ تَرَی الْمَنَایَا
وَقَدْ لَاقَتْ بِھِمْ کَرَماً وَجُوْداً

وَلَا تُشْتِیْتُ بِنَا سُوْقاً (۲) سَتُلْقَی
مِنَ الْاَجَالِ مُطْرِقَۃً حَدِیْداً [۸۷]

[اے عاذل! بتا کہ میں غموں کو کیا کروں، کہ جنھوں نے سعید کی یاد میں مجھے بے کار کر دیا ہے۔ اور اس کے بھائی بھی جو کہ فوت ہو گئے، [اور] اقارب بھی کہ جو سب سردار

---

(۱) فارسی ایڈیشن کا تلفظ "محربہ" ہے مگر استاد علامہ عبدالعزیز المیمنی کی رائے میں "محربہ" عربوں کا نام نہیں ہوتا بلکہ "مَجْرِیَہ" ہوتا ہے اس لحاظ سے یہ تلفظ اختیار کیا گیا۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں تلفظ "سُوْقاً" ہے، کی ہوئی تصحیح علامہ المیمنی کی جانب سے ہے۔ (ن - ب)

Marfat.com

تھے۔ زمانے کی طرف سے اگر کوئی مصیبت آئی تو وہ اسے دیکھ کر خاموش نہ رہے۔ اس قندابیل میں کہ جو موت کا گھر ہے۔ سختیوں کے وہ سردار جاکے موت سے بغل گیر ہو گئے۔ اے آھن! [ھم پر] لوگوں کو نہ ھنسانا کہ خبردار تجھے بھی اجل کے ھتھوڑے برداشت کرنے پڑیں گے]۔

ولایت مُجّاعہ بن سِعَر بن یزید بن حُذَیفہ [التّمیمی]

اس تاریخ کے سنوارنے والے روایت کرتے ھیں کہ بشر بن عیسیٰ صاحب الخلاط نے (۱)، فَرقَد (۲) بن مغیرہ اور عَمرو بن محمد التّمیمی سے بیان کیا کہ جب حَجّاج نے مُجّاعة بن سِعر کو مکران (۳) کی طرف بھجا، [کیونکہ] سنہ پچاسی [ھجری] میں ھند اور قندابیل کے ممالک حجاج کے ذمے کئے گئے تھے، توعلافی، مُجّاعة کے پہنچنے سے پہلے ھی بھ گ گئے۔ مُجّاعہ نے انھیں بہت تلاش کیا مگر وہ سندھ کے راجا داھر بن چچ کے پاس چلے گئے [اور اس کے ھاتھ نہ آئے]۔ مجاعہ ایک سال مکران میں اقامت پذیر رھا اور [وھیں] انتقال کر گیا۔

محمد بن ھارون بن ذِراع النمری کا تقرر

جب سنہ چھیاسی [ھجری] آیا [اور] خلافت ولیدبن عبدالملک بن مروان کو ملی۔ تو اس نے ملک [ھند] محمد بن

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "صاحب الحاط" ھے الخاط کی جگہ الخلاط کی تصحیح علامہ عبدالعزیزالمیمنی کی جانب سے ھے (ن۔ ب).
(۲) فارسی ایڈیشن میں "برقد" ھے، یہ تصحیح استادالمیمنی کی ھے (ن۔ب)
(۳ تمام نسخوں میں اس مقام پر "خراسان" ھے مگر یہ غلط ھے جیسا کہ آگے چل کر واضح ھوتا ھے۔(ن۔ب)

Marfat.com

ھارون کے حوالے کیا۔ تاریخ کے مصنف اس طرح روایت کرتے ھیں کہ جب مسّجاعہ کی عمر پوری ھوئی تو حجاج بن یوسف نے محمد بن ھارون (۱) کو ھندوستان کی طرف مقرر کیا اور اسے اپنی مرضی کے مطابق حکومت چلانے کی پوری آزادی دے کر کر دیوانی مال وصول کرنے کی تاکید کی اور کہا کہ "علافیوں کو تلاش کرنا اور کسی بھی طرح انھیں قبضہ میں کرکے سعید کا انتقام لینا" ۔ چنانچہ محمد نے سنہ چھیاسی کی ابتدا میں ایک علافی کو گرفتار کیا اور خلیفہ کے فرمان کے مطابق اسے قتل کرکے اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا اور اس کے متعلق حجاج کی خدمت میں ایک خط بھی لکھا [۸۸] جس میں ذکر کیا کہ ایک علافی کو تلوار کا لقمہ بنایا گیا، اگر عمر نے وفا اور بخت نے یاوری کی تو دوسروں کو بھی گرفتار کیا جائے گا۔ محمد بن ھارونؒ نے پانچ سال وھاں رہ کر خشکی اور تری کے علاقے فتح کئے۔

ان تحفوں کا ذکر جو سراندیپ سے خلیفۂ وقت کے لئے بھیجے گئے تھے

کہتے ھیں کہ سراندیپ کے راجا نے جزیرہ یواقیت (۲) سے کشتیوں کے ذریعہ حجاج کے پاس [بہت سے] ھدیئے اور تحفے بھیجے [ساتھ ھی ساتھ] انواع و اقسام کے موتی و جواھر، حبشی غلام اور کنیزیں اور دیگر بےمثل اشیاء کے نادر تحائف

---

(۱) تحفۃ الکرام کی روایت کے مطابق یہ شخص بلوچوں اور جتوں کا مورث اعلیٰ ھے ۔ دیکھئے تحفۃ الکرام ص۲۸، ج ۳ (مترجم)

(۲) لفظی معنی کے لحاظ سے "یاقوتوں کا جزیرہ"

Marfat.com

دارالخلافہ کو بھی روانہ کئے۔ کچھ مسلمان عورتیں بھی کعبہ [شریف] کی زیارت اور دارالخلافہ کو دیکھنے کی غرض سے ان کے ساتھ ہولیں۔

جب [یہ بحری بیڑا] ملک قازرون [کے قریب] پہنچا تو ہوا [سخت] مخالف ہوگئی [جس کی وجہ سے] جہازوں کا رخ پھیر کر وہ دیبل کے کنارے جالگے [لیکن یہاں] قزاقوں کے ایک گروہ نے کہ جسے نکامرہ (۱) کہتے تھے اور [وہ] دیبل کے باشندے تھے، ان آٹھوں جہازوں کو گرفتار کرکے اس میں لدے ہوئے سامان پر قبضہ کرلیا۔ اور مردوں اور عورتوں کو گرفتار کرکے سارا سامان اور جواہرات [وغیرہ] سب لوٹ لئے۔ سراندیپ کے بادشاہ کے آدمیوں اور عورتوں نے بہتیرا کہا کہ یہ مال وہ لوگ خلیفہ وقت کے لئے لےجارہے ہیں مگر انھوں نے توجہ نہ کی اور سب کو بند کرکے کہا کہ "اگر کوئی تمھاری داد رسی کرنے والا ہے [تو اس کے توسل سے] خود کو پھر سے خرید لو"۔ اس پر ایک عورت نے چیخ کر [۸۹] کہا کہ] "یا حَجّاج! یا حَجّاج! اَغِثْنِی اَغِثْنِی (اے حجاج! اے حجاج! میری مدد کو پہنچ، میری مدد کو پہنچ) یہ عورت قبیلۂ بنی عزیز (۲) میں سے تھی۔ حجّاج نے یہ بات سن کر کہا "لبّیک لبّیک"۔ واسط اسعدی نے بیان کیا کہ "جب دیبل فتح ہوا تو میں نے اس عورت کو دیکھا، اس کا رنگ سفید اور قد لمبا تھا"۔

---

(۱) (ن) (ب) میں "نکامرہ" (م) میں "تنکامرہ" اور (س) میں "ہکامرہ" ہے۔

(۲) نسخہ (پ) میں "بنی عزیز ہے"۔

Marfat.com

دیبل کے تاجر [جب دارالخلافہ میں] آئے [تو ان کے ساتھ] وہ لوگ [بھی آئے] کہ جو اس بیڑے سے بچ نکلے تھے [چنانچہ] انھوں نے آکر حجاج کو اس حال کی خبر دی کہ "مسلمان عورتیں دیبل میں قید ہیں اور یا حجّاج! یا حجّاج! آغثنی آغثنی" دہ کر فریاد کر رہی ہیں"۔ یہ بات سن کر حجاج نے کہا "لبّیک لبّیک" (حاضر ہوں، حاضر ہوں)۔ یہ بھی روایت ہے کہ حجاج کو جب مسلمان عورتوں کی خبر ملی کہ [وہ پکار رہی ہیں کہ] "اے حجّاج ہماری مدد کر" تو اس نے کہا کہ [ان عورتوں] نے گویا مجھے نیند سے بیدار کیا ہے کہ ظالموں اور بے رحموں کے خلاف ہماری فریاد رسی کر ہم قید میں پڑے ہیں"۔

حجاج کا داھرؑ کافر کے پاس قاصد بھیجنا

پھر حجاج نے داھر بن چچ کی طرف ایک قاصد روانہ کیا اور محمد بن ہارون کو [بھی] خط لکھا کہ کوئی قابل اعتماد آدمی اس قاصد کے ساتھ داھر بن چچ کے پاس بھیج دے کہ جا کر اس سے کہے کہ مسلمان عورتوں کو چھوڑدے اور دارالخلافہ کے تحفے واپس کردے، اور عورتوں کی حالت بھی دریافت کرے۔ پھر ایک خط داھر کے پاس بھی لکھا جس پر اپنے دست مبارک سے دستخط کرکے قاصد کے حوالے کیا۔ اس میں [۹۰] سخت تاکید کے ساتھ تہدید و وعید درج کیں۔ جب یہ خط داھر بن چچ کو ملا تو خط پڑھ کر اور جو پیغامات بھیجے گئے تھے، وہ سن کر اس نے جواب دیا کہ "یہ لوگ قزاق

Marfat.com

ھیں، ان سے زیادہ کوئی طاقتور نہیں ھے، اور وہ ھماری اطاعت بھی نہیں کرتے"۔ [حالانکہ] سندھوں کا دیبل بھی داھر بن چچ کی بادشاھت کے حدود میں تھا۔

حجّاج کا دارالخلافہ سے اجازت طلب کرنا

جب یہ خبر حجاج کو ملی تو اس نے [خلیفہ] ولید بن عبدالملک کی خدمت میں اطلاع بھیجی اور اس سے سندھوھند کے جہاد کی اجازت طلب کی۔ [خلیفہ نے] حجاج کو اجازت نہ دی۔ پھر اس نے دوبارہ لکھا۔ آخر اجازت مل گئی۔ پھر حجاج نے عُبَیداللہ بن نَبھان السّلَمی کو مکران پر مقرر کیا۔ [اور] بُدَیل [ابنِ طہفتہ البَجَلی] کو حکم دیا کہ "محمد بن ھارون کے پاس جا اور مکران پہنچ کر اسے [دارالحکومت] کے لشکر بھیجنے کی خبر سنا تاکہ وہ [بھی] تین ھزار آدمی تیرے ساتھ روانہ کرے۔ بُدَیل تیس سو جنگ جُو جوانوں کے ساتھ روانہ ھوا اور اس کے ساتھ عبیداللہ بھی(۱) عمان کا سمندر [بحرعرب] پار کرکے دیبل (۲) کے قلعے کے پاس آ پہنچا۔ [طہفہ کے ھاتھوں] جب محمد بن ھارون کو حجاج کا خط ملا تو

---

(۱) اصل متن میں اس مقام پر "باوی" ھے یعنی "اس کے ساتھ"۔ تاریخی تسلسل کے لحاظ سے یہ عبارت یہاں بے موقع ھے اور سارے مضمون کو غلط بنارھی ھے۔ بلاذری کے لکھنے کے مطابق عبیداللہ بن نبھان بدیل بن طہفہ سے پہلے دیبل میں جنگ کرتا ھوا شہید ھوگیا تھا۔ اس کے بعد حجاج نے بُدَیل بن طہفہ کو دیبل روانہ کیا۔ دیکھئے بلاذری ص۴۲۵-۴۲۶—(ن-ب)

(۲) سارے نسخوں میں یہاں "نیرون" ھے جو کہ غلط ھے۔ دیبل ھی صحیح ھے۔ دیکھئے بلاذری ص۴۲۵—(ن-پ)

Marfat.com

اس نے [بھی] ایک جماعت اس کے ساتھ روانہ کی اور وہ [بھی] دیبل پہنچی۔ دیبل کے باشندوں نے داھر کے پاس اروڑ آدمی بھیجا کہ اسے بُدَیل کے دیبل پہنچنے کی اطلاع دے۔ [قاصد] جیسینہ(۱) بن داھر کو بھی جو کہ نیرون میں تھا یہ خبر سناتا ہوا داھر کے پاس گیا۔[۹۱]

جیسینہ بن داھر کا نیرون سے پہنچنا

داھر نے جیسینہ کو چار ھزار سوار اور اونٹ و ھاتھی دے کر جلد [دیبل] روانہ کیا یہاں تک وہ آکر بُدیل کے مقابل ہوا۔ [اس عرصہ میں] بُدَیل، دیبل کے بہادروں کو شکست دے چکا تھا۔ جیسینہ چار ھاتھی اور دیگر ساز و سامان سے آراستہ لشکر ساتھ لایا اور آکر جنگ میں شریک ہوگیا۔

صبح سے شام تک طرفین میں نہایت [زور شور سے] جنگ جاری رہی۔ دوران جنگ میں سواروں کے غلبے اور ھاتھیوں [کی چنگھاڑ] سے بُدَیل کا گھوڑا بھڑکنے لگا۔ بُدَیل نے عمامے سے گھوڑے کی آنکھیں باندھ کر حملہ جاری رکھا یہاں تک کہ آسیؔ کافروں کو جہنم واصل کرکے خود شہید ہوگیا۔ پھر جیسینہ نے [دیبل میں] ایک ٹھاکر کو مقرر کیا اور متؔر ھاتھی اس کی نگرانی میں دے کر دیبہ بکری اسے جاگیر میں دیا۔

---

(۱) جملہ نسخوں میں اس نام کا تلفظ "جیسیہ" ہے جو کہ معنی کے لحاظ سے "جبسینہ" ہو گا۔ درحقیقت یہ لفظ "جپسینہ (یعنی فتحمند شیر ہے) - اس سے پہلے اسی طرح "دھر سینہ" کا نام آچکا ہے اور اسی لحاظ سے پوری کتاب میں اس نام کا تلفظ "جیسینہ" قایم رکھا گیا ہے —(ن-ب)

Marfat.com

بُدیل کے شہید ہونے کی خبر

روایت کی ہے کہ جب حجاج کو بُدیل کے شہید ہونے کی خبر ملی تو غمگین ہو کر اس نے کہا کہ "اے موذن! جب بھی نماز کےلئے اذاں دو تو دعا میں مجھے بُدیل کا نام یاد دلاتے رہو تا کہ میں اُس کا انتقام لوں۔

پھر اس لشکر کا ایک آدمی [۹۲] آیا اور حجاج کے سامنے جنگ کا حال بیان کرتے ہوئے بُدیل کی بہادری اور اس مردانگی کا ذکر کیا کہ جو اس نے اس جنگ میں دکھائی تھی یہاں تک کہ وہ قتل ہوگیا اور لشکر اسلام نے شکست کھائی۔ [اس نے کہا کہ] میں [اس جنگ میں] حاضر تھا اور اُس کی ہمت و مردانگی دیکھ رہا تھا"۔ جب وہ یہ تمام واقعہ بیان کرچکا تو حجاج نے کہا کہ "اگر تو بہادر ہوتا تو تو بھی بُدیل کے ساتھ قتل ہو جاتا" [یہ کہکر] حجاج نے اسے سزا دینے کا حکم دیا۔

(بدیل کا شہید ہوتا) عبدالرحمٰن بن عبد ربہ (۱) سے روایت منسوب کرتے ہیں کہ جب بُدیل قتل ہو گیا تو نیرون کوٹ (۲) کے لوگ ڈرے کہ عرب کا لشکر ضرور اس ظلم کا بدلہ لینے کےلئے آئے گا اور ہم [چونکہ] اُن کے راستے میں ہیں اس وجہ

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "عبداللہ" ہے نسخہ (ن) میں صاف طور پر "عبد ربہ" ہے اور (پ) (ر) (م) کی عبارتوں سے بھی یہی ظاہر ہے کہ اصل لفظ "عبد ربہ" ہے یہ راوی وہی "عبدالرحمان بن عبدربہ السلیطی" ہے جس کا ذکر پہلے بھی ص ۱۰۶ پر آچکا ہے۔

(ن-ب)

(۲) اصل عبارت "حصن نیرون" ہے۔

Marfat.com

سے وہ اول ہم پر غصہ اتاریں گے اور ہم تباہ و برباد ہوجائیں گے اس وقت نیرون کا حاکم سندر نامی ایک شمنی تھا [اس نے] داھر کو بغیر اطلاع دیئے اپنے معتبر آدمی حجاج کی خدمت میں بھیج کر امان نامہ طلب کیا اور خود پر خراج مقرر کیا [اور وعدہ کیا کہ] وہ خراج وقت پر ادا کرتا رہے گا۔ امیر حجاج نے انھیں پروانۂ امن لکھ دیا اور پختہ وعدوں سے تشفی دی اور کہا کہ" ایسا طریقہ اختیار کرو کہ ھمارے قیدی رھا ھوں ورنہ چین کی حد تک کافروں کو نہ چھوڑوں گا اور اسلام کی تلوار سے [انھیں] ذلیل و خوار کروں گا۔

ادھر عامر بن عبداللہ نے [حجاج کے پاس] پیغام بھیجا کہ ملک ھند میرے حوالے فرما۔ "حجاج نے جواب دیا کہ تو طمع رکھتا ھے"۔ لیکن نجومیوں نے حساب کرکے یہ فیصلہ کیا ھے اور میں نے خود قرعہ ڈالکر دیکھا ھے کہ ملک ھند امیرعمادالدین محمد بن قاسم ثقفی کے ھاتھوں فتح ھوگا [۹۳]

عمادالدین محمد بن قاسم [بن محمد بن حکم] بن أبی عقیل ثقفی کا تقرر

خبروں میں تصرف کرنے والے اور روایتوں کی تفسیر کرنے والے یوں کہتے ھیں کہ جب دارالخلافہ کی جانب سے ملک سندھ حجاج بن یوسف ثقفی کے حوالے ھوا تو اس نے محمد بن قاسم کو، جو کہ اس کے چچا [کے بیٹے] کا بیٹا اور نواسہ بھی تھا اور حجاج کی بیٹی اس کے گھر میں تھی، ھند کا گورنر مقرر کیا۔ اس کی عمر سترہ سال تھی۔ اس امارت کی مبارکبادی

Marfat.com

میں حمزہ بن بیض الحنفی نے یہ اشعار کہے۔

اِنَّ الشَّجَاعَۃَ وَ السَّمَاحَۃَ وَ النُّھٰی
لِمُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ
قَادَ الْجُیُوْشَ لِسَبْعَ عَشْرَۃَ حِجَّۃً
یَا قُرْبَ ذَالِکَ مَوْدِداً مِنْ مَوْلِدِ

[محمد بن قاسم کے ساتھ بے شک خاص سخاوت، عقل اور رعیت پروری ہے۔ سترہ برس کی عمر میں [وہ] سپہ سالار ہوا۔ ولادت سے سروری کس قدر قریب ہے]۔

ابوالحسن مدائنی نے بِشْر بن خالِد سے روایت کی ہے کہ بُدَیل کے قتل ہوجانے کے بعد حجاج نے خلیفہ وقت ولید کے پاس ایک خط بھیجا جس میں ہندوستان کے فتح کرنے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ نے لکھا کہ وہ قوم جاہل اور ملک بہت دور ہے۔ لشکر اور اسلحہ جات جنگ وغیرہ کی تیاری اور بندوبست پر بھی بڑی رقمیں خرچ ہوں گی اور [بیت المال پر] بڑا بوجھ پڑے گا جو کہ بڑی خراب بات ہے [چنانچہ اس معاملے میں] توقف کرنا چاہئے۔ کیونکہ جب بھی لشکر جاتا ہے، مسلمان ہلاک ہوجاتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی تدبیر سوچنی چاہئے" [۹۴]۔

حجّاج کا خط

پھر حجّاج نے دوسری مرتبہ خط لکھ کر واضح کیا کہ اے امیرالمومنین! کتنی مدت گذر گئی ہے کہ مسلمان قیدی کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہیں اور اسلام کا لشکر ایک مرتبہ

Marfat.com

شکست کھا چکا ھے جس کا بدلہ لینا اور مسلمانوں کو آزاد کرانا ضروری ہے ۔ اور خط میں جو ارشاد فرمایا ھے کہ [وہ] ولایت دور ھے اور لشکر کی تیاری اور انتظام پر بے فائدہ رقم خرچ ھوگی [اس کے لئے عرض ھے] کہ ھمارے پاس اسباب اور ھتھیار وغیرہ سب کچھ [پہلے ھی سے] موجود ھیں زیادہ فرق نہ پڑے گا اور اگر کوئی خرچ، بار یا تکلیف ھوئی بھی تو [اس کے لئے] میں ذمہ دار ھوتا ھوں کہ دارالخلافہ کے خزانہ سے اس اس لشکر پر جتنی رقم خرچ ھوگی تو اس سے دوگنی، سہ گنی رقم خزانے میں، کہ خدائے تعالیٰ اسے بھرپور رکھے، داخل کرائی جائے گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

دارالخلافہ میں خط کا پہنچنا اور لشکر کے لئے ھندوستان کے سفر کرنے کی اجازت ملنا

جب اس خط نے خلیفہ کے مطالعہ کا شرف حاصل کیا تو اجازت کا فرمان جاری ھوگیا ۔

(حجاج کی دوسری عرضداشت)

اس پر حجاج نے پھر دوبارہ عرضداشت بھیجی کہ "جس صورت میں اجازت کے فرمان سے مشرف ھوا ھوں تو اب [مہربانی فرما کر] شام کے سرداروں میں سے چھ ھزار کو حکم فرمائیے کہ جنگ کے ھتھیاروں اور دوسرے سارے ساز و سامان کے ساتھ اِس لشکر کی طرف روانہ ھوں ۔ [یہ لوگ ایسے نامور ھوں] کہ جنگ کے وقت ان میں سے ھر ایک کا نام مجھے معلوم رھے۔ اور وہ میری موافقت کریں اور لڑائی سے منھ نہ موڑیں ۔ [۹۵]

Marfat.com

حجّاج کا شام کی جانب خطوط لکھنا

ابوالحسن [مدائنی] نے اسحاق بن ایوب سے روایت کی اور کہا کہ حجّاج کی تحریر پر شام کے امیروں کے فرزندوں میں سے ایسے چھ ہزار جوان کہ جن کے ماں باپ زندہ تھے اور پوری تیاری کرسکتے تھے اور [وہ] نامور بہادر کہ جو اپنے ننگ و نام کی خاطر [میدان جنگ] میں جم کر محمد بن قاسم سے وفاداری دکھا سکتے تھے، آکر حاضر ہوئے۔

(روایت) ابوالحسن سے روایت ہے کہ چھ ہزار مشہور اور نامور دلیر [حجاج کے پاس] حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے حجّاج کے سامنے آکر کہا کہ میرے پاس سامان نہیں ہے۔ حجاج نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ "میرے سامنے سے چلا جا ورنہ قتل کر ڈالوں گا"۔ اس پر وہ شامی حجاج کے سامنے سے اٹھ کر بھاگا۔ راستے میں اسے کچھ سوار آتے ہوئے ملے جنھوں نے پوچھا کہ اتنی تیزی کے ساتھ کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا کہ میرے پاس پورا سامان نہیں تھا [جس کی وجہ سے] حجاج نے مجھے دھمکی دی ہے کہ سزا دوں گا۔ [لوگ] اسے واپس لے آئے اور فرصت کے وقت خوش اسلوبی سے [اسے حجاج کے سامنے] پیش کیا اور عرض کیا کہ جس وقت اسے حکم پہنچا تو [محض سامان نہ ہونے کی وجہ سے اسے] تاخیر کی مجال نہ تھی اور [جس حال میں ہوئی تھا] خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے [اسی حال میں] حاضر ہوگیا۔

جمعہ کے دن حجاج کا خطبہ دینا

پھر حجّاج نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور کہا

Marfat.com

"اِنّ الایّام ذات دُول و الحَرْب سِجَال" (زمانہ بدلنے والا اور دو دھاری تلوار ہے) "یوم لَنَا و یوم عَلَیْنَا" (کسی دن ہمارے موافق ہے تو کسی دن ہمارے خلاف ہے) تو جس دن ہمارے موافق ہو اس دن [مخالف] لشکر کو قید کرنا چاہئے اور جس دن ہمارے خلاف ہو اس دن تحمل کرنا چاہئے تاکہ ہم پر جو نعمت ہے اس میں اضافہ ہو اور جو حادثہ پیش آیا ہو وہ دفع ہوجائے۔ [۹۶] ہم خداوند عز و جل و نعیم و کریم و بے ہمتا کے احسان مند ہیں، اس کی تعریف ہماری زبانوں پر جاری ہے اور [ہم] اس کے کرم اور نعمت کے امیدوار ہیں کہ اپنی کامل نعمت ہمیشہ جاری رکھے اور کوئی بھی دروازہ ہم پر بند نہ کرے اور ہمیں اس کے شکر کا ثواب عنایت کرے۔ بُدَیل کے فراق میں دُکھ کی آواز ہر گھڑی میرے دل کے کانوں میں پہنچ رہی ہے اور میں لبّیک لبّیک کہہ رہا ہوں۔ خدا کی قسم اگر عراق اور [دوسرا] جو بھی [ملک] میرے قبضے میں ہے اس کا سارا مال اس کام پر خرچ ہوجائے تب بھی جب تک یہ داغ نہ مٹاؤں گا اور بدلہ نہ لوں گا تب تک میرے غضب کی آگ کی بھٹی سرد نہ ہوگی۔

محمد بن قاسم کو ہند اور سندھ کی طرف روانہ کرنا

پھر حجاج نے محمد کو سوار کرکے صدقات دیئے اور لشکر کو کثیر مال [و اسباب] سے مستحکم کرکے ہند اور سندھ کے جہاد کے لئے نامزد کیا اور یہ شعر پڑھے:

Marfat.com

دعا الحجاج فارسه بدیل
وقد مال العدو علی بدیل
و شمر ذیله الحجاج لما
دعاه ان یشمره بذیل
فدیت المال لیلغارات حثوا
بلا عد یعد ولا بکیل.

[بدیل سوار نے حجاج کو پکارا، جب دشمنوں نے بدیل کو گھیرا، حجاج نے اس کی آواز پر ہتھیار اٹھائے، اور مدد کے لئے باگ موڑی، جنگ کے لئے میں نے مٹھیاں بھر بھر کے مال لٹایا، نہ میں نے شمار کیا ہے اور نہ تولا ہے]۔

اس کے بعد حجاج نے [محمد بن قاسم سے] کہا کہ "شیراز کی جانب سے گذر کر آہستہ آہستہ منزلیں طے کرتے ہوئے روانہ ہو تاکہ سارا لشکر تم سے آملے - [۹۷]

لشکر کا شیراز پہنچنا

پھر محمد بن قاسم بختِ طالع کے ساتھ شیراز میں جا کر منزل انداز اور قیام پذیر ہوا - یہاں تک کہ عراقی اور شامی سب کے سب پہنچ گئے - [اس طرف حجاج نے] قلعے کی جنگ کا ضروری سامان مثلاً منجنیقیں، کدال، تیر اور چلہتو(۱) [ریشمی رسیں] وغیرہ کشتیوں میں رکھ کر اور ابن مغیرہ اور خُرَیم کو کشتیوں کا نگران مقرر کر کے انہیں تاکید کی کہ

(۱) یہاں اصل لفظ "خفقان" ہے - یہ ایک ریشم کا جنگی لباس ہوتا ہے جسے تہہ در تہہ سیا جاتا ہے - اگلے زمانے میں سندھ میں اسے "چلتہو" (چہل تہہ) یعنی چالیس تہوں والا لباس کہتے تھے — (مترجم)

Marfat.com

اگر ان کشتیوں کو کچھ نقصان پہنچا تو اس کے لئے وہی ذمے دار ہوں گے اور معاملہ سزا تک پہنچے گا۔

حجاج کا خط محمد بن قاسم کو ملنا

پھر حجاج نے محمد بن قاسم کو ایک خط لکھا جس میں اسے بتایا کہ میں نے خریم اور ابن مغیرہ کو روانہ کیا ہے اور انھیں حکم دیا ہے کہ وہ دیبل کے آس پاس آکر تم سے ملیں اس لئے تمھیں [اس] بیڑے کے پہنچنے تک انتظار کرنا چاہئے۔ اللہ کی حفظ و امان میں روانہ ہو۔ فی حِفظ اللہ وَعَوْنِہٖ۔

(روایت) اسحاق بن ایوب اور ہلواث(۱) کلبی نے روایت کی ہے کہ حجاج نے سارے لشکر کی ضروریات پوری طرح فراہم کردی تھیں بلکہ کوشش کر کے ضرورت سے زیادہ ہتھیار اور سامان سامنہ کیا تھا۔

اونٹوں کی کمک دینا

پھر [حجاج نے] کہا کہ "تمھاری تیاری مکمل ہوچکی۔ اب ہر چار سواروں کے پیچھے ایک اونٹ لو۔ میں تمھیں باربردار سانڈنیاں دیتا ہوں تاکہ تم محتاج نہ ہو اور اونٹوں پر زیادہ بار نہ رکھو۔ خدائے تعالیٰ سے ڈرو، صبر سے مزین رہو اور جب دشمن کے ملک میں پہنچو [۹۸] تو کشادہ میدان میں منزل کرنا تاکہ کھلے رہو اور جنگ کے وقت چھوٹی چھوٹی ٹولیوں

---

(۱) اصل میں "حلوان کلبی" ہے۔ عربوں میں زیادہ تر "حلوان" نام نہیں ہوتا۔ صحیح "ہلواث کلبی" ہے جو تاریخ طبری (یورپ ایڈیشن جلد ۲ ص ۱۲۷۵) میں بھی فتوحات سندھ کے سلسلے کا راوی ہے۔(ن۔ب)

Marfat.com

میں بٹ جانا۔ اور مختلف اور الگ الگ سمتوں سے آنا کیونکہ ہاتھیوں کی جنگ اہم ہے۔ اور جب وہ حملہ کریں تو ایک جگہ ٹھہر کر تیر برسانا اور برگستوان (۱) سامنے کرکے [ان کی] شکلیں پھاڑنے والے جانوروں اور ہاتھوں جیسی دکھانا"۔ [پھر] اس نے درزیوں اور زرہ داروں کو حکم دیا جنھوں نے برگستوانوں کے سر شیر اور ہاتھیوں جیسے بنائے اور بھجوادئے۔ حجاج کے خطوط، چھ ہزار سواروں، چھ ہزار اونٹوں اور تین ہزار باربردار بختی اونٹوں سمیت شیراز پہنچے۔ محمدبن‌قاسم نے یہ خطوط پڑھے۔ اس وقت ہجرت کو ۹۲ سال گذر چکے تھے (۲)۔

محمد بن قاسم کا مکران پہنچنا

خبروں کے مصنفوں اور تاریخ کے مؤلفوں نے عبدالرحمٰن بن عبدربہ (۳) سے اس طرح روایت کی ہے اور اس نے عبدالملک بن قیس سے روایت کی، جس نے بیان کیا کہ: محمد بن قاسم نے جب مکران پہنچ کر محمد [بن] ہارون سے ملاقات کی

---

(۱) برگستوان ایک قسم کی زرہ ہوتی ہے جو کہ جنگ کے وقت گھوڑوں کو پہناتے ہیں جس کی وجہ سے وہ زخموں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲) غالباً مراد یہ ہے کہ "گذرنے والے تھے"۔ درحقیقت اس وقت ۹۲ ہجری کا نصف سال بھی مشکل سے گزرا تھا جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ محمد بن قاسم ۹۳ ہجری کے محرم کے مہینے میں دیبل پہنچا تھا—(ن۔ب)

(۳) فارسی ایڈیشن میں "عبداللہ" ہے۔ نسخہ (پ) کے تلفظ کے مطابق "عبدربہ" ہی ہونا چاہئے تھا۔ اس لفظ کی تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص[۸۱]، اور ص[۹۳]—(ن۔ب)

Marfat.com

اس وقت میں امن کے ساتھ تھا۔ محمد [بن] ھارون اس کے ھمرکاب پیدل چلنے لگا تھا [مگر] محمد بن قاسم نے محمد [بن] ھارون کو سوار کیا اور پھر دونوں منزل گاہ تک آئے۔ وھاں پہنچ کر اس نے بہت سے تحفے، ھدئے اور مہمانی کا سامان پیش کیا اور کہا کہ محمد بن قاسم نے اسی نرمی اور تواضع سے نام پیدا کیا ھے اور اسی تیاری، سامان، عقل، استقلال، ھنر اور دانائی سے سند اور ھند کے ممالک کو فتح کرے گا۔

محمد بن ھارون کا محمد بن قاسم کے ساتھ روانہ ھونا

ابن منظر بحری حکایت کرتا ھے کہ محمد بن قاسم وھاں سے ارمابیل کی جانب روانہ ھوا اور محمد [بن] ھارون نے بھی اس کے ساتھ [چلنے کا] مصمم ارادہ کیا۔ وہ حالانکہ [۹۹] بیمار تھا مگر پھر بھی اس نے محمد بن قاسم کی [سفر میں] رفاقت کی۔ راستے میں [سفر کی] سختی کی وجہ سے اس کی بیماری میں اضافہ ھوگیا اور اسے متواتر [دورے] پڑنے لگے۔ [آخرکار] جب ارمابیل کی منزل پر پہنچا تو اس کی عمر پوری ھوئی اور اس نے جان آفرین حق تعالیٰ کے سپرد کی۔ [چنانچہ] اسے وھیں دفن کیا گیا۔

لشکر کا ارمابیل سے آگے بڑھنا

اس کے بعد پھر محمد بن قاسم لشکر لے کر دیبل کی طرف روانہ ھوا۔ اس وقت جیسنہ بن داھر نیرون میں تھا، اس نے اپنے باپ کے پاس لکھا کہ محمد بن قاسم عربستان سے لشکر لے کر دیبل کے حدود میں آپہنچا ھے [مجھے اجازت دے] کہ

Marfat.com

میں اس سے جا کر جنگ کروں۔ داھر نے علافیوں کو بلا کر ان سے مشورہ کیا۔ علافیوں نے داھر سے کہا کہ "محمد بن قاسم حجاج کے چچا کا لڑکا ھے، بہادر لشکر اس کے ساتھ ھے [جس میں سب] نامور بہادر، شریف زادے اور جنگ جو سورما ھیں [جو] منتخب گھوڑوں اور مکمل ھتھیاروں کے ساتھ تجھ سے جنک کرنے کے لئے متوجہ ھوئے ھیں۔ خبردار! ان سے مقابلہ نہ کرنا کیونکہ اس وقت شام سے ایک آدمی آیا ھے جس نے خبر دی ھے کہ عرب کے لشکر کا ایک ایک سوار داھر سے انتقام لینے کے لئے آیا ھے"۔ [چنانچہ] داھر نے اپنے بیٹے کو ان کے ساتھ لڑنے سے منع کردیا۔

ارمابیل کی منزل پر محمد بن قاسم کو حجاج بن یوسف کا خط پہنچنا

جب محمد بن قاسم نے ارمابیل فتح کیا تو اسے وھاں حجاج کا خط ملا جس میں اشارہ تھا کہ جب دیبل کی حد میں منزل کرو تو منزل پر ھوشیار رھنا اور جب قیام [کرنا] تو [اپنے چاروں طرف] خندق کھودلینا تاکہ تمھاری حفاظت اور پناہ رھے اور زیادہ تر بیدار رھنا۔ اور تم میں سے جو کوئی آدمی قرآن خواں (حافظ) ھو وہ ھمیشہ قرآن کی تلاوت میں مشغول رھے اور دوسرے دعا میں مشغول رھیں۔ ھرطرح سے ھوشیار رھنا۔ تحمل کو اپنا شعار بنانا، خدائے عزوجل کا ذکر زبان پر جاری رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مدد طلب کرتے رھنا تاکہ خدائے تعالیٰ تمھیں فتح مند کرے، زیادہ تر

Marfat.com

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۱) (عظیم اور بزرگ اللہ تعالیٰ کی مدد کے سوا دوسری کوئی بھی پناہ اور قوت نہیں ہے) کے وظیفے کو اپنی مدد کے لئے کام میں لانا اور جب دیبل میں پہنچنا تو بارہ گز چوڑی چھ گز گہری اور چھ گز اونچی خندق کھودنا، جب دشمن سے مقابلہ کرنا تو خاموش رہنا، چاہے دشمن نعرے لگائیں اور بیہودہ بکواس کریں اور چاہے وہ تیار ہوجائیں، مگر جب تک میں حکم نہ دوں جنگ نہ چھیڑنا۔ میرے خطوط سے حالات معلوم کرنا اور جو رائے میں دوں اسے بہتر سمجھ کر اس پر عمل کرنا۔ انشاءاللہ تعالیٰ تمہاری مشکل حل ہوجائے گی۔

لشکر عرب کی تیاری اور حجاج کا خط پہنچنا

پھر جب [محمد بن قاسم] ارمائیل سے آگے روانہ ہوا تو اس نے [محمد بن] مُصْعَب(۱) بن عبدالرحمٰن کو لشکر کے مقدمہ پر مقرر کیا، جہم بن زحرالجعفی کو ساقہ پر، عطیہ بن سعدالعوفی کو میمنہ پر اور موسیٰ بن سنان [۱۰۱] بن سلمہ الہذلی کو میسرہ پر نامزد کیا۔ اس کے بعد باقی ہوشیار، تلوار کے دھنی اور خاص آدمی قلب میں اپنے گردوپیش کرکے

---

(۱) یہ آیت اصل کتاب میں پوری نہیں صرف "لاقوۃالاباللہ" ہے۔

(۲) اصل متن میں "صاحب" ہے لیکن صحیح "مصعب" ہے یہی نام فتحنامہ میں ۱۴۶، ۱۵۵، ۱۷۴، اور ۱۸۰ صفحات پر آیا ہے اور ان جملہ صفحات پر "مصعب بن عبدالرحمان" تحریر ہے لیکن صحیح پورا نام محمد بن مصعب بن عبدالرحمان ہے جیسا کہ فتوح البلدان ص ۴۳۸ پر بلاذری کی روایت ہے کہ بَعَثَ محمد بن القاسم، محمد بن مصعب بن عبدالرحمان الثقفی الی سدوسان۔ن۔ب)

Marfat.com

آگے بڑھا اور آخر جمعہ کے دن سنہ ۹۳ ھجری کے محرم کے مہینے میں [دیبل آ پہنچا] [بحری] بیڑا اور ہتھیار بھی اسی دن خریم بن عمرو اور ابن مغیرہ کی [زیر نگرانی] اسے وصول ہوئے۔ انھوں نے حجاج کا خط اسے دے کر خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ ان خطوط میں تحریر تھا کہ "تمھاری خدمت میں خاص آدمی مقرر کئے گئے ہیں، ایک عبدالرحمٰن بن سُلیم (۱) الکَلبی جس کی شجاعت کئی بار آزمائی جا چکی ہے اور کوئی بھی دشمن جنگ میں اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا، دوسرا سُفیان بن الاَبْرد ہے جو کہ دانائی میں یگانہ اور عقل میں امین اور پاکدامن ہے [تیسرا] قطن بن بُرک الکلابی ہے جس نے مشکلات میں ہماری مدد کی ہے اور قابل عزت اور راست گو ہے اور جس امر میں اسے مامور کیا جائے گا فرماں برداری کی شرط بجا لائے گا۔ ملامت سے پاک ہے اور حجّاج کا ہمیشہ مددگار رہا ہے۔ [چوتھا شخص] جراج بن عبداللہ ہے کہ جو تجربہ کار لوگوں میں سے اور جنگ آزمودہ ہے اور اہل فضیلت میں ترجیح رکھتا ہے اور پانچواں مُجّاشع بن نُوْبَہ ازدی ہے یہ سب میرے معتمد مشیر ہیں اور میں ان سے زیادہ کوئی امین اور پاک دامن نہیں رکھتا۔ مجھے امید ہے کہ وہ تم سے مخالفت اور دشمن سے ساز باز نہ کریں گے۔ اس ساری جماعت میں جن کا تذکرہ خط کے شروع میں ہوا ہے،

---

(۱) فارسی متن میں "مسلم" ہے جو کہ صحیح نہیں ہے دیکھئے حاشیہ ص ۱۰۲ (ن۔ ب)

Marfat.com

مجھے کوئی بھی خریم بن عمرو سے زیادہ عزیز نہیں ہے کیونکہ وہ مرد دلیر اور شیر دل ہے، جنگ کے وقت بہادر [رہتا ہے] اور متفکر نہیں ہوتا وہ منتخب آدمیوں میں سے ہے اور قابل احترام ہے، اور اپنے آباء واجداد سے لے کر مخلص اور صادق ہے اور جب خریم تمہارے ہمراہ ہے تو پھر مجھے کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی عادتوں اور پسندیدہ اخلاق سے آراستہ ہے اور کسی بھی مخلوق کو تمہارے مخالف نہ ہونے دیگا۔ اسے اپنے سے جدا نہ کرنا اور اس خط کے پڑھنے کے بعد جب تک کہ اس وقت تک کے سارے حالات تفصیل و تشریح کے ساتھ [ہمارے پاس] نہ لکھ دو اس وقت تک کھانا پینا حرام سمجھنا"۔

حجّاج، امیر محمد بن قاسم سے بڑی محبت کرتا تھا اور اس کی محبت کے جوش میں وہ [دن میں] کئی مرتبہ صدقات کیا کرتا تھا اور دعائیں مانگا کرتا تھا۔ بَکْر بن وائل۔ اور عدیل بن فَرْخ (۱) محمد کے دوستوں میں سے تھے انھوں نے اس کے جانے کے بعد سانڈینان قربان کیں اور ان کی قیمتوں میں اپنی بیویوں اوز بیٹیوں کے زیورات دیئے تاکہ کوئی شبہ نہ رہے اور عدیل نے یہ اشعار کہے:-

سَلَبْتُ بَنَاتی حَلْیَهُنَّ فَلَمْ آدَعْ
سِواراً وَلا طَوقاً و قُرْطَا مُذهَّبا

---

(۱) اصل متن میں "فرح" ہے مگر صحیح "فرج" ہے دیکھئے حاشیہ ص ۱۰۳ (ن-ب)

Marfat.com

وَ ما غَرَّنی ُ الاذانُ حَتّیٰ کَانَّما
تُعَطَّلُ بِالْبِیْضِ (۱) الْلا رِانُب آرُنبا
مِنِ الدُّرِ وَ الْیاقوتِ مِن کُلِّ حُرَّۃ
تَریٰ سِمْطَها فَوْقَ الْخِمَارِ مُنْقَبا
دَعَوْنَ امْیرَ المومنینَ فَلَمْ یُجِبْ
دُعَاءً فَلَمْ یَسْمَعْنَ اُمّاً وَلا اَبَا

[میں نے اپنی بیٹیوں کے زیورات چھین لئے یہاں تک کہ ان کے کنگن، کنٹھمالے اور سونے کي بالیاں بھی چھوڑیں۔ مجھے کانوں کے [گوشواروں] نے بھی نہ بہکایا جسے گوریوں کو گہنا زیور پہننا منع ہے۔ اور ہر لڑی میں پروئے ہوئے موتی اور یاقوت لے لئے، جو ان کی لڑیوں میں مڑھے ہوئے سر میں دوپٹے کے نیچے تھے۔ انھوں نے امیرالمؤمنین سے فریاد کی، لیکن جب آس نے نہ سنی تو پھر انھوں نے اپنے ماں باپ سے فغاں کی۔]

دور اندیش حکیموں اور خیر اندیش بزرگوں نے ابوالحسن سے روایت کی جس نے کہا کہ میں نے بنی تمیم کے آزاد کردہ غلام ابو محمد سے سنا کہ "محمد بن قاسم دیبل کے نواح میں آکر منزل انداز ہوا اور [لشکر نے] خندقیں کھود کر

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "البیض" اور "یَسْمَعْنَ" دیا گیا ہے۔ تصحیح علامہ استاذ عبدالعزیز المیمنی کی طرف سے ہے۔ مترجم نے ان جملہ اشعار میں پیچیدگیاں سمجھ کر ان کا ترجمہ مناسب نہیں سمجھا اور یہ ترجمہ میں نے اپنی ناقص عقل کے مطابق کیا ہے۔ (ن - پ)

Marfat.com

علم لہرایا اور نقارے بجائے۔ جو جیش جس مقام پر مامور کیا گیا تھا وہ وہیں جما رہا اور منجنیقیں باہر نکال کر سیدھی کی گئیں [۱۰۳]۔ ایک منجنیق خاص امیرالمومنین کی تھی جس کا نام "عروسک" تھا [یہ اتنی بڑی تھی کہ] جب پانچ سو آدمی اس کے لنگر کو کھینچتے تھے تب اس میں سے پتھر چھوٹتا تھا۔

دیبل کے وسط میں ایک بلند و بالا بت خانہ تھا۔ اس کے اوپر ایک گنبد تھا جس پر ریشم کا سبز پرچم آویزاں تھا۔ بت خانے کی بلندی چالیس گز تھی اور اس کا گنبد بھی چالیس گز اونچا تھا۔ اس پرچم کی شکل اس طرح تھی کہ اس میں چار پیرقیں تھیں (۱) جن کے کھلنے پر ہر پیرق الگ الگ سمت میں پھیل جاتی تھی اور اس کے پھریرے پرچوں کے آویزے کی طرح دکھائی دیتے تھے۔

جب اہلِ قلعہ نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو بت خانہ کا پرچم کھول کر وہ جنگ کے لئے مستعد ہوگئے۔ لیکن ہمیں [جنگ کی] اجازت نہ تھی۔

اس طرح سات دن گذر گئے ہر روز خط آتا تھا اور انتظار کرنے کا حکم ہوتا تھا۔ آخر آٹھویں دن اجازت کا پروانہ آیا۔ محمد بن قاسم نے لشکر درست کرکے حملہ کیا جس کی وجہ سے قلعہ والوں نے قلعہ کے اندر جا کر پناہ لی۔ اچانک ایک برہمن قلعہ کے اندر سے نکل کر آیا اور امان طلب کرکے کہنے

---

(۱) اصل عبارت "چہار زبانہ" ہے۔

Marfat.com

لگا کہ "امیر عادل سلامت رہے! ہمارے نجوم کی کتابوں میں اس طرح حکم ہے کہ ملک سندھ لشکر اسلام کے ہاتھوں فتح ہوگا اور کافر شکست کھائیں گے۔ لیکن اس بت خانے کا پرچم [ایک] طلسم ہے اور جب تک یہ برقرار ہے یہ قلعہ ہاتھ آنا امکان سے باہر ہے۔ اس لئے اس بت خانے کی چوٹی مسمار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اس کا جھنڈا پارہ پارہ ہوجائے اور فتح حاصل ہو۔ [۱۰۴]

جعونہ (۱) کا منجنیق سے بت‌خانہ کے جھنڈے کو گرانا

پھر محمد بن قاسم نے جَعونہ السُلمی منجنیقی کو بلا کر کہا کہ "[کیا تو] بت خانے کا یہ پرچم اور بیرقیں منجنیق کے پتھر سے گرا سکتا ہے؟ اگر گرائے گا تو تجھے دس ہزار درہم انعام دوں گا۔" جعونہ نے کہا "یہ دارالخلافہ کی خاص منجنیق [ہے] جسے "عروسک" کہتے ہیں اگر اسے دو گز کاٹ دیا جائے (یعنی چھوٹا کیا جائے) تو میں تین پتھروں سے جھنڈا اور بیرقیں گرا کر بت خانے کی چوٹی مسمار کردوں گا۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ "اگر تو پتھر سے بت خانے کی چوٹی اور جھنڈے کو گرادے گا تو میں تجھے دس ہزار درہم

---

(۱) اصل متن متن میں اس جگہ ہر اور آگے "جعوبہ" ہے جو نام کہ ہروں میں غیر معروف ہے بہ تصحیح علامہ استاذ عبدالعزیز المیمنی کی طرف سے ہے جس کے مطابق ہر جگہ "جعونہ" لکھا گیا ہے۔
(ن - ب)

Marfat.com

انعام دوں گا لیکن اگر تو منجنیق بھی برباد کردے اور بت خانے بھی نہ ٹوٹے تو پھر کیا شرط ہے؟ "جعونہ نے کہا کہ" اگر [نشانہ] خطا کرجائے تو پھر جعونہ کے ہاتھ کاٹ دیجئے۔"

محمد بن قاسم نے مَلِک الامراء حجاج بن یوسف کے پاس خط لکھا جس میں جعونہ کی شرط درج کی۔" نویں دن کرمان سے جواب آیا۔ اور فرمان میں بھی وھی شرط درج کی گئی تھی [اور مزید] لکھا تھا کہ "جب جنگ کے لئے آگے بڑھو تو مناسب یہ ہے کہ سورج کی طرف پشت رکھو تاکہ دشمن کو اچھی طرح دیکھ سکو اور جنگ شروع کرنے کے پہلے ھی دن اللہ تعالیٰ سے امداد و اعانت طلب کرنا۔ سندھ کا جو بھی آدمی امان طلب کرے اسے امان دینا مگر دیبل کے کسی آدمی کو کسی صورت سے پناہ نہ دینا۔

پھر قلعہ کے کاھنوں میں سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ "ھم جب بھی اپنی کتابوں سے نتیجہ نکالتے تھے تو ھمیشہ [یہی] ظاھر ھوتا تھا کہ ھند کے بادشاہ کے حکمران [کی مدت] پوری ھو چکی ھے اور مسلمانوں کا دور آنے والا ھے [چنانچہ] مسلمان قیدیوں کو اسلامی لشکر کے آنے کی تسلی دی جاتی رھی۔ اب اگر امیر [۱۰۰] میرے اھل و عیال کو پناہ دیں اور ایسا پروانہ لکھ دیں تو میں ابھی واپس جا کر انھیں تسلی دوں۔ محمد بن قاسم نے اسے امان دے کر واپس بھیجا تاکہ وہ اپنے متبعین کو[مسلمان] قیدیوں کے قرب وجوار میں لاکر اکھٹا کردے۔ پھر اس برھمن نے قلعہ میں جاکر

Marfat.com

قیدیوں کو رھائی کا مژدہ سنایا [اور بتایا] کہ محمد بن قاسم حجاج کا عم زادہ (۱) [آیا] ھے اور اس کے [ھاتھوں] قلعہ فتح ھوگا اور تمھیں آزادی نصیب ھوگی۔

عمادالدین محمد بن قاسم کا جعونہ منجنیقی کو اپنے پاس بلانا

دوسرے دن، کہ جو دیبل میں قیام کا نواں دن تھا، جوں ھی سورج مشرق سے ابھرا، محمد بن قاسم نے جعونہ کو بلوایا۔ اور اس نے جہاں سے کہا منجنیق کو وھاں سے کٹوایا۔ پھر فوج کو تیار کرکے قلعہ کے چاروں طرف چکر لگا کر تیر برسائے اور پانچ سو رسہ کھینچنے والے آدمی بھی [منجنیق کے پاس] لا کھڑے کئے۔ جعونہ نے پہلا پتھر پھینکا اور مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پہلے ھی وار میں بیرق پھٹ گئی اور لکڑی کے سرے سے الگ ھوگئی۔ پھر اس نے دوسرا پتھر سیدھا جما کر دعوے کے ساتھ بت خانے کی چوٹی پر مارا اور چوٹی ٹوٹ گئی۔ جب چوٹی کا گنبد ٹوٹ گیا اور طلسمات منتشر ھوگئے تو اھل دیبل حیران ھوگئے۔ [اس طرف] خداوند عزوجل کے حکم سے قلعہ بھی فرش پر آرھا۔

محمد بن قاسم نے فوج کو ھوشیار کیا۔ پہلے تو اس نے جہم بن زحر الجعفی کو مشرق کی جانب مقرر کیا، عطاء بن مالک القیسی (۲) کو مغرب کی طرف کھڑا کیا، نباتہ

---

(۱) اصل متن میں "ابن عم حجاج ھے"۔

(۲) اصل متن میں "العشی" ھے جو صحیح نظر نہیں آتا غالباً یہ لفظ "القیسی" یا "القینی" کی بگڑی ھوئی شکل ھے جو قابلِ غور ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

(۱) بن حنظلہ کلابی کو شمال کی دیوار کی طرف سے جنگ کرنے کا حکم دیا، عون بن کُلیب (۲) دمشقی کو جنوبی برج کی طرف کھڑا کیا اور ذکوان بن عَلوان البکری (۳) خریم اور ابن مغیرہ کو قلب میں رکھ کر بصرہ کے ایک ہزار جنگجو مرد اپنے زیر کمان رکھے۔ پھر جنگ کا نقارہ بجایا۔ سب سے پہلے جو شخص قلعہ پر چڑھا وہ کوفہ کا صعدی بن خریم (۴) تھا اور اس کے بعد [دوسرا شخص] بصرہ کا عِجْل بن عبدالملک بن قیس الدّمسی [العبدی؟] (۵) جب لشکر اسلام

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "بنانہ" ہے۔ لیکن اس کا صحیح "ثلفظ نباتہ" ہے۔

(۲) یہ نام فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے مگر مشکوک ہے۔ مختلف نسخوں میں مختلف بگڑے ہوئے تلفظ ہیں، مثلاً قلیت، تلیہ، تیسب اور قلبت (ن۔ب)۔

(۳) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "ذکوان بن حلوان بکوی" مندرج ہے جو کہ درست نہیں ہے کیونکہ "حلوان" نام عربوں میں غیر معروف ہے (ن) اور (ر) تک کا تلفظ "ذکوان بن علوان بن بکری" ہے جو کہ زیادہ صحیح ہے۔ نسخہ (پ) میں آخری لفظ واضح طور پر "البکری" ہے۔ انہیں عبارتوں کی بنا پر نام درست کیا گیا ہے۔

(۴) یہ نام بہت مشکوک ہے۔ دیکھئے آخر میں توضیحات حاشیہ ص ۱۰۷۔

(۵) فارسی ایڈیشن کے متن میں "الدمینی" تلفظ اختیار کیا گیا ہے۔ یہ نسبت فتحنامہ میں تین بار آئی ہے یعنی ص [۱۰۷] پر اور پھر [۱۲۳] اور ص [۲۱۸]۔ (دیکھئے بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۳ پر)

Marfat.com

قلعہ کے اوپر چڑھ گیا تب اہل دیبل نے دروازہ کھول کر امان طلب کی اس پر محمد بن قاسم نے فرمایا کہ "مجھے امان کا حکم نہیں ہے پھر ہتھیار بندوں کا قتل عام تین دن تک جاری رہا۔

جاھین بن ہرساید راوت نے راتوں رات قلعہ کی دیوار پھاندی۔ [ادھر] داھر بن چچ کے بھیجے ہوئے گھوڑے اور اونٹ [موجود] تھے (۱)۔ باھر آتے ھی وہ سوار ہوکر راھی ہوا۔ [حتیٰ کہ] دریائے میران کے اس مقام پر پہنچا کہ جسے "کارمتی" کہتے ھیں [اور جو] میران کے مشرق میں ہے (۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲)

ص [۱۲۳] اور ص [۲۱۸] پر۔ فارسی ایڈیشن کے ص ۱۲۳ پر "الدلیقی" اور ص ۲۱۸ پر "الدمنی" تحریر ہے لیکن آخر میں دی ہوئی توضیحات میں ایڈیٹر کی رائے میں یہ لفظ " شاید الدمنی یا الدھنی صحیح" ہے۔ (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۶۲) - یہ لفظ بے حد مشکوک ہے جس کی تصحیح مشکل نظر آتی ہے۔ مختلف نسخوں کے تلفظ پر غور کرنے سے اس لفظ کی شکل اس طرح قایم ہوتی ہے "الدسی" جو کہ متن میں رکھی گئی ہے۔ اس مقام پر مختلف نسخوں کے تلفظ یوں ہیں :- (ن) (پ) (ح) "الدیتی"، (پ) "الدینی"، (ر) "الذیني"، (س) "الاستی"— "العبدی" کے لئے دیکھئے آخر میں توضیحات حاشیہ ض [۱۰۷] (ن - پ)۔

(۱) — (۱) اصل عبارت یوں ہے "چوں بیرون آمد و سوار شدہ بود و میرفت، بجوے میران رسید بموضع کہ آنرا کارمتی گویند از جانب شرقی میران"۔ مزید دیکھئے توضیحات حاشیہ ص [۱۰۷] (ن - پ)

Marfat.com

اور وھاں سے داھر کے پاس اطلاع دینے کے لئے [فیل سوار] روانہ کیا۔ داھر نے پوچھا کہ "جاھین بدہ کہاں پہنچا ھے؟" اس آدمی (فیل سوار) نے جواب دیا کہ "کارمتی" یعنی "کھاری مٹی" کے قریب۔ [اس پر] داھر نے کہا کہ "تیرے سر میں خاک! بادشاھوں کے حضور میں برے نام نہ لینے چاھئیں کیونکہ اس سے بری فال لیتے ھیں یہ کیوں نہیں کہتا کہ "ندمتی" یعنی گیل۔ سیمیں (چاندی جیسی مٹی) کے قریب پہنچا ھے۔

[اس طرف دیبل میں] محمد بن قاسم بت خانے میں آیا۔ کچھ لوگوں نے اس میں آکر پناہ لی تھی اور دروازے بند کرکے خود کو جلادینا چاھتے تھے۔ چنانچہ [۱۰۷] دروازے پر اسے جو بھی آدمی ملے اس نے انھیں باھر نکال کر قتل کیا اور سات سو خوبصورت کنیزوں (دیوداسیوں) کو جو کہ بت کی خدمت میں رھا کرتی تھیں، جڑاؤ زیوروں اور زرین لباسوں سمیت گرفتار کیا۔ اس کے بعد چار ھزار آدمیوں نے اور کچھ کہتے ھیں کہ چار سو آدمیوں نے اندر آکر ان کے زیورات اتارے۔

جس برھمن کو محمد بن قاسم نے امان دی تھی اُس کا آنا

اس کے بعد محمد بن قاسم نے اس شخص کو حاضر کرنے کا حکم دیا کہ جسے اس نے امان دی تھی۔ جب وہ حاضر ھوا تو اس نشان دھی پر اس نے ان قیدی مسلمان عورتوں اور

Marfat.com

مردوں کو جو کہ سراندیپ کی کشتیوں سے گرفتار کئے گئے تھے یا بدیل کے لشکر میں سے قید ہوئے تھے ان سب کو باہر نکال کر آزاد کیا ۔ پھر جو لشکر دیبل کے قلعہ میں داخل ہو چکا تھا۔ اسے وہیں مامور کرکے وہ جماعت [بھی] اس کے ساتھ مقرر کردی تاکہ طویل قید و بند میں رہنے کی وجہ سے انہیں جو تکلیف پہنچی ہے اس کے ازالے میں انہیں کچھ عرصہ آرام ملے اور بے وفا زمانے کے ہاتھوں کچھ عرصہ آسودہ رہیں [ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی] کہ انہیں چاہئے کہ قلعہ کی حفاظت کرنے میں انتہائی کوشش کرتے رہیں ۔

قبلہ نامی جیلر کو حاضر کرنا

[داہر کی جانب سے] دیبل کے قیدیوں پر ایک شخص قبلہ (۱) بن مہترائج نامی مامور تھا۔ وہ بڑا دانا اور قابل تھا۔ سراندیپ کے قیدی اور بدیل کا لشکر اسی کی نگرانی میں تھا۔ [محمد بن قاسم نے اسے] بلا کر سزا دینے کے لئے حکم دیا۔ [اس پر] اس نے کہا کہ "اے امیر! اسلامی قیدیوں سے [۱۰۸] دریافت کیجئے کہ میں ان کے آرام اور [مصائب کی] تخفیف کے لئے کوشاں رہا ہوں ۔ جب حضور کے سامنے یہ حقیقت روشن ہوجائے تو پھر مجھے قتل کئے جانے سے معاف فرمائیں "۔

محمد بن قاسم کا ترجمان سے پوچھنا

محمد بن قاسم نے ترجمان سے دریافت کرکے کہا کہ اس

---

(۱) نسخہ (پ) میں "قلہ" ہے۔

Marfat.com

سے دریافت کر کہ "قیدیوں سے تم نے کیا مہربانی کی ہے؟"۔ اس نے کہا کہ "[خود] قیدیوں سے پوچھئے تاکہ خود انھیں کی زبانی امیر کو اس حال کی کیفیت اور میری صداقت کا اندازہ ہو"۔

قیدیوں سے حال دریافت کرنا

محمد بن قاسم نے قیدیوں کو بلا کر ان سے دریافت کیا کہ "یہ قبلہ جیئر تمہارے ساتھ کیا ہمدردی اور رعایت کرتا تھا؟" سب نے متفقہ طور پر کہا کہ "ہم اس کے شکر گذار ہیں۔ اس نے ہماری ہمدردی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ یہ ہمیشہ ہمیں لشکر اسلام کے پہنچنے کی خبر سے قوی دل کرتا تھا اور دیبل کے فتح ہونے کی امید دلاتا تھا"۔ محمد بن قاسم نے اسے اسلام پیش کرکے مشرف بہ اسلام کیا اور اس نے شہادت کا اقرار کیا (۱)، [اور] اسے اس نواب کے حوالہ کیا کہ جسے دیبل پر مقرر فرمایا تھا۔ اس لئے کہ ملک کی مصلحتوں اور آمدنی و خرچ کے کتاب کی دیکھ بھال میں اس کی حاضری قابل اعتماد سمجھی جائے۔ اور حُمید بن وداع التنجدی کو وہاں کا گورنر مقرر کرکے اس ملک کی امارت کے چھوٹے بڑے حقوق اسے عطا کئے۔ [۱۰۹]

---

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدت اور رسول کریم کی رسالت کی گواہی دی (مترجم)۔

Marfat.com

دیبل کے اموالِ غنیمت، غلاموں اور نقد میں سے پانچواں حصہ وصول کرنا

تاریخ نویسوں نے حکم بن عُروہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ اس نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی کہ جس برھمن نے امان طلب کی تھی اس کا نام سودیو (۱) تھا، میرے دادا نے بیان کیا اور میں نے اس سے سنا کہ جب دیبل فتح ہوا اور مسلمان قیدی آزاد ہوئے اور غلام باھر نکالے گئے تو محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ غنیمت کا پانچواں حصہ خزانے میں داخل کیا جائے، جس کی وجہ سے دیبل کا پورا پانچواں حصہ حجاج کے خزانہ کے حوالے ہوا باقی ارمابیل (۲) کی فتح کی غنیمت [پوری] حقداری کے مدنظر، سوار کو دو حصے اور اونٹ اور پیادہ کو ایک حصہ کے حساب سے [تقسیم کی] باقی بچی ہوئی نقدی اور غنیمتیں اور غلام جمع رکھے گئے۔ [غنیمت میں] دیبل کے راجہ کی دو بیٹیاں بھی تھیں جو کہ حجاج کی خدمت میں بھیج دي گئیں۔

دیبل کے لُٹنے کی خبر راجہ داھر کو پہنچنا

[اس] حکایت کے راوی نے حکم سے نقل کیا ہے کہ جب دیبل کے فتح کی خبر راجہ داھر [بن] چچ کو پہنچی کہ دیبل پر لشکر اسلام کا قبضہ ہوگیا ہے اور دیبل کا

---

(۱) (ب) (ن) (ب) (ح) میں "سود دیو" ہے۔

(۲) (پ) میں "ارمائیل" اور (ک) میں "ارمابیلہ" ہے۔

Marfat.com

حاکم (۱) بھاگ کر جیسینہ کے پاس نیرون کوٹ چلا گیا ہے اور پھر جب [اس خبر دینے والے نے] شامیوں اور عربوں کی بہادری اور دلیری کی خبریں اسے وضاحت کے ساتھ بتائیں تو داھر نے جیسینہ کے پاس نیرون کوٹ لکھا کہ یہ خط پڑھتے ہی وہ دریائے مہران پار کرکے برھمن آباد قدیم میں پہنچے اور نیرون کوٹ میں شمنی کو مقرر کرکے اسے قلعہ کی حفاظت کی سخت تاکید کرے۔ [۱۱۰]

محمد بن قاسم کا ارمابیل ۲) میں منزل کرنا

پھر محمد بن قاسم نے دیبل سے [چل کر] ارمابیل کی جنگ کا قصد کیا، کیونکہ اسے اسی راستہ سے نیرون کوٹ جانا تھا۔ جب وہ منزل پر پہنچا تو اسے راجہ داہر کا خط ملا، اس نے لکھا تھا۔ (۳)

راجہ داھر کا خط

بسم اللہ العظیم ذی الوحدانیۃ و رب سیلائج (وحدت والے عظیم اور سیلائج کے رب کے نام سے شروع) یہ خط ہے سندھ کے بادشاہ، ہندوستان کے راجہ، بر و بحر کے حاکم داھر بن چچ کی طرف سے مغرور اور فریب زدہ محمد بن قاسم

---

(۱) اصل فارسی متن میں "رائے دیبل" ہے (پ) (م)(س) (ک) میں "ملک دیبل" ہے۔

(۲) (ن) (ب) (س) میں "ارمن بیلہ"، (پ) میں "ارمائیل" اور (ک) میں "ارمابیلہ" ہے۔

(۳) یہ سارا عنوان اور بیان غیر صحتمند ہے جس کے لئے دیکھئے توضیحات حاشیہ ص [۱۱۱] (ن۔ب)۔

Marfat.com

کی طرف کہ جو قتل عام اور جنگ کا اتنا شوقین اور بے رحم ہے کہ [خود] اپنے لشکر پر بھی رحم نہیں کرتا اور سب کو بربادی کے غار کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اس سے پہلے ایک دوسرے شخص کے سر میں بھی ایسا ہی غرور پیدا ہوا تھا اور سیاست کا تیر لے کر آیا تھا اور الحکم بن ابی العاص (۱) بھی اس کی بیعت میں تھا اور دماغ میں یہ سودا تھا کہ میں ہند اور سندھ کو فتح کرکے اپنے قبضہ میں لاؤں۔ ہمارا ہمارے دو ایک ادنیٰ درجے کے ٹھاکر [صرف] شکار کرنے کے انداز سے دیبل گئے اور وہاں اسے قتل کردیا اور اس کا سارا لشکر بھاگ گیا۔ اب بالکل وہی سودا محمد بن قاسم کے سر میں سما گیا ہے اور آخر کار وہ خود کو [۱۱۱] اور اپنے لشکر کو اسی خودسری کے خیال میں ختم کرے گا۔ اگر اس نے دیبل فتح کیا ہے تو وہ نہ مضبوط قلعہ ہے اور نہ وہاں کسی طاقتور لشکر سے مقابلہ کیا ہے۔ اس نے ایک ایسی جگہ فتح کی ہے کہ جہاں صرف تاجر اور کارخانہ دار رہتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی مشہور و معروف آدمی ہوتا تو تمہارا کوئی نشان نہ باقی چھوڑتا۔ اگر میں راجہ جیسنہ بن داہر کو — جو کہ روئے زمین کے بادشاہوں پر قہر کرنے والا، جابران زمانہ سے انتقام لینے والا، راہبوں اور کشمیر کے راجہ کا ہمسر و ثانی اور عَلَم، نوبت اور تاج کا مالک ہے اور جس کے آستانۂ دولت

---

(۱) اس جگہ ہر جملہ نسخوں میں "ابوالعاص بن الحکم" ہے۔ اس تصحیح کے لئے دیکھئے توضیحات حاشیہ ص [۱۱۱] (ن۔ب)

Marfat.com

پر ہندوستان کے راجہ سر رکھے ہوئے ہیں اور تمام ہند و سندھ اس کے حکم کے تابع ہیں توران و مکران کے ممالک کے لئے جس کا فرمان گلوں کا ہار ہے، جو سومست ہاتھیوں کا مالک اور سفید ہاتھی کا سوار ہے، جس کے مقابلہ میں نہ کوئی گھوڑا آسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس کے سامنے ٹھہر سکتا ہے۔ اگر میں اس کو اجازت دے دیتا تو تمہیں ایسا سبق دیتا کہ پھر قیامت تک کسی لشکر کو اس کے حدود کے نزدیک آنے کی مجال نہ ہوتی۔ [اس لئے] خود کو غرور کے خواب میں مبتلا نہ کر ورنہ تیرا حشر بھی وہی ہوگا کہ جو بُدیل کا ہوا۔ تم میں جنگ میں ہمارا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں اور نہ ہماری طاقت سے سلامت واپس جا سکتے ہو۔

پس داہر کا یہ خط جب محمد بن قاسم کے پاس پہنچا اس نے منشی کو اس کا ترجمہ کرکے پڑھ کر سنانے کا حکم دیا اور مضمون سے واقف ہوکر جواب لکھوایا [۱۱۲]۔

محمد بن قاسم کا خط راجہ داہر کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ محمد بن قاسم ثقفی کی طرف سے کہ جو سرکشوں اور معزوروں سے مسلمانوں کا انتقام لینے والا ہے، کافر، جاہل، منکر اور ضدی داہر بن چچ برہمن غدّار کے نام ہے، کہ جو بے وفا زمانہ کے رد و بدل اور ظالم وقت کے غرور پر مغرور ہوا ہے۔

اس کے بعد اسے معلوم ہو کہ انتہائی جہالت اور حماقت

Marfat.com

سے تو نے جو کچھ بھی لکھا اور اپنی رکیک رائے پر [جس طرح] مغرور اور مفتون ہوا، وہ پہنچا اور تو نے جو بیان کیا ہے اس کے مضمون سے واقفیت حاصل ہوئی اور طاقت، حشمت، ہتھیار، بندوبست، ہاتھی اور سوار اور لشکر کے متعلق تو نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ ہر ایک بات معلوم ہوئی اور سمجھی گئی۔ ہماری ساری قوت اور امداد [کا مدار] خدائے پاک کے کرم اور انتظام اور بندوبست بادشاہ کے فضل پر ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (۱)۔ فَبِیْدُوْا وَالَیَّ کَیْدًا (۲) ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ (۳) اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّکُمْ (۴) وَ مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ (۵) وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّیُٔ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (۶) کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (زبردست اور عظیم اللہ کے سوا دوسری کوئی بھی طاقت اور امداد نہیں۔ وہ تیرے لئے منصوبے تیار کر رہے ہیں مگر انہیں مہلت نہ دی جائی گی۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہے جو کہ میرا اور تیرا رب ہے۔ انہوں نے

---

(۱) فارسی متن میں "فکیدوا" ہے۔ (ن) میں "فَبِیْدُوْا" ہے جو کہ صحیح ہے۔ اس عربی عبارت میں مختلف آیتیں ملا کر موزوں مضمون پیدا کیا گیا ہے۔ شروع والے جملہ میں آیت صرف "لا قوۃ الا باللہ" (کہف: ر- ۵) ہے۔ اس کے بعد (۱) آیت یوسف: ر- ۱، (۲) آیت کا حصہ الانعام: ر- ۱، (۳) آیتہ ہود: ر- ۵، (۴) آیت آل عمران ر- ۵، (۵) آیت فاطر: ر- ۵، (۶) آیت البقرۃ: ر- ۳۳ ہے۔
(لشکریہ محترم قاضی احمد میاں اختر مرحوم جوناگڑھی ن۔ب)۔

Marfat.com

منصوبے بنائے اس طرف اللہ [پاک] نے بھی تجویز طے کی اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر منصوبے بنانے والا ہے۔ بری تجویز، بنانے والے والے ہی کو گھیرتی ہے۔ کتنی ہی قلیل جماعتیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے بڑی جماعتوں پر غالب ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ اے عاجز! سوار، ہاتھی اور لشکر پر کیا ناز کرتا ہے؟۔ ہاتھی تو ایک ذلیل، ساری چیزوں سے عاجز ترین اور ساری تجویزوں اور مکاریوں میں کمترین چیز ہے جو کہ مچھر جیسے ایک ضعیف کیڑے کو بھی اپنے [جسم] سے نہیں بھگا سکتا اور تو جن گھوڑوں اور سواروں کو دیکھ کر ششدر ہو گیا ہے وہ اللہ کے سپاہی ہیں (قولہ تعالیٰ) (۱) فانّ حزب اللہ ھم الغالبون (۱) و خیل اللہ و فرسانھا ھم المنصورون (بے شک اللہ کا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے اور اللہ کے گھوڑے اور آن کے سوار ہی فتحیاب ہیں) [۱۱۳] تیری بدافعالی، بری عادتوں اور تکبر کی وجہ سے ہی ہمیں لشکر کشی کا خیال پیدا ہوا۔ کیونکہ تو نے سراندیپ کی کشتیاں روک کر مسلمانوں کو قید کیا، حالانکہ دنیا کے سارے ملکوں میں دارالخلافہ کا [جہاں کہ] نبوت کا نائب ہے، حکم جاری ہے اور سب فرمان بجا لاتے ہیں صرف تو ہی سرکشی اور شوخی

---

(۱) آیت قرآن ۔ المائدۃ : ر ۔ ۸۔ یہ آیت فارسی متن میں "آلاآن" سے شروع ہوتی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ "الاان حزب اللہ ھم المفلحون" المجادلۃ : ر ۔ ۲، ایک جدا آیت ہے۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

اختیار کئے ہوئے ہے، اور بیت المال کے خزانہ کا وہ مال (خراج) جو کہ تجھ سے پہلے کے حاکم اور گذرے ہوئے بادشاہ خود پر لازم اور واجب سمجھ کر ادا کرتے رہے ہیں [وہ بھی] تو نے روک لیا ہے، اور جب تو نے اپنے آپ کو ان نا پسندیدہ حرکات سے ملوث کرکے خدمت سے انکار کیا اور ایسی بری باتوں کو جائز سمجھا تب دارالخلافہ کا فرمان [کہ جو خدا کرے] ہمیشہ جاری رہے، اس جانب پہنچا کہ میں ان کرتوتوں کا بدلہ لینے کے لئے تجھ سے جنگ کے لئے رخ کروں۔ [تو] جس جگہ بھی میرا مقابلہ کرے گا، وہاں خدائے تعالیٰ کی مدد سے جو ظالموں کو مغلوب کرنے والا ہے، تجھے مغلوب اور ذلیل کروں گا اور تیرا سر عراق بھیجوں گا یا اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کروں گا۔ اور یہ جہاد [اللہ تعالیٰ کے] حکم "جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ" (۱) (کافروں اور منافقوں سے جہاد کر) کے مطابق میں نے خود پر واجب سمجھ کر خدائے پاک کی رضامندی کے لئے قبول کیا ہے اور [اس کے] احسان عام کا امیدوار ہوں کہ ہمیں فتح اور کامیابی عطا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وَ كَتَبَهٗ فِيْ ثَلٰثٍ وَ تِسْعِيْنَ (سنہ ۹۳ ہجری میں تحریر کیا گیا)۔

دیبل فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم کا نیرون کی طرف جانا

حدیث کے راویوں اور تاریخ کے بیان کرنے والوں نے نباتہ بن

(۱) سورۃ التوبۃ : ر- ۱۰-

Marfat.com

حَنْظَلَم ۔ کلابی کے حوالے سے بیان کیا ہے، کہ دیبل فتح کرنے اور بے انداز غنیمتیں حاصل کرنے کے بعد، محمد بن قاسم کے حکم فرمانے پر منجنیقہ ن کشتیوں پر رکھ کر [لشکر] نیرون کے قلعہ کی جانب روانہ ہوا۔ کشتی اس آب رواں پر کہ جسے ساکرے کا نالہ (۱) کہتے ہیں لے جائی گئی اور خود محمدبن قاسم سیسیم (۲) کی راہ سے گیا جب [محمد بن قاسم] سیسم (۲) کی منزل کے قریب پہنچا تو وہاں [اسے] حجاج کی جانب سے اپنے اس خط کا جواب موصول ہوا کہ جو اس نے دیبل کی فتح کے متعلق اس کو لکھا تھا۔

محمد بن قاسم کو حجاج کا خط پہنچنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حجاج بن یوسف کی طرف سے محمد بن قاسم کی جانب جاننا چاہئے کہ ہمارے دل کے ارادے اور ہمت کا یہی تقاضہ ہے کہ تمہیں ہر حال میں کامیابی حاصل ہو اور [انشاء اللہ تعالیٰ] تم کامیاب اور فتح مند ہوگے اور اللہ

---

(۱) فارسی متن کی اصل عبارت "نالہ ساکرہ" ہے۔ مختلف نسخوں کا تلفظ اس طرح ہے (ن) (ب) "نالہ سانکرہ"، (پ) "ساکر"، (م) (ر) "دھند ساکرہ" (س) "دھند سانکرہ" اور (ک) "ھند ساکرہ"۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "سمیم" دیا گیا ہے مگر اس صفحہ کے دونوں مقامات پر ہم نے معتبر نسخوں مثلاً (پ) (م) (ر) (ن) کی متفقہ عبارت "سیسم" ہی کو صحیح سمجھ کر ترجیح دی ہے۔

(ن - ب)

Marfat.com

عزوجل کے احسان سے دشمن دنیا کی سزا اور عاقبت کے عذاب میں ہمیشہ گرفتار اور مغلوب رہیں گے اور ہرگز یہ بدگمانی نہ کرنا کہ دشمن کے یہ ہاتھی، گھوڑے اور سامان و اسباب تمہارے آڑے آئیں گے۔ تمہیں دوستوں کے ساتھ اچھی طرح وقت گذارنا اور ہر ایک کی عزت و احترام کا خیال رکھنا چاہئے اور ہر ایک کو تسلی دیتے رہنا چاہئے کیونکہ یہ ساری ولایت تمہاری ملکیت میں آئے گی۔ جو بھی قلعہ فتح ہو [اس میں سے] لشکر کی ضروریات کی جو بھی چیز ہاتھ آئے وہ [لشکر] پر خرچ اور تیاری میں صرف کرنا۔ کھانے پینے کی ضروری چیزوں سے جتنا ممکن ہو سکے [کسی کو] روک ٹوک نہ کرنا ارزانی اور فراوانی کے لئے سعیٔ بلیغ کرنا[۱۱۵] تاکہ لشکر میں غلّہ سستا رہے۔ دیبل میں جو کچھ بچایا گیا ہے اسے قلعہ میں ذخیرہ کرکے رکھنے کی بجائے لوگوں پر صرف کرنا بہتر ہے، کیونکہ ملک فتح ہونے اور قلعوں کے قبضہ میں آنے کے بعد رعایا کے آرام اور باشندوں کی دلجوئی کی کوشش کرنی ہے اور اگر کسان، صنعتکار، دستکار اور تاجر آسودہ ہوں گے تو ملک سرسبز اور آباد رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کَتَبَہٗ فِیْ الْعِشْرِیْنَ مِنْ رَجَبٍ سَنَۃَ ثَلَاثٍ وَ تِسْعِیْنَ : (۱) یعنی بیسویں رجب سنہ ۹۳ میں لکھا گیا۔ (۱)

دیبل کی خبر اور نیرون والوں کا حجاج بن یوسف سے پروانہ لینا

ابواللّیث التمیمی سے اس طرح منسوب کرتے ہیں کہ

---

(۱) - (۱) یہ اضافہ (ن) اور (ب) میں سے ہے - (ن - ب)

Marfat.com

اس نے جعونہ (۱) بن عقبہ سُلّمی سے روایت کی کہ جب محمد، دیبل فتح کرکے نیرون کی جانب روانہ ہوا اس وقت ہم اس کے ساتھ تھے۔ انھوں (اھل نیرون) نے لشکر عرب کی شکست اور بُدَیل کے شہید ہونے کے وقت حجاج سے عہد کرکے اپنے اوپر خراج مقرر کرالیا تھا۔ محمد بن قاسم دیبل سے نیرون کوٹ (۲) کی جانب کوچ کرکے، کہ جو پچیس فرسنگ پر ہے، چھ دن سفر کرنے کے بعد ساتویں دن اس کے سامنے (نیرون کوٹ کے باھر) جا پہنچا۔ اور بروری (۳) کے میدان میں ایک سبزہ زار ہے جسے بلہار [یعنی ولہار یاوی"] کہتے ہیں [وھاں آکر منزل انداز ہوا] (۳) — وھاں ابھی مہران کا پانی نہیں آیا تھا جس کی وجہ سے لشکر تشنگی سے فریاد کرنے لگا۔ محمد

---

(۱) اصل متن میں "جعوبة" ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے اس سے پہلے کا حاشیہ ص ۱۳۹۔

(۲) اصل متن میں "حصار نیرون" ہے۔

(۳)۔ فارسی متن کی اصل عبارت یوں ہے "مرغزاریست کہ آن را بلہار گویند، بزمین بردی" اس جگہ پر اور دوبارہ ص ۱۱۷ پر "بردی" لفظ آیا ہے۔ اس جگہ پر (م)ؑ کا تلفظ "بروزي" اور (ن) کا "بروی" ہے۔ ص ۱۱۷ پر (پ) میں "بروري" اور (م) (ن) (ک) میں "بروزی" ہے۔ ان تلفظوں کے مطابق یہ لفظ "بروري" یا "بروزی" ہو سکتا ہے۔ مگر قدیم نسخہ (پ) کا تلفظ "بروری" ہے ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ سندھ میں اکثر دیہات اور گاؤں کے نام کے آخر میں "ری" یا "ڑی" کا لفظ ہوتا ہے مثلاً کلری، کوٹری، ہوسڑی اور ہٹڑی وغیرہ (ن۔ب)۔

Marfat.com

بن قاسم نے دو رکعت نماز ادا کرکے جیسے ھی عرض کیا کہ "یا دلیل المتحیرین و یا غیاث المستغیثین آغثنی بحق بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (ای پریشانیوں کے رھنما! اے فریادیوں کے مدد گار! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے واسطے سے میری مدد کر) ویسے ھی [ایک بار] اللہ پاک کے حکم سے رحمت کا مینھ برسنے لگا۔ اس شہر کے آس پاس جو بھی تالاب یا حوض تھے وہ سب بھر گئے۔ اھل نیرون نے قلعہ کے دروازے بند کرلئے۔ ان کا سردار اور حاکم شمنی(۱) داھر کے پاس گیا ھوا تھا۔ محمد بن قاسم گھاس کی کمی کی وجہ سے فوج کے لئے فکر مند ھو گیا۔ پانچ چھ دن کے بعد شمنی واپس آیا اور دو سردار حجاج کے پروانہ کے ساتھ بھیج کر ان کے ساتھ رسد اور گھاس بھی ھمراہ کیا اور پیغام بھیجا کہ "میں اور [میرا] یہ سارا لشکر اور رعیت [سب] دارالخلافہ کا ھے اور امیر حجاج کے فرمان کے مطابق ھم یہاں ٹھیرے [ھوئے ھیں] اور اسی کی تقویت، دلداری اور تربیت پر قائم ھیں۔ چونکہ میں [یہاں] موجود نہ تھا اس وجہ سے رعایا نے متردد ھو کر دروازے بند کرلئے تھے"۔ شمنی نے [آتے ھی] قلعہ کے دروازے کھلوادیئے اور [لوگ] لشکر سے خرید و فروخت کرنے لگے۔ بروری (۲) کی منزل سے

---

(۱) جسے داھر نے دیبل کی فتح کی خبر سن کر نیرون کا حاکم مقرر کرنے کا حکم دیا تھا۔ دیکھئے ص [۱۱۰] - (ن - ب)

(۲) فارسی متن میں "بردی" ھے یہاں دیئے گئے تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص ۱۵۶ (ن-ب)

Marfat.com

محمد بن قاسم نے حجاج کو اس کا شکریہ لکھ کر اہل نیرون کی وفاداری اور فرمان برداری کی خبر دی۔ حجاج نے اس خط کے جواب میں انھیں تشفی دینے کی بڑی تلقین فرمائی اور لکھا کہ ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھو اور انھیں ہماری مہربانیوں کا امیدوار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ جہاں بھی تمھارا قدم مبارک پہنچے گا [وہاں] فتح اور کامیابی ہوگی۔ جو بھی تم سے امان طلب کرے اسے امان دینا، اور جو بھی بزرگ اور خاص آدمی تم سے ملنے آئیں انھیں قیمتی خلعتوں سے سرفراز کرکے اپنے احسان کا زیر بار کرو اور ہر ایک کی اہلیت کے مطابق ان کو انعام و اکرام دینا، واجب سمجھو اور عقل کو اپنا رہبر بناؤ تا کہ ملک کے امیر اور مشہور و معروف لوگ تمھارے قول اور فعل پر پورا اعتماد رکھیں۔

محمد بن قاسم کا اپنے معتمدوں کو نیرون بھیجنا

پھر محمد بن قاسم نے اپنے خاص اور معتمد لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو نیرون کے قلعہ میں بھیجا اور کہا کہ "ہم پر تمھارے قلعہ کے دروازے بند کرنے کا بڑا بُرا اثر ہوا لیکن جب ہم نے تمھاری غیر حاضری کا عذر سنا تو ہمارا غصہ سرد ہوگیا اور تمھارے ساتھ مہربانی اور عزت [افزائی] کا خیال کیا گیا۔ اس لئے مقدم الدولۃ بھنڈر کو شمنی (۱) کو

(۱) اس مقام پر سارے نسخوں میں "بھندر کن سمنی" ہے مگر ص [۱۳۱] پر یہی نام سارے نسخوں کے مطابق "سمنی بھندر کو" ہے۔ ہم نے ثانی الذکر عبارت کو ترجیح دی ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اطمینان اور سکونِ خاطر کے ساتھ حاضر ہونا چاہئیے۔ اس کے حق میں مہربانی اور تربیت کا کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھا جائے گا۔

شمنی کا زاد راہ اور تحفوں سمیت محمد بن قاسم کی خدمت میں حاضر ہونا

دوسرے دن جب صبح صادق تاریکی کے پردے سے اطلسی لباس پہن کر نمودار ہوئی تب شمنی بھی بے انداز تحفوں اور بے شمار نذرانوں کے ساتھ محمد بن قاسم کی خدمت حاضر ہوا اور رضامندی کا خلعت پہنا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور محمد بن قاسم کی دعوت کی، یہاں تک کہ لشکر کو فراخی کے ساتھ غلّہ ملنے لگا۔

محمد [بن قاسم] نے قلعہ پر ایک گورنر مقرر کیا اور بدھ کے بت خانے کی جگہ ایک مسجد تعمیر کرا کر موذن، اور امام مقرر کرکے نماز قایم کی۔ پھر چند دن کے بعد سیوستان کا ارادہ کیا۔ وہ قلعہ مہران کے مغربی کنارے پہاڑ پر ہے۔ محمد بن قاسم کو امید پیدا ہوئی کہ سارا ملک لشکر اسلام کے ہاتھوں فتح ہوجائے گا۔ اور سیوستان کا اندیشہ رفع کرنے کے بعد واپسی کے وقت داھر کی جانب [جانے کے لئے] دریا کو پار کرنے کا مشورہ کیا جائے گا۔ خداوند کریم عربوں کی امیدوں کو کامیاب اور فتح مندی کے امکانات میسر کرے!۔

Marfat.com

سیوستان اور اُس کے نواح کے فتح کرنے اور قلعہ حاصل کرنے کی خبر

محمد بن قاسم نے نیروز کا کاروبار درست کرکے اور تیار ہو کرشمنی کے ساتھ سیوستان کا رخ کیا اور منزلیں طے کرتا ہوا اس مقام پر جا پہنچا کہ جسے "موج" کہتے ہیں اور جو نیرون سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہاں ایک شمنی [پروہت] رہتا تھا جو کہ رعایا کا سربراہ تھا اور قلعہ کا بادشاہ داھر بن چچ کا چچا زاد بھائی بجھرائے (۱) بن چندر نامی تھا۔ سارے شمنیوں (پروہتوں) (۲) نے مل کر بجھرائے کے پاس پیغام بھیجا کہ "ہم زاھد (۳) لوگ ہیں ہمارا دین امن پسندی پرستش اور عافیت [پسندی ہے]۔[۱۱۸]۔ ہمارے طریقہ میں جنگ اور قتل جائز نہیں ہے اور ہم خون ریزی کے حق میں نہیں ہیں، تو بلند قلعہ میں بیٹھا ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ جب یہ [مسلمان] لوگ آئیں گے تو ہمیں تیرا تابعدار سمجھ کر لوٹیں گے اور ہماری جانیں اور مال چھین لیں گے، ہمیں[یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہیں دارالخلافہ اور امیر حجاج کا حکم ہے کہ جو بھی آدمی امان طلب کرے اسے امان دی جائے۔ اگر [تم بھی ہم سے] متفق ہوجاؤگے اور مصلحت قبول کرکے ہماری

---

(۱) اصل متن میں اس جگہ اور آیندہ ہر جگہ "بجھرا" ہے۔ ترجمہ میں ہر جگہ "بجھرائے" لکھا گیا ہے۔

(۲) اصل لفظ "سمنیان" ہے۔

(۳) اصل لفظ "ناسک" ہے۔

Marfat.com

نصیحت مانوگے تو ہم درمیاں میں واسطه بن کر تمھارے اور اپنے لئے پناہ طلب کریں گے اور ایک دوسرے سے پختہ عہدنامے اور مستحکم اقرار کریں گے۔ بجھرائے نے ان کی رائے پسند نہ کی، اور ان کے کہنے کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ پھر محمد بن قاسم نے ایک جاسوس بھیجا تا کہ وہ ان کا مزاج معلوم کرے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے موافق ہیں یا منافق۔ اس نے دیکھا کہ جنگ کرنے کے لئے تیار ہوکر کچھ سپاھی باھر نکل آئے ہیں۔ [اس پر] محمد بن قاسم آکر ریگستان والے دروازہ کی طرف اترا کہ لڑائی کے لئے دوسري کوئی [موزوں] جگہ نہیں تھی۔ کیونکہ برسات کا پانی ھر طرف پھیل گیا تھا اور شمال سے (۱) دریاے سندھ کا پانی "ارل" میں چڑھ آیا تھا۔ (۱)

لشکر کی [اھلِ] سیوستان سے جنگ

پھر محمد بن قاسم نے منجنیقیں استادہ کرنے اور جنگ شروع کرنے کا حکم دیا۔ شمنیوں نے اسے (بجھرائے کو) بہت روکا کہ اس لشکر سے نمٹنا تیرے بس سے باھر ھے تو ان کا مقابلہ نہ

---

(۱) — (۱)۔ فارسی ایڈیشن میں یہ عبارت اس طرح ھے "جوئے سند و راول روان شد" (پ) (ر) (ن) (ب) ،س) میں " و راول " کی جگہ پر " دراول) ھے۔ گمان غالب ھے کہ " دراول " میں کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے " ر" کو " و" بنادیا گیا ھے۔ صحیح تلفظ "درارل" ھونا چاھئے یعنی " ارل میں "۔ یہی قرین قیاس ھے کہ آج بھی دریائے سندھ کا پانی "ارل" یا " اڑل " میں چڑھ آتا ھے ۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

کر سکے گا اور تیری خودسری کی وجہ سے [سب کی] جان اور مال برباد نہ ہونا چاہئے"۔ [آخر] جب اس نے رعایا کی نصیحت نہ مانی تو [مجبور ہو کر] شمنیوں نے محمد بن قاسم کے پاس پیغام بھیجا کہ "ساری رعایا" [۱۱۹] جیسے کہ کسان، دستکار، تاجر اور عام آدمی بجھرائے سے منحرف ہو کر الگ ہوگئے ہیں اور اس کی بیعت نہیں کی ہے۔ بجھرائے کے پاس اتنا ساز و سامان اور انتظام بھی نہیں ہے کہ وہ تم سے مقابلہ کرے اور جنگ میں تم سے پنجہ لڑا سکے۔" یہ پیغام پا کر لشکر اسلام کا دل بڑھا اور محمد بن قاسم نے دن رات مسلسل جنگ جاری رکھی۔ تقریباً ایک ہفتہ کی مدت کے اندر اہل قلعہ جنگ سے دستکش ہوگئے۔ بجھرائے جب دیکھا کہ قلعہ والے [جنگ سے] تنگ آچکے ہیں تو [رات کے وقت] جب دنیا تارکول جیسی سیاہی کے پردے میں چھپ گئی تھی، شمالی دروازہ سے دریا پار کرکے، چھپ کر بھاگ گیا یہاں تک بدھیہ (۱) کی حد میں داخل ہوگیا۔ اس وقت بدھیہ کا راجہ کاکا بن کوتل (۲) نامی شمنی بھکو تھا۔ اس کا قلعہ سیسم

---

(۱) اصل لفظ "بودھیہ" ہے۔

(۲) فارسی متن میں "کوتک" تلفظ اختیار کیا گیا ہے جو کہ شاید (پ) کے مطابق ہے۔ مگر (ر) (م) (ن) کا تلفظ اس جگہ اور آگے "کوتل" ہے اور ہم نے یہی مناسب سمجھا ہے۔ "کوتل" سنسکرت کے لفظ غالباً "کَتُوْھَل" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ "کتوھل" سنسکرت میں آدمیوں کے نام کے طور پر بھی آتا ہے اور لفظی معنی ہیں "عجیب، نامور یا دلچسپ"۔ (ن۔ب)

Marfat.com

نہر کنبہ کے کنارے (۱) واقع تھا۔ بدھیہ کے باشندے اور وہاں کے سربراہ اس کے استقبال کو آئے اور اسے قلعہ کے سامنے آتارا۔

سیوستان کا ہاتھ آنا اور بجھرائے کا چلا جانا

جب بجھرائے بھاگ گیا اور شمنیوں نے اطاعت قبول کی اس وقت محمد بن قاسم سیوستان کے قلعہ کے اندر آیا اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنے عامل اور نائب وہاں کا نظم و نسق چلانے پر مقرر کئے۔ نواحی علاقہ ان کے حوالے کیا۔ اس کے بعد شمنیوں کے علاوہ کہ جن کے ساتھ پختہ عہدنامہ کیا تھا، [دوسروں کے پاس] جہاں بھی سونا چاندی دیکھا اپنے قبضہ میں کیا اور سارا چاندی [سونا]، زیور اور نقد ضبط کرکے لشکر کا حق لشکر کو دے کر باقی پانچواں حصہ حجاج کے خزانچی حوالے کیا اور حجاج کے پاس فتح کا حال لکھا اور رائے زادوں (۲) کو نامزد کیا۔ غنیمت اور غلام بھیج دیئے اور خود وہیں ٹھہرا۔ [۱۲۰]

پھر دو تین دن کے بعد جب [سرکاری] پانچویں حصہ اور لشکر کے حصوں [کی تقسیم] سے فارغ ہوگیا تب سیسم کے قلعہ کی طرف رخ کیا۔ بدھیہ کا لشکر اور سیوستان کا بادشاہ بھی جنگ کے لئے تیار ہوگیا۔ محمد بن قاسم اس جماعت کے سوا،

---

(۱) اصل عبارت " بر لب آب کنبہ " ہے۔

(۲) اصل لفظ "راوتاں" ہے جس کا ترجمہ "رائے زادوں" کیا گیا ہے۔ (ن۔ پ)

Marfat.com

کہ جسے سیوستان کے گورنر کے ساتھ مقرر کیا تھا، سارا لشکر ساتھ لے کر [نہر] کنبھ کے کنارے بندھان (۱) نامي ایک منزل پر آکر ٹھرا۔ آس پاس کے باشندے سب کافر تھے، اسلامی لشکر دیکھ کر انھوں نے آپس میں منصوبہ بنایا کہ شبخون مار کر اسے منتشر کردیں۔

[مضافات کے] مُکھیوں کا کاکہ بن کوتل (۲) کے پاس آنا

[یہ مشورہ کرکے] بُدھ (۳) کے سربراہ کاکہ [بن] کوتل کے پاس آئے— (۴) کہ جو بدھیہ کے راناؤں کی اولاد میں سے تھا اور جس کا مورث اعلیٰ آکر گنگا کے اس گھاٹ سے کہ جسے اودند و ھار کہتے ھیں آیا تھا (۴) — اور اس سے مشورہ کیا کہ ھم نے اگر لشکر عرب پر شبخون مارنے کا فیصلہ کیا ھے — (کاکہ کا جواب):۔

---

(۱) (ر) (م) میں "نیلھان"، (س) میں "بدھان" ھے۔

(۲) فارسی متن میں "کوتک" ھے۔ دیئے ھوئے تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ [۱۲۰]۔ (ن۔ب)

(۳) (ر) میں "بدھیہ" ھے۔

(۴)— اصل متن میں یہ بڑی الجھی ھوئی اور ناقص عبارت ھے۔ ترجمہ فارسی متن کی عبارت کے مطابق دیا گیا ھے جو اس طرح ھے کہ "رانگان بودھیہ از نسل اواند، و اصل ایشان اگر از کدارہ کنک کہ اودندوھار گویند آمدہ بود"۔ (ن) (ب) (م) اور (ح) کا تلفظ "رانگان" کی بجائے "رازکان" ھے۔ "اکراز" (ر) اور (م) کے مطابق ھے مگر (پ) اور (ک) (م) میں "اکر راہ" (ن) (ب) میں "اکرازہ" ھے، اور (س) میں "اگرازہ" ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کاکہ نے کہا کہ "اگر تم سے ہو سکے تو [ایسا کرنا] بہتر ہوگا مگر بدھ والوں اور راہبوں نے نجوم کی کتابوں سے ہمیں بتایا ہے کہ یہ خطّہ لشکر اسلام کے ہاتھوں فتح ہوگا"۔ [یہ کہہ کر] بھیمن (۱) نامی ایک مکھی کو ان پر سردار مقرر کرکے، چنّاوں (۲) کو ان کی فوج میں شامل کیا [اور مزید] ایک ہزار تلوار کے دھنی اور دلاور مرد اس کی ماتحتی میں دیئے۔

پھر جب دن کا رومی لشکر رات کے حبشی لشکر کے حملہ سے شکست کھا کر فرار ہوگیا (۳)، [۱۲۱] تو وہ سب تلواریں ڈھالیں، نیزے، برچھیاں اور کٹاریاں لے کر شبخون مارنے کے لئے روانہ ہوئے [لیکن] عربوں کے لشکر کے قریب پہنچ کر راستہ بھول گئے اور ساری رات، شام سے صبح تک بھٹکتے رہے۔ وہ

---

(۱) (پ) میں "بھبن"، (ر) میں "بیھن یا بھن"۔ (ن) (ب) (ح) میں "بھیسی" ہے۔ ہمارا تلفظ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے جس کا مدار نسخہ (ک) پر ہے۔ (ن۔ب)

(۲) اس مقام پر اور پھر ص [۱۲۱] پر فارسی ایڈیشن میں "جتان" کا تلفظ اختیار کیا گیا ہے لیکن ان دونوں مقامات پر نسخہ (ن) اور (ب) کا تلفظ صاف طور پر "چنان" ہے۔ (س) کا تلفظ "جنان" اور ص ۱۲۱ پر (م) کا تلفظ بھی "جنان" ہے اِن سے بھی "چنان" کا گمان ہوتا ہے۔ تحفۃالکرام (ج ۳، ص ۱۵) میں بتایا گیا ہے کہ یہ کاکہ ذات کا "چنّہ" تھا۔ اسی لحاظ سے ہم نے "جتان" کے تلفظ "چناں" کو ترجیح دی ہے۔ (ن۔ب)

(۳) یعنی دن گذرا اور رات ہوئی۔ (مترجم)

Marfat.com

چار حصوں میں تقسیم ہو کر صحرا میں چکر کھاتے رہے، مگر نہ [فوج کا] مقدم، ساقہ سے ملا اور نہ میمنہ نے میسرہ کو دیکھا۔ [آخر اِدھر اُدھر بھٹکنے کے بعد] پھر جب انھوں نے سامنے نظر اٹھائی تو خود کو سیسم کے قلعہ کے سامنے پایا۔

[چنانچہ] جب رات کا سُرمئی پردہ ستاروں کے بادشاہ [سورج] کی منور کرنوں سے چاک ہوا (۱) تب قلعہ میں آئے اور [آکے] کاکہ [بن] کوتل (۲) کو سارا حال بتایا کہ ہمارا یہ منصوبہ کامیاب نہیں ہوا۔ کاکہ نے جواب دیا کہ "تم جانتے ہو کہ میں بہادری، مردانگی، ہمت اور دانائی میں مشہور و نامور ہوں اور تمہارے پاس رہ کر کتنی ہی مشکلیں حل کی ہیں۔ لیکن بدھ مذہب والوں کی کتابوں اور نجوم کے حساب سے یہی حکم صادر ہوا ہے کہ ہندوستان لشکرِ اسلام کے ہاتھوں فتح ہوگا، اس لئے اب میرا ارادا اُن کے استقبال کرنے کا ہے"۔

کاکہ [بن] کوتل(۲) نباتہ بن حنظلہ کے ساتھ محمد بن قاسم کی خدمت میں جانا اور بیعت کرنا

پھر کاکہ نے اپنے خاص اور معتمد آدمیوں کے ہمراہ لشکرِ عرب کا رخ کیا۔ [ابھی] کچھ [ہی] دور چلا تھا کہ نباتہ بن حنظلہ ملا، جسے محمد بن قاسم نے نگرانی کے لئے مقرر کیا

---

(۱) یعنی رات گذری اور دن ہوا۔ (مترجم)

(۲) فارسی متن میں "کوتک" ہے۔ یہاں دیئے ہوئے تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۲۰] (ن۔ب)

Marfat.com

تھا، وہ اسے محمد بن قاسم کے پاس لے آیا۔ جب [کاکہ نے] خدمت کی سعادت حاصل کی تو محمد بن قاسم اس سے عزت کے ساتھ پیش آیا اور اس پر کمال مہربانی کی۔ کاکہ نے اسے چنڈوں (۱) کے شبخون کا منصوبہ اور اُن کی دغا بازیوں کا حال سنایا کہ کس طرح خدائے تعالیٰ نے انھیں بھٹکایا کہ وہ ساری رات پریشانی اور شرمندگی میں چکر کاٹتے رہے۔ یہ باتیں بیان کرکے اس نے کہا کہ ہمارے نجومیوں اور معتبر لوگوں نے علم نجوم سے نتائج اخذ کرکے یہ حکم صادر کیا ہے کہ [۱۲۲] یہ ملک اسلامی لشکر کے قبضہ میں آئے گا۔ [اس کے بعد] جب ہم نے (شبخون کی ناکامی) کا یہ معجزہ بھی دیکھا تو ہمیں یقین ہوگیا کہ [یہی] حکم الٰہی ہے اور کوئی بھی [تم سے] فریب اور دغابازی سے مقابلہ نہ کرسکے گا۔ [اب] اگر تم ثابت قدم رہے اور استقلال سے کام لیا تو [اپنے دشمن پر] فتح حاصل کروگے۔ میں نے تمہاری اطاعت قبول کی ہے تمہیں نصیحت کرتا رہوں گا اور جتنا بھی مجھ سے ممکن ہو سکا تمہاری مدد بھی کرتا رہوں گا اور دشمنوں اور بدخواہوں کی بیخ کنی کرنے اور انھیں مغلوب کرنے میں تمہاری رہبری کروں گا۔" محمد بن قاسم نے جب اس کی یہ گفتگو سنی اور حالات سے با خبر ہوا تو [اس نے] اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور سجدۂ شکر بجا لایا اور کاکہ کو اس کی

---

(۱) فارسی متن میں "جتان" یعنی جتوں ہے۔ کی ہوئی تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۲۱]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

جان اور ماننے والوں اور اس کے خاندان کی طرف سے مطمئن کیا، اور مسند فراغ وامن سے پیٹھ لگا کر اس نے کاکہ سے کہا کہ "اے ہند کے امیر! تمھاری خلعت کیا ہوتی ہے؟" کاکہ نے عرض کیا کہ ہماری نشست کرسی ہے اور جامہِ ہندی ریشم و حریر ہے (۱) کہ جو دستار کی طرح سر پر ہم باندھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں اور شمنی (۲) [جاموں (نوابوں)] کی یہی رسم ہے۔ کاکہ نے جب یہ خلعت پہنی تو سارے مکھیوں اور آس پاس کے سرداروں نے اس کی بیعت کی طرف رغبت کی۔ جن لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کی انھیں [محمد بن قاسم نے] لشکر عرب کے خوف سے امان دی اور جس گروہ نے خودسری اور سرکشی اختیار کی ان کی طرف [اسلامی لشکر کی] رہبری کی۔ [محمد بن قاسم نے] عبدالملک بن قیس الدسی (۳) کو اپنا نائب مقرر کیا تاکہ ہر متمرد اور سرکش کو مقہور کرے۔ کاکہ نے مخالفوں پر حملہ کرکے کثیر نقد، کپڑا، مویشی، غلام اور غلہ غنیمت میں حاصل کیا جس کی وجہ سے لشکر میں گوشت اور چارے کی فراوانی ہوگئی۔

پھر محمد بن قاسم نے وہاں سے منزل برخاست کرکے میسم کے قلعہ پر آیا۔ دو دن کی جنگ کے بعد خدائے تعالیٰ نے اسے فتح اور کافروں کو شکست دی۔ داہر کا چچا زاد بھائی

---

(۱) اصل عبارت "جامہ ہندوی ابریشم و حریر ہے۔

(۲) اصل متن میں "سمنی" ہے۔

(۳) یہ لفظ مبہم ہے۔ دیکھئے حاشیہ (۱) ص ۱۰۷۔ (ن۔پ)

Marfat.com

بجھرائے بن چندر بن سیلائج، راوت اور ٹھاکر جو کہ اس کے فرمانبردار تھے[۱۲۳] بدھیہ سے آگے بھاگ گئے۔ بلکہ بہتوں نے تو اپنی پیاری جانیں اسی نافرمانی میں کنوائیں اور کچھ سالوج اور قندابیل (۱) کے بیچ کے قلعہ بھطلور (۲) کی طرف چلے گئے اور وہاں جاکر امان نامہ کی استدعا کی، کیونکہ وہ داھر کے مخالف تھے اور چونکہ [اس نے] ان کے کچھ آدمیوں کو قتل کیا تھا اس لئے اس کی اطاعت سے پھر گئے تھے۔ انھوں نے قاصد کو درمیان میں لاکر خود پر ایک ہزار درھم تَوَل چاندی (۳) [خراج] مقرر کرکے اپنے ضامن سیوستان کی طرف بھیجے۔

حجاج بن یوسف کا دریا پار کرکے داھر سے جنگ کرنے کا حکم پہنچنا

محمد بن قاسم نے خراج مقرر کرکے ان کی بہبودی کے لئے نیا پروانہ جاری کیا اور [اس کے بعد] آل جارود میں سے دو قابل اعتماد اشخاص عبد [الملک بن] القیس (۴) اور حمید

---

(۱) (ن) (ب) (ح) میں "قند ئیل"، (پ) (ک) میں "قندھائیل" اور (ر) (م) میں قندھائل ھے۔

(۲) (ب) میں "بھلطور" اور (ک) میں "بھطور" ھے۔

(۳) اصل عبارت "یکہزار درم سنگ نقرہ" ھے۔

(۴) سارے نسخوں میں یہ نام "عبدالقیس" ھے مگر اسلام کے بعد ایک مسلمان کا یہ نام ھونا غیر ممکن ھے۔ البتہ "عبدالقیس" ایک قبیلہ کے نام کی حیثیت سے مشہور تھا۔ مگر اس جگہ پر یہ اس آدمی کا نام ھے کہ جو آل جارود (جارود کی اولاد) کے قبیلہ سے تھا اس وجہ سے اس نام میں غلطی ھے اور اس شخص کا صحیح نام غالباً عبد[الملک بن] القیس ھے جس کا ذکر پہلے ص [۹۹] اور ص [۱۳۳] پر آچکا ھے جو کہ محمد بن قاسم کے لشکر میں موجود تھا۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بن وداع التنجدی کو مامور کرکے یہ کام ان کے سپرد کیا۔ جب سیسم کے بندوبست سے فارغ ہوا تو حجاج کا حکم پہنچا کہ "دوسرے سب مقامات چھوڑ کر نیرون میں واپس آجاؤ اور مہران عبور کرنے کی تدبیر پر غور کرکے داہر سے جنگ کے لئے رخ کرو اور خدائے عزوجل سے مدد طلب کرو کہ تمہیں فتح اور کامیابی بخشے۔ اس قلعہ کے فتح ہونے پر [چھوٹے بڑے] قلعے اور سارا قرب و جوار تمہارے قبضہ میں آجائے گا اور کوئی بھی تمہیں روکنے والا نہ ہوگا"۔ جب محمد بن قاسم نے یہ حکم پڑھا اور اس کے مضمون سے واقف ہوا تو وہ [فوراً] نیرون کوٹ واپس آگیا اور آکر خط لکھا۔

لشکر عرب کا نیرون کوٹ واپس آنا

پھر [محمد بن قاسم لشکر کے ساتھ] منزلیں طے کرتا ہوا آکر [نیرون کے] قلعہ کے قریب کے اترا جو کہ نیرون پہاڑی(۱) پر ہے [۱۲۴] اس کے قریب ایک تالاب ہے جس کا پانی عاشقوں کی آنکھوں سے زیادہ صاف اور جس کی چراگاہ باغ ارم سے زیادہ خوشگوار ہے۔ اسی تالاب کے کنارے وہ منزل انداز ہوا اور حجاج بن یوسف کو یہ خط لکھا۔

محمد بن قاسم کا خط کے ذریعہ سے حجاج بن بن یوسف کو حالات سے آگاہ کرنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بڑے امیر، زبردست عالم، دین کے تاج اور ہند و عجم کی

---

(۱) اصل میں "کوہ نیرون" ہے۔

Marfat.com

پناہ حجاج بن یوسف کی شاندار بارگاہ میں اس خدمت گار محمد بن قاسم کی طرف سے :-

بندگی اور خدمت گذاری کے بعد، عرض ہے کہ یہ مخلص سارے امیران عرب، لشکر، ملازموں اور اہل اسلام کی فوج کی ساری جماعتوں کے ساتھ بخیریت اور سلامت ہے۔ کاروبار کی استقامت اور دائمی خوشی و آرام حاصل ہے۔ [آپ کی] رائے انور پر روشن ہو کہ بیابانوں اور خطرناک منزلوں کو طے کرنے کے بعد ہم دریا کے کنارے کہ (۱) جسے مہران کہتے ہیں، آ پہنچے ہیں۔ اور بغرور (۲) کے قلعہ کے مقابل بدھیہ کی طرف جو علاقہ کہ مہران کے کنارے پر ہے، فتح ہو چکا ہے(۳) یہ قلعہ مملکت اروڑ کی حدود میں [ہے] جو کہ راجہ داہر کی ملکیت ہے (۳) سرکش لوگوں کو مطیع بنالیا گیا ہے اور باقیوں

---

(۱) اصل عبارت "بر لب سیحون ہے۔ ہم نے سیحون کے لغوی معنی لئے ہیں جو کہ ا ساح، سَیْحاً اور سَیْحَاناً) مصدر سے نکلے ہیں، جس کے معنی ہیں "پانی کا زمین پر بہاؤ" (ن-ب) -

(۲) فارسی ایڈیشن میں اس جگہ پر "راور" ہے مگر ایڈیٹر نے حاشیہ میں ظاہر کیا ہے کہ یہ اس کا اپنا گمانی تلفظ ہے (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۱۲۵ حاشیہ ۹)۔ مختلف نسخوں کی عبارتیں اس طرح ہیں- (ر) (م) "بغرور"، (ن) "اغرور" (ب) (ح) (س) (ک) "اعرور" اور (پ) "مرور"۔ ہم نے "بغرور" کے تلفظ کو ترجیح دی ہے جس کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۲۵]- (ن-ب) -

(۳)-(۳) فارسی متن کی عبارت اس طرح ہے " و آن حصار راور

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۱۷۲)

Marfat.com

کو [جنھوں نے اطاعت قبول نہیں کی] حملہ کرکے بھگادیا گیا ھے۔ [پھر] چونکہ امیر حجاج کا [وہ] حکم پہنچا کہ جس میں واپس ھونے کا اشارہ ھے اس لئے نیرون پہاڑی (۱) والے قلعہ میں واپس آنا پڑا۔ یہ قلعہ دارالخلافہ سے زیادہ نزدیک ھے۔ امید کہ اللہ تعالیٰ کی مدد، بادشاہ کی اعانت اور امیر معظم کے بخت [کی یاوری] سے کافروں کے سارے مضبوط قلعے فتح ھو جائیں گے۔ [۱۲۵] اور شہر و خزانے ھاتھ آئیں گے۔ فی الحال سیوستان اور سیسم کے قلعے قبضہ میں آ چکے ھیں۔ داھر کا چچا زاد بھائی اور اس کے بہادر اور خاص ساتھی [باھر] نکال دیئے گئے باقی سارے کافر مغلوب ھوے ھیں۔ کافروں کی عبادت گاھوں کی جگہ مسجدیں تعمیر کرائی گئی ھیں اور اذاں، نماز، خطبوں اور منبروں کی بنیاد رکھی گئی ھے، تاکہ لوگ وقت پر خدا کا فرض ادا کرتے رھیں اور صبح

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

(کہ) در تملیک داھر راے بود" اس عبارت میں "حصارِ راور" کی عبارت صرف نسخہ (پ) کے مطابق ھے، دوسرے سارے نسخوں (م) (ر) (ن) (ب) (س) (ک) میں "در الور" ھے اور اسی وجہ سے زیادہ معتبر سمجھنا چاھئے۔ اس تلفظ کے مطابق اصل عبارت اس طرح ھوگی۔ "و آن حصار، در الور، تملیک داھر رائے بود"۔ یہ عبارت تاریخی سیاق و سباق اور جغرافیائی اعتبار سے بالکل صحیح ھے اور ترجمہ بھی اسی لحاظ سے کیا گیا ھے۔ (ن۔ب)

(۱) اصل میں "کوہ نیررن" ھے۔

Marfat.com

اور شام خدائے تعالیٰ کا ذکر اور تکبیر بجا لاتے رہیں، جس طرح قرآن کی نص ناطق ہے کہ [قولہ تعالیٰ] "اَقِیمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الفجر" الآیۃ (۱)، اور بتوں کے وہ نشانات، اللہ کی تائید اور "اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ (۲)۔" (اگر خدائے تعالیٰ تمہاری تائید کرے گا تو کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا)، کی تصدیق کے مطابق صاف کئے جائیں بجاریوں، شیطانوں اور ان کی جماعتوں کو مغلوب اور ذلیل و خوار کرکے جہنم اور سخت عذاب کے حوالے کیا جائے۔ [اس وقت] ہم ایک ایسے قلعہ کی پناہ میں اقامت گزیں ہیں کہ جو سکندر رومی کی تعمیر پر بھی فخر کرتا ہے لیکن ہمارا بھروسہ اور پناہ اللہ عزوجل پر ہے۔ آپ کی رائے عالی کہ ہمیشہ عالی رہے کے مطابق یہ خط پیش کرکے جواب کا منتظر ہوں کہ جیسا فرمان ناطق اور مطلق جاری ہو آس کے لئے خود کو تیار کروں اور توفیق الٰہی سے جو ارشاد ہوگا، آس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ امیر کریم کو یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ داھر کے گورنروں میں سے ایک

---

(۱) ترجمہ: سورج نکلنے سے رات کی تاریکی پھیلنے تک نماز قائم کر اور فجر کے قرآن پڑھنے کا پابند رہ۔ (مترجم)۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸ (ن۔ب)۔

(۲) آل عمران رکوع۔ ۸ (ن۔ب)۔

Marfat.com

گورنر مہران کے مشرق کی طرف اس (۱) وادی میں جو کہ کشہا (کچھ) کے سمندر کا جزیرہ ہے (۱) قلعہ "بیٹ" (۲) کا والی ہے اور جسے بسامی [ابن] راسل (۳) کہتے ہیں۔ اس کا بیٹا، داہر کے مقربانِ خاص میں سے ہے۔ ہند اور سندھ کے بہت سے بادشاہ اُس کے مطیع ہیں اور ان کے درمیان پختہ عہدنامے ہیں [۱۲۶] اور وہ اس کی رائے سے باہر نہ جائیں گے۔ دیبل کے جو لوگ ہم سے مل گئے ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے [اور سندھ کا] ہر امیر اور سردار اُس کی بیعت کی طرف راغب ہے۔ اُس نے ہم سے امید رکھ کر التجا کی ہے کہ ہم اس سے عہدنامہ مستحکم کریں۔ اگر خدائے تعالیٰ نے یہ تدبیر پوری کی اور [وہ سب] صداقت کے ساتھ ہمارے زیر فرمان آ گئے تو دریائے مہران کو پار کرنے کی تدبیر ہمارے لئے آسان اور سہل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے [سب کچھ] درست اور مبارک ہو گا۔

---

(۱) — (۱) اصل عبارت ہے "در برجوے کہ جزیرہ بحر کنبہا است" فاضل ایڈیٹر نے "کنبہا" کا تلفظ اختیار کیا ہے جو کہ (ن) کا تلفظ ہے۔ مگر (پ) میں "کبہا" ہے اور (ر) (م) کا تلفظ "کشتیہا" ہے۔ ہم نے (ر) (م) کے تلفظ کی بنیاد پر "کشہا" کو ترجیح دی ہے جس کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۱۲۶]۔ (ن۔پ)

(۲) اصل متن میں "بیت" ہے۔

(۳) اصل میں "بساہی راسل" ہے۔ نسخہ (پ) میں "بشامی راسل" ہے۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کے پاس حجاج کا خط پہنچنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے فرزند، کریم الدین، محمد بن قاسم، خدائے تعالیٰ اس کی عزت برقرار رکھے، انواع و اقسام کے تکلفات اور طرح طرح کی تعظیمات سے آراستہ خط پہنچا اور جو حالات اس میں تحریر تھے سب معلوم ہوئے۔ اے بیٹا! آخر ہے کیا؟ تجھے کیا ہوگیا ہے جو اپنی تدبیر، عقل اور سمجھ کام میں نہیں لاتا؟ اے کاش! تو جنگ میں مشرق کے سارے بادشاہوں کو مغلوب کرے اور کافروں کے شہروں کو برباد کرے! تو اس مہم پر غالب ہونے سے کیوں عاجز ہے؟ اور دشمن کے شر کا ازالہ کرکے ان پر کیوں مسلط نہیں ہوتا؟۔ امید ہے کہ ان کے منصوبے ناکام ہوں گے۔ وہ لشکر اسلام کے مدافعت کی تجویز مرتب کر رہا ہے، تو دل مضبوط کر اور جس قدر مال خرچ کر سکے، کر اور اس کے مخالفوں کے حق میں بخششوں اور انعامات کی بارش کر، [۱۲۷] جو بھی کوئی جاگیر یا ملک طلب کرے تو اسے نا امید نہ کر بلکہ اس کی عرض قبول کرکے اپنے فرمانوں اور امن ناموں سے تسلی دے۔ کیونکہ سلطنت حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں: پہلا صلح، ہمدردی چشم پوشی، اور رشتہ داری، دوسرا دولت خرچ کرنا اور انعام دینا، تیسرا دشمنوں کی مخالفت کو صحیح طور پر سمجھنا اور مخالفوں کا مزاج معلوم کرنا اور چوتھا رعب، ہیبت، دلیری، قوت اور دہدبہ۔

Marfat.com

[ھر طرح سے] ان دشمنوں کو دفع کرنے کی کوشش کرنی چاھئے۔ [چھوٹے چھوٹے] بادشاہ جو کچھ بھی عرض کریں [انھیں] موثق اقرارناموں سے تسلی دے۔ جب وہ تیری خدمت میں حاضر ھوکر خود پر خراج مقرر کریں تو پھر جو بھی نقد یا سامان خزانہ میں پہنچائیں اسے قبول کرتے رھو۔ اور سب کو تسلّی دیتے رھو۔ اگر کسی کو قاصد بناکر بھیجنا چاھو تو پھر ضروری ھے کہ اس کي عقل، مذھب، دور انديشي اور امانت پر تمھیں اعتماد ھو۔ ایسا نہ ھوکہ اس کے جانے کہنے کي وجہ سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ خود کو دشمنوں کے اچانک حملے، حیلوں، آفت، دھوکے اور مکرسے محفوظ رکھنا۔ ضروری کاموں کی تکمیل میں دور اندیشی اور ھوشیاري کے شرائط بجا لانا، اور داھر سے خبردار رھنا۔ اگر کوئی بھی [اپنا] معتمد یا معتقد [کہیں] روانہ کرو(۱) تو اسے وصیت کرنا کہ وہ اس کے [دشمن کے] میل جول اور ھمنشینی سے [کہیں] بدل نہ جائے۔ اور اسے خیر خواھی کی شرط وضاحت سے بتانا کہ اگر پیغام پہنچانے کے لئے راجہ کے سامنے جائے تو سارے سرداروں اور محفل کے بزرگوں کے سامنے بے خوفی سے پیغام دے۔ اس کا جواب اچھی طرح سننا چاھئے

---

(۱) اصل متن میں اس مقام پر "بفرسند" ھے جو کہ واحد غائب کا صیغہ ھے اور اس کی ضمیر داھر کی طرف رجوع ھوتی ھے لیکن ایسا کرنے سے سارے جملہ کے معنی میں خلل پیدا ھو جاتا ھے۔ ھمارے خیال میں "بفرستد" لفظ "بفرستی" کی بگڑی ھوئی صورت خطی ھے اور ھم نے اسی کا خیال رکھتے ھوئے ترجمہ کیا ھے۔ (مترجم)

Marfat.com

اور کوئی بھی نرمی اور چشم پوشی نہ کرنی چاھئے - قاصدوں کی ھمت دلکش وعدوں سے بڑھانا چاھئے - اور [انھین بتانا چاھئے] کہ تم سارے اسلامی لشکر کے امام اور پیشوا ھو اور سب کی امیدیں تمھاری گفتگو سے وابستہ ھیں، اس لئے تمھیں چاھئے کہ پیغام پوری طرح ادا کرو - مسلمانوں کا قاصد پاک مذھب [والا] ھونا چاھئے [۱۲۸] تاکہ سخن کو شکوہ کے ساتھ بغیر کمی بیشی کے ادا کرے — اور ان کو توحید پر ایمان لانے کی دعوت دے - [اور انھیں بتائے] کہ جو اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرکے اطاعت کرے گا اسے مال، شہر، زمین اور کھیت عطا کئے جائیں گے اور جو اسلام کے سامنے سر نہ جھکائے تو اسے کوئی دھمکی دے تاکہ وہ فرماں بردار رھے - اور اگر [اس کے باوجود] اطاعت سے سرکشی کرے تو پھر اس سے [صاف] کہہ دے کہ جس صورت میں تم نے اطاعت سے منہ موڑا ھے، اس صورت میں جنگ کے لئے تیار ھوجاؤ - لیکن اسے [داھر کو] دریاے مہران عبور کرنے کا اختیار نہ دینا [بلکہ] کہنا کہ "اگر تم تیار ھو تو پھر [تمھارے لئے] کوئی رکاوٹ نہیں ھے، لیکن چونکہ ھم اتنا بڑا سفر طے کرکے آئے ھیں اس لئے ھمیں ھی مہران پار کرنا اور بغیر روک ٹوک کے مقابلے میں آنا ھے تاکہ طرفین کے درمیان شک و شبہ کی مجال اور یہ خار خار نہ رھے - جس جگہ بھی دشمن کا مقابلہ کرو وہ جگہ کشادہ میدان ھونی چاھئے تاکہ مرد مرد کو اور سوار سوار کو برابر جولان دے سکے - یہ سب کچھ ھوتے ھوئے بھی جب جنگ شروع کرنا تو اللہ پاک کے کرم پر

Marfat.com

بھروسہ رکھنا اور اس کی رسی کو مضبوط پکڑنا [اور دیکھنا] کہ قضا اور تقدیر، پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتی ہے۔ اور وہاں کس فریق کی بادشاہی ختم ہونے کا حکم جاری ہوتا ہے۔ اور اگر وہ پیغام بھیجیں اور کہیں کہ آبِ مہران سے تم گذرتے ہو یا ہم گذریں؟ تو انہیں اختیار نہ دینا بلکہ کہنا کہ میں پار کرکے آتا ہوں تاکہ تیرا رعب اور ہیبت دشمن کے دل پر اثر کرے اور [وہ] کہیں کہ اگر لشکرِ اسلام میں قوت اور طاقت نہ ہوتی تو یوں ہمارے سامنے نہ آتا۔

اس کے علاوہ یہ کہ لشکر عرب کی جو جماعت تیری اطاعت میں ہے، امید ہے کہ [اس کے لوگ] پیٹھ نہ دکھائیں گے اور جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔ بلکہ جی جان کی بازی لگائیں گے۔ خدائے تعالیٰ پر توکل کرکے شوق سے جنگ کریں گے اور ثابت قدم رہیں گے۔ ان کی نیت لڑائی میں اور تیری اطاعت میں سچی رہے گی تاکہ [وہ] خدائے عزّوجل کی رضامندی حاصل کرسکیں۔ [۱۲۹] دریا عبور کرنے کے لئے ایسی جگہ اختیار کرنا جہاں تم مضبوطی کے ساتھ قدم جما سکو اور سیدھی سادی گذرگاہوں، [سے بھی] سمجھ بوجھ کر گذرنا اور دور اندیشی اور باخبری کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ گذرتے وقت لشکر کو ہوشیار رکھنا اور [اس کا] میمنہ، میسرہ، قلب، مقدمہ اور ساقہ سیدھا رکھنا، پیادوں اور اکیلوں کو پہلے بھیجنا اور کسی بھی برگستوانی (۱) کو درمیان میں نہ رکھنا"۔

---

(۱) معنی کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۹۹]۔

Marfat.com

حجاج کا یہ خط پہنچا تو محمد بن قاسم نے عزم مصمم کیا اور دریا پار کرنے کی تدبیر کرنے لگا۔

محمد بن قاسم کے نیرون کوٹ پہنچنے کی داھر کو اطلاع ھونا (۱)

ادھر راجہ داھر نے ھند کے داناؤں اور اپنے فلسفیوں اور نجومیوں سے کہا کہ "اس وقت خبر ملی ھے کہ محمد[بن] قاسم ظاھر ھوا ھے اور قلعہ نیرون کے نزدیک زبردست لشکر کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کھڑا ھے۔ [چنانچہ بیان کرو کہ] تاریخ و نجوم کی کتابوں سے تمھیں کیا معلوم ھوتا ھے؟ اور وقت کے ستارے اور سال کی تقویم سے کیا [نتیجہ] نکلتا ھے؟"۔ نجومیوں نے تعریف و توصیف اور ستائش و ثنا کے بعد عرض کیا کہ "راجہ سلامت رھے! تاریخ کی قدیم کتابوں اور حکیم جلماسپ کے نجوم سے یہ معلوم ھوا ھے کہ سنہ ۹۲ ھجری میں نیرون کا قلعہ لشکر اسلام کے قبضے میں آئے گا اور سنہ ۹۳ ھجری میں سارا ھندوستان اور یہ قلعے جو کہ سکندر کی تعمیر سے بھی زیادہ مضبوط ھیں مسلمانوں کی ملکیت ھوں گے اور یہ فتوحات

---

(۱) اس باب کے مضمون سے یہ گمان ھوتا ھے کہ محمد بن قاسم کے نیرون آنے کی اطلاع ھی داھر کو جب ھوئی ھے کہ جب وہ سیوستان اور بدھیہ کے علاقوں سے ھو کر نیرون کوٹ واپس آیا ھے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ھے بلکہ مصنف نے یہاں اور اس کے بعد نئے عنوان کے تحت وھی ساری حقیقتیں دھرائی ھیں جو اس سے پیشتر ص [۱۱۶] سے [۱۱۸] تک آ چکی ھیں۔ دوبارہ لکھنے کا سبب صرف یہ ھے کہ مصنف داھر اور محمد بن قاسم کی جنگ کی یہاں سے تمہید باندھنا چاھتا ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

محمد بن قاسم کے ھاتھوں ھوں گی۔ یہ پیشنکوئی [ضرور] پوري ھوگی"۔

پھر راجہ داھر نے [۱۳۰] بھنڈرکوشمنی (۱) کو کہ نیرون کا قلعہ اس کی نگرانی میں تھا روانہ کیا اور کہا کہ "تجھے نیرون کوٹ پہنچ کر ھمیں ان کے حالات سے مطلع کرنا چاھئے"۔ اس اشارہ پر شمنی نیرون کوٹ جا پہنچا اور پانچ سردار اور حجاج کا پروانہ ساتھ لے کر محمد بن قاسم کے پاس حاضر ھوا۔ نباتہ [بن] حنظلہ ان کے درمیان [واسطہ] ھوا۔ جب اس نے پروانہ اور نذرانہ پیش کیا تو محمد بن قاسم نے فرمایا کہ "اس پروانے کی تعمیل [توخیر] کرنی ھی ھے۔ لیکن تو نے لشکر کے پہنچنے پر جو دروازے بند کئے تھے اس کا ھم پر کافی [برا] اثر ھوا ھے۔

جب تم اطاعت گذار تھے تو پھر قلعے کے دروازے بند کرنا اور لشکر کو روکنا اچھا کام نہ تھا کہ اسی وجہ سے لشکر میں غلّے کی قلت ھوگئی تھی"۔ اس پر شمنی معذرت کرنے لگا کہ "چونکہ ھمارے کاروبار کی مصلحتیں راجہ داھر سے متعلق ھیں اور میں یہاں حاضر نہ تھا اس وجہ سے آپ کے پہنچنے پر رعایا متردد ھوئی اور ڈری کہ مبادا واپسی پر اھل قلعہ کو کوئی نقصان پہنچائیں۔ [مگر] اب جب کہ میں خدمت میں حاضر ھوا ھوں تو فرمانبرداری اور خلوص کی رسم ادا کرتا رھوں گا اور جو بھی آپ کی مرضی ھوگی اسی کے

---

(۱) اصل متن میں "سمنی بھندرکو" ھے۔

Marfat.com

مطابق عمل کروں گا"۔

محمد بن قاسم کا نیرون کے شمنی کو خلعت پہنانا

پھر محمد بن قاسم نے خلعت پہنا کر [اس کی] عزت افزائی کی اور بڑی مہربانیوں سے پیش آنے کے بعد اسے واپس کیا۔ شمنی نے واپس جا کر قلعے کے دروازے کھولے اور تحفے اور نذرانے بھیجے اور سپاھی خرید و فروخت کے لئے قلعے میں گئے۔ دوسرے دن جب ستاروں کے بادشاہ کا پرچم سقفِ لاجوردی پر برآمد ھوا (۱) تو محمد بن قاسم گھوڑے پر سوار ھو کر اور اپنے خاص اور برگزیدہ آدمیوں کے ساتھ قلعے میں آیا اور بتکدے کی جگہ پر مسجد تعمیر کرا کر اس میں دو رکعت نفلیں ادا کیں۔ (اس کے بعد) قبیلۂ ذھل اور اھل بصرہ میں سے ایک شخص کو وھاں اپنا [۱۳۱] نائب مقرر کیا (۲)۔

پھر وھاں سے کوچ کیا اور دریائے مہران پار کرنے کے لئے شمنی کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ [اسی اثنا میں] شمنی راسل رسنی (۳) کے بزرگوں اور بھٹیوں کے کچھ سربراھوں نے حاضر ھو کر امان طلب کی انھیں جیسا کہ حجاج نے حکم جاری

---

(۱) یعنی سورج طلوع ھوا۔ (مترجم)

(۲) اس مقام تک، اس عنوان اور اس سے پہوستہ عنوان کے تحت کم و بیش وھی بیان دیا گیا ھے جو اس سے پہلے ص [۱۱۶-۱۸] پر آچکا ھے۔ اس کے بعد نیا بیان شروع ھوتا ھے (ن۔ ب)۔

(۳) نسخہ (ب) میں "راسل رسی"، (ر) (م) میں "راسدّ رسن" اور (س) میں "راھل رسی" ھے۔

Marfat.com

کیا تھا جواب دے کر اور اقرار مستحکم کرکے اشبہار کے قلعے کی طرف روانہ ہوا اور محرم سنہ ۹۳ ہجری (۱) میں اس قلعے کے نواح میں جا کر فروکش ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ایک مضبوط قلعہ ہے، قلعہ والوں نے جنگ کے لئے تیار ہو کر اس کے [چاروں طرف] خندق کھود دی تھی اور قلعے کے مغرب میں رہنے والے جتوں اور دیہاتیوں کو بھی قلعہ میں لے آئے تھے۔ محمد بن قاسم نے جنگ شروع کی۔ محل وقوع سے [فائدہ اٹھائے ہوئے] انہوں نے ایک ہفتہ مقابلہ کیا مگر پھر امان طلب کرکے اطاعت قبول کی اور اپنی گردنوں میں بندگی کا طوق ڈالا۔ محمد بن قاسم نے حجاج کے پروانے کے مطابق انہیں امان دی چنانچہ جو لوگ متابعت میں آئے انہوں نے خراج قبول کرکے قلعے کے دروازے کھول دیئے۔ محمد بن قاسم اپنے امینوں کے ساتھ اندر گیا اور چابیاں اپنے صادق معتمدوں اور مخلص معتقدوں کے حوالے کیں۔ اس کے بعد اس قلعے پر ایک ایماندار آدمی [نائب] مقرر کرکے اس کی فتح کے متعلق حجاج کے پاس [خط] تحریر کیا۔ [جس میں یہ بھی لکھا] کہ ان بہادر جتوں کو امان دی گئی ہے۔ [ساتھ ہی ساتھ] اسے [اس جنگ کے] قتل اور خونریزی کی [بھی] اطلاع دی۔ اس قلعے میں کافی عرصہ

---

(۱) مصنف پہلے ص [۱۰۲] پر بیان کر آیا ہے کہ محمد بن قاسم محرم ۹۳ ہجری میں دیبل پہنچا لیکن اس مہینہ اور سال میں دیبل، نیرون کوٹ اور سیوہن وغیرہ کے قلعے فتح کرکے اشبہار کے قلعہ پر حملہ آور ہونا ناممکن ہے اس لئے یہاں محرم سنہ ۹۴ ہجری کے بجائے صرف ۹۳ ہجری یا کوئی اور مہینہ ہونا چاہئے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

ٹھہر کر اور [اپنا] نائب مقرر کر کے خود مہران کے مغربی کنارے پر راوڑ کی حدود میں آ کر منزل انداز ہوا۔ [۱۳۲]

مہران کی ساحلی منزل پر محمد بن قاسم کا جنگ کرنا

چنانچہ جب محمد بن قاسم ساحلِ مہران پر آ کر اترا (۱) تو بیٹ کے حاکم جاھین نے اس سے جنگ کی (۱)۔

روایت: (۲) تاریخ کے مصنفوں نے اس طرح روایت کی ہے کہ جب داھر کو محمد بن قاسم کے راوڑ اور جیور کی حدود میں پہنچنے کی خبر ملی اور اس نے پوچھا کہ "عرب کہاں پہنچے ہیں" اور اسے بتایا گیا کہ جیور کی حدود میں داخل

---

(۱)۔(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت اس طرح ہے "پس چون محمد قاسم بر معبر مہران نزول کرد، و با جاھین، ملک بیت جنگ پیوست"۔ یہ جملہ نا مکمل ہے۔ نسخہ (ر) میں اس جملے کا آخری حصہ یوں ہے، "با وے جاھین، ملک بہت جنگ پیوست" یہ ٹکڑا ایک تو جملے کے لحاظ سے مکمل ہے۔ دوسرے آیندہ آنے والے حقایق کے مطابق ہے جیسا کہ ص [۱۴۵] پر بیان کیا گیا ہے کہ داھر نے جاھین ہی کو محمد بن قاسم سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا " و (داھر) جاھین را فرمود کہ بر لب مہران بموضعی کہ آب را جائے عبرہ بود برابر حصار بیت بایست" (داھر نے جاھین کو قلعہ بیٹ کے سامنے جدھر گھاٹ تھا ادھر مہران کے کنارے پر استادہ ہونے کا حکم دیا۔

(۲) یہ روایت معترضہ ہے کہ جس میں محمد بن قاسم اور جاھین کے مقابلے سے پہلے کے حالات بیان کئے گئے ہیں، اس لحاظ سے اسے ایک دوسرے مضمون کا عنوان سمجھنا چاہئے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

ہوچکے ہیں، تو اس نے کہا کہ "عربوں کا خاصہ غلبہ ہوا ہے اور مقدر یقیناً ان کے ساتھ ہے"۔ [ادھر] پھر محمد بن قاسم نے موکو ابن وسایو(۱) کے پاس قاصد بھیجا کہ "(۲) قصبہ وجورتہ کا علاقہ (۲) تجھے بطور جاگیر دیا جاتا ہے، اس پر تیرا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے"۔

موکو ابن وسایو کے معاہدے کی خبر داہر کو ہونا

پھر کسی آدمی نے داہر کو جا کر خبر دی کہ موکو [ابن] وسایو نے محمد بن قاسم کی بیعت کی ہے اور قاصد بھیج کر [ایک دوسرے سے] عہدنامے کئے ہیں۔ اس نے قاصد کے ذریعے محمد بن قاسم کو جواب بھیجا ہے کہ "آپ نے جو فرمایا وہ صحیح معلوم ہوا اور ہم پر جو عنایت کی ہے اس کے لئے احسانمند ہیں۔ آپ نے جو وعدے فرمائے ہیں ہم دل و جان سے ان کے شایق ہیں اور دل آپ کی فرمان برداری کی طرف بے حد مائل ہے۔ آپ کی خوشی سارے کاموں پر مقدم رکھیں گے اور [اگر] کسی بہانے سے کوئی حادثہ پیش آیا تو پھر حکم کا تابع رہنا لازمی سمجھیں گے۔ لیکن جن بادشاہوں کے

---

(۱) فارسی متن میں "موکہ بن بسایہ" ہے، (ر) اور (م) میں "بسایہ" کی جگہ پر ہر مقام پر "پسایہ" ہے۔ (ن-ب)

(۲)-(۲) یہاں فارسی متن کی عبارت "ولایت قصہ و سورتہ" (یعنی کچھ اور سورٹھ کی ولایت) ہے جو کہ ایڈیٹر کی اپنی گمانی عبارت ہے۔ (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س) اور (ک) میں "ولایت قصبہ وجورتہ" اور (پ) میں بھی "ولایت قصبہ و جورتہ" تحریر ہے۔ چنانچہ ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ مزید دیکھئے حاشیہ ص [۱۳۳]۔ (ن-ب)

Marfat.com

نمک کا حق [ہم جیسے] خدمتگاروں کی گردن پر لازم ہے ان سے عہد شکنی اور بیوفائی کرنا [۱۳۳] ایسا گناہ اور خیانت ہے کہ جو دور اندیشی اور امانت سے بعید ہے اور جب تک اس کی طاقت سے ایسا کوئی خوف پیدا نہ ہو کہ جو نفس اور جان کے لئے خطرہ بن جائے تب تک، امانت اور دوراندیشی سے کنارہ کش ہوجانا ناپسندیدہ طریقہ ہے۔

(مَلیک موکو [ابن] وسایو کی درخواست) :- مزید یہ کہ ملکِ سندھ ہمارا وطن اور ہمارے آباء و اجداد کا ورثہ اور حاصل کیا ہوا ہے۔ راجہ داہر سے ہماری قرابت ہے اور وہ ہندوستان کے راجاؤں کا راجہ ہے۔ وہ جتنے بھی بلند درجے پر فائز ہوگا تو اس سے ہم کو بھی [اتناہی] بڑا نصیب اور مکمل حصہ ملے گا [اس سے] بہرحال، رنج یا راحت میں موافقت کی شرطیں بجا لانا ہم پر لازم اور ثابت ہیں۔ [ہم اس کے] دُکھ سُکھ میں شریک اور ملک میں حصے دار ہیں۔ لیکن [اب] عقل کے طریقے سے ایسا معلوم ہوتا ہے اور حکمت کے دلیلوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکومت ہمارے ہاتھ سے نکل کر دوسرے کے حوالے ہوگی۔

موکو [بن] وسایو کا [محمدبن قاسم سے] عہدنامہ کرنا

سندھ کے حکیموں اور ہندوستان کے فلسفیوں نے کہ جو اس ملک کے باشندے ہیں، اصطرلاب اور نجوم کے ذریعہ قدیم کتب سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس سلطنت کو لشکر اسلام فتح کرکے اپنے قبضے میں لائے گا۔ جس شخص کا بخت یاوری

Marfat.com

کرتا ھے اور کامیابی ہمرکاب ھوتی ھے اور وہ دور اندیش اور باھمت ھوتا ھے تو جو واقعہ پیش آتا ھے اس سے تجربہ حاصل کرتا اور زیادہ ھوشیار ھوتا جاتا ھے تاکہ نجات کا راستہ اس سے پوشیدہ نہ رھے اور ایسا نہ ھو کہ جب موقع اور وقت نکل جائے تو اسے تکلیف پہنچے - آپ نے جس صورت میں مجھے پیشکش کی ھے اور مجھ سے یہ رعایت کرنا واجب سمجھا ھے کہ، "[وہ علاقہ تمھاری] امانت ھے" تو اگر میں جواب باصواب نہ دوں گا تو مخالفت ھوگی اور اگر میں اپنی خوشی سے بغیر جنگ وجدل کئے خدمت میں آکر حاضر ھوں گا تو دشمنوں کی ملامت اور خاندان کی بدنامی [۱۳۴] کا باعث ھوگا - [اب تجویز یہ ھے] کہ (۱) اس وقت میں ساکرمے کے رانا سے بیٹی کی شادی کرانے کے بہانے جارھا ھوں (۱) امیر محمد بن قاسم کہ اس کا مرتبہ [ھمیشہ] بلند و قایم رھے، ھزار سواروں کو حکم دے کہ فلاں راستے پر آکر وہ مجھے گرفتار کرکے خدمت میں حاضر کریں، تاکہ مجھے بھی بہانہ مل جائے اور لوگوں کی زبانوں پر بھی یہ شکایت نہ ھو کہ اس نے بےوفائی کی - [اس طرح] داھر کو بھی بدگمانی نہ ھوگی کیونکہ [اسے معلوم ھوگا کہ] مجھے بے بس کرکے زبردستی لے گئے ھیں"۔

---

(۱)-(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت یہ ھے " اکنون بہ بہانہ تزویج دختر رانہ ساکرا رفتہ می شود"۔ "رانہ ساکرا" کے مقام پر مختلف نسخوں کی عبارتیں یوں ھیں :— (پ) "رانہ ساکراہ، (ر) "راو ساکرا"، (م) "راؤ ساکر"، (ن)، (ب)، (س)، "دخترانہ ساکرا" اور (ک) "دخترالہ ساکران"۔

Marfat.com

موکو [ابن] وسایو کے کہنے پر نباتہ بن حنظلہ کو بھیجنا

چنانچہ محمد بن قاسم کو اس کے قول پر پورا اعتماد ہوا اور اس کی بات پر بھروسہ کرکے اس نے نباتہ بن حنظلہ کو ایک ہزار مسلح اور منتخب سواروں کے ساتھ موکو [ابن] وسایو کے طے کردہ مقام پر بھیج دیا اور خود بھی اس کے قریب آکر ٹھہر گیا۔ [اس طرف] موکو بھی سو نفر سوار ہمراہ لے کر نکلا اور اس [طے شدہ] مقام پر آپہنچا۔

نباتہ بن حنظلہ کا جانا اور موکو [بن] وسایو کو ڈھاکروں سمیت گرفتار کرنا

پھر نباتہ بن حنظلہ نے اپنے سواروں اور ترجمان کے ساتھ آکر [اس کا] راستہ روکا اور موکو [بن] وسایو بیس نامور ڈھاکروں اور اپنے گروہ سمیت گرفتار ہوا۔ جب اسے محمد بن قاسم کے سامنے لایا گیا تو امیر اس کے ساتھ عزت اور تعظیم سے پیش آیا اور ملکِ بیٹ اس کے حوالے کیا اور اس کی درخواست پر ڈھاکروں کو دستخط کرکے پروانے عطا کئے۔ مزید ایک لاکھ درم انعام کے طور پر بخشش دے کر سبز طاؤسی تاج، کرسی اور خلعت عطا کی اور اس کے سارے ڈھاکروں کو خلعتوں، آراستہ گھوڑوں اور بہت سے انعامات سے سرفراز کیا۔

تاریخ کے مصنف اور جہاں پیما سیّاح اس طرح روایت کرتے ہیں کہ [محمد بن قاسم نے] امیری کا پہلا تاج موکو کو دیا

Marfat.com

تھا اور اس کی درخواست پر قصبہ [وجورتہ](۱) کی اراضی بھی بطورِ ملکیت پروانہ لکھ کر اسے اور اس کے فرزندوں کو تفویض کی اور بیٹ کا سارا علاقہ، مضافات اور آبادی سمیت حوالے کر کے عہدنامہ پختہ کیا اور اسے کشتیاں فراہم کرنے کی وصیت کی۔

محمدبن قاسم کاشامی قاصداور مولائی اسلام(۲) کوبھیجنا

پھر محمد بن قاسم ساحل مہران پر منزل انداز ہوا۔ [اور اُس نے] بزرگانِ شام میں سے ایک بزرگ اور مولائی دیبلی کو جو کہ محمد بن قاسم کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوا تھا، [داھر کے پاس] بھیجا تا کہ جو کچھ شامی کہے وہ داھر [بن] چچ کو اور جو داھر جواب دے وہ اسے سمجھائے اور جب وہ پیغام دینا شروع کرے تو دربار میں خاص آدمیوں کی مجلس میں ادا کرے اور جواب صاف لفظوں میں طلب کرے، جیسا کہ حجاج کے فرمان کی ابتدا میں تحریر ہے۔

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "زمین قَصہ" (یعنی اراضیِ کچھ) ہے۔ مگر (پ) اور (ر) کی عبارت صاف طور "زمین قصبہ" ہے۔ اس تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۳۳]۔

(۲) اصل عبارت "مولانا اسلامی" ہے جو کہ غلط ہے۔ اس وقت "مولانا" کا خطاب اور "اسلامی" کا نام ناپید تھا۔ صحیح لفظ "مولائی اسلام" سمجھنا چاہئے کیونکہ اس کے نیچے "مولائی دیبلی" اور پھر آیندہ عنوانوں کے نیچے صاف طور پر "مولائیِ اسلام دیبل" آیا ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

شامی قاصد کا داھر کے پاس جانا

جب شامی قاصد اور مولائی دیبلی داھر کے پاس پہنچے تب مولائی دیبلی نے سر جھکا کر [شرط] خدمت ادا نہ کی۔ داھر انھیں پہچانتا تھا چنانچہ اس نے آن سے کہا کہ "تم نے قانون کے مطابق خدمت کی شرط کس لئے پوری نہیں کی؟ شاید تجھے منع کیا گیا ھے؟" مولائی نے جواب دیا کہ "جب میں تمھارے طریقے پر تھا اُس وقت بندگی کی شرط بجا لانا مجھ پر واجب تھا لیکن اب جب کہ میں اسلام کے شرف سے مشرف ھوچکا ھوں اور میرا تعلق بادشاہِ اسلام سے قایم ھوچکا ھے تو مجھ پر کافر کے آگے سر جھکانا واجب نہیں"۔

داھر کا دھمکانا

(یہ سن کر) داھر نے کہا کہ "اگر تو قاصد نہ ھوتا تو میں تجھے قتل کرادیتا"۔ مولائی دیبلی نے فرمایا کہ "اگر تو مجھے قتل کرا بھی دے تو اس سے عربوں کو کوئی نقصان نہ ھوگا اور [میرے] خون کا [انتقام] لینے کے لئے بدلہ لینے والے موجود ھیں جو تجھ تک پہنچ کر ھی دم لیں گے"۔

شامی کا پیغام ادا کرنا

پھر شامی نے زبان کھولی کہ "ھم امیر کی جانب سے تمھارے پاس قاصد ھوکر آئے ھیں اور ھمیں حکم دیا ھے کہ وہ پیغام تمھارے حاکموں اور راناؤں کے سامنے پہنچائیں" داھر نے جواب دیا "کہو، کیونکہ قاصد اپنے مخدوم کا پیغام پہچانے والا اور فرمان ادا کرنے والا ھوتا ھے"۔ اُس نے کہا "امیر

Marfat.com

محمد بن قاسم نے اس طرح فرمایا ہے کہ تو مختار ہے، اگر [دریا] پار کر کے آئے تو راستہ کھلا ہے کوئی بھی رکاوٹ نہ ہوگی ورنہ [دوسری صورت میں] راستہ کھلا رکھو تا کہ لشکر عرب دریا عبور کر کے تمہارے مقابلے کے لئے آئے"۔

داھر کا وزیر سیاکر سے مشورہ کرنا

پھر داھر نے وزیر سیاکر سے پوچھا کہ "اس بارے میں تیری کیا رائے ہے؟" وزیر سیاکر نے کہا "میں نے ہمیشہ جن باتوں میں رائے دینا مناسب سمجھا ہے [۱۳۷] ان میں راجہ کی خیر خواھی اور نصیحت کو پیش نظر رکھا ہے اور راجہ کو ان کا نتیجہ معلوم ہے۔ [پہلے] میں نے جو رائے نصیحت کے طور پر گھاٹ پار کر کے [دشمن کی] فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے دی تھی، اس پر [راجہ نے] نہ تو کوئی توجہ دی اور نہ قبول فرمائی۔ مگر اب جب کہ حالات نازک ہوگئے ہیں اور اس سے جنگ کرنے کے لئے مجبور [ہونا پڑا] ہے تو خیر اسے ہی اس طرف پار کر کے آنے دو تاکہ دونوں لشکر مقابل ہوں۔ اس طرف کا ملک آپ کے قبضے میں ہے اور شہر اور خزانے آپ کے تصرف میں ہیں۔ اناج، ہتھیار، سامان اور اسباب جنگ موجود ہیں۔ [دوسری طرف] اس کی مدد [کی راہ] کٹ جائے گی۔ چونکہ مہران کا پانی ان کے پیچھے ہوگا، اس لئے انہیں کوئی کمک نہ پہنچ سکے گی اور وہ قیدیوں کی طرح آپ کے ہاتھوں عاجز ہوجائیں گے اور آن پر حیلوں کے سارے دروازے بند رہیں گے، جس کی وجہ سے [ان کا] سارا

Marfat.com

سامان، گھوڑے، لشکر اور نوکر چاکر سب آپ کے ھاتھ آجائیں گے"۔

[پھر داھر نے] ایک علافی کو بلا کر جو کہ [پہلے] لشکرِ شام میں تھا اور سندھ میں لشکرِ عرب کے آنے کے بہت پہلے کسی خطا پر وھاں سے بھاگ کر داھر کے پاس آگیا تھا اور اس سے وابستہ ھو گیا تھا، اس سے اس تجویز کے متعلق مشورہ کیا اور کہا کہ "اے محمد! وزیر میا کر نے یہ تقریر کی ھے، تجھے یہ [مشورہ] موزون نظر آتا ھے یا نہیں؟" محمد علافی نے کہا کہ:

لَا تَقِيَمَنْ بِدَارٍ لَا اِنْتِفَاعَ بِهَا
فَالْاَرْضُ وَاسِعَةٌ وَالرِّزْقُ مَبْسُوطُ

[جس گھر میں نفع نہ ھو تو وھاں قیام نہ کر۔ دنیا میں زمین بڑی وسیع اور رزق بہت وافر ھے]۔

"اس کی یہ رائے کہ ان کے لشکر کو اس طرف پار کر کے آنے دیا جائے، مناسب نہیں ھے۔ میں اس سے متفق نہیں ھوں کیونکہ وہ زبردست لشکر رکھتا ھے۔ جنگجو سوار نامور [۱۳۸] بہادر اپنے نام و ناموس کی خاطر ڈٹ جائیں گے اور خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا نفس اور زندگی اس کی راہ میں قربان کریں گے۔ چونکہ انھیں خدائے عزوجل کے کرم کی امید ھوگی اور [یہ یقین ھوگا کہ] اس جہاد اور شہادت کی وجہ سے انھیں دنیائے خلد میں جگہ ملے گی اس لئے وہ اس وقت تک قتل نہ ھوں گے کہ جب تک ھمارے دوگنے آدمیوں کو قتل نہ کر ڈالیں گے۔ جب وہ جنگ کی طرف رُخ

Marfat.com

کریں گے تو پھر اُس وقت تک اُن کا پلٹنا اور منہ موڑنا مشکل ھے کہ جب تک سب کے سب تلواروں کا لقمہ نہ بن جائیں ۔ اس طرف آکر اور ملک کے دامن میں ھاتھ مار کر اگر وہ بادشاھت کے حصے دار ھوگئے تو ان سے بڑا فتنہ پیدا ھوگا اور ان کی قوت اور دبدبے میں روز بروز اضافہ ھوگا۔ کیونکہ آپ کی بیشتر فوج اور رعایا اُن کی لوٹ مار سے امان طلب کرے گی اور [لوگ] اپنی جان بچانے کے لئے ان کے طرفدار ھوجائیں گے اور انھیں جائے پناہ سمجھنے لگیں گے۔ اس لئے [یہی بہتر ھے کہ] انھیں مغربی کنارے پر روک دیا جائے ۔ ھمارے اور ان کے درمیان سمہران [حائل] ھے ۔ ان کے اس طرف آجانے میں آپ کو اپنے لئے کوئی مصلحت نہ سمجھنی چاھئے۔ کشتیوں کے ملاحوں اور جنگل کے جتوں کو ھدایت کیجئے کہ گھاس، اناج، لکڑیوں اور بیلوں وغیرہ کا جو کہ [دشمن کی] فوج کے لئے ضروری ھیں، راستہ روکیں اور [ان چیزوں کو] ان تک نہ پہنچنے دیں، جو بھی [مجاھد] لشکر سے بچھڑ جائے اسے تکلیف پہنچائیں تاکہ تنگ ھوکر کچھ بھوک سے نابود ھوں اور کچھ بےسروسامانی سے [عاجز ھوکر] بھاگ جائیں اور گھوڑے گھاس کے بغیر اور سوار غذا کے بغیر پریشان ھوکر منتشر ھوجائیں اور اپ کے ملک میں کوئی مداخلت نہ کر سکیں ۔ اس طرح جب ان کا لشکر پریشان اور منتشر ھوجائے گا تو پھر آپ کے ملک میں کوئی بھی لوٹ مار نہ کر سکے گا اور آپ آسودہ رھیں گے"۔[۱۳۹]۔

علافی کا داھر کو نصیحت کرنا

(روایت) : اس حکایت کے راوی نے بیان کیا ھے کہ "اس

Marfat.com

مجلس میں جتنے لوگ استادہ تھے، میں بھی ان میں سے ایک تھا اور مجھے بیٹھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ علافی نے جو کچھ بیان کیا اور نصیحت کے طور پر داھر کو جو مشورے دیئے وہ میں نے [اچھی طرح] سنے اور سمجھے"۔

پھر داھر نے [علافی سے] کہا کہ تمھارا جو بھی مشورہ ھوتا ھے وہ بجز نصیحت اور خیرخواھی کے کچھ اور نہیں ھوتا لیکن میری رائے کا تقاضہ ھے کہ اسے [اِس پار آنے کا] اختیار دوں تاکہ وہ مجھے عاجز سمجھ کر یہ خیال نہ کرے کہ کمزور ھوگیا ھوں"۔

راجہ داھر کا پیغام

پھر شامی قاصد کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ "جا کر اپنے امیر سے کہو کہ [دریا] پار کرنے میں پس تجھے آزاد چھوڑا جاتا ھے۔ ھم تجھ سے جنگ کرنے کے لئے تیار بیٹھے ھیں۔ تو [اِس پار] آجا ورنہ ھم [اُدھر] آئے جاتے ھیں"۔

محمد بن قاسم کے قاصدوں کا داھر کے پاس سے واپس آنا

پھر قاصد، محمد بن قاسم کی خدمت میں واپس آئے اور راجہ داھر نے جو پیغام دیا تھا وہ ظاھر کیا۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ درگاہ ذوالجلال بےزوال کے طفیل میں، میں مہران کو پار کرنا اختیار کروں گا۔ پھر خدائے عزوجل کو یاد کر کے اور اس سے مدد طلب کر کے راھی منزل ھوا۔ آخر امیر سارے لشکر سمیت مہران کے مغربی کنارے پر راوڑ کے قلعے کے سامنے اتر کر خیمہ زن ھوا اور موکو [ابن] وسایو کو بلا کر

Marfat.com

قابل اعتماد آدمیوں کو اس کے ساتھ کیا [اور کہا] کہ "وہ دریا پار کرنے کا کوئی [موزوں] مقام تلاش کریں [۱۴۰] اور کشتیاں بھی فراہم کریں تا کہ ہم اس پار جا پہنچیں"۔ [لیکن پھر کہنے لگا] کہ ممکن ہے کہ یہ آبِ مہران عبور کرنے میں دشوار گذار [ثابت] ہو اور ہم گذر نہ سکیں۔ [دوسری جانب سے] دشمن کا بھی خوف ہے کہ جو دریا کے کنارے پر سامنے تیار کھڑا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک حجاج کے پاس سے خط کا جواب نہ آجائے اس وقت تک لشکر کو اس پار نہ لےجایا جائے۔

چنانچہ دو تین دن ٹھہر کر اس نے ایک مفصل خط لکھا، جس کا عزت و تعظیم کے ساتھ جواب وصول ہوا۔

محمد بن قاسم ثقفی کو حجاج بن یوسف کا خط ملنا

حجاج بن یوسف کی جانب سے یہ مکرم و معظم خط امیرِ جلیل عمادالدین محمد بن قاسم کی طرف: بعد سلاموں کے واضح ہو کہ تم نے مہران پار کرنے اور راجہ داہر بن چچ سے جنگ کرنے کی بابت تحریر کیا تھا۔ بے شک تائیدِ الٰہی سے مجھے امید ہے کہ تم فتح مند اور کامیاب ہوگے اور تمہارا دشمن داہر ذلیل ہوگا۔ جس وقت وہ مقابل ہوں گے تو خدائے تعالیٰ کی امداد پر بھروسہ ہے کہ آسمان کی گردش سے تمہیں کوئی بھی نقصان نہ پہنچے گا۔ کیونکہ نماز کے پانچوں وقتوں اور خلوت یا جلوت کا ایسا کوئی بھی وقت نہیں گذرتا کہ جس میں غائبانہ دعا کی امداد نہ کی جاتی ہو کہ خدائے

Marfat.com

تعالیٰ تمھیں کافروں پر فتح نصیب کرے اور وہ دشمن ذلیل اور خراب و خوار ہوں ازل میں جو حکم مقدر ہوچکا ہوتا ہے پردۂ مراد سے بھی وھی ظاھر ہوتا ہے اور جو موزوں اور مطلوب ہوتا ہے وھی ہوتا ہے۔ میں اللہ پاک کی درگاہ میں عجز اور فغاں کے ساتھ ھمیشہ یہ عرض کرتا رھتا ھوں کہ "اے خداوندا! تو ایسا بادشاہ ہے کہ تیرے سوا دوسرا کوئی بھی خدا نہیں ہے، لشکرِ اسلام کو [اس کی حیثیت] سے زیادہ قوت دے اور کامیابی عطا کر"۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ تم مقصد حاصل کرکے ھم سے [۱۴۱] آملوگے۔ یہ ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ھو دریا عبور کرو اور تائید الھیٰ کی التجا کرتے رھو اور اس کی رحمت کو اپنی پناہ جانتے رھو تاکہ وہ، اپنی عقلوں پر غرور کرنے والے صلاحکاروں سے [تمھیں] محفوظ رکھے۔ ایک دوسرے کے مدِ مقابل ھونے کے وقت رضائے الھیٰ پر اعتماد رکھتے ھوئے اپنی پوری شجاعت اور ھمت کا مظاھرہ کرنا کیونکہ فتح اور تائید [الھیٰ] تمھارے ھمرکاب اور قوت تمھارے ساتھ اور مددگار ہے اور فرشتوں کی امداد اور مسلمانوں کی تلوار تمھاری طرف سے ان [مخالفوں] پر مسلّط ہے۔ خدائے عزّوجل ان کی خبیث ذات کو مسلمانوں اور فرشتوں کی تلواروں اور نیزوں کی خوراک بنائے گا۔ غضبِ الھیٰ [کا دروازہ] ان کے لئے کھلا ھوا ہے جس کی وجہ سے پورے انتقام اور عبرتناک انجام کے سزاوار ھوں گے۔

جس وقت دریائے مہران کو عبور کرنا چاھو تو اس وقت گھاٹ کے کنارے کو اچھی طرح دیکھ لینا اور دریا پار کرنے کا

Marfat.com

مکمل انتظام رکھنا۔ [پہلے] اس ملک کے ان باشندوں کو جو کہ کشتیوں پر ہوں پختہ اقراروں سے اپنا مطیع اور مخلص بنا لینا اور انہیں اچھی طرح پہچان لینا پھر [دریا] پار کرنا۔ چونکہ پانی تمہاری پشت پر ہوگا، اس لئے اس طرف سے دشمن کا کوئی خوف نہ ہوگا، تمہیں کوئی بھی دکھ نہ پہنچے گا، اس کے بعد جب تم ان کے گاؤں اور شہروں اور قلعوں میں داخل ہوگے تو کوئی بھی شخص تم سے مقابلہ اور جنگ نہ کر سکے گا اور تمہارے مقابلے میں وہ کبھی بھی اپنی پیاری جان ہلاکت میں نہ ڈالیں گے۔ وہ جس قلعے کی بھی پناہ لے کر اسے اپنا سہارا بنائیں گے، اس پر جس وقت تمہاری نظر پڑے گی، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے [اس کے دروازے] کھل جائیں گے اور ان کے دلوں پر تمہاری تلواروں کی ہیبت کا ایسا رعب اور خوف غالب ہوجائے گا کہ کوئی بھی ہتھیار ان کے کام نہ آئے گا اور [یہ رعب] تمہیں فتح یاب اور کامیاب کرے گا۔ [۱۴۲]۔ جب وہ بھاگیں تو [فوراً] اسباب اور خزانے پر قبضہ کرنا لیکن خود کو ان کے دھوکے اور فریب سے بچانا۔ پھر ہر ایک کو اسلام کے کی طرف بلانا اور جو اسلام کی عزت سے مشرف ہو اس کی تربیت کرنا۔ مطلب یہ کہ دین کا کوئی بھی دشمن وہاں باقی نہ بچے۔ ان کا خون تمہاری تلواروں کے لئے مباح ہے۔ یہ دعا کہ جو میرا وظیفہ ہے ہر وقت پڑھتے رہنا۔ وہ مقبول دعا یہ ہے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ ذَالِکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا

Marfat.com

نَوْمٌ ۔ لَکَ مَافِی السَّمٰوَاتِ وَمَافِی الْاَرْضِ ۔ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَکَ اِلَّا بِاِذْنِکَ ۔ تَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا ۔ وَلَا یُحِیْطُ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِکَ اِلَّا بِمَا شِئْتَ ۔ وَسِعَ کُرْسِیُّکَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ ۔ وَلَا یَؤُدُکَ حِفْظُهُمَا وَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۔ وَبِاَنَّکَ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهُ کُفُوًا اَحَدٌ ۔ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ رَبِّ الْوُجُوْهِ وَخَالِقَ الْوُجُوْهِ وَقَاهِرَ الْوُجُوْهِ وَالْقَادِرَ عَلَی الْوُجُوْهِ ۔ لَکَ الْخَیْرُ وَالْکَرَمُ وَالْکَلِمَاتُ التَّامَّاتُ ۔ فَارْزُقْنَا مَعَ ذَالِکَ شُکْرًا لِنِعْمَتِکَ وَمَعْرِفَةً لِحَقِّکَ وَعَمَلًا بِرِضْوَانِکَ ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ :

و کتبه حُمران (۱) فی سنه ثلث و تسعین ۔ [۱۴۳] ۔

(اے ہمارے اللہ! ہم تجھ سے یہ اسی وجہ سے طلب کرتے ہیں کہ تو ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قائم (رہنے والا) اللہ ہے جس پر کوئی غفلت یا نیند طاری نہیں ہوتی۔ آسمان اور زمین پر جو کچھ بھی ہے وہ سب تیرا ہے ۔ ایسا کون ہے کہ جو تیری اجازت کے بغیر تیرے پاس سفارش کرے؟۔ جو بھی ہمارے آگے یا پیچھے ہے وہ تو جانتا ہے اور تیرے مرضی کے بغیر ہم تیرے علم میں سے کسی چیز کو بھی سمجھ نہیں

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "حمزان" تحریر ہے ۔ قدیم نسخہ (پ) کی عبادت صاف طور پر "حمران" ہے جو کہ صحیح ہے۔ دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۱۴۳] ۔ (ن-ب)

Marfat.com

سکتے ۔ تیری حکومت آسمانوں اور زمینوں میں پھیلی ہوئی ہے، اور اس کی حفاظت تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچاتی اور تو غالب اور عظیم ہے ۔ اور اس وجہ سے [طلب کرتے ہیں] کہ تو واحد اور بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ کسی سے تولد ہوا ہے اور نہ جس کا کوئی ثانی ہے ۔ [ہم تجھ سے طلب کرتے ہیں] تیری مقدس ذات کے طفیل، جو ساری ذاتوں کا رب اور ساری ذاتوں پر غالب، ساری ذاتوں کا خالق اور ہر ذات پر قادر ہے ۔ بھلائی، احسان اور مکمل کلمے تیرے بس میں ہیں [ان کے ساتھ] ہمیں اپنی نعمت کا شکر، اپنے حق کی معرفت اور اپنی رضامندی پر عمل [کرنے کی توفیق] عطا کر ــــ تجھے خدائے پاک کی رحمت، سلامتی اور برکت حاصل ہو ۔ نوشتہ حمران بتاریخ ۹۳ ہجری)۔

حجاج کا خط پڑھ کر محمد بن قاسم کا ساتھیوں کو خطاب کرنا

پھر محمد بن قاسم نے یہ خط پڑھ کر ساتھیوں میں تقریر کی اور پھر دریا پار کر کے داہر سے جنگ کرنے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں [یہ] دوسرا خط ملا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط درگاہِ عالی سے محمد بن قاسم کی طرف ہے ۔ دعا کے بعد معلوم ہو کہ تمہارے دشمنوں کے سر میں غرور ہے، تم خوف نہ کرو، کیونکہ فتح تمہاری ہوگی اور اگر صلح کی راہ پر آئے اور پختہ اقرار کر کے صلح کرے اور خراج دارالخلافہ

Marfat.com

کے خزانے میں پہنچائے تو ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ اور تم نے جو مہران عبور کرنے اور داھر سے جنگ کرنے کی بابت اجازت طلب کی ہے، [اس سلسلے میں حکم دیا جاتا ہے کہ ایسے مقام سے [دریا] پار کیا جائے کہ جہاں دلدل یا کیچڑ نہ ہو اور لشکر کو تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ اوپر سے نیچے بارہ میل تک کی دریا کی لمبائی اور چوڑائی کا نقشہ کاغذ پر بنا کر اور گھاٹ اور کناروں کی نشان دھی کرکے [میرے پاس بھیج دو] پھر جو مقام میں پسند کروں وھاں سے پار کرو تاکہ سپاھیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

محمد بن قاسم نے [ابن] وسایو کو بلا کر کہا کہ دریا کرنے کی تدبیر کرنی چاھئے۔

مہران کے کنارے پر داھر کا سامنے آنا

دانایانِ ھند نے کہ جنھوں نے اس داستان کی تصویر کشی کی ہے، اس طرح روایت کی ہے کہ [ادھر] جب حجاج کا حکم محمد بن قاسم کو پہنچا اور اسے [مہران] پار کرنے کی اجازت مل گئی تو [اس کے بارے میں] ایک برھمن سے روایت ہے جس نے مرداس بن ھُدبہ تمیمی سے سنا [۱۴۴] جس نے بیان کیا کہ "میں راوڑ میں داھر کی فوج میں تھا۔ جب داھر کو خبر ملی کہ محمد بن قاسم جیور کے سامنے اپنے سارے لشکر کے ساتھ منزل انداز ھوا ہے تو اس نے ھاتھی پر پالکی باندھنے کا حکم دیا اور پھر اس پر سوار ھوکر کنارے کی طرف روانہ ھوا اور اسلامی لشکر کے سامنے جا پہنچا۔ دریائے مہران درمیان

Marfat.com

میں تھا۔ [اس وقت] محمد بن قاسم اپنے لشکر کو تیار کر رہا تھا۔

شامی کا شہید ہونا

اس وقت ایک شامی نے، کہ جو تیر اندازی میں ماہر اور چابک دست تھا، چاہا کہ گھوڑے کو پانی میں ڈال کر تیر برسائے لیکن اس کا گھوڑا پانی سے بھڑک رہا تھا اور نیچے نہ اترتا تھا۔ اس پر راجہ داہر نے اپنی کمان طلب کی۔ اس کی کمان بڑی اور مضبوط تھی جس کا اس کے سوا دوسرا کوئی چلہ نہ چڑھا سکتا تھا۔ چلہ چڑھا کر اس نے تیر جوڑا اور جتنا کھینچ سکتا تھا اتنا کھینچ کر اور شست لے کر تیر چھوڑ دیا۔ تیر اس سوار کے تالو پر لگا اور سر سے گذرتا ہوا ناف میں آ کر پیوست ہو گیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔

[اس کے بعد] داہر واپس ہو گیا۔ اور جاہین کو حکم دیا کہ "قلعہ بیٹ کے سامنے جو گھاٹ ہے اس پر پہرہ رکھے تاکہ [عرب] نہ گذر سکیں، اور دیکھتا رہے تاکہ وہ ایسی جگہ سے پار کریں کہ جہاں دلدل اور پانی گہرا ہو۔ اس کے علاوہ تو کشتیاں بھی تیار رکھ تاکہ پار کرتے وقت مزاحمت کر کے انہیں نقصان پہنچا سکے۔ اس اشارے پر [عربوں] کا منصوبہ ناکام بنانے کے لئے جاہین مہران کے کنارے پر ڈٹ گیا۔

اسی اثناء میں اسلامی لشکر کے کچھ سوار جو سیوستان میں متعین تھے پہنچے [اور انہوں نے بتایا] کہ چندرام ہالہ نے کہ جو سیوستان کا حاکم تھا کچھ ٹھاکروں اور افسروں

Marfat.com

کو [۱۰۴] ورغلا کر قلعے پر قبضہ کرلیا ہے اور عرب کے سپاہیوں کو باہر نکال دیا ہے۔ یہ خبر محمد بن قاسم کو سنائی گئی۔

[محمد بن] (۱) مصعب کا سیوستان جانا

[یہ خبر سن کر محمد بن قاسم نے]، ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ [محمد بن] مصعب کو اس طرف کے لئے مقرر کیا۔ جب وہ سیوستان پہنچا تو چندرام نے باہر نکل کر جنگ کی لیکن اسلامی لشکر کے حملے سے شکست کھا کر اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ چندرام نے چاہا کہ قلعے میں جائے مگر اہل۔ قلعہ نے دروازے بند کرلئے اور اسے اندر نہ آنے دیا اور آخر وہ جھم کی طرف چلا گیا [محمد بن] مصعب دوسرے دن شہر میں آیا۔ [اہل۔ قلعہ نے] پروہتوں، تاجروں، دستکاروں اور معززین کو درمیان میں لا کر عذر پیش کیا کہ ہماری جانب سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا، ایک چور اچانک آکر خود قلعہ دار بن بیٹھا۔ ان کی بے گناہی معلوم ہونے پر [محمد بن] مصعب نے ان کے ساتھ صلح کی اور انھوں نے دروازے کھول کر قلعہ ان کے حوالے کیا۔ اس فتح اور کامیابی کی خبر سن کر محمد بن قاسم بہت خوش ہوا اور (محمد بن مصعب نے) اہل سیوستان کو امان دینے کی بابت جو اطلاع دی تھی اس پر اس نے کہا کہ "مصلحت کا اقتضا

---

(۱) اصل متن میں "مصعب" ہے مگر صحیح "محمد بن مصعب" ہے۔ دیکھئے حاشیہ ص ۱۲۴۔ (ن-ب)

Marfat.com

تو یہ تھا کہ ان کو کہ معافی نہ دیتا۔ [بہر حال] اب تجھے قابلِ اعتماد امین مقرر کرکے دن رات قلعے کی حفاظت کی کوشش کرنی چاہئے اور شمنیوں اور تاجروں سے مناسب ضمانتیں لے کر سیوستان سے چار ہزار مردانِ جنگ جُو اپنے ساتھ لانے چاہیں - پھر [محمد بن] مصعب بن عبدالرحمٰن نے اس اشارے کے مطابق افسر اور امین مقرر کرکے چار ہزار مسلح سپاہی اپنے ساتھ لئے اور آکر امیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی دن موکو [ابن] وسایو بھی قلعہ بیٹ کے قریب آکر محمد بن قاسم سے ملا [۱۴۶]۔

جیسینہ بن داھر کا محمد بن قاسم کے مقابلے کے لئے قلعۂ بیٹ میں آنا

پھر جب داھر کو موکو [ابن] وسایو کی محمد بن قاسم سے ہاتھوں بیعت کرنے کی مصدّقہ خبر مل گئی تو اس نے اپنے بیٹے جیسینہ کو لشکرِ اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے قلعہ بیٹ روانہ کیا تاکہ وہ پانی سے نہ گذر سکیں - جیسینہ پورے اسباب اور آلاتِ حرب سے لیس ہوکر دریائے کوتکہ (۱) کی راہ سے کنارے پر جا پہنچا۔ [اُس طرف] محمد بن قاسم جھیم اور کرھل (۲) کے علاقوں میں [داھر کی] فوج کے سامنے آکر

---

(۱) یہ املا نسخہ (پ) کے مطابق ہے - (ب) میں "کوتک"، (ر ا اور (م) میں "کوتلہ" اور (س) میں "گونگ" ہے۔

(۲) نسخہ (پ) میں "کوھہ" اور (ن)، (ب) اور (ح) میں "کوھل" ہے -

Marfat.com

آترا۔ اسے تقریباً پچاس دن وھاں رھنا پڑا۔ آخر غلہ اور چارہ ختم ھونے لگا اور غلّے کی کمیابی کی وجہ سے لشکر متردد اور پریشان ھوگیا اور خلافِ [مزاج] چاروں کے چرنے کی وجہ سے گھوڑوں میں بیماری پھیلنے لگی۔ جو بھی گھوڑا بیمار ھو جاتا تھا [عرب] اسے ذبح کرکے کھا جاتے تھے۔ [دوسری طرف] دشمن ھر قسم کے منصوبے بنا رھے تھے۔ [جب] یہ خبر داھر کو پہنچی تو وہ بہت خوش ھوا اور محمد بن قاسم کے پاس قاصد بھیج کر نصیحت کی کہ [خواہ‌مخواہ] بات کے پیچھے نہ پڑے۔

محمد بن قاسم ثقفی کے پاس رائےداھر کافر کا پیغام

"پس معلوم ھو کہ [کسی] کام کی انتہا کے پیچھے پڑنا بدبختی اور ذلالت ھے۔ تو نے اپنے اور ھمارے لئے تنگی پیدا کی ھے۔ اگر صلح کرکے واپس چلا جائے تو تیرے پاس رسد بھیجوں تاکہ تیرے ساتھی بھوک اور بے سروسامانی میں مبتلا ھوکر تباہ نہ ھوں۔ تو [خود ھی غور کر] کہ تیرے پاس ایسا کون سا مرد ھے جو ھمارے سامنے ھوکر جنگ کرے گا۔ ورنہ [دوسری صورت میں] جنگ کے لئے ھتھیار سنبھال"۔

محمد بن قاسم نے جواب دیا کہ "میں ان امیروں میں سے نہیں کہ جو اتنی [ذرا] سی بات سے [گھبرا کر] واپس چلے جائیں۔ تو نے اتنے سال جو سرکشی اور بے التفاتی کی ھے، وہ سارا مال [۱۴۷] اگر تو دارالخلافہ کے خزانے میں جمع کرائے گا تب تو میرے اور تیرے درمیان صلح ھوگی ورنہ خدائے تعالیٰ

Marfat.com

کی مدد سے تیرا سر میں عراق لے جاؤں گا"۔

پھر محمد بن قاسم نے حجاج کے پاس یہ حالات لکھ کر اسے گھوڑوں کے مرنے، گھاس کی تنگی اور کشتیوں کے دستیاب نہ ہونے کی اطلاع دی۔ [اس طرف] حجاج نے طیار نامی ایک شخص کو لشکر کی خبر لینے کے لئے روانہ کیا [اور اس سے کہا] کہ "محمد بن قاسم سے خفیہ طور پر خبریں دریافت کرکے مجھے مطلع کرنا"۔ طیار روانہ ہو کر مکران پہنچا، اس نے ایک شخص کو [سامنے سے] آتا دیکھ کر اس سے پوچھا کہ "کہاں سے آ رہے ہو" اس نے کہا کہ "محمد بن قاسم کے لشکر سے"۔ طیار نے کہا کہ لشکر کے "حالات بتاؤ اس نے غلّہ اور چارے کی کمیابی کے سبب لشکر کی تکلیف اور بد حالی اور گھوڑوں میں بیماری کے پھیلنے اور ان کے مرنے کی ساری خبریں وضاحت کے ساتھ سنائیں [اور بتایا] کہ ان وجوہ سے عرب کا لشکر پریشان ہو گیا ہے۔

طیار کا واپس جانا

طیار اس راوی قاصد کو اپنے ساتھ لے گیا اور جا کر یہ خبر حجاج کو پہنچائی۔ [یہ خبر سُن کر] حجاج بن یوسف تنگدل ہوا اور تاسف کرتا ہوا اپنی مجلس میں واپس آیا اور عالموں، بزرگوں، صالحوں، محققوں، مستحقوں اور خاص آدمیوں سے دعا کی التجا کی۔ [پھر] وہاں سے واپس آ کر طیار سے کہا کہ اس سندھ کے قاصد کو حاضر کر تا کہ اس نے جو کچھ دیکھا اور سمجھا ہے بیان کرے۔ طیار نے حجاج کی فرصت کے موقع پر اس

Marfat.com

قاصد کو پیش کیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا "کہاں سے آیا ہے"۔ قاصد نے جواب دیا کہ سندھ سے"۔ حجاج نے پوچھا کہ "محمد بن قاسم کے حالات کی [تجھے] کیا خبر ہے؟"۔ اس نے جواب دیا "سب سلامت اور اچھے حال میں ہیں البتہ گھوڑوں میں جذام کا مرض پیدا ہوگیا تھا اور اسی مرض میں بہت سے گھوڑے مر گئے۔ اب غلہ سستا ہوگیا ہے، اور باقی ماندہ گھوڑوں میں کوئی بیماری نہیں ہے۔ میں اس واقعہ کے بعد چلا ہوں۔ [۱۴۸] اس ملک کے تاجر غلہ فروخت کرنے کے لئے لاتے ہیں اور قلعۂ بیٹ کا حاکم موکو [ابن] وسایو اس سلسلے میں مردانہ وار ساتھ دے رہا ہے"۔ اس پر حجاج نے کہا "مگر میرے معتمد اور قاصد نے تو کچھ اور ہی طرح بیان کیا ہے"۔ قاصد نے جواب دیا کہ "اس نے یہ بات مجھ سے سن کر بیان کی ہے، لیکن پوری نہیں سنی تھی"۔ حجاج نے کہا "[تو] یہ بات تونے پوری کیوں نہیں کہی تھی؟"۔ اس نے کہا "اس وجہ سے کہ [میں نہیں چاہتا تھا] کہ یہ کمزوری ہر ایک کی زبان پر آئے اور ہر دوست اور دشمن اس مصیبت سے واقف ہوں"۔ پھر حجاج نے اس آدمی کو خط دے کر دارالخلافہ روانہ کیا تاکہ وہ وہاں جاکر جو کچھ دیکھا ہے، مفصل بیان کرے۔

حجاج کا خط کے ساتھ محمد بن قاسم کے پاس دو ہزار گھوڑے بھیجنا

[دوسری طرف] ان حقایق سے باخبر ہوتے ہی حجاج نے اپنے خاص دو ہزار گھوڑے روانہ کئے اور لکھا۔ (خط):۔

یہ خط حجاج بن یوسف کی طرف سے محمد بن قاسم کے نام:

Marfat.com

خط اور قاصد کی زبانی حالات معلوم ہوئے کہ کچھ گھوڑے مرگئے ہیں اور باقی ماندہ سلامت ہیں۔ اس وجہ سے دوسرے دو ہزار گھوڑے بھیجے جاتے ہیں تاکہ قابلِ اعتماد بہادروں، فوج کے مستحق سرداروں اور تمہارے لئے پشت پناہ ہوسکیں۔ یہ ایسے لوگوں کے حوالے کئے جائیں کہ جو سواری کے مستحق ہوں اور اپنی سواری کو چاہے وہ پرائی کیوں نہ ہو، خاص اپنی ہی سمجھیں۔ لشکر کو ہمیشہ منظم اور آراستہ رکھنا تاکہ قوت اور دبدبے سے دشمن کے لشکر کو دفع کرسکو۔ لیکن کافروں کے دفعیہ کے سلسلے میں یہ نصیحت یاد رکھنا کہ: کسی کی تمنا اس کی مرضی کے مطابق پوری نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَاتَمَنّٰی: فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی (۱) (کیا انسان جو کچھ چاہتا ہے اسے میسر ہے؟ بلکہ آخرت اور دنیا اللہ کی ہے)۔ یہ فیصلہ میں نے کوئی اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ مجھے خدائے تعالیٰ [۱۴۹] نے اس پر مائل کیا ہے۔ کیونکہ [میں سمجھتا ہوں کہ] ان (کافروں کا) وقت پورا ہوچکا ہے اور دولت نے ان سے منہ پھیر لیا ہے اور طریقت، شریعت اور حقیقت نے غلبہ حاصل کیا ہے اور دین کی عزت کا پرچم بلند ہوچکا ہے۔ کافروں کو [یہ بات] چاہے ناپسند ہو پھر بھی تمہیں کسی بھی طرح کشتیاں حاصل کرکے ان کا پُل بنانا چاہئے تاکہ آسانی سے اس پر سے گذر جاؤ خواہ کافروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے، اور ان کو بھی حقیقت معلوم ہو۔ والسلام۔

---

(۱) سورۃ النجم: رکوع - ۱ -

Marfat.com

محمد بن قاسم کا حجاج کا خط پڑھنا

جب محمد بن قاسم نے خط پڑھا اور [اسے] گھوڑے [بھی] ملے تو اس خط کے جواب میں اس نے جو حالات لکھے اس کے ضمن میں ترشی کا بھی مطالبہ کیا۔ [اس نے لکھا کہ] خلاف مزاج غذاؤں اور بےوقت کھانے پینے کی وجہ سے، رطوبت اور طبیعت میں خرابی پیدا ہوئی ہے۔ اس وجہ سے جیسے بھی ہوسکے خاص شراب خانے سے کچھ سرکہ عنایت کیا جائے، کہ لشکر کو اس کی سخت ضرورت ہے۔

حجاج بن یوسف کا سِرکہ بھیجنا

چنانچہ حجاج کے حکم سے دُھنکی ہوئی روئی کو سرکے میں بھگوکر خشک کیا گیا۔ [روئی نے] کئی مرتبہ سرکہ جذب کیا۔ پھر اس روئی کی گٹھڑیاں باندھ کر لشکرگاہ میں لے آئے اور [حجاج نے] خط لکھا کہ "محمد بن قاسم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم نِعْمَ الْاُدَامُ الْخَلُّ (سرکہ بہترین سالن ہے) کے مطابق سرکہ طلب کیا ہے جو کہ دُھنکی ہوئی روئی میں جذب کیا گیا ہے۔ جب یہ پہنچے تو اسے پانی میں تر کیا جائے تو اس میں سے سرکہ نکل آئے گا"۔ [۱۰۵]۔

مہران کے مغربی کنارے پر حجاج کا خط پہنچنا

اس داستان کے مصنف خواجہ امام ابراھیم نے روایت کی ہے کہ جب محمد بن قاسم کو بہت عرصے تک مہران کے مغربی کنارے پر ٹھہرنا پڑا تو حجاج نے ایک خط لکھا جس میں نیابت (گورنری) کا پروانہ شامل کرکے اسے آزادی کے ساتھ

Marfat.com

حکومت کرنے کا اختیار دیا ۔ [مزید] لکھا کہ "تمھاری روش مجھے ناپسند ھے اور تمھاری حکومت [کے اس طریقے] سے میں حیرت میں ھوں کہ تم امان دینے کے بڑے شایق ھو۔ امتحان اور آزمائش کے بعد جس دشمن سے بھی عداوت یا مخالفت ظاھر ھو اسے امان نہ دینی چاھئے کہ رذیل و شریف ایک سے سلوک کے مستحق نہیں ۔ ایسا کرنے سے کم عقلی ثابت ھوگی اور دشمن اسے کمزوری پر محمول کرے گا ۔ مجھے قسم ھے اپنے سر اور جان کی کہ اللہ عزوجل نے تمھیں نصیحت کی ھے اور قابلِ فکر عقل دی ھے۔ [لیکن تم اس سے کام نہیں لیتے] اور تمھاری ساری توجہ [صرف] اس پر صرف ھو رھی ھے کہ سب کو امان دی جائے ۔ [یہ بات] اپنے ان ساتھیوں کو بھی سنانا جو تمھارے مشیر اور ھمراہ ھیں ۔ تم [صرف] امان دینے میں مصروف ھو اور ادھر کتنا وقت گذر چکا ھے کہ تم دشمن کے سامنے [بیکار] پڑے ھوئے ھو اور اگر یوں ھی بے دھڑک امان دیتے رھے اور جنگ میں دھوکے کا خیال ھی [دل سے] نکال دیا تو پھر جنگ کے اخراجات [پورے کرنے] کے لئے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا جائے گا اور یہ طویل کم عقلی ختم کردی جائے گی(۱) ۔ جب [داھر کو] تمھاری کمزوری اور

---

(۱) یہاں اصل متن کی عبارت میں بڑا خلل ھے۔ ترجمہ اندازے سے کیا گیا ھے۔ ھمارے خیال میں حجاج کی طرف سے محمد بن قاسم کو دھمکی دی گئی ھے کہ اگر تم اپنی رحمدلی اور ھر ایک کو امان دینے کی روش

(دیکھئے حاشیہ ص ۲۰۹)

Marfat.com

ادانی کی خبر ہوگی تم وہ مغرور ہوجائے گا اور [دوسری طرف] لوگوں کو خیال ہوگا کہ تم صلح کی کوشش کر رہے ہو جسے وہ تمہاری سُستی اور خامی تصور کریں گے اور کوئی بھی مطلب حاصل [۱۰۱] نہ ہوگا۔ تمہیں حکومت اور سیاست کے طریقے ہاتھ سے نہ جانے دینے چاہیں اور تلوار اور عقل [دونوں] کو دھیان میں رکھنا چاہئے۔ تمہیں عزم مصمم کرکے لشکر کو بہادری اور دوراندیشی کے لئے حوصلہ دلانا چاہئے۔ راست گو اور ثابت العقل رہو، غفلت نہ کرو اور خدائے تعالیٰ کے ذکر میں دل، جان اور زبان کو مشغول رکھو۔

اس وقت جب کہ [ہمیں] مہران کے بہاؤ سے واقفیت حاصل ہوچکی ہے تو [ہماری رائے ہے کہ] تمہیں مہران کو بہٹ سے عبور کرنا چاہئے، کیونکہ مہران کا پانی وہاں تنگ ہے اور کنارہ بھی عبور کرنے کے لئے زیادہ آسان ہے۔ [دوسرے یہ کہ] چونکہ بیٹ دوآبے میں ہے اس وجہ سے سہولت سے عبور

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰۸)

سے، (جسے حجاج بے وقوفی اور کم عقلی سمجھتا ہے) باز نہ آؤگے تو ہم جنگ کو جاری رکھنے کے لئے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کریں گے اور تمہیں مواوک کرکے یہ کم عقلی ہمیشہ کے لئے ختم کردیں گے۔ متن کی اصل عبارت یہ ہے: "و نیز اگر امان بے گمان خواهند و غدر از میان بردارند از حرب، در اخراجات را وجوهی رائج گردد و این بدری' مطول کوتاه شود"۔ ہمارے خیال میں "بدری'" لفظ کاتب کی تصحیف ہے یہ لفظ دراصل "بدرائی" (بے وقوفی، کم عقلی) کے معنی میں ہے کیونکہ فارسی لغت میں لفظ "بدری'" کے کوئی معنی نہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

کرسکوگے اور عافیت اور حفاظت میں رھوگے، پل کشتیوں کا بنانا اور جنگ میں اللہ کی مدد اور خدائے قادر و جلیل کی فتح کو اپنے ھمرکاب سمجھنا ۔ جب تم طاقت اور دبدبے سے کام کرنے لگوگے تو پھر [دشمن کی] فوج اور رعایا اپنی جان بچانے اور ذریعۂ معاش حاصل کرنے کی خاطر تمھاری بیعت کرے گی اور مطیع ھوکر خود کو تمھارے دربار سے وابستہ کرے گی ۔

محمد بن قاسم کے دریائے مہران پار کرنے کی خبر

تاریخ کے مصنفین اور اس داستان کے آراستہ کرنے والوں نے روایت کی ھے کہ جب حجاج کا خط محمد بن قاسم کو ملا تو فرمان کے حکم کے مطابق وہ فوراً وھاں سے کوچ کرکے جھم کے علاقے میں سا کرے کے مقام پرجا پہنچا اور دریا کو پار کرنے کے لئے کشتیاں حاصل کرنے اور تختے تیار کرنے کا حکم دیا۔

[اِدھر] راجہ داھر خود کو غافل [اور بے فکر] ظاھر کرنے کے لئے دن رات عیش و عشرت اور سیر و شکار میں مشغول رھتا تھا تا کہ [عرب] سمجھیں [۱۵۲] کہ اسے ھماری طرف سے کوئی فکر نہیں ھے ۔ ایک دن بھنڈویر شمنی (۱) نے داھر کے پاس آکر کہا کہ "اے بادشاہ! عرب کا لشکر آپ کے دروازے

---

(۱) یہ نام یہاں فارسی ایڈیشن کی عبارت کے مطابق "بھندویرسمنی" دیا گیا ھے ۔ نسخہ (ن) میں "بھندویر" ھے اور آخیر کا لفظ "سمنی" نہیں ھے۔ (پ) میں "بھندر"، (م) میں "بھندرکو"، (ر) میں "بھندرکز" اور (ک) میں "مھندروزیر" ھے ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

پر آپہنچا ہے مگر میں آپ کو سارے دن سیر و شکار میں مشغول اور شطرنج و چوسر میں گرفتار دیکھتا ہوں"۔ داھر نے کہا "[تو] تیری کیا تجویز ہے؟ اور تو کیا مناسب خیال کرتا ہے؟" شمنی نے جواب دیا "میرے ذھن میں تین تدبیریں آتی ھیں ۔ ان میں سے کسی ایک پر عمل کیجئے ۔ [ایک تو یہ کہ] اگر آپ اتفاق کریں تو فرزندوں اور متعلقین کو ھندوستان بھیج کر خود تنہا اس سے جنگ میں مقابلہ کیجئے۔ کیونکہ پھر برگستوان، مست ھاتھی، بہادر مرد اور جنگ‌جو سورما ساتھ لے کر آپ جس جگہ بھی چاھیں گے، اس سے اس جگہ جا کر جنگ کرسکیں گے ۔ [دشمن کے] سارے راستے بند کردیجئے تا کہ انھیں غلہ اور گھاس نہ پہنچ سکے ۔ [دوسرے یہ کہ] اگر آپ پسند کریں تو اپنی حفاظت کے لئے اپنی تمام مطیع فوجوں کو اکٹھا کرکے ان کا مقدمہ اور ساقہ ترتیب دیجئے تا کہ دشمن کے لشکر سے آپ کا بچاؤ ھوسکے [بلکہ یہاں سے کوچ کرکے قصبہ (۱) کی طرف چلے جائیے، تا کہ وہ ریگستان آپ کے لئے قلعہ اور پناہ رہے اور وھاں کے لوگ آپ کی مدد کریں ۔ وھاں جا کر ان سے کہئے کہ میں "تمھارے اور عرب کے لشکر کے درمیان میں دیوار ھوں ۔ اگر مجھے لوٹا گیا تو پھر تم بھی برباد ھوجاؤگے

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "قصہ" (یعنی کچھ) کا تلفظ اختیار کیا گیا ہے ۔ یہ وھی نام ہے کہ جس کا ذکر پہلے (ص) [۱۳۳] پر آچکا ہے ۔ اس مقام پر مختلف نسخوں کی عبارتیں اس طرح ھیں ۔ (م) "اصبہ"، (پ) "قصیہ"، (ن) قصب"، (ب) (س) "عقب" ۔ ھمارے اختیارکردہ تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۳۳] ۔ (ن-ب)

Marfat.com

اس لئے آکر میری اطاعت کرو اور جنگ میں میرے مدد گار رهو"۔ [تیسرے یہ] کہ اولاد اور فرمان‌برداروں کو ساتھ لے کر جسوم رائے (۱) کے ملک میں جائیے، وہ بادشاہ آپ کا قدردان ہے اور ہر طرح آپ کے کام آئے گا۔ [اگر آپ] اس سے امداد طلب کریں تو کمک لے کر پھر اپنے ملک میں واپس آکر دشمن سے بدلہ لے سکیں گے اور عرب کا لشکر اس ملک سے کوئی نفع حاصل نہ کرسکے گا۔ [کیونکہ] جب تک راجہ کی زندگی ہے تب تک کوئی بھی دشمن آپ کی قوت سے [بچ کر] چین سے نہ بیٹھ سکے گا۔ [ان تجویزوں پر عمل نہ کرنے کی صورت میں] اگر خدانخواستہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچی اور دشمن نے غالب آکر آپ کو قتل کر ڈالا تو [۱۰۳] پھر ہندوستان کے بادشاہوں میں سے کوئی بھی بادشاہ اس [دشمن] کو دفع نہ کرسکے گا اور وہ اس مُلک میں قدم جما لے گا اور سارا ملک آپ کے تصرف سے نکل کر علحدہ ہوجائے گا۔

داهر کا وزیر کو جواب دینا

داهر نے کہا کہ "اے هوشیار وزیر! تو جو بہتر سمجھتا ہے وہ عین مصلحت ہو سکتا ہے، لیکن اس وقت متعلقین کو ہندوستان بھیج دینا مجھے [قرین مصلحت] نظر نہیں آتا کیونکہ رعایا متردد ہوگی اور ٹھاکر اور امیر دل شکستہ ہوکر جنگ نہ کریں گے اور منتشر ہوجائیں گے اور مجھے اس بات پر شرم بھی آتی ہے کہ کسی دوسرے سے التجا کروں یا کسی کے دروازے پر جا کر انتظار کروں کہ اندر آنے کا حکم ہے؟ یہ عار

(۱) نسخہ (ر) میں "جیوم رائے" ہے۔

Marfat.com

میں ہرگز برداشت نہ کرسکوں گا"۔ وزیر نے کہا کہ "[پھر] آپ کی کیا تجویز ہے؟ بندے کو آگاہ کیجئے تا کہ خیر خواہی اور اصلاح کے طور پر ہم خیال خدمتگاروں کو بتائی جائے"۔

راجہ داہر کا وزیر سے مشورہ

راجہ داہر نے کہا کہ "میری رائے کا تقاضہ ہے کہ اس کا مقابلہ کروں اور [پوری] قوت اور شدت سے جنگ کروں۔ اگرمیں ان پر غالب ہوا تو پھر وہ سب ذلیل ہوں گے اور میری بادشاہت مستحکم ہوگی اور اگر ننگ و ناموس کے لئے قتل ہوگیا تب بھی یہ بات عرب اور ہندوستان کی کتابوں میں لکھی جائے گی کہ راجہ نے اپنے ملک کی خاطر دشمن کے مقابلے میں اپنی پیاری جان فدا کردی"۔ شمنی نے جواب دیا کہ "میری ساری نصیحت کا دارومدار [اسی پر] ہے کہ راجہ کی ذات باقی اور یہ بادشاہت قایم رہے۔ ورنہ دوسری صورت میں ہم بندوں کے لئے [سب کچھ] آسان ہے [ہمارے لئے تو] ستّو کی ایک مٹھی، پانی کا ایک گھونٹ اور کپڑے کی ایک چندی ہی کافی ہے۔ کاش راجہ کی رائے افضل رہے!" [۱۰۴]۔

اسلامی لشکر کے ساتھ محمد بن قاسم کے مشرقی کنارے کی طرف پار کر کے آنے کی خبر

جب محمد بن قاسم نے [دریا] عبور کرنے کا مصمم ارادہ کیا تو فکر کرنے لگا کہ ایسا نہ ہو کہ راجہ داہر لشکرلے کر مہران کے کنارے پر آکر ہمارا راستہ روکے اور مزاحمت کرے

Marfat.com

اس لئے اُس کے حالات معلوم کرنا ضروری ھیں۔

سلیمان کا جنگ پر جانا

پھر محمد بن قاسم سلیمان بن نبھان قشیری کو حکم دیا کہ "تمھیں اپنی فوج لے کر راوڑ کے قلعے کے سامنے جنگ کرنے کے لئے جانا چاھئے تا کہ داھر کا بیٹا گوپی (۱) اپنے باپ کی مدد کو نہ آ سکے۔ سلیمان چھ سو سپاھی ساتھ لے کر جنگ کے لئے روانہ ھوا۔ اس کے بعد عطیہ تغلبی (۲) کو پانچ سو سپاھیوں کے ساتھ اگھم کے راستے پر مقرر کیا تا کہ کندراہ (۳) والے علاقہ پر پہرہ رکھے [دوسری طرف] قلعہ نیرون کے سردار شمنی میگھدھنیہ (۴) کو

---

(۱) اس نام کے اصل تلفظ اس طرح ھیں۔ (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س) میں "قوتی" اور (پ) میں "فوقی" ھے۔ فارسی ایڈیشن میں "قوفی" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے جو ھمارے خیال میں نہ صرف قرین قیاس ھے بلکہ صحیح ھے۔ علم اللغت کے مطابق معرب اور دخیل لفظوں کی صورت خطی کے لحاظ "قوفی" صاف طور پر "گوپی" معلوم ھوتا ھے۔ ترجمہ میں اسی لئے ھم نے اسے ترجیح دی ھے (بشکریہ قاضی احمد میاں اختر صاحب ن۔ پ)۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "عطیہ ثعلبی" ھے۔ (ر) کا تلفظ "تغای" ھے جو کہ خود نسخہ (م) کی عبارت ھے۔ ان عبارتوں کے پیش نظر لفظ "تغلبی" صحیح معلوم ھوتا ھے اور "ثعلبی" اس کی تصحیف ھے اس کے علاوہ انساب میں بھی "ثعلبی" کی نسبت عام نہیں ھے۔ (ن۔ب)

(۳) یہ لفظ فارسی ایڈیشن کے مطابق ھے نسخہ (ن) میں بھی یہی لفظ ھے۔ (پ) اور (ک) میں "کندراھہ"، (ر) اور (م) میں "کنداد ھمہ" ھے۔

(۴) مختلف نسخوں کی اصل عبارتیں یہ ھیں :- (پ) "مندینہ" (ر)

(دیکھئے حاشیہ ص ۲۱۵)

Marfat.com

فرمایا کہ راستے میں اناج اور گھاس موجود رکھے مبادا لشکر کو آن کی احتیاج ہو۔ اور [محمد بن] مصعب بن عبدالرحمٰن(۱) کو لشکر کے مقدمہ پر مقرر کیا تاکہ آگے جاکر راستوں کی حفاظت کرے۔ نباتہ بن حنظلہ کلابی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ قلب میں رکھا۔ [اسی اثناء میں] ذکوان بن علوان البکری پندرہ سو سواروں، بیٹ کے حاکم موکو [ابن] وسایو، بھٹی ڈھاکروں، اور [مہران کے] مغربی کنارے والے مطیع جتوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۴)

"مقدسنیہ" (م)، (س) "مقدونیہ"، (ن) "مقدیتہ"، (ک) "مقدیفہ"۔ صرف نسخہ (پ) کے تلفظ کی شکل علٰحدہ ہے اور اس کے مطابق اصل نام "مندھین" یا "مانڈن" ہو سکتا ہے، مگر دوسرے سارے نسخوں کے تلفظوں میں اس نام کی ابتدا میں "مق" ہے اور اسی لحاظ سے (پ) کا املا بھی "مقدینہ" یا "مقدنیہ" کی بگڑی ہوئی صورت ہو سکتی ہے۔ فارسی ایڈیشن میں "مقدنیہ" کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔ دوسری شکل (م) اور (س) کی قرأت ہے جس میں "و" زائد ہے اور تیسری شکل (ن) کی قرأت ہے جس کے آخری حصے میں "ت" ہے اور یہ لفظ "مقدتید" بھی ہو سکتا ہے۔ (م) اور (س) کی قرأت میں بھی اگر "ن" کی جگہ "ت" پڑھا جائے تو یہ لفظ "مقدوتیہ" ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے "مقدنیہ" "مقدوتیہ" اور "مقدتیہ" کے الفاظ ہو سکتے ہیں جو کہ "میگھدھنیہ"، "میگھدوتیہ" اور "میگھدتیہ" جیسے اصلی ناموں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور چونکہ سندھ میں دھنی اور دھن اور دھنو وغیرہ عام ہیں، اس لئے ہم نے متن میں "میگھدھنیہ" کو ترجیح دی ہے۔

(۱) اصل متن میں "مصعب بن عبدالرحمٰن" ہے۔ اس تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص ۱۲۴۔ (ن-ب)

Marfat.com

کو ساتھ لے کر خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹ کے علاقے (۱) میں سا کرمے کے سربراہ بھی مستعد ہو گئے۔

محمد بن قاسم کا دریا پار کرنے کے لئے مقام تلاش کرنا

جب محمد بن قاسم کو اطلاع ملی کہ لشکر کام مقدم جہم کے گھاٹ کے قریب پہنچ گیا ہے [جہم ہن] زحر جعفی(۲) مقدم کے ساتھ جا کر دیکھ آیا ہے کہ کس مقام پر پاٹ تنگ اور کنارا موزوں ہے تب اُس نے بیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر مہران کا معائنہ کرکے حکم دیا جس کے مطابق پل بنانے کے لئے کشتیاں فراہم کرکے انہیں پتھروں اور ریت سے بھر کر اور میخیں گاڑ کر مستحکم کیا گیا۔

داھر کو موکو [ابنٔ] وسایو کے کشتیاں مہیا کرنے کی خبر ملنا

پھر جب داھر کو خبر ملی کہ موکو ابن وسایو نے کشتیاں لا کر محمد بن قاسم کے حوالے کی ہیں اور وہ دریا پار کرنے کے لئے گھاٹ پر آئے ہیں تو داھر نے جے سینہ کو بیٹ کے قلعے کی حفاظت کے لئے روانہ کیا اور کہا کہ "وسایو ابن سربند پر اعتماد نہ کرنا، ممکن ہے اس نے بھی بیٹے کے ساتھ [محمد بن قاسم کی] بیعت کرلی ہو۔ جے سینہ قلعہ بیٹ میں آیا۔ موکو کا بھائی راسل [اپنے] بھائی کا مخالف تھا اس نے داھر

---

(۱) علاقہ بیٹ کے مقام پر اصل عبارت "جزیرہ' بیت" ہے۔ (ن۔ب)

(۲) اصل متن میں "زحر جعفی" ہے لیکن در حقیقت محمد بن قاسم کے لشکر میں "زحر" نہیں بلکہ اس کا بیٹا جہم بن زحر الجعفی شامل تھا۔ دیکھئے حاشیہ ص [۱۰۱ - اور- ۱۰۶]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ "راجہ ہمیشہ سلامت رہے! راجہ فتحمند ہو! بندے کی فرمانبرداری اور وفاداری کے بارے میں [آپ کو] اچھی طرح معلوم ہے کہ [کس طرح] بندگی کی شرطیں بجالانے میں دور اندیشی اور احتیاط قایم رکھتا آیا ہوں اگر بندے کو حکم ہو تو قلعۂ بیٹ کی حفاظت کے لئے جاؤں میں عرب کے لشکر کو کبھی دریا پار نہ کرنے دوں گا"۔ [۱۵۶]

راسل کو حکومت دینا

چنانچہ راجہ داھر نے بیٹ کی حکمرانی راسل کے حوالے کرکے بیٹ کے سرداروں اور سربراھوں کو اس کی ماتحتی میں دیا اور جیسینہ بن داھر وھاں سے واپس آگیا [جس پر] داھر کے [مطیع] دیہاتیوں نے خیال کیا کہ لشکر اسلام فتح یاب ہوکر قلعہ بیٹ میں اترا ہے۔

داھر کے گمان کے خلاف بغاوت کی خبر آنا

ابوالحسن مدائنی سے روایت ہے کہ وسایو اور اس کا بیٹا راسل ہمیشہ سے موکو [ابن] وسایو کے خلاف تھے اور ان کی مخالفت ظاھر تھی۔ چنانچہ موکو [ابن] وسایو نے داھر سے نافرمانی کرکے محمد بن قاسم کی بیعت کی تھی اور راسل اسی مخالفت کی وجہ سے موکو اور محمد بن قاسم کے مقابلے پر آیا تھا۔ ادھر جب سے موکو کو یہ عقل آئی تھی اسی وقت سے اس نے داھر کی اطاعت میں سر نہ جھکایا تھا اور اسلام کا خیرخواہ ہوکر صداقت اور اعتقاد کے ساتھ داھر کے لشکر کے

Marfat.com

خلاف تجویزیں اور تدبیریں کرتا رہا اور ان کی شکست کے لئے کوششیں کرتا رہا۔

جس جماعت نے یہ حال دیکھا تھا، اس سے اس طرح روایت کی گئی ہے کہ جب محمد بن قاسم کشتیاں فراہم کر کے انھیں ایک دوسرے سے جوڑنے لگا تو راسل نے ملک کے سرداروں اور نامور لوگوں کے ساتھ مل کر اسے پل بنانے اور مہران کو پار کرنے سے روکنے کے لئے اس پر حملہ کیا اس پر محمد بن قاسم نے مہران کے پاٹ کے اندازے کے مطابق ساری کشتیوں کو مغربی کنارے پر ایک دوسرے سے جوڑنے کا حکم دیا۔ پھر تو جنگجو بہادر ہتھیاروں سے لیس ہو کر کشتیوں میں آ بیٹھے اور کنارے کی اس جگہ سے، جو کہ ان کے قبضے میں آچکی تھی، [۱۰۷] شروع والی کشتی چھوڑدی۔ یہ سرے والی کشتی [نشیبی دھارے کی وجہ سے] مشرقی کنارے پر جالگی۔ اسلامی لشکر نے تیر برسا کر کافروں کو کنارے سے دور کیا اور فوراً میخیں گاڑ کر پُل استادہ کیا۔ [پھر تو] سواروں اور پیادوں نے یلغار کردی اور ٹولیوں ٹولیوں میں ہو کر(۱) مشرقی کنارے کی طرف پار ہو کر صف بستہ ہو گئے اور کافر بھاگ گئے۔ لشکر عرب نے غالب ہو کر انھیں جھم [کی حدود] سے باہر بھگا دیا۔ کافروں میں جو باہمت اور اچھے گھوڑوں پر سوار تھے انھوں نے گھوڑوں کو مہمیز کیا اور ساری رات چلتے رہے آخر جب رات کے تاریک پردے سے صبح

(۱) یہ عبارت نسخہ (ر) سے بڑھائی گئی ہے۔ اصل میں پورا فقرہ اس طرح ہے: "و از آب ،مہران بتفاریق می گذشتند"۔ (ن۔ب)

Marfat.com

صادق ظاھر ھوئی تو داھر کی لشکر گاہ میں پہنچے۔ داھر خواب گاہ محو خواب تھا اور دربانوں کو اس کے بیدار کرنے کا حوصلہ نہ ھوتا تھا۔ آخر کار اس کے خاص آدمیوں میں سے ایک اس کی خلوت گاہ میں گیا اور اسے جگا کر لشکر اسلام کے پہنچنے اور کافروں کے شکست کھا کر بھاگنے کے حالات تفصیل سے سنائے۔ داھر بستر راحت سے جست لگا کر اٹھا۔

داھر کا نیند سے بیدار ھونا اور دربان کو کافروں کے فرار اور اسلام کی فتح کی خبر لانے پر سزا دینا

اور کہنے لگا "تونے بری خبر دی ھے" [یہ کھ کر] اسے قریب بلا کر غصے میں اس کی پیٹھ پر ایک مکہ رسید کیا۔ داھر کا ھاتھ وزنی تھا جس کی وجہ سے وہ آدمی اسی مکے سے مر گیا۔

(روایت) : تاریخ کے مصنفوں نے اس طرح روایت کی ھے کہ جب محمد بن قاسم دریا کو پار کر گیا تو اس نے اعلان کیا کہ "اے لشکر اسلام! اب مہران کا پانی تمھاری پشت پر ھے [۱۵۸] اور کافروں کا لشکر تم سے مقابلے کے لئے آئے گا۔ جس کے دل میں واپس جانے کا خیال ھو وہ یہیں سے واپس چلا جائے کیونکہ [جس وقت] دشمن سامنے آئے گا اور جنگ شروع ھو گی اگر اس وقت کسی شخص نے منہ موڑا تو لشکر دل شکستہ ھو کر فرار اختیار کرے گا جس کی وجہ سے دشمن ھم پر غالب ھو جائے گا [اور یہ ھمارے لئے] بڑا ننگ ھو گا۔ بھاگنے والا حرام موت مرے گا اور پھر آخرت کے عذاب میں گرفتار [ھو گا]۔ [اس اعلان کے بعد] تین آدمیوں کے علاوہ کوئی بھی واپس

Marfat.com

نہ گیا۔ [ان میں سے] ایک نے کہا کہ میری ایک بیٹی ہے جس کا میرے سوا کوئی کفیل نہیں ہے، دوسرے نے کہا کہ میری ایک ماں ہے جس کا کوئی بھی قریبی عزیز نہیں ہے کہ اس کی تیمارداری کرے یا [مرنے کے بعد] اسے دفن کرے اور تیسرے نے کہا کہ مجھ پر بہت زیادہ قرض ہے اور ایسا کوئی بھی شخص زندہ نہیں ہے کہ جو [یہ بوجھ] میری گردن سے آتارے۔ امیر محمد بن قاسم نے انھیں اجازت دے دی باقی سب متفق ہوکر ڈٹ گئے۔

عبور کرنے کے لئے پُل بنانا(۱)

پھر جب پُل تیار ہوگیا، تو فوج گذرنے لگی اور بنی حنظلہ کے ایک شخص تراب نامی کے سوا کہ جو گذرتے وقت پُل سے گرکر ڈوب گیا تھا، دوسرے کسی شخص کو بھی کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

لشکرِ عرب کا گذرنا

اس کے بعد لشکر اسلام [آگے] روانہ ہوا اور جاکر قلعہ بیٹ کے قریب پہنچا۔ سارے سوار لوہے [کی زرہوں] میں غرق ہوکر نکلے تھے۔ [محمد بن قاسم نے] چاروں طرف طلایہ دستے مقرر کرکے لشکر کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور

---

(۱) اس عنوان کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ پُل دوبارہ بنایا گیا بلکہ پُل باندھنے او لشکر کے گذرنے کے بارے میں کچھ واقعات بیان کئے گئے ہیں اور غالباً اسی وجہ سے یہ عنوان اور اس کے بعد کا دوسرا عنوان دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اس کے اندر سامان اور اسباب رکھوا کر [۱۰۹] وہ قلعہ بیٹ سے راؤڑ کی جانب روانہ ہوا اور آخر جا کر اس مقام پر پہنچا کہ جسے جیور(۱) کہتے تھے۔ راؤڑ اور جیور کے درمیان میں ایک خلیج تھی، داھر نے اس آبنائے کے گھاٹ پر حفاظت کی غرض سے کچھ مسلح سپاھی اور خاص آدمی متعین کر دیئے تھے تا کہ نگرانی کرتے رھیں۔

داھر کو پار ھونے کی خبر ملنا

محمد بن قاسم نے خیال کیا کہ شاید ان کا لشکر دھوکہ دے رھا ھے اور وہ [موقع پا کر] ھمارے سامنے ھوں گے۔

---

(۱) فارسی ایڈیشن کے متن میں "جیپور" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے جو کہ نسخہ (س) جیسے غیر معتبر نسخہ کی عبارت ھے۔ معتبر نسخوں میں سے (ر) (ن) (ب) کی متفقہ عبارت "جیور" ھے۔ (پ) کا تلفظ "چیور" ھے کہ جو "جیور" کے مماثل ھے۔ یہ نام پہلے بھی ص [۱۳۳] پر آچکا ھے اور وھاں سارے نسخوں میں "جیور" ھے اس کے بعد پھر یہی نام ص [۱۶۷] پر آیا ھے جہاں اس کے لفظی معنی "موضع ظفر" بتائے گئے ھیں۔ فاضل ایڈیٹر (ڈاکٹر داؤد پوتہ مرحوم نے) آخر میں ص [۱۳۳] کا حاشیہ لکھتے ھوئے لفظ "جیور" کی اس معنی سے اس طرح تطبیق دی ھے: جے = ظفر + ور (مشتق از ورو) = محیط بہ، یعنی موضع محیط بہ ظفر (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۶۳) - صفحہ [۱۶۷] پر بھی (پ) اور (ر) جیسے قدیمی نسخوں کی عبارت "جیور" ھے اس وجہ سے اس صفحہ پر اور پھر ص [۱۶۷] پر بھی ھم نے "جیور" اختیار کیا ھے۔ (ن-ب)

Marfat.com

چنانچہ اس نے محرز بن ثابت قیسی (۱) کو دو ھزار سواروں کے ساتھ اور محمد بن زیاد العبدی کو ایک ھزار سوار دے کر دریا کے پار بھیج دیا جو جا کر ان کے سامنے جم گئے۔

داھر کا محمد بن علافی کو بلانا

پھر داھر کے حکم سے محمد بن حارث علافی کو بلایا گیا۔ علافی آیا اور داھر نے [اس سے] کہا "تجھ پر ھماری مہربانیاں خاص ایسے ھی وقت کے لئے تھیں - جاسوسی کا عہدہ ھمیشہ تیرے حوالے رھا ھے اس وقت خاص طور پر [یہ کام] تیرے سپرد کیا جاتا ھے - چونکہ عرب کے لشکر کے طور طریق سے تو زیادہ واقف ھو اس لئے اس لشکر کی جاسوسی بھی تیرے حوالے کرنا زیادہ مناسب ھوگی"۔ اس پر علافی نے جواب دیا "اے راجہ! آپ کی خیر خواھی ھم پر واجب ھے کیونکہ آپ کی نعمتوں کا حق ھم پر لازم ھے۔ لیکن ھم مسلمان ھیں، لشکر اسلام کے مقابلے پر نہ جنگ کریں گے اور نہ تلوار اٹھائیں گے کیونکہ اگر مسلمانوں کے ھاتھوں قتل ھوگئے تو حرام موت مریں گے اور اگر انھیں قتل کیا تو ان کا خون ھماری گردن پر رھے گا اور اس کا بدلہ [۱۶۰] جہنم کی آگ ھے - بے شک آپ کی نعمت اور نمک کا حق ھماری گردن پر ھے اور ایسا کوئی بھی آدمی دکھائی نہیں دیتا کہ جو آپ کا خیر خواہ ھو۔ مگر میں اس [عرب کے] لشکر کی قوت سے بے خوف نہیں رہ

---

(۲) سارے نسخوں میں اس مقام پر لفظ "قیسی" ھے لیکن ص[۱۷۱] پر "الدمشقی" ھے -

Marfat.com

سکتا، میں اگرچہ آپ کی نعمت کا زیر بار ہوں [تاہم] مجھے [یہاں سے نکل جانے کی] اجازت دیجئے"۔(۱)۔

محمد علافی کی درخواست اور داھر کا اس کو جواب دینا

ان بوٹوں کے مالی نے اس طرح ظاھر کیا ھے کہ علافی نے جب اپنا یہ حال اس کے سامنے پیش کیا تو داھر نے کہا "میں نے تو تجھے ایسے ھی دن کے لئے رکھا تھا، لیکن جس صورت میں کہ تو اس حادثہ میں میری مدد نہیں کرسکتا اور میرا حکم تجھے تکلیف دہ معلوم ھوتا ھے تو پھر [بہتر ھے کہ] ھماری خدمت اور صحبت سے نکل جا"۔

محمد علافی کا چلاجانا

اس کے بعد محمد علافی اس سے رخصت ھوکر بیلمان کی حکومت (۲) کی طرف چلا گیا کہ [بیلمان] اس ملک کا والی تھا اور وہ ملک اس کے دادا بتابر (یا نیابر)

---

(۱) علافی کے وہ اشعار "لاتقیمن بدار۔الخ" جو کہ ص [۱۳۸] میں دیئے گئے ھیں شاید اس موقع پر کہے گئے تھے کیونکہ وہ اشعار اس موقع پر ھی مناسب ھوسکتے ھیں اور پہلے جس مقام پر تحریر کئے گئے ھیں وھاں موزون نظر نہیں آتے۔ (مترجم)

(۲) اصل متن کی عبارت "ممالک بیلمان" ھے۔ بیلمان راجہ کے نام کے طور پر آیا ھے۔ اس مقام پر نسخہ (پ) کا تلفظ "چلمان" ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بن بجر(۱) کے نام سے مشہور تھا اور وہ داہر کے قتل ہونے تک وہیں مقیم رہا۔

[محمد بن قاسم کا](۲) محمد علافی کو امان دینا

اس کے بعد محمد بن قاسم نے اسے امان دے کر ملک کی وزارت کا پروانہ لکھ دیا۔ وہ ہندوستان میں جا کر وہاں کے بادشاہوں کو اسلام سے مشرف ہونے یا جزیہ ادا کرنے کی ترغیب دیتا تھا اور انہیں اچھے وعدوں کا امیدوار بناتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی [محمد بن قاسم کی اطاعت اور بیعت میں آجاتے تھے۔ پھر وہ جیسا پروانہ طلب کرتے وہ اس کے لئے خدمت میں عرض کرتا جس کی وجہ سے وہ سب کے سب اس کے کے مطیع ہو گئے۔ اس سے پہلے طاطرس بن بجر بیلمان

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "بناہر بن الحر" تحریر کیا گیا ہے جو کہ (پ)، (ن)، (ب) اور (م) نسخوں کے مطابق ہے۔ (ر) کی عبارت "فیاہر بن الحر" ہے لیکن ص [۱۶۲] پر "طاطرس بن بجر بیلمان" کا نام آیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہاں بھی "الحر" کی بجائے "بجر" صحیح ہے۔ (نسب)

(۲) یہ عنوان یہاں صرف علافی کے سلسلے میں آیا ہے اور "پھر محمد بن قاسم۔الخ" کے لفظ "پھر" سے مراد یہ ہے کہ "اس واقعہ کے بعد" یہ نہیں ہے کہ "اس کے فوراً بعد"۔ علافی اس واقعہ کے بعد بھی جیسنہ کے ساتھ رہا اور غالباً اس کے بعد محمد بن قاسم نے اسے امان دی اور پروانہ دیا کہ ہندوستان کے بادشاہوں کے پاس اس کے ایلچی کی حیثیت سے جائے۔ چنانچہ وہ کشمیر کے راجہ کے پاس گیا۔ دیکھئے آئندہ ص ۲۹۶۔ (نسب)

Marfat.com

کیرج(۱) کا راجہ سربند(۲) کنبہ یا کشہ(۳) کا مالک کوکو بن موکو(۴) اور گیان بن تھاھر(۵) مشرف بہ اسلام ھوکر خراج گذار ھوئے۔

پھر جب محمد بن قاسم ملتان کی طرف گیا اس وقت [محمد علافی نے] انتقال کیا۔

داھر کا علافی سے صلح کرنا

محمد [بن] حسن سے روایت کی گئی ھے جس نے بیان کیا کہ پہلے دن جب علافی نے معذرت طلب کی اور مسلمانوں سے

---

(۱) (ر)، (ن)، (ب)، (س) اور (ک) کی عبارت "کیوج" ھے جس سے معلوم ھوتا ھے کہ غالباً "کیرج" ھی صحیح لفظ ھے جس کا ذکر اس کے بعد فارسی نسخے کے ص [۲۱۸] اور [۲۲۸] پر آتا ھے۔ (پ) اور (م) کا تلفظ "کنوج" ھے جو مناسب نظر نہیں آتا۔ (ن۔ب)

(۲) نسخہ (پ) میں "سوبند" اور (ک) میں "سونیذ" ھے۔

(۳) فارسی ایڈیشن میں لفظ "کنبہ" ھے جو کہ غالباً (پ) کا تلفظ ھے مگر (ر)، (ن)، (ب) اور (س) میں لفظ "کتہ" ھے جس سے "کشہ" کا گمان پیدا ھوتا ھے۔ مزید توضیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۶۲]۔ (ن۔ب)

(۴) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "کھوکہ بن موکہ" ھے جو غالباً نسخہ (م) کے مطابق ھے دوسرے نسخوں میں یہ پورا نام نہیں ھے۔ (پ) میں صرف "کہ" اور (ن) میں "بن موکہ ھے۔ (ن۔ب)

(۵) فارسی ایڈیشن کا تلفظ "قبایض بن طاھر" ھے جو غالباً (ب) کے مطابق ھے۔ (ن) کا بھی یہی تلفظ ھے مگر (ر) اور (م) کا تلفظ "قیان بن طاھر" ھے اور ھم نے اسی بنیاد پر "گیان بن تھاھر" اخذ کیا ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

جنگ کرنے سے احتراز کیا تو داھر نے اس سے کہا کہ "اگر تو عربوں سے جنگ کرنے سے معافی طلب کرتا ھے تو ھمارے ساتھ رہ کر جاسوسی کرتا رہ اور ان کی تجویزوں سے ھمیں آگاہ کرتا رہ اور ان کی ترکیبوں کے دفع کرنے کے مشورے دیتا رہ"۔ چنانچہ علافی داھر کے ساتھ جاسوسی کے لئے گیا تاکہ ان کا حال معلوم کرے لیکن جب عربوں کے لشکر کے قریب پہنچا تو انھوں نے اسے طعنے دیئے جس پر وہ بھاگ کر واپس آگیا۔

محمد بن قاسم کا حجاج کے پاس خط بھیجنا

پھر محمد بن قاسم نے سارا حال خط میں لکھ کر حجاج کے پاس بھیجا اور اسے مطلع کیا کہ لشکر اسلام نے مہران کو عبور کرلیا ھے اور ھمارا ایک مرتبہ داھر کافر سے مقابلہ ھوا ھے جس میں کافروں نے شکست کھائی۔ والسلام [۱۶۲]

حجاج کا خط محمد قاسم کو ملنا

پیارے فرزند عمادالدین محمد بن قاسم! تم نے جو کچھ لکھا ھے وہ معلوم ھوا۔ تم نے [دشمنوں کا] جو انداز بیان کیا ھے وہ سراسر فریب ھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور توفیق الھٰی کے مطابق یہ کام موافق نظر آتا ھے، خدائے عزوجل کی بے مثال بارگاہ میں پنج وقتہ نماز ادا کرنا سارے ضروری کاموں سے مقدم رکھو، تکبیر، قیام، قرات، رکوع، سجود اور قعود کے وقت عجز و نیاز سے مدد طلب کرو اور زبان کو ذکر الھٰی سے تر رکھو تاکہ تمھارے سارے کام منظم رھیں۔ کیونکہ خدائے

Marfat.com

تعالیٰ کی عنایت کے سوا کسی بھی شخص کو طاقت اور دبدبہ حاصل نہیں ہوتا ۔ جب تم بادشاہِ عزوجل کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ اور اعتقاد کروگے تو تمھاری ساری امیدیں پوری ہوں گی اور فتح و نصرت تمھارے ہمراہ اور مدد گار ہوگی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ "نوشتہ حمران" ۔

داھر کا مقدمہ کے طور پر جیسینہ کو جنگ پر بھیجنا

خبروں کے مصنفوں نے اس طرح بیان کیا ھے کہ "جب محمد علافی طلایہ سے واپس ھوا تو داھر نے اپنے بیٹے جیسینہ کو کچھ فوج اور ھاتھی دے کر روانہ کیا ۔ جیسینہ ھاتھی پر بیٹھ کر لشکرِ اسلام کے مقابلے کے لئے آیا اور جنگ شروع کی ۔ طویل جنک کے بعد، جس میں کافر قتل اور فرار ھوئے، جیسینہ کو اسلحہ برداروں اور محافظوں سمیت گھیر لیا گیا اور اس پر [چاروں طرف سے] یلغار ھوئی ۔ جب عربوں نے جیسینہ پر حملہ کرکے اس کے لشکر کے بڑے حصے کو جہنم واصل کر دیا تب فیلبان نے جیسینہ کے دل کا حال معلوم کرنا چاھا کہ وہ اب بھی جنگ پر [۱۶۳] آمادہ ھے یا اس مصیبت سے نکل جانا چاھتا ھے ۔ (فیلبان کا اشارہ) : فیلبان نے ھاتھی سے کہا "اے ھاتھی! مرنا چاھتا ھے کہ چھٹکارا؟ کیونکہ راجہ داھر تو جیسینہ کی زندگی چاھتا ھے، تیرا کیا خیال ھے؟ واپس ھو تو نجات ملے" ۔ (جیسینہ کا فیلبان کو جواب) : جیسینہ نے کہا "ھم کیسے نجات حاصل کرسکتے ھیں؟ کیونکہ ھم دشمن کے سامنے اور نرغے میں ھیں اور جانے کا راستہ ھمارے لئے مشکل اور چاروں طرف سے بند ھے" ۔ فیلبان نے سمجھ لیا کہ جیسینہ کا

Marfat.com

جنگ سے فرار ہونے کا پختہ ارادہ ہے، وہ زندگی چاہتا ہے اور جنگ سے پشیمان ہے۔ چنانچہ اس نے ہاتھی کو ریل کر حملہ کیا، عرب سوار اور پیادے ہاتھی کے حملے کا مقابلہ نہ کرسکے اور منتشر ہوگئے جس کی وجہ سے جیسینہ کے لئے بھاگنے کا راستہ خالی ہوگیا۔ اس نے منہ پھیر کر راہِ فرار اختیار کی اور آکر باپ کے پاس پہنچا اور اس کا سارا لشکر قتل ہوگیا۔ راجہ داھر اسی آبنائے کے مشرقی ساحل پر خیمہ زن تھا، جیسینہ کو دیکھ کر اس نے شکر کیا، اپنے معبود کا سجدہ واجب جانا اور اپنے بیٹے کے سلامت واپس آجانے پر [اس کی] حمد و ثنا کرنے لگا لڑکا سلامت لوٹ آیا۔

[محمد بن قاسم کے پاس] اسی دن حجاج کا خط پہنچا جس میں حکم تھا کہ جہاں داھر ہے وہاں جا کر اس کا مقابلہ کرو کیونکہ فتح تمہاری ہوگی اور کافر ذلیل و خوار ہوکر بھاگ جائیں گے۔

داھر لعین سے پہلے دن جنگ [اور راسل کا بیعت کا کرنا]

محمد بن ابی الحسن مدنی(۱) سے روایت کی ہے کہ جب جیسینہ بن داھر شکست کھا کر واپس ہوا اور اس کا لشکر قتل ہوگیا

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "محمد بن ابی الحسن المدائنی" درج ہے مگر (پ)، (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س) اور (ک) وغیرہ جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت "مدنی" ہے اسی وجہ سے ہم نے یہاں یہ لفظ اختیار کیا ہے۔ (ر) اور (م) میں یہ نام "محمد بن الحسن مدنی" ہے - مزید توضیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۶۴] - (ن-ب)

Marfat.com

تب راسل [۱۶۴] نے محمد بن قاسم کے پاس بیعت کرنے کے لئے قاصد بھیجا ۔ وزیر نے اس سے کہا کہ "راجہ داھر کو تیری رفاقت پر پورا بھروسہ ھے اور اسے تجھ پر پورا اعتماد ھے اگر اس وقت تو اس کی مخالفت کرے گا تو یہ تیری اولاد کے لئے عار ھوگا ۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ عربوں کو فتح بھی ھوگی یا نہیں؟ تیرا بھائی موکو [پہلے ھی] داھر کے خلاف تھا اسی وجہ سے وہ لشکر اسلام سے مل گیا لیکن تجھے کسی بہانے کی مجال نہیں ھے"۔ [لیکن] راسل نے وزیر کی لاعلمی میں قاصد بھیج کر پیغام دیا کہ "یہ قول میری زبان سے ادا ھوا ھے اور محمد کی خدمت کا طعنہ بھی لگ چکا ھے، لیکن میں اپنی عزت بھی چاھتا ھوں تا کہ مخالفوں کے تشنوں سے محفوظ رھوں ۔ [اس لئے میں نے فیصلہ کیا ھے کہ] میں کہوں گا کہ فلاں راستے سے راجہ داھر کی خدمت میں جارھا ھوں ۔ تم اپنے سواروں کی ایک فوج روانہ کرو جو راستہ روک کر مجھے گرفتار کرلے تا کہ میں ھدف طعن بھی نہ بنوں اور ھمارا مقصد بھی حاصل ھوجائے"۔ اسی وعدے کے مطابق راسل قلعہ بیٹ سے باھر نکلا اور اپنی جگہ پر وسایو کو مقرر کرکے ھدایت کی کہ "اگر عربوں کا لشکر آئے تو اس سے جنگ نہ کرنا اور ان کی خدمت میں حاضر ھوکر انھیں راضی کرنے کی حد سے زیادہ کوشش کرنا کیونکہ ایسا معلوم ھوتا ھے کہ یہ ملک لشکر عرب کے حوالے ھوگا"۔ آخر راسل یہ ارادہ کرکے وھاں سے روانہ ھوا۔ اس طرف محمد بن قاسم نے پانچ سو شہسواروں کو متعین کرکے اس طرف مقام کی طرف بھیج دیا۔ یہاں تک راسل کہ بھی وھاں جا پہنچا

Marfat.com

اور اپنے وعدے کے مطابق ٹہر گیا۔ اس کے لشکر نے سمجھا کہ وہ جنگ کرنے کے لئے رکا ہے چنانچہ انھوں نے جنگ شروع کردی۔ [یہ واقعہ] کنبہ (۱) کے قلعے سے پانچ فرسنگ کے فاصلے پر اس مقام پر [پیش آیا] جسے نہر نیطری (۲) کہتے ہیں۔ راسل کو بھاگنے میں شرم محسوس ہورہی تھی اور جنگ سے بھی احتراز کررہا تھا جس کی وجہ سے اس کا کافی لشکر قتل ہوگیا۔ [۱۶۵] چونکہ محمد بن قاسم نر اس کے گرفتار کئے جانے کی ہدایت کی تھی اور حکم دیا تھا کہ اسے قتل نہ کرنا اسی وجہ سے [عربوں نے اسے کوئی بھی زخم نہیں لگایا اور اسے اس کی باقی ماندہ فوج کے ساتھ گرفتار کرکے محمد بن قاسم کے پاس لے آئے۔ محمد بن قاسم نے اسے بلا کر کہا "اے راسل! تو چاہتا ہے کہ میں تجھے تیرے بھائی موکو کے طفیل میں بخش دوں؟۔ میں نے اس سے پہلے بھی تجھ سے استدعا کی تھی [مگر تو نہ مانا] اور آخر ہم سے مقابلہ کرنے کا خیال کیا اور گرفتار ہوکر آیا۔ اب تو اس عار سے آزاد ہے کہ جس کا تجھے فکر تھا اس لئے اپ ہماری موافقت کر تاکہ تجھ پر سچی مہربانیاں کروں اور تو جو ولایت طلب کرے وہ تجھے عطا کروں"۔ راسل خدمت بجا لایا اور رضامندی سے مشرف ہوا۔

راسل کا محمد بن قاسم سے معاہدہ کرنا

پھر پختہ اقرار کرنے اور شرطِ خدمت بجا لانے کے بعد راسل

---

(۱) (ب) میں "کھنبہ"، (س) میں "کینہ" اور (ک) میں "کنبھہ" ہے۔

(۲) فارسی متن میں "جوئے نیطری" ہے۔ (پ) میں "بطری"، (م) اور (س) میں "نبطری" اور (ر) میں "نبطزی" ہے۔

Marfat.com

نے کہا "خدائے تعالیٰ کے حکم کو کوئی بھی روکنے یا دفع کرنے والا نہیں ہے جب کہ آپ نے مجھے اپنے احسان کا گرویدہ بنالیا ہے تو پھر اس کے بعد میں آپ ہی کی خدمت میں رہوں گا، آپ کی رضا سے باہر نہ جاؤں گا اور جو آپ کا حکم ہوگا اس کی اطاعت کروں گا"۔ اس کے کچھ عرصے بعد راسل مر گیا اور ولایت کا سارا کاروبار موکو کی تحویل میں رہا۔

جب راسل اور موکو نے اتفاق رائے سے محمد بن قاسم کو وہاں سے کوچ کرنے کی ترغیب دی تو وہاں سے روانہ ہوکر وہ اس مقام پر جاکر ٹھہرے کہ جسے نارائی (۱) کہتے ہیں۔ داھر قاجیجاق(۲) میں مقیم تھا۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام اور داھر کے درمیان ایک بڑی آبنائے(۳) حائل ہے اور جسے عبور کرنا دشوار ہے۔ [لیکن] راسل نے زور دے کر کہا کہ "امیر عمادالدین سلامت رہے! [ہمیں] یہ آبنائے [ضرور] پار کرنی چاہئے"۔ آخر کار راسل نے کشتیاں فراہم کرکے تیس تیس سپاھیوں کو اس ابنائے کے پار اتارا اور اس طرح سارا لشکر [۱۶۶] عبور کر گیا۔ اب اس کے بعد درمیان میں صرف ایک کھاڑی رہ گئی۔ [اس موقع پر] راسل نے محمد بن قاسم سے] کہا کہ آپ کو [یہاں سے] ایک منزل آگے جاکر جیور (۴)

---

(۱) (ر) اور (م) میں "نارانی" اور (ک) میں "نارامنی" ہے۔

(۲) (ر) اور (م) میں "قاجیجات" ہے۔

(۳) اصل عبارت "آبگیری بزرگ" ہے۔

(۴) فارسی ایڈیشن میں "جیپور" ہے۔ کی ہوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۶۰]۔

Marfat.com

میں، ددھاواہ (۱) پر جو کہ راوڑ کے مضافات میں سے ہے، خیمہ زن ہونا چاہئے تا کہ [حسب موقع] وہاں سے [داہر کے] آگے یا پیچھے جاسکیں اور جنگ میں [اس پر قابو پا کر] اسے شکست دے سکیں اور فتحمند ہو کر اس کے سارے سازوسامان پر قبضہ کرسکیں"۔ اس تجویز پر اعتماد اور اتفاق کر کے محمدبن قاسم جا کر جیور میں ددھا واہ نہر کے کنارے منزل انداز ہوا۔

محمد بن قاسم کا جیور کی منزل پر ٹھہرنا

پھر راجہ داہر کو خبر ملی کہ محمد بن قاسم عرب کے لشکر کے ساتھ آ کر جیور میں خیمہ زن ہوا ہے۔ وزیر سیاکر نے یہ خبر سنی تو کہنے لگا کہ ہائے! کتنا بُرا [شگون] ہے۔ اس مقام کو "جےور" کہتے ہیں یعنی "فتح کی جگہ" (۲) اور جب [عرب کا] لشکر اس مقام پر آ پہنچا ہے تو فتح اور کامیابی اس کے ساتھ ہوگی۔ راجہ داہر اس کی یہ بات سن کر برہم ہوگیا اور غیرت کی آگ اس کے دماغ میں بھڑک اٹھی اور اس نے غضبناک ہو کر کہا کہ وہ [جیور میں نہیں بلکہ] ہڈباری(۳)میں اترا ہے کہ جہاں صرف ہڈیاں پہنچتی ہیں۔ [پھر] داہر نے وہاں سے کوچ کیا اور بھاگ کر اپنے آپ کو راوڑ کے قلعے میں پہنچایا۔ اس کے ہمراہی اور سازوسامان بھی اس قلعے میں منتقل ہوگئے۔

---

(۱) یہ لفظ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے جو کہ شاید نسخہ (م) سے اخذ کیا گیا ہے۔ (پ) میں "دھاؤر"، (ن) میں "ودھاواہ" (ب) میں "دھاداہ" اور (س) میں "ڈھاوہ" ہے۔ (ن۔ب)

(۲) اصل عبارت "موضعِ ظفر" ہے۔

(۳) اصل عبارت "ھدباری" ہے۔

Marfat.com

[پھر وہ] ایسی جگہ پر آکر ٹھہرا جہاں سے عربوں کے اور اس کے لشکر کے درمیان صرف تین میل [کا فاصلہ] تھا ۔ وہاں داھر نے ایک نجومی سے پوچھا کہ "آج مجھے جنگ کرنی چاھئے یا نہیں؟ زھرہ کس طرف ھے؟ دونوں لشکروں کے غالب اور مغلوب ھونے کے متعلق حساب لگا کر نتیجہ معلوم کرو کہ آخر کیا ھوگا"۔ (نجومی کے فیصلے) : نجومی نے نجوم سے نتیجہ نکالنے کے بعد [۱۶۷] جواب دیا کہ "حساب کے مطابق غلبہ عربوں کے لشکر کا ھے کیونکہ زھرہ ان کے پیچھے اور آپ کے سامنے ھے"۔ نجومی کی یہ بات سن کر راجہ داھر کو غصہ آیا ۔ نجومی نے کہا "راجہ کو غصہ نہ کرنا چاھئے۔ حکم دیجئے کہ زھرہ کی سونے کی تصویر بنائی جائی تا کہ وہ آپ کے پیچھے رھے اور فتح آپ کو حاصل ھو" ۔ چنانچہ [زھرہ کی] شکل بنا کر اس کے فتراک میں آویزاں کر دی گئی ۔ محمد بن قاسم [اور بھی] قریب آیا اور دونوں فوجوں کے درمیان [صرف] نصف فرسنگ کا فاصلہ رہ گیا ۔

دوسرے دن جنگ کرنا

[داھر] دوسرے دن وھاں سے بھی کوچ کر کے دو آوازوں کے فاصلے پر آکر ٹھہرا ۔ پھر جب عربوں کا لشکر بھی قریب آیا تب داھر نے اپنے راناؤں میں سے ایک ٹھاکر کو بلایا جسے "چُندھاسردار" (۱) کہہ کر پکارتے تھے، اور اس سے کہا

(۱) اصل الفاظ "دیبر کور" ھے جس کے معنی ھے "اندھے دیبر" مگر نیچے چل کر اسے "دیبر۔ اعور" یعنی "کانا دیبر" کہا گیا ھے، (دیکھئے حاشیہ ص ۲۳۴)

Marfat.com

کہ "تجھے محمد بن قاسم کے مقابلے پر جانا چاھئے"۔ حکم کے اشارے پر چُندھا سردار اپنا لشکر لے کر باھر نکلا اور لشکر اسلام کے سامنے جا کر جنگ شروع کی۔ صبح سویرے سے لے کر شام تک دلیر بہادروں اور نامور مردوں نے دونوں طرف سے زبردست مقابلہ کیا اور آخر تھک گئے تو واپس ھوگئے۔

داھر کا تیسرے دن عربوں سے جنگ کرنا

دوسرے دن داھر لعین نے جاھین کو [مقابلے کے لئے] حکم دیا کہ وہ بہادر مرد تھا، اس نے باھر نکل کر جنگ شروع کی یہاں تک کہ وہ قتل ھوگیا۔ آخر جب [یہ حالت ھوئی کہ] جو بھی فوج [۱۶۸] بھیجی جاتی وہ لشکرِ اسلام کی خونخوار تلواروں کی خوراک بن جاتی تب سیاکر وزیر نے سامنے آ کر اور شرطِ خدمت بجا لا کر عرض کیا "اے راجہ! آپ جس روش سے جنگ کر رھے ھیں وہ غلط ھے۔ آپ سے کئی بار غلطیاں ھوئی ھیں، مگر اب بھی آپ نے اس تجربے سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اگرچہ انسانی تدبیر خدائی تدبیر کے برابر نہیں ھوسکتی، تاھم وقت کے بادشاھوں کی اعلیٰ رائے کے مقابلے میں کوئی چھٹکارہ پانے کا راستہ نکالئے۔ اول تو جب عربوں کا یہ لشکر مہران عبور کر رھا تھا اور ٹولیوں ٹولیوں میں ھو کر

(بقیہ حاشیہ ص ۲۳۳)

جس کے یہ معنی ھوئے کہ وہ الدھا نہیں بلکہ "چُندھا" تھا۔ "دبیر" کے عام معنی ھیں منشی یا سیکریٹری مگر یہ درجہ وزیر یا مشیر کے برابر تھا یہاں اس بیان کے سلسلے میں عام مفہوم کے پیش نظر اس لفظ کا ترجمہ "سردار" کیا ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

گذر رہا تھا اسی وقت آپ کو ان کا سامنا کرنا تھا تاکہ انھیں دوسری جنگ سے خوف ہوتا۔ [لیکن] اب جب کہ وہ اکٹھے ہوکر مقابلے کے لئے آئے ہیں اور جس ٹھاکر کو بھی آپ بھیجتے ہیں وہ مارا جاتا ہے، تو یہ صورت اچھی نہیں ہے۔ [اپ] آپ کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ ساری فوج، ملازموں، پیادوں اور سواروں کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر ان پر حملہ کیجئے۔ اگر آپ کو فتح حاصل ہو تو آپ کا مقصد پورا ہوجائے گا اور آپ کا دشمن دفع ہوجائے گا [ورنہ] دوسری صورت میں وہ غالب ہوں گے اوو آپ پڑوسی بادشاہوں کے طنز سے محفوظ رہیں گے اور آپ کے بیٹوں اور پسماندگان کو کوئی بھی طعنہ نہ دے گا"۔ داھر نے یہ بات قبول کی۔

چوتھے دن کی جنگ

دوسرے دن اس کے حکم سے نقارۂ جنگ بجا کر پرچم بلند کیا گیا اور تقریباً پانچ ہزار نامور سوار اور چالاک جنگجو جوان، شہزادے اور ساٹھ [۱۶۹] مست ہاتھی اس کے ساتھ تھے، بعض کہتے ہیں کہ جنگجو ہاتھی ایک سو تھے، اور بیس ہزار زرہ پوش اور سپر انداز پیادے جنگ کے لئے اس کے آگے روانہ ہوئے۔ [داھر نے] اپنے لئے ایک مست ہاتھی پر پالکی بندھوائی، [اس پر] لوہے کا برگستوان ڈلوایا [اور پھر] زرہ پہن کر اور کمان کا چلہ چڑھا کر اس پر سوار ہوا۔ اس کے ساتھ پالکی پر دو کنیزیں تھیں، ایک اسے یکے بعد دیگرے تیر دیتی تھی اور دوسری پان پیش کرتی تھی۔

Marfat.com

داھر کا محمد علافی کو اپنے بیٹے جیسینہ کے ساتھ بھیجنا

پھر [ایک طرف] خود لشکر لے کر چلا اور [دوسری طرف] اپنے بیٹے کو مقرر کر کے کہا "میں محمد علافی کو تیرے ساتھ بھیجتا ھوں - عربوں کی جنگ کو وہ بہتر طور پر سمجھتا ھے - وہ جس طرح بھی آگے بڑھنے یا پیچھے ھٹنے کا حکم دے تو اس کے حکم اور اشارے کا پابند رھنا"۔ وہ دن نو رمضان سنہ ترانوے ھجری کا تھا۔

جب داھر [میدان جنگ میں] پہنچا، اس وقت محمد بن قاسم مسلمانوں کے دلوں کو تقویت اور جنگ کی ترغیب دے رھا تھا اور کہ رھا تھا کہ "اے عربو! آج کوشش کا دن ھے۔ اسلام کی کامیابی کے لئے کوشش کرو، جدوجہد بجا لاؤ اور خدا پر بھروسہ اور سہارا رکھو تا کہ مشرکوں کو دفع کرسکو اور ان کا ملک اور ملکیت تمھارے ورثے میں آئے اور ملک و مال پر تمھارا قبضہ ھو۔ لیکن اگر تم مضبوط نہ ھوگے اور پریشان اور دل شکستہ ھوگے اور عجز و ضعف کو اپنے قریب راہ دوگے تو پھر وہ [تم پر] غالب ھوں گے اور سب کو قتل کر ڈالیں گے۔ میدان ان کے ھاتھ رھے گا تمھیں اپنا سامان دینا پڑے گا اور وہ تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اگر کافروں سے منہ موڑو گے تو پھر تمھاری جگہ جہنم ھوگی اور تمھارے بزرگوں کو داغ لگے گا۔

پھر اس نے محرز بن ثابت الدمشقی (۱) اور اویس بن قیس

---

(۱) یھاں سارے نسخوں کے مطابق "الدمشقی" یا "دمشقی" ھے مگر اس سے پیشتر ص[۱۶۰] ارجملہ نسخوں کے مطابق "قیسی" ھے۔(د۔ب)

Marfat.com

کو چھ ہزار سواروں کے ساتھ مقدمہ پر مامور کرکے آبنائے کو پار کرنے کا حکم دیا۔ وہ اس کھاڑی کو عبور کر گئے کہ جو داھر اور لشکر اسلام کے درمیان تھی۔ پھر عطاء بن مالک القیسی اور ذکوان بن علوان البکری کو بھی لشکر کے مقدمہ کی مدد کرنے کی اجازت دی، [چنانچہ] یہ بھی گذر گئے۔ [اس پر] محمد علافی نے داھر سے کہا "اے ھند و سندھ کے راجہ! یہ دستے [اس وقت] آپ کے سامنے آئے ھیں یہی [اسلامی] لشکر کی جان اور بہادر شیر ھیں اور یہی [سب میں] چالاک جانباز، بہادر، کارگذار اور ھوشیار شہسوار ھیں۔ اگر [آپ کے سپاھی] ان جیوش کو دفع کرسکے تو پھر آپ کا مقصد پورا ھوجائے گا اور اگر [آپ] انھیں دفع نہ کرسکے تو یہ آپ کو شکست دے دیں گے [آگے جو] آپ کی رائے ھو افضل ھے"۔

داھر کا چوتھے دن عربوں کے لشکر سے جنگ کرنا

[علافی کی] یہ بات سن کر داھر نے پورے لشکر کے ساتھ یلغار کی۔ کچھ ھاتھی مقدمہ کے ساتھ روانہ کرکے قلب کو اپنے چاروں طرف جمایا۔ ھتھیار برداروں، پیادوں، تیر اندازوں، نیزے بازوں، نیمچے برداروں اور اھنی دستوں کو، جنھیں [فارسی میں] سیل بھی کہتے ھیں، آگے بڑھایا۔ [تیز دست] تیر اندازوں دو داھنے اور مسلح شہسواروں کو بائیں [استادہ کیا] اس نظم و نسق کے ساتھ جنگ شروع کی تو [۱۷۱] عبید بن عتاب نے، جو کہ اس دن محمد علافی سے منحرف ھو کر محمد بن قاسم کے پاس آیا تھا، خبر دی کہ محمد علافی نے داھر سے کہا ھے کہ عربی فوج کے یہ دستے جو کہ پانی سے گذر کر آئے ھیں

Marfat.com

اسلامی لشکر کے قائد اور هوشیار سوار هیں جس کی وجہ سے داهر نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا ھے اور اس کے سارے هتھیار بندوں اور شمشیر زنوں نے ان پر یلغار کرنے کا ارادہ کیا ھے۔ [یہ سن کر] محمد بن قاسم نے منتخب لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا، جس پر سارے جنگجو سواروں اور بہادروں نے [گھوڑوں کو] آگے مہمیز کیا اور محمد بن قاسم کے پاس صرف قلب لشکر اور کچھ خاص آدمی رہ گئے۔ پھر موکو [ابن] وسایو کو بھی اپنے لشکر میں رکھ کر [اس نے] میدانِ جنگ کی طرف رخ کیا۔ اب سارے پانی سے گذرجانے والوں نے جنگ شروع کردی۔ محمد بن قاسم محرز بن ثابت کے ساتھ قلبِ لشکر میں جا ڈٹا اور جهم بن زحرالجعفی کو میمنہ پر، ذکوان بن علوان البکری کو میسرہ پر، عطاء بن مالک القیسی کو مقدمہ پر مامور کرکے نُباتہ بن حنظلہ کو ساقہ پر مقرر کیا۔ اس کے بعد محمد بن قاسم نے کہا "اے عربو! اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آجائے تو تمھارا امیر محرز بن ثابت ھے اور اگر وہ بھی شہید هوجائے تو پھر تمھارا امیر سعید هوگا"۔

جمعرات کے دن جنگ کرنا

پہلے محرز نے حملہ کیا اور ڈٹ کر جنگ کی، یہاں تک کہ شہید هوگیا۔ پھر سعید نے لشکر کو همت دلاکر جنگ چھیڑدی۔ حسن بن محبۃ (۱) البکری کا انگوٹھا جنگ کے دوران میں تلوار کے گھاؤ سے کٹ گیا۔ جب مست هاتھی بڑھے

(۱) فارسی ایڈیشن کا تلفظ "محبۃ" ھے، نسخہ (پ) میں "محبتہ" ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

تب مسلمانوں نے ٹولیوں میں بٹ کر انھیں گھیر لیا اور نو ھاتھیوں کو[۱۷۲] واپس پلٹا دیا۔ اسلامی لشکر نے حملہ کر کے کافروں کو وھاں تک بھگادیا کہ جہاں ان کی صفیں تھیں۔ [پھر] دن ختم ھوگیا اور دونوں فوجیں واپس ھوگئیں۔

دسویں تاریخ ماہِ رمضان سنہ ترانوے ھجری

ان کنواریون (حکایتوں) کی آرائش کرنے والوں نے اس طرح روایت کی ھے کہ دوسرے دن جب صبح نے مشرق کی جانب سے اپنا جہاں آرا اور دلکش جمال دنیا کو دکھایا تو وہ جمعرات کا دن تھا۔

اس وقت راجہ داھر اپنے بیٹے جیسینہ کو دس ھزار لوھے میں غرق (زرہ پوش) سواروں کے ساتھ کہ جن میں کچھ کے بال کھلے ھوئے اور تلواریں برھنہ تھیں اور کچھ کے بال بندھے ھوئے اور وہ تلواریں اور ڈھالیں لئے ھوئے تھے، قلبِ لشکر پر مامور کرکے باھر نکلا اور آکر مسلمانوں کی صفوں کے سامنے استادہ ھوا۔ اس کے پیچھے چاروں طرف دوسرے ھاتھی [کھڑے تھے]۔ دائیں جانب جیسینہ، ابی ابن ارجن (۱) چھوٹے کوار کا دادا بڑا کوار اور داھر کا عم زاد جیبن (۲) اور بائیں جانب

---

(۱) (ر) اور (م) "ارجن" ھے مگر (پ)، (ن)، (ب)، (ح) اور (س) کا تلفظ "احسن" ھے جو کہ غالبا "اجسن" کی غلط صورت خطی ھے۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں "جیبن" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے اور (ر) اور (ن) کا بھی یھی تلفظ ھے۔ (پ) میں "حسین" (جسین؟) اور (ک) میں "جیسی" ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بشر بن ڈھول (۱) گیھ (۲) ابن بشر، دھرسینہ بن داھر، کنبہ کے حاکم کا بیٹا بیل (یا بیان (۳) نائلو (۴) جونو (۵) اور

(۱) فارسی نسخہ میں غالباً (پ) کے مطابق "ھول" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے، (ن) کا بھی یھی تلفظ ھے۔ (ر) اور (م) کی عبارت "ھول" کی بجائے "دھول" ھے جو شاید سندھی کے قدیمی نام "ڈھول" کی عربی شکل ھے اور ھم نے اسی کو زیادہ قرین قیاس سمجھ کر اختیار کیا ھے۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں "قتیبہ بن بشر" ھے مگر "قتیبہ" ایک تو خالص عربی نام ھے دوسرے یہ تلفظ کسی بھی معتبر نسخہ میں نہیں دیا گیا اور غالبا ایڈیٹر کا اپنا قیاس کردہ ھے۔ (ر)، (م)، (ن) اور (ح) کی متفقہ عبارت "قیہ" ھے اور (پ) کی عبارت بھی "قبہ" ھے جو کہ اصل میں غالبا لفظ "قیہ" ھے۔ معرّب اور دخیل لفظوں کے لحاظ سے "قیہ" صاف طور پر "گیھ" کی عربی صورت ھے جس کی وجہ سے ترجمہ میں ھم نے "گیھ" ھی کو منتخب کیا ھے۔ (ن۔پ)

(۳) فارسی ایڈیشن کے مطابق "بیل صاحبِ کنبہ کا ترجمہ ھوگا "کنبہ کا حاکم بیل" مگر اس سے پہلے کہیں بھی کنبہ کے حاکم کا نام "بیل" نہیں دیا گیا۔ ص [۱۶۲] پر کنبہ کے حاکم کا نام "کوکہ ابن موکہ" دیا گیا ھے جو کہ داھر کا حامی تھا، اسی لحاظ سے قدیمی نسخوں (ب) اور (ر) کی عبارتیں زیادہ تر قرینِ قیاس ھیں۔ (پ) میں "بیان بن صاحبِ کنبہ" اور (ر) میں "بیل بن صاحبِ کنبہ" ھے یعنی کنبہ کے حاکم کا بیٹا بیل یا بیان۔ (ن۔ب)

(۴) (ک) میں "نایل" ھے مگر دوسرے سارے نسخوں میں "نائلہ" یا "نایلہ" ھے یہ نام سندھی تلفظ کے مطابق "نائلو" لکھا گیا ھے۔ (ن۔ب)

(۵) جملہ نسخوں میں "جونہ" ھے۔ یہاں سندھی تلفظ کے مطابق "جونو" دیا گیا ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

مشبد (یا مشیبد)(۱) [استادہ تھے] اور سندھ کے سارے چیدہ آدمی جیسے کہ بجھاری (۲)، اسرھیل (۳)، سنج (۴)،

(۱) فارسی ایڈیشن میں یہ نام "جتھل" لکھا گیا ھے جس کے لئے ایڈیٹر کے قول کے مطابق کوئی بھی سند موجود نہیں - (دیکھئے فارسی ایڈیشن حاشیہ ۱۴، ص ۱۷۳)- مختلف نسخوں کی عبارتیں یہاں اس طرح ھیں : (پ)، (ک) "مشید"، (ن)، (ح) "مشیبد"، (م) "مستھل"، (ر) "مستھیل"- ھم نے (پ)، (ک)، (ن) اور (ح) کو ترجیح دی ھے- (ن) کی عبارت صاف طور پر "مشیبد" ھے- لفظ "بد" ھندوستان کے معرب ناموں کے آخیر میں اکثر آیا ھے مثلاً "باربد" اور "ارجبد" وغیرہ - نسخہ (پ) کی عبارت بھی اصل میں، غالباً "مشبد" ھے- اسی وجہ سے ھم نے یہاں اس نام کی دونوں صورتیں یعنی "مشبد" اور "مشیبد" دی ھیں - "بد" غالبا "بَھٹ" کی عربی شکل ھے- (ن-ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں یہ عبارت غالباً نسخہ (م) کے مطابق ھے اور زیادہ قرین قیاس ھے- (پ) میں "بجباری"، (ر) میں "بخھباری"، (ن)، (ب)، (ح) میں "بخیاری" اور (س)، (ک) میں "بختیاری" ھے - یہ جملہ عبارتیں لفظ "بجھاری" کی بگڑی ھوئی صورت خطی معلوم ھوتی ھیں - (ن - ب)

(۳) فارسی ایڈیشن میں "استیراھل" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے جو شاید نسخہ (م) کے مطابق ھے - دوسرے نسخوں کی عبارتیں اس طرح ھیں : (پ) "اسرھیل"، (ن)، (ب)، (ح) "اسراھیل"، (س)، (ک) "سراھیل" اور (ر) میں "استراھیل" ھے - چونکہ نام کی اصلیت کا پتہ نہیں معلوم ھوسکا اس لئے ھم نے قدیمی نسخہ (پ) کی عبارت کو ترجیح دی ھے - (ن-ب)

(۴) (ن)، (ب)، (ح)، (س)، اور (ک) کی متفقہ عبارت یہی ھے اور فارسی ایڈیشن میں بھی یہی عبارت ھے - (پ) میں "سنح" اور (ر)، (م) "سپنج" کے تلفظ بعید از قیاس ھیں - (ن-ب)

Marfat.com

اسیسّار(۱) لقیاامار(۲) اور مشرق کی طرف کے سارے جت اکٹھے کر کے [داھر نے] اپنی پشت پر کھڑے کئے اور تلوار کے دھنی اور بے خوف بہادر قلب [لشکر] کے آگے رکھے۔ پھر جنگجو ھاتھیوں کو بھی میمنہ اور میسرہ میں متعین کر کے باقی دوسرے سوار اور ھاتھی جاھین کے حوالے کر کے اسے اسلامی لشکر کے مقابلے پر روانہ کیا۔

اسلامی لشکر کے میمنہ، میسرہ اور قلب کو ترتیب دینا

محمد بن قاسم بھی انھیں دیکھ کر باھر نکلا اور [نباتہ بن] حنظلہ کلابی (۳) کو میمنہ پر اور ذکوان بن علوان البکری کو میسرہ پر مامور کر کے ابو صابر ھمدانی کو علمبردار مقرر کر کے ھاتھیوں کے سامنے استادہ کیا۔ اس کے بعد ھذیل بن سلیمان ازدی، زیاد بن حواری ازدی (۴)

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "اسّیار" کا تلفظ اختیار کیا گیا ھے جو کہ غالباً (م) اور (ک) کے مطابق ھے۔ (ر) کی عبارت "اسیسّار" ھے اور ھم نے اسی کو ترجیح دی ھے۔ (ن)، (ب)، (ح) میں "اسبار" اور (پ) میں "اسباب) ھے۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں یھی عبارت اختیار کی گئی ھے جو کہ غالباً (م) کے مطابق ھے، (ر) کی بھی یھی عبارت ھے۔ (پ)، (ن) میں "لقیالبا"، (ب)، (ج) میں "تعیالبا" اور (ک) میں "لقیالھا" ھے۔(ن۔ب)

(۳) اصل متن میں "حنظلہ کلابی" ھے جو کہ صحیح نھیں ھے دراصل محمد بن قاسم کے لشکر میں حنظلہ نھیں بلکہ اس کا بیٹا نباتہ بن حنظلہ کلابی شامل تھا جس کا اس سے پہلے متعدد بار ذکر آچکا ھے۔ (ن۔ب)

(۴) فارسی ایڈیشن میں "زیاد بن جلیدی ازدی" درج کیا گیا ھے۔ (ن) اور (ر) میں "زیاد بن جلیدي و ازدی" ھے۔ "جلیدی" نام عربوں

(دیکھئے حاشیہ ص ۲۴۳)

Marfat.com

اور دوسرے بہادر شہ سواروں جیسے کہ نمیلہ، مسعود بن الشعری الکلبی اور مخارق بن کعب الراسی (۱) قلب کے سامنے کھڑا کیا۔ اب مقدمہ نے جنگ شروع کی اور ایک طرف سے اپنے ساتھیوں سمیت محمد بن زیاد العبدی اور بشر بن عطیہ اور دوسری طرف سے [محمد بن مصعب] بن عبدالرحمان الثقفی اور خریم بن عروہ مدنی، داھر کے مقابل ھوئے۔

جب سارے گھوڑے اور لشکر کے سپاھی اکٹھے ھوئے، تب محمد بن قاسم نے اپنے منتخب سواروں کے تین حصے کرکے ایک حصے کو قلب میں، ایک کو میمنہ میں اور ایک حصے کو میسرہ میں [شامل کر کے] باقی دوسروں کو لشکر کے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۲)

میں غیر معروف ھے البتہ یہ ھوسکتا ھے کہ "جلیدی" "الحواری" کی بگڑی ھوئی صورت خطی ھو اسی وجہ سے اس نام کو "زیاد بن الحواری ازدی" پڑھنا زیادہ قرین قیاس ھے۔ غالباً یہ شخص وھی "زیاد بن الحواری عتکی ھے کہ جس کا ذکر ص ۲۷۰/[۱۸۷] پر آیا ھے اور چونکہ "العتکی" کی نسبت "بنو العتیک بن الازد" سے ھے اسی وجہ سے "عتکی" نسبت رکھنے والے شخص کو "ازدی بھی کہا جاسکتا ھے لیکن جیسا کہ ھم نے آگے چل کر ص ۲۷۰-[۱۸۷] کے نوٹ میں واضح کیا ھے کہ یہ شخص زیاد نہیں بلکہ اس کا بیٹا "الحواری بن زیاد" ھونا چاھئے۔ (ن-ب)

(۱) جملہ نسخوں کے مطابق اس مقام پر یہ نام "مخارق بن کعب" ھے۔ فارسی ایڈیشن میں بھی یہی نام اختیار کیا گیا ھے مگر صحیح نام غالباً "کعب بن مخارق الراسی یا الراسبی" ھے جس کا ذکر فارسی ایڈیشن کے آیندہ صفحات [۱۸۸، ۱۹۲، ۱۹۳ اور ۱۹۵] پر آیا ھے۔ (ن-ب)

Marfat.com

پیچھے جمایا۔ نفط اندازوں (۱) کو حکم دیا کہ اپنا سامان اور اپنی مشعلیں جلا کر آگ تیار کریں۔ [پھر] ان نو سو نفط اندازوں کو بھی تین حصوں میں تقسیم کیا اور تین سو آدمی قلب میں، تین سو میمنہ میں اور تین سو کو میسرہ [میں مقرر کیا] ۔ سبھوں نے نفط کے تیر کمانوں پر چڑھائے۔ پھر جب فجر کی نماز پڑھ کر صفیں سیدھی کیں تب پانچ صفوں میں ہو کر پرچم ہاتھوں میں لے کر اور [۱۷۴] گھوڑوں پر سوار ہو کر فرض ادا کیا۔ قبیلۂ عالیہ کے لوگ ایک صف میں، بنوتمیم دوسری صف میں، بکر [بن] وائل [کے قبیلہ والے] تیسری صف میں، عبدالقیس والے اپنے قبیلہ سمیت چوتھی صف میں اور ازد [قبیلہ کے لوگ] پانچویں صف میں ہوئے۔ پانچوں قبیلوں نے صفیں باندھ کر محمد بن قاسم سے رجوع کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے۔

محمد بن قاسم کا خطاب کرنا

پھر محمد بن قاسم نے کہا "اے عرب والو! کافروں کی اس فوج نے جنگ کے لئے ہماری طرف رخ کیا ہے۔ تم ہمت سے کام لینا کیونکہ وہ اپنے اہل و عیال، مال و اسباب اور گھر زمین کی خاطر خطرناک جنگ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے آن پر حملہ کرو۔ [ہم] قوت الٰہی کے سہارے سب کو خونخوار تلواروں کی خوراک بنا کر ذلیل و خوار کریں گے

---

(۱) نفط انداز کے معنی "Steingass" نے اپنی انگریزی فارسی لغت میں "Maker of Fire Works" لکھے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

اور ان کے مال اور عیال پر قبضہ کرکے کافی غنیمتیں حاصل کریں گے۔ تمھیں ثابت قدم رہنا چاھئے، پریشان نہ ھونا، خاموشی کو اپنا زیور بنانا اور اپنی جگہ پر جم کر اس کی حفاظت کرنا۔ کوئی بھی آدمی قلب سے میمنہ اور میمنہ سے میسرہ کی طرف [جا کر] کسی کی مدد میں مصروف نہ ھو، ھر یک اپنی جگہ اور مرکز پر ڈٹا رھے۔ کیونکہ خداوند عزوجل [ھمیشہ] متقیوں کی عاقبت بخیر کرتا ھے۔ ھر وقت زبان پر کلام مجید [کی تلاوت] جاری رکھنا اور لاَ حَوْلَ وَلا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللہ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کا ورد کرتے رھنا"۔ پھر سقّون کو بلا کر حکم دیا کہ "مشکیں پانی سے بھر کر ھر صف میں گشت کرتے رھیں اور پانی دیتے رھیں تاکہ کوئی بھی آدمی پانی کی طلب میں اپنی جگہ سے [۱۷۰] حرکت نہ کرے۔ اتنے میں قبیلۂ بکر بن اوائل اور بنوتمیم کے لوگوں نے آکر کہا کہ "کافروں کا لشکر بھي ایک بڑی بلا ھے۔ وہ اپنے ھتھیار اور سامان جنگ درست کرکے خوشیاں منا رھے ھیں اور مقابلہ کرنے اور توجہ دینے کے لئے عجلت ظاھر کر رھے ھیں"۔

محمد بن قاسم کی جنگجو جوانوں کو تاکید

محمد بن قاسم نے ان کی طرف منہ کرکے کہا کہ "اے بنی تمیم! اے عزیزو (۱)! دشمن تمہارے سامنے آکر ظاھر

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "اے بنی عزیز" دیا گیا ھے جو کہ شاید نسخہ (م) کی عبارت ھے مگر اس وقت تک، بنو عزیز قبیلہ غیر معلوم ھے

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۲۴۶)

Marfat.com

ھوا ھے اور جنگ کے لئے مستعد ھوکر آرھا ھے ۔ تمھیں بھی پوری طاقت اور سختی سے جدوجھد کرنی چاھئے تا کہ تمھارے کاروبار کا نظام درست رھے"۔ پھر اس نے سب کو حوصلہ دلایا اور سب [جنگ کے لئے] آمادہ اور مستعد ھوگئے ۔ دلاوروں اور جنگجو پہلوانوں کی پانچ صفوں نے ھر طرف سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کو للکارا اور پھر میدانِ جنگ کی طرف بڑھیں ۔

محمد بن قاسم کا یاروں کو خطاب کرنا

خبروں کے مصنفوں نے فرقد سے اس طرح روایت کی ھے کہ محمد بن قاسم نے اس دن ساتھیوں سے خطاب کیا کہ "اے مسلمانو! استغفار زیادہ کرو ۔ خداوند عزوجل نے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں دو چیزیں بھیجیں ھیں ۔ ایک مصطفیٰ صل اللہ علیہ السلام پر صلواۃ، دوسری گناھوں سے استغفار ۔ تمھیں دلوں کو مضبوط کرنا چاھئے تا کہ خدائے عزوجل تمھیں اس پر (دشمن پر) غالب کرے ۔ [۱۷۶]

روایتوں میں آیا ھے کہ جب محمد بن قاسم نے جنگ شروع کی تو [سلیمان بن] نبھان اور ابو فضلہ قشیری (؟)، [قبیلہ] کِنْدِی

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۵)

ھے ۔ (ر) کی عبارت "اے بنی عزیر" (عزیر؟) ھے ۔ مگر (پ) جیسے قدیمی نسخہ اور (ن)، (ب) میں "اے عزیز" یعنی "اے عزیزو" ھے چونکہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ واقعی محمد بن قاسم کے عزیز تھے اور اس کی شادی بھی اسی قبیلہ میں ھوئی تھی اس لئے ترجمہ میں ھم نے "اے عزیزو" کو ترجیح دی ھے ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کے آزاد کئے ہوئے غلام کو دو سو منتخب سوار دے کر لشکر کے مقدمہ پر مقرر کیا اور [وہ جا کر] داھر، اس کے ٹھاکروں اور جنگجو سورماؤں کے مقابل ہوئے اور کافروں کی ایک فوج سے جو کہ ان سے جنگ کرنے کے لئے باھر نکلی تھی، [جا کر] جنگ چھیڑی ۔ آخر ان میں سے بہتوں کو دوزخ روانہ کیا اور باقی فرار ھو کر داھر سے جا ملے ۔ پھر داھر نے ان کے مقابلے پر دوسری فوج بھیجی ۔ ابو فضّہ نے خدا کا نام لے کر حملہ کیا اور انھیں بھی ذلیل اور خوار کیا ۔ [داھر نے] تیسری مرتبہ کچھ ٹھا کر بھیجے ابو فضّہ نے استغفار پڑھ کر جنگ شروع کی اور انھیں بھی داھر کے لشکر گاہ تک مارتا کاٹتا چلا گیا۔

کچھ لوگوں کا امان طلب کرنے کے لئے آنا

خبروں کے راوی بیان کرتے ھیں کہ [جب] محمد بن قاسم صفوں کے سامنے آیا تو اچانک مشرکوں میں سے کچھ لوگوں نے آکر امان طلب کی ۔ محمد بن قاسم نے انھیں امان دی [پھر انھوں نے کہا] "اے عادل امیر ! ھم اپنے طریقے سے منحرف ھو کر اسلام کی باعزت پناہ میں آئے ھیں۔ اپنے منتخب سواروں کی ایک فوج ھمارے ساتھ کر تا کہ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ھوے ھم جا کر ان کی پشت پر حملہ کریں اور اس طرف سے بھی ان کا دل پریشان ھو۔ پھر جب وہ دونوں جانب متوجہ اور پریشان ھوں تو پھر اسلامی لشکر کو چاروں طرف سے حملہ کرنے کا حکم دے ۔ ھمارا دل گواھی دیتا ھے کہ تیری تلوار سے ان کافروں پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑے گی اور وہ برباد ھوجائیں گے ۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا همراهیوں کو منتخب کرنا

چنانچہ محمد بن قاسم نے بہادر سواروں کی ایک فوج منتخب کرکے مروان بن اشحم یمنی اور تمیم بن زید قینی(۱) کو دو جھنڈے دے کر ان پر مامور کیا جو [دشمن کے] عقب میں جا پہنچے - مشرک اس حال سے بے خبر تھے کہ [اچانک] نعرۂ تکبیر بلند کرکے اسلامی لشکر نے حملہ اور جہاد شروع کردیا - [یہ حال دیکھ کر] کچھ کافروں کے دل اپنے متعلقین کو یاد کرنے لگے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے - داھر کے لشکر میں غلغلہ اور کہرام مچ گیا جس کی وجہ سے [سب دشمن] پریشان ہوگئے اور ان پر خوف غالب آگیا -

لشکرِ عرب کا کافروں پر حملہ کرنا

پھر محمد بن قاسم نے للکار کر کہا کہ "اے لشکرِ عرب! هوشیار! کافر دو حصوں میں تقسیم هوچکے هیں - تم حملہ کرو"- لشکر اسلام اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جمع هو گیا - محمد بن قاسم انھیں جوش دلانے کے لئے کہتا رها "آج تمھاری کوششوں کا دن ہے"- آخر کافروں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے- [یہ رنگ دیکھ کر] داھر ڈھال لے کر سفید هاتھی پر جا بیٹھا، اور چار سو سرد لوھے اور هتھیاروں میں ڈوبے هوئے، گلے میں تلواریں لٹکائے، اور هاتھوں میں(۲) نیم نیزے اور لوھے کے دستے (۲) جنھیں هندو "سیل" کہتے هیں، لے کر

---

(۱) یہاں اصل متن میں "قیسی" ہے- کی هوئی تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۸۷] - (ن-ب)

(۲) اس جگہ پر متن میں "نیم نیزہ و دستہ آھن ہے- یہاں "و" غلط ہے کیونکہ "دستہ آھن-الخ" نیم نیزہ کی شرح ہے - (ن-ب)

Marfat.com

آگے بڑھے اور [اس شدت سے] جنگ کرنے لگے کہ ان کی ھاتھوں کی کھالیں اتر گئیں ۔ داھر کے ھاتھ میں آئینے جیسی، تیز چھریوں کا ایک گول چکر تھا ۔ جب بھی وہ ھاتھی [ریل کر] حملہ کرتا اور جو بھی اس کے نزدیک آتا وہ اس چکر کو کمند کی طرح پھینک کر اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا اور پیادے یا سوار کا سر گردن سے الگ کردینا تھا ۔ دو کنیزیں جو کہ اس کے ساتھ [۱۷۸] عماری میں بیٹھی ھوئی تھیں ان میں سے ایک اسے پان دیتی تھی اور دوسری تیر ۔ اس طرح جنگ مسلسل جاری رھی اور شام کی نماز تک بہت سے مشرک قتل ھوگئے ۔

شجاع حبشی کا قتل ھونا

حکایت کے راویوں نے رام رسیہ برھمن سے اس طرح روایت کی ھے کہ مسلمانوں میں ایک شخص تھا جسے شجاع حبشی کہ کر پکارتے تھے وہ ھمت اور شجاعت کی حد سے گذر گیا اور بڑے کارنامے دکھائے ۔ [اس نے] محمد بن قاسم کے سامنے سخت قسم کھائی کہ "جب تک داھر کے سامنے ھوکر اس کے ھاتھی کو زخم نہ پہنچاؤں گا تب تک کھانا پینا حرام سمجھوں گا اور جب تک میرے جسم میں جان رھے گی لڑتا رھوں گا ورنہ شھید ھوجاؤں گا" ۔

(داھر کا [شجاع] حبشی سے جنگ کرنا)

جمعرات کا دن، رمضان کی دس تاریخ اور سنہ ترانوے ھجری تھا ۔ داھر سفید ھاتھی پر چڑھ کر باھر نکلا ۔ حبشی مشکی گھوڑے پر سوار تھا ۔ [دونوں نے] آگے بڑھ کر جنگ

Marfat.com

شروع کی۔ داھر کو [لوگوں نے] بتایا کہ یہ تجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے آتا ھے۔ چنانچہ راجہ داھر اس کے سامنے ھوا اور اس پر ھاتھی ریلا۔ حبشی بھی گھوڑے کو ایڑ لگاکر ھاتھی کے سامنے لایا۔ لیکن اس کا گھوڑا ھاتھی سے بھڑک کر ھٹ رھا تھا [چنانچہ اس نے] فوراً سر سے عمامہ اتارکر گھوڑے کی آنکھیں باندھیں اور ھاتھی پر حملہ کرکے اس کی سونڈ کو زخمی کردیا [ادھر] راجہ داھر نے بھی قینچی جیسا دوشاخہ تیر کمان سے جوڑکر اپنی مخصوص حکمت اور ھوشیاری سے اس پر کھینچ مارا اور اس کا سر گردن سے اڑادیا، صرف اس کا دھڑ گھوڑے پر رہ گیا۔ اس پر داھر نے کہا کہ "یہ وار کارگر ھوا۔ دیکھو کہ [میں نے] اس حبشی کو کیسے قتل کیا ھے"۔ بہادروں نے آگے بڑھ کر [دیکھا تو صرف] اس کا دھڑ زین پر [۱۷۹] رہ گیا تھا۔ اس پر [جوش میں آکر] مشرکوں نے [سخت] حملہ کیا اور قدم جماکر جنگ کی [یہ دیکھ کر بھاگے ھوئے لوگ بھی] اطراف سے پلٹ آئے جس کی وجہ سے اسلامی لشکر متردد ھوگیا اور [ان کی] صفیں درھم برھم ھوگئیں اس پر کافروں نے یہ سمجھا کہ اسلامی لشکر فرار ھو رھا ھے اور [واقعی عرب] دھشت زدہ اور حیران ھوگئے تھے۔ محمد بن قاسم تو اتنا مدھوش ھوگیا کہ ساقی غلام کو بولا "آطِعْمنی الْمَاءَ" (یعنی مجھے پانی کھلا) لیکن پھر پانی ہی کر اور دم لے کر اس نے منادی کرائی کہ "اے عربو! تمھارا امیر محمد بن قاسم میں [موجود] ھوں۔ کدھر بھاگتے ھو؟ ڈھالیں سنبھالو اورصبر کرو کیونکہ کافر شکست

Marfat.com

کھاچکے ھیں، فتح ھماری ھے"۔ اس پر سارا لشکر [اس کے گرد] آکر جمع ھوگیا۔ موکو [ابن] وسایو بھی سامنے آکر اپنی ساری فوج سمیت پیادہ ھوگیا۔

محمد بن قاسم کا ساتھیوں کو پکارنا

پھر محمد بن قاسم نے پکارا کہ "خریم [بن] عمرو مدنی کہاں ھے؟ کحلی ذھلی، [محمد بن] مصعب بن عبدالرحمٰن اور نباتہ بن حنظلہ کلابی کہاں ھیں، دارس بن ایوب کہاں گیا؟ ابو فضلہ، محمد زیاد العبدی(۱) اور تمیم بن زید قینی(۲) کہاں ھیں؟ دوستو! قرابت دارو! اسلحہ بردارو! شمشیر زنو! پھرہ دارو اور نیزہ بازو! اسلام کا سہارا تم ھو۔ سارے لشکر کی ترتیب درست کرکے اپنی جگھوں پر قدم جماؤ، پریشان نہ ھو بلکہ اپنی فوج کی ھمت افزائی کرو[۱۸۰]۔

محمد بن قاسم کا حملہ کرنا

پھر خدا کا نام لے کر محمد بن قاسم نے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ کافر بھی جم گئے اور خوفناک جنگ شروع ھوگئی۔ تلواروں کے ٹکرانے سے ھوا میں آگ کے شعلے اڑنے لگے، نیزے اور حربے ایک دوسرے پر برستے رھے، آخر ھتھیار ٹوٹ گئے اور [جوان] ایک دوسرے سے کشتی میں گتھ گئے۔ صبح صادق

---

(۱) اصل متن میں "عبدی" ھے مگر جیسا کہ پہلے ص [۱۶۰] اور [۱۷۴] پر بھی نسبت "ال" کے ساتھ "العبدی" کی حیثیت سے آچکی ھے اس لئے یہاں بھی ھم نے اسی صورت کو قایم رکھا ھے۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن اور دوسرے سارے نسخوں میں یہ نسبت "قیسی" ظاھر کی گئی ھے۔ کی ھوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۷۸]۔(ن۔ب)

Marfat.com

طلوع ہونے سے شام کے گذر جانے تک بہت سے کافر قتل ہو گئے۔ [صرف] راجہ داہر راجکماروں کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ بچ رہا تھا کہ سورج زرد ہو گیا۔

داہرِ لعین کے قتل ہونے کی خبر

ان غنچوں کے باغبانوں اور ان قیمتی ذخیروں کے مصنفوں نے راویوں سے اس طرح روایت کی ہے کہ راجہ داہر دسویں رمضان المبارک سنہ ترانوے ہجری کو جمعرات کے دن سورج غروب ہونے کے وقت قتل ہوا۔ ابوالحسن نے ابواللیث ہندی سے روایت کی جس نے اپنے باپ سے سنی ہوئی بات بیان کی کہ جب اسلامی لشکر نے حملہ کیا اور بہت سے کافر قتل ہو گئے تب اچانک بائیں جانب شور اور غوغا بلند ہوا۔ داہر نے انہیں اپنے سپاہی سمجھ کر (۱) نعرہ لگایا کہ "نسی من نسی من" یعنی "میں ادھر ہوں، میرے پاس آؤ!" (۱)

عورتوں کا آواز دینا

پھر ادھر سے [عورتوں نے] آواز دی کہ "اے رائے! ہم تمہاری بیویاں ہیں اور عربی لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہو کر قید ہو گئی ہیں"۔ داہر نے للکارا "ابھی تو میں زندہ ہوں، تمہیں

---

(۱)-(۱) فارسی ایڈیشن کے متن میں یہاں یہ عبارت ہے "نعرہ بزد کہ سوی من آئید ن اینجا ام"، مگر (پ) اور (ن) کی عبارتوں میں داہر کے اصل لفظوں کا اضافہ شامل ہے مثلاً (پ) نعرہ بزد نسی من نسی من یعنی من اینجا ام" (ن) "نعرہ بزد کہ نسی من نسی من آیند من اینجا ام" ہم نے (ن) کے مطابق یہاں داہر کے اپنے الفاظ یعنی "نسی من نسی من" دیئے ہیں"۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کس نے گرفتار کیا ہے"؟ [یہ کہکر] داہر نے ہاتھی کو اسلامی لشکر پر ریلا۔ [اس طرف] محمد بن قاسم نے نفط اندازوں کو للکارا کہ "[ہاں] اب یہ وقت تمہارا ہے"۔ [اس پر] ایک نشانہ باز نفط انداز نے شرط لگا کر نفط کا تیر راجہ داہر کی عماری پر مارا اور عماری میں آگ لگ گئی۔

داہر کا پیچھے پلٹنا

اس پر داہر نے فیلبان کو کہا کہ ہاتھی واپس کر کیونکہ پیاس لگی ہے"۔ اس طرف عماری کو بھی آگ لگ چکی تھی اس لئے ہاتھی فیلبان کے قابو میں نہ آیا اور جا کر خود کو پانی میں ڈبو دیا۔ فیلبان نے بڑی کوشش کی مگر اس کا بس نہ چل سکا اور [ہاتھی] اسے اور داہر کو گہرے پانی میں لے گیا۔ کافروں میں سے کچھ اس کے ساتھ پانی میں داخل ہوگئے اور کچھ کنارے پر کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں عرب سوار بھی آ پہنچے جس سے کافر بھاگ گئے۔ پانی پی کر ہاتھی نے قلعے کی طرف واپس جانا چاہا۔ [ادھر] مسلمان تیر اندازوں نے چلّے چڑھائے اور بارش کی طرح تیر برسنے لگے۔ ایک عرب [تیرانداز] جس کا نشانہ بہت ٹھیک تھا، اس نے داہر کی دل پر تیر کھینچ مارا جس [کے لگنے] سے وہ ہاتھی کے اوپر عماری میں منہ کے بل گر پڑا۔ پانی سے نکل کر ہاتھی نے حملہ کیا اور باقی بچے ہوئے کافروں کو پیروں تلے روندنے لگا جس کی وجہ سے وہ سب منتشر ہوگئے۔ داہر نے ہاتھی سے اتر کر ایک عرب کا مقابلہ کیا۔ بہادر عرب نے اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کے سر کو شانوں تک دو ٹکڑے کر دیا۔ اس طرف اسلامی

Marfat.com

لشکر کافروں پر ٹوٹ پڑا [۱۸۲] اور انھیں مارتا ہوا راؤڑ کے قلعے تک جا پہنچا ۔ اس طرف جو برھمن پانی میں جا چھپے تھے [انھوں نے جب دیکھا] کہ جہاں داھر کو قتل کیا گیا تھا وھاں کوئی نہیں ھے تو پانی سے باھر نکلے اور داھر [کی لاش] کو کیچڑ کے نیچے چھپا دیا ۔ [اتنے میں] سفید ھاتھی نے کافروں کے لشکر کی طرف رخ کیا اور [وہ اس طرح بھاگے کہ] ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رھا ۔

کہتے ھیں کہ قایل بن ھاشم کو(۱) داھر لعین اور کافروں کے قتل ھونے والے دن سولہ زخم آئے اور حملہ کرتے وقت وہ یہ [رجز] پڑھتا تھا :

اَلاَ فَاصْبَحَانِی قَبْلَ وَقْعَةِ دَاهِرٍ
وَقَبْلَ مَنَایَا (۲) قَدْغَمَدَوْنَ بَوَاکِرٍ
وَقَبْلَ غَدٍ یَا لَهْفَ نَفْسِیَ عَلَی غَدٍ
اِذَا مَا غَدَا صَحْبِیَ وَلَسْتُ بِبَاکِرٍ

[دوستو! داھر سے جنگ کرنے کے پیشتر مجھے جام بھر کر دو۔ پیالہ موت سے پہلے دو کہ جو آج منتظر نظر آرھی ھے۔ کل

---

(۱) یہ نام نسخہ (پ) کے مطابق ھے۔ فارسی ایڈیشن میں دوسرے نسخوں کے مطابق "قابل بن ھاشم" کی عبارت اختیار کی گئی ھے۔ لیکن عربوں میں "فابل" کے مقابلے پر "قایل" نام زیادہ قرین قیاس ھے۔ ھوسکتا ھے کہ اصل میں صحیح عبارت شاید "قایل من بنی ھاشم" ھو۔ واللہ اعلم ۔ (ن ۔ ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں "قبل المنایا" ھے مگر وزن کے لحاظ سے "قبل منایا صحیح ھے ۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

بزم۔ مے میں سارے احباب موجود ہوں گے۔ لیکن بھائیو! کل میرا انتظار نہ کرنا۔]

کہتے ہیں کہ جب [داہر] قتل ہوگیا تو کافروں نے اس کے جسم سے ہتھیار اتارنے چاہے مگر نہ اتارسکے اور اسے وہیں خلیج میں دفن کردیا۔

محمد بن قاسم کا منادی کرانا

پھر محمد بن قاسم نے نگاہ اٹھائی تو حُبیش بن اخی عامر بن عبدالقیس [دکھائی دیا جو کہ] اس کے سامنے کھڑا تھا [اسے پکارکر] اس نے کہا کہ "اے اخی عامر بن عبدالقیس کے بیٹے! عامرین کو(۱) منادی [۱۸۳] کرکے کہو کہ راجہ داہر غائب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی گوشہ سے نکل کر حملہ کرے [اس لئے] ہوشیار رہنا"۔ حُبیش نے کہا کہ "امیر! میرا دل شہادت دیتا ہے کہ داہر قتل ہوگیا"۔ محمد بن قاسم فکرمند رہا اور ہر ایک سے پوچھتا رہا کہ "داہر کی کوئی خبر ہے کہ وہ دکھائی نہیں دیتا۔ آخر ایک برہمن آیا اور امان طلب کرکے کہنے لگا کہ "اے امیرِ عادل! مجھے، میرے تابعداروں اور فرزندوں کو امان دے تو تجھے داہر [کی لاش] دکھاؤں کہ وہ قتل ہوگیا ہے"۔ [اس پر] معتمد ساتھی گئے اور جاکر کیچڑ کے نیچے سے اسے (لاش کو) نکالا۔ اس وقت تک اس میں سے عطر اور مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ پھر اس کا سر کاٹ کر اور جسم سے ہتھیار الگ کرکے محمدبن قاسم

---

(۱) اصل عبارت "عامرہان را" ہے مراد قبیلۂ بنو عامر سے ہے۔ (ر) اور (م) کی عبارت "یاران را" (یعنی یاروں کو) ہے۔ (ن ۔ ب)

Marfat.com

کے پاس لائے۔ محمد بن قاسم نے کہا "کوئی ایسا آدمی ہے کہ جو اسے پہچانے؟" آخر اس کے حکم پر ان دونوں کنیزوں کو لایا گیا کہ جو پالکی میں اس کے ساتھ تھیں ارر گرفتار ہوئیں تھیں، انھوں نے سر کی شناخت کی [جس پر] اس نے اس برھمن کے بزرگوں، تابعداروں اور متعلقین میں سے تین سو آدمیوں کو آزاد کیا۔ داھر کا سر دیکھ کر محمد بن قاسم نے خدائے تعالیٰ عَزَّ اسمہٗ کی تعریف کی اور شکرانہ ادا کرنے کی خاطر دو رکعتیں نفل کی پڑھیں۔ جنگ میں جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان سب کو خونخوار تلواروں کا لقمہ بنانے کا حکم دیا۔ البتہ دستکاروں اور تاجروں کے گروہ کو امان دے کر انھیں اپنے سابقہ مقامات پر رہنے دیا۔

(روایت): عمرو بن مغیرہ کلابی سے روایت کرتے ہیں کہ [سندھ پر فوج کشی کے لئے] جب لشکر تیار کرکے حجاج کے سامنے صف بستہ کیا گیا تھا تو ہر صف میں جا کر ہر ایک کی ہمت افزائی کرتے ہوئے جب حجاج بن یوسف عمرو بن خالد کے قریب پہنچا تو اس سے کہا کہ "اے عمرو! محمد بن قاسم اور [اس کے] ساتھیوں کو گواہ کرکے بتا کہ تو کافروں سے کیا سلوک کرے گا؟ [پھر] کہا کہ "تجھ سے کوئی نیک کام بھی ہوگا یا نہیں؟ (۱)" [۱۸۴] چنانچہ راوی کہتا ہے

---

(۱) اس مقام پر اصل متن کی عبارت میں بڑا الجھاؤ ہے۔ اصل فارسی عبارت اس طرح ہے: "گفت اے عمرو! من محمد قاسم و یاران راہ گواہ میکنم تا بکفار چہ کار خواہی کرد؟" گفت: "از تو عمل درست آید یا نہ؟"
(دیکھئے حاشیہ ص ۲۵۷)

Marfat.com

کہ (عمرو) جس دن داھر کے مقابل ھوا [اس دن] اس نے محمد بن قاسم کو گواہ کر کے [داھر کے] ھاتھی کو زخمی کیا اور داھر کا سر بھی اس نے دو ٹکڑے کیا۔ [اس کے بعد] جب وہ عراق واپس گیا اور داھر کا سر حجاج کی خدمت میں پیش کیا، اس وقت اس نے کہا "امیر عادل ھمیشہ قائم رھے! اس کی حکومت ھمیشہ غالب رھے! [آپ نے] محمد بن قاسم کو مجھ پر گواہ کیا تھا؟" [حجاج نے] کہا "[ھاں] ظاھر کر کہ تونے کیا کیا ھوگا؟" اس پر عمرو نے یہ اشعار کہے:

اَلْخَیْلُ تَشْھَدُ یَوْمَ دَاھِرَ وَالْقَنَا
وَ مُحَمَّدٌ بْنُ الْقَاسِمِ بْنُ مُحَمَّدٍ
اِنِّی فَرَجْتُ الْجَمْعَ غَیْرَ مُعَرَّدٍ
حَتّٰی عَلَوْتُ عَظِیْمَھُمْ بِمُھَنَّدٍ
فَتَرَکْتُہٗ تَحْتَ الْعَجَاجِ مُجَدَّلاً
مُتَعَفِّرَ الْخَدَّیْنِ غَیْرَ مُوَسَّدٍ

[محمد بن قاسم بن محمد اور گھوڑے اور نیزے بھی گواہ ھیں کہ داھر کی جنگ میں میں نے شجاعت دکھائی ھے۔ میں نے کافروں کو بے دھڑک منتشر کیا ھے۔ اور میں نے ھی راجہ

(بقیہ حاشیہ ص ۲۵۶)
ھمارے خیال میں یہاں "گفت" سے پہلے "دیگر" کا لفظ بھی ھونا چاھئے تھا جو کہ شاید کاتب کی غلطی سے حذف ھوگیا ھے۔ "دیگر" کا لفظ نہ ھونے کی وجہ سے ایسا معلوم ھوتا ھے کہ جیسے "گفت" کے بعد کی عبارت عمرو کا جواب ھے۔ حالانکہ ایسا نہیں ھے اور یہ فقرہ بھی حجاج ھی کا کہا ھوا ھے۔ (مترجم)

Marfat.com

کے سر کو قلم کیا ہے۔ میں نے ہی پچھاڑ کر اسے دھول میں گرایا تھا۔ اور اس کے سر اور چہرے کو خاک آلود کیا تھا۔]

ابو محمد ہندی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو مسہر عابی (۱) سے سنا جس نے اہلِ ہند سے روایت کی ہے کہ: جب داہر کے قتل کے بعد اس کی بیوی لاڈی (۲) گرفتار ہوئی تو محمد بن قاسم نے ان [قیدیوں] میں سے لاڈی کو خریدنا چاہا اور اس بارے میں حجاج کو خط لکھ کر اس سے اجازت طلب کی۔ حجاج نے یہ معاملہ خلیفہ ولید کی خدمت میں پیش کر کے فرمان جاری کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ دارالخلافہ سے لاڈی کو خریدنے کی اجازت دی گئی جس کے بعد محمد بن قاسم نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنایا (۳)۔ [۱۸۵]

داہر کی بیوی لاڈی کا اپنے اسیر ہونے کا واقعہ بیان کرنا کہ وہ کیسے گرفتار ہوئی

کہتے ہیں کہ: عقیل بن عمرو نے روایت کی ہے کہ جب

---

(۱) (پ) میں "تسقر عابی"، (ن) میں "اے شتعی عابی"، (ب) میں "شتعی عابی"، (ر) اور (م) میں "تسقر عالی"، (س) میں "مشتعرعالی" اور (ک) میں "مشعفر عابی" ہے، دیا ہوا نام فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے اور محض قیاسی ہے۔ شاید "عابی"، "غسانی" کی تصحیف ہو۔ فلیتامل۔ (ن۔ب)

(۲) اس مقام پر اور آیندہ ہر جگہ یہ لفظ "لادی" ہے جسے اصل سندھی نام کی حیثیت سے ہم نے "لاڈی" لکھا ہے۔ (ن۔ب)

(۳) یہ روایت نہایت مشکوک اور ضعیف ہے۔ دیکھئے آخیر میں حاشیہ ص [۱۸۵] - (ن۔ب)

Marfat.com

لاڈی "ام ولد" ہوئی (۱) تب محمد بن قاسم نے اس سے دریافت کیا کہ تو داھر کے حامیوں کے ساتھ کس طرح گرفتار ہوئی؟ اور داھر سے کس طرح جدا ہوئی؟" لاڈی نے جواب دیا کہ "جب اسلامی لشکر راجہ داھر کے سامنے ہوا تب [اس نے اپنی] ہر بیوی پر سخت نگران مقرر کرکے ہدایت کی تھی کہ اگر اسلامی لشکر غالب ہوجائے اور کافروں کو شکست ہو تو ان سب کو قتل کردینا مبادا مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوں۔ پھر وہ (نگران) چوبدار میری طرف دیکھ کر کہا کرتا تھا کہ "تیرے بشرے سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ تیرا دل عرب کے بادشاہ کی طرف مائل ہے اور تو ضرور اس کی رانی بنے گی"۔ آخر جب لشکر اسلام نے حملہ کیا اور مشرک بھاگ گئے تب ہر ایک نگران نے اپنے ذمے کی ہوئی رانی کو قتل کیا۔ [یہ حال دیکھ کر] میں نے خود کو اونٹ کے نیچے گرایا اور [میدان] جنگ کے وسط میں جا پہنچی۔ میرا نگران میرے قتل کرنے کا خیال ترک کرکے بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمانوں نے آکر مجھے گرفتار کرلیا اور پھر امیر محمد بن قاسم مجھے خرید کر اپنے نکاح میں لایا۔

(آسمانی فتح اور کافروں کے مغلوب ہونے کی خبر)

سندھ کے مشائخ خبر دیتے ہیں کہ جب آسمانی مدد اور خدائی تائید نے عربوں کی موافقت کی اور کافر بھاگ گئے تب محمد بن قاسم نے اس فتح کے حالات حجاج بن یوسف کے پاس لکھ بھیجے۔ [۱۸۶]

---

(۱) شرعی اصطلاح میں "ام ولد" اس کنیز کو کہتے ہیں کہ جس سے سردار کو کوئی اولاد پیدا ہو۔ یہاں "ام ولد" سے مراد یہ ہے کہ "محمد بن قاسم کے نکاح میں آئی۔ (مترجم)

Marfat.com

محمد بن قاسم کا حجاج کے پاس داھر کے قتل ھونے اور حکومت پر قبضہ کرنے کا فتح نامہ لکھنا

عراق اور ھند کے امیر حجاج بن یوسف کے حضور میں محمد بن قاسم پیہم خدمات اور بہت بہت تسلیمات کے بعد عرض کرتا ھے کہ بادشاہ (اللہ) سُبحَانَہٗ وَ تَعالیٰ وَ تَقَدَّسَتْ اَسْمَائُہٗ (جو پاک اور سربلند ھے اور جس کا نام پاک ھے) نے اپنے فضل۔ عمیم اور لطف کریم سے دونوں طرف کے بہادر جنگجو جوانوں اور دلیر پہلوانوں کے ایک دوسرے کو اپنی آبدار تلواروں سے تہ۔ تیغ کرنے کے بعد لشکر۔ اسلام کو فتح اور کامیابی عطا کی اور داھر اور اس کے لشکر کو جس میں کہ مست ھاتھی اور ھتھیاروں میں ڈوبے ھوئے سوار تھے، شکست خوردہ اور ذلیل کیا۔ ان کے ھاتھی، گھوڑے، سامان، کپڑے، غلام اور مویشی سب ھمارے قبضے میں آئے جس کا پانچواں حصہ دارالخلافہ کے خزانے میں داخل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ھے کہ جس طرح سے اس کام کی ابتدا ٹھیک ھوئی ھے اسی طرح ھند اور سندھ کے سارے ممالک ھمارے زیر۔ اقتدار اور زیر۔ حکومت آجائیں گے۔ انشاءاللہ العزیز۔

داھر کا سر عراق بھیجنا

اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] داھر کا سر صارم بن ابی صارم کے حوالے کرکے بنی قیس کے قبیلے میں سے ابوقیس کو اس کا رفیق مقرر کیا۔ [اس کے علاوہ] ذکوان بن علوان البکری

Marfat.com

یزید بن مجالد (۱) همدانی، زیاد بن الحَوارِیّ الشَّتَیکیّ (۲) اور کچھ دوسروں کو بھی ایک دوسرے کا ساتھی بنا کر روانہ کیا [۱۸۷]۔ [خط میں] ان کی مفصل توصیف کی اور لکھا کہ "یہ فتح ان کی قوت، دبدبے، تعاون اور رفاقت سے ہوئی ہے"۔ [اس کے علاوہ] ہند (یعنی سندھ) کے جن رئیسوں نے جنگ میں شوخی دکھائی تھی، ان کے سر بھی عراق بھیجے اور خط میں ان کا نام بنام حوالہ دیا۔

امیر حجاج کی کعب سے گفتگو

پھر جب داھر اور اس کے داناؤں کے سر اور اس کے حکمرانوں کے تاج اور عَلَم جو کہ [محمد بن قاسم] نے تفصیل وار لکھے تھے، حجاج بن یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کہ تمہارے لشکر کے میمنہ کا سردار کون ہے؟" کعب بن مُخارق الراسبی نے کہا کہ "میں ہوں"۔ اس پر حجاج نے کہا کہ "محمد بن قاسم نے اپنے ساتھیوں کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک کو جس طرح دیکھا، آزمایا یا پرکھا ہے وہ تحریر کیا ہے لیکن تیرے بارے میں نہ تو کوئی ذکر ہے اور نہ تجھے یاد کیا ہے۔ [بتا کہ] تیری آزمائش کے بارے میں کیا ذکر ہے؟" کعب نے

---

(۱) (پ) میں "مخالف" ہے اور دوسرے سارے نسخوں میں "مخالد" لفظ اختیار کیا گیا ہے اور فارسی ایڈیشن کا بھی یہی تلفظ ہے۔ مگر "مخالد" درحقیقت "مجالد" کی تصحیف ہے جس کی وجہ سے ہم نے متن میں "مجالد" ہی دیا ہے۔ بشکریہ استاذ عبدالعزیز المیمنی۔(ن۔ب)

(۲) اصل متن میں "العبدی" ہے جو کہ غالباً صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۱۸۷] - (ن۔ب)

Marfat.com

کہا کہ "جس وقت کافروں کا رعب، دبدبہ، خوف اور ہراس دلوں پر حاوی اور طاری ہوگیا تھا اس وقت میں امیر محمد بن قاسم کا ترکش لئے کھڑا تھا اور وہ میری گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے مجھ سے مشورہ کررہا تھا۔ اس کے علاوہ جس وقت تک داھر نے جان گنوائی میں [اس وقت تک برابر لڑتا رہا"۔ پھر حجاج نے پوچھا کہ "محمد بن قاسم دشمن سے جنگ کرتے وقت متردد اور متغیر حال ہوا تھا یا نہیں؟ اور فتح کے وقت خوشیاں منائیں یا جنگ کی سختی اور دشمن کی مکاری کے موقع پر اس میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی تھی یا نہیں؟" کعب نے کہا کہ جب اس نے حملہ کیا اور سوار نے سوار سے اور پیادے نے پیادے سے باگیں اور نیزے ٹکرائے اور نیزوں کی نوکوں اور دھاروں سے آگ کی چنگاریاں ہوا میں اڑنے لگیں تھیں، تب محمد بن قاسم نے کہا تھا کہ "آطْعِمْنِی الْمَاءَ" (یعنی مجھے پانی کھلاؤ)۔ حجاج نے کہا کہ یہ غلط نہیں ہے [۱۸۸] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں خبر دی ہے کہ (قولہ تعالیٰ) : اِنَّ اللّٰہَ مُبْتَلِیْکُمْ بِنَھَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ (۱) (اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے۔ پھر جو اس

---

(۱) اس آیت کریمہ میں پانی پینے کے لئے "طعم" کا صیغہ آیا ہے جو عام طور پر "کھانے" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور محمد بن قاسم پر بھی یہی اعتراض تھا کہ اس نے پریشانی کی حالت میں "اَسْقِنِی الْمَاءَ" کی بجائے "اَطْعِمْنِی الْمَاءَ" کہا تھا۔ (مترجم)
آیۃ سورۃ البقر: رکوع-۳۲ - (ن-ب)

Marfat.com

میں سے پئے گا تو وہ میرے دوستوں میں سے نہیں ہے اور جو اس میں سے نہ پئے گا وہ بے شک میرا دوست ہے)۔

(خبر) : پھر جب داھر کا سر حجاج کے سامنے رکھ کر اس کے تاج اور علم کو اوندھا کیا گیا اور قیدیوں کو جوتوں کے پاس بٹھایا گیا تب بنی ثقیف کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر راؤڑ کی فتح اور داھر کے قتل کی خوشی میں یہ اشعار کہے :

فَتِیحَتْ بِلَادُ السِّنْدِ بَعْدَ صُعُوبَةٍ
وَ مَهَابَةَ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ،
سَاسَ الْاُمُوْرَ سِیَاسَةً ثَقَفِیَّةً
بِشَهَامَةٍ مِنْهُ وَرَائِیٍ حَازِمِ،
آذِنَ الْاَمِیْرُ لَهُ غَدَاةَ وَدَائِهِ *
كَانَ الْاَمِیْرُ مؤَدِّبًا فِی الْعَالَمِ،
مَاغَابَ عَنْهُ مِنَ الْاُمُوْرِ رَزَانَةٌ
فِیْهِ الْهَقِیْنُ لَهُ عِیَانٌ * الْعَالِمِ،
فَبِرُمْحِهِ نَصَرَ الْاِلٰهَ مُحَمَّدٌ
وَ بِسَیْفِهِ قَامَتْ نِسَاءُ مَاتِمِ *
وَ بِكَفِّهِ سَارَتْ بِهَامَةِ دَاهِرٍ *
دُهْمُ الْبِغَالِ * اِلٰی آغَرَّ قُمَاقِمِ *

---

*فارسی ایڈیشن میں ان مقامات پر بالترتیب یہ الفاظ ہیں جو کہ صحیح نہیں ہیں : وِداعہ، عَیَانٌ، الماتم، دا ِھر، النعَال ِ، اغرقُمَاقَم ِ کی ہوئی تصحیح استاذ علامہ عبدالعزیز المیمنی کی طرف سے ہے - (ن - پ)

Marfat.com

اَلْمَالُ يَسْبِقُهُمْ * وَكُلُّ خَيْرِ يَدَةٍ
بَيْضَاءَ آنِسَةٍ كَظَبْيِ ناعِمِ،
لَا رَاسَ اِلَّا رَاسَ دَاهَرَ * فَوْقَهُ
عِنْدَ الْمُلُوْكِ بِخَطْبِهِ الْمُتَقَاوِمِ،
وَنِسَائُهُ يَبْدِيْنَ نَوحَةَ حُرَّةٍ
وَخُيُوْلُهُ تَبْكِيْ بِدَمْعٍ ساجِمِ،

[صعوبتوں کے بعد سندہ کا ملک فتح ہوا۔ یہ سہرا محمد بن قاسم کے سر بندھا۔ اس نے ثقفی سیاست اور رعب و داب سے کام لیا۔ اور عقل و دوراندیشی سے سارے کام انجام دیئے۔ رخصت ہونے کے وقت امیر (حجاج) نے اسے نصیحت کی۔ بےشک امیر مودب اور رہنما ہے۔ اس نے کسی وقت بھی وقار کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اس کا یقین ایسا ہے کہ جیسے برملا آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اس نے اپنے نیزے سے دین کی مدد کی۔ اور اس کی تلوار سے [کافروں میں] ماتم کی صفیں بچھ گئیں۔ داھر کا سر اس کی عقلمندی سے خوبصورت اور سخی امیر کے سامنے پہنچایا جو کہ باوفا ہے۔ اس کے سامنے دولت کے ڈھیر تھے اور ایسی۔ کنواریں نازنینیں تھیں کہ جو ہرنیوں کی طرح شوخ اور بڑی گداز اور نازک تھیں۔ اور داھر کا سر کہ جو سارے سروں سے ممتاز تھا اور بادشاہ جسے اپنا شہنشاہ تسلیم کرتے تھے۔ اس کی عورتیں اس طرح روئیں کہ جس طرح پارسائیں روتی ہیں اور ان کے گھوڑے بھی زاروقطار روئے۔]

---

* ان مقامات پر فارسی متن میں یہ الفاظ ہیں جو غلط ہیں۔ سَبَّتَهُمْ، دَاهَرَ تصحیح علامہ استاذالمیمنی کی طرف سے ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

حجاج بن یوسف، محمد بن قاسم سے بڑی محبت کرتا تھا اور اس کی [۱۸۹] کی محبت وجہ سے بیقرار رہا کرتا تھا ۔ [ان اشعار کے سننے کے] بعد دلشاد ہو کر اس نے یہ شعر پڑھا:

اِنَّ الْمَنَایَا لَایُبَالِیْ حَیْفُهَا
مَالَمْ یَنَلْنَ مُحَمَّدَ بْنَ الْقَاسِمِ،

[اب مجھے موت کے مظالم سے کوئی خوف نہیں رہا کہ اس وقت تک کہ وہ محمد بن قاسم کے سر تک نہ پہنچ سکے] ۔ پھر اس نے کہا کہ "محمد بن قاسم کے پاس ہر روز خط لکھ کر روانہ کرنا ہم پر واجب ہے تا کہ اس اشارے اور طریقے سے اس کا دل قوی اور مضبوط ہوتا رہے ۔ [چنانچہ] وہ مسلسل خطوط لکھتا رہا اور وہ بھی حجاج کے احکامات پر عمل کرتا رہا ۔

حجاج کا اپنی بیٹی محمد بن قاسم کو دینے کی حکایت

بنی تمیم کے ایک شخص نے یزید [بن] کنانہ سے روایت کی ہے، [جس نے بیان کیا] کہ میں نے اپنے باپ سے سنا [جس نے بیان کیا] کہ میں ایک دن حجاج کے پاس تھا کہ اس نے [محمد بن قاسم سے] کہا کہ "اے ابن عم! میں تجھے بڑے مرتبے پر پہنچانا چاہتا ہوں، اگر تو کوئی حاجت مجھ سے رکھتا ہے تو مانگ"۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ "مجھے بادشاہ بنا اور اپنی بیٹی مجھے دے"۔ حجاج کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی وہ اس نے اس کے سر پر مار کر اس کا عمامہ گرا دیا اور دوسری مرتبہ کہا "جو کچھ مانگنا ہے وہ مانگ" اس نے دوبارہ

Marfat.com

وھی بات دُھرائی - حجاج نے پھر وھی چھڑی دوبارہ محمد بن قاسم کے سر پر ماری۔ اور [اسی طرح] تیسری مرتبہ کہا "جو کچھ مانگنا ھے وہ مانگ اور جو کچھ دل میں ھے وہ کہ"۔ محمد بن قاسم نے پھر اس کی بیٹی کے لئے درخواست کی۔ حجاج نے کہا کہ "میں تجھے اپنی بیٹی اس شرط پر دوں گا کہ تو جب بڑا ھوگا اور بادشاہ بنے گا، تو لشکر کے ساتھ فارس یا ھند پر چڑھائی کرے گا، اور وھاں کا مال حاصل کرے گا اور ان ملکوں کو فتح کرکے قبضے میں لائے گا" [۱۹۰]۔

حجاج کا کوفہ کے جامع مسجد میں خطبہ دینا

اس فتح کے مفسروں نے اس طرح بیان کیا ھے کہ ایک گروہ جب نشان، علم، نقارہ اور دُاھر اور دوسرے ٹھاکروں کا سر لے کر آیا تب حجاج کے حکم سے شہر کوفہ میں منادی کرائی گئی - اس کے بعد [حجاج نے] ممبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ عزّ اِسمُہٗ کی تعریف کی، پیغمبر علیہ السلام پر درود بھیجا، دولتِ محمدی کے خدمتگاروں کی بہت تعریف کی اور پھر کہا کہ "اھلِ شام و عرب کو(۱) سندھ اور اور ھند کے علاقوں(۱) کا فتح کرنا، کثیر مال، مہران کا میٹھا پانی اور بے انتہا نعمتیں کہ جو خدائے عزوجل نے انھیں عطا کی ھیں، مبارک ھوں!" پھر انھیں فتحنامہ پڑھ کر سنایا اور خوشیاں منائیں اور جن لوگوں نے جنگ کے موقع پر شاندار کارنامے دکھائے تھے

---

(۱)-(۱) یہ عبارت نسخہ (پ) کے مطابق ھے - یعنی "گرفتن بلاد سند و ھند" - فارسی ایڈیشن میں صرف "گرفتن ھند" ھے - (ن-ب)

Marfat.com

انھیں اعلیٰ مرتبوں، قیمتی خلعتوں اور کثیر انعامات سے سرفراز کیا اور [پھر] انھیں رنگا رنگ کے مرصع پیراھن پہنا کر خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک بن مروان کے پاس روانہ کیا اور انھیں خاص آدمیوں کی فہرست میں [داخل] فرمایا۔ (ن میں سے) کچھ (اس کی) خدمت میں رہے اور کچھ کو واپس بھیج دیا۔

محمد بن قاسم کے فتحنامے کےجواب میں خط لکھنا

پھر حجاج نے محمد بن قاسم کے خط کا جواب دیا اور اس کی تعریف کرنے کے بعد اس میں لکھا کہ "تم نے ثقیف کے آزاد کردہ غلام مصعب کی اتنی [۱۹۱] تعریف کی ھے تو کیا ایک فاسق کی تعریف مناسب ھے؟۔ (باوجودیکہ) تمھارے لشکر میں اتنے بزرگ موجود ھیں جیسے کہ بنو سُلَیم، بنو تَمیم، خود تمھاری والدہ حبیبۃالعظمیٰ، تمھارا حقیقی بھائی صلب بن قاسم، تمھارے چچا اور والد بھی کچھ کم نہیں ھیں خود تم میں کوئی کمی یا تساھل دیکھنے میں نہیں آتا اور میں انھیں تمھارا بدل نہیں سمجھتا۔ کیا داھر کی فتح میں ایک منافق کی تعریف واجب تھی؟ جس جگہ پر عراقیوں اور شامیوں میں سے خریم بن عمرو، دارمی بن ایوب، نباتہ بن حنظلہ، ھذیل بن سلمان(۱) [محمدبن] مصعب بن عبدالرحمٰن، جھم بن زحرالجعفی، ذکوان بن علوان البکری، کعب بن مخارق اور دوسرے جانے پہچانے بہادر مجاھد موجود ھوں وھاں ایسوں

---

(۱) یہاں سارے نسخوں میں "ھذیل بن سلیم" ظاھر کیا گیا ھے لیکن صحیح غالباً "ھذیل بن سلمان" ھے جس کا ذکر اس سے پہلے ص [۱۷۴] اور پھر ص [۲۱۸] پر آیا ھے۔ (ن - ب)

Marfat.com

کو کون پوچھتا ہے! سب کی تربیت کرتے رہو اور نفسانی خواہش اور رجحان سے [احتراز] اور چشم پوشی اور جھوٹوں سے پرہیز کرتے رہو۔ والسلام"۔

راؤڑ کے غلاموں کی خبر جن میں سے کچھ داھر بن چچ کے عزیز تھے

ابو ایوب ھاشمی نے روایت کی کہ علی بن عبداللہ بن عباس کے آزاد کئے ہوئے غلام جعفر بن سلیمان کے بیٹوں میں سے ایک شخص خلیفہ وقت ولید بن عبدالملک بن مروان کے پاس گیا، اسی دن کعب بن مخارق الراسبی (۱) [بھی وھاں آیا تھا](۲) اس نے کہا کہ داھر بن چچ کا سر پیش کرکے[۱۹۲] راجاؤں کی بیٹیوں اور راناؤں جیسے غلاموں کو جوتوں کی قطار کے پاس لاکر بٹھایا گیا۔ کعب انھیں پہچانتا تھا۔ آخر جب داھر کی بھانجی کو پیش کیا گیا تو خلیفہ وقت اس کی حالت اور صورت پر تعجب کرنے لگا۔ پھر خلیفہ نے کہا "اے کعب! یہ راجہ کی بیٹی ہے اور پاکیزہ شکل کی ہے۔

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "الراستی" ہے۔ (پ) میں "الرائی" اور (ر) میں "الراسنی" ہے۔

(۲) اصل متن میں "[بھی وھاں آیا تھا]" کے برابر فارسی عبارت کم ہے جس کی وجہ سے "اور کہا" کی ضمیر بھی "کعب" کی طرف پلٹتی ہے۔ درحقیقت "اور کہا" کا فقرہ جعفر بن سلیمان کے بیٹے سے متعلق ہے کہ جو خلیفہ کے پاس گیا تھا۔ ہم نے "[بھی وھاں آیا تھا]" کے الفاظ ص [۱۹۵] پر دی ہوئی عبارت "کعب بن مخارق یا خمس و زنان بجانب خلیفہ فرستادہ شد" کی بنیاد پر بڑھائے ہے۔ (ن۔ پ)

Marfat.com

اسے تو لے جا اور جا کر [اپنی] بیوی بنا"۔ (کعب نے کہا کہ) اس وقت میں جوان تھا۔ میں نے اسے گھر لے جا کر زوجہ بنایا۔ زیادہ تر عورتیں آ کر اس سے دانائی کی باتیں اور نصیحتیں سنایا کرتیں تھیں لیکن اس سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی"۔

جیسینہ بن داھر کا غرور کے ساتھ راؤڑ کے قلعے میں مقیم ہونا اور [اس کے] جنگ کرنے کی خبر

خبروں کے راویوں نے اپنے معتبروں سے روایت کی ہے کہ "داھر کے قتل ہوجانے کے بعد اس کا بیٹا اور رانی مایین (۱) جو کہ اس کی [داھر کی] بہن تھی اور جسے [اس نے] خواہ مخواہ بیوی بنا کر اپنے چتر کے نیچے بٹھایا تھا، شہزادوں کے اشکر سمیت جا کر راؤڑ میں قلعہ بند ہوئے۔ جیسینہ اپنی مردانگی، طاقت اور دبدبے میں مست تھا اور پورا بھروسہ رکھتا تھا، وہ جنگ کے لئے آڑ گیا۔ محمد علافی اس کے ساتھ تھا۔ جب داھر کے مارے جانے اور سفید ھاتھی کے زخمی ہونے کی خبر پہنچی تب داھر کے بیٹے جیسینہ نے کہا کہ "[اب] ہم دشمن کے سامنے ہو کر ننگ و ناموس کی خاطر [آخر وقت تک] تلوار چلائیں گے پھر اگر قتل بھی ہو گئے تو ضایع نہ ہوں گے"۔ وزیر سیاکر نے کہا "شہزادے کی رائے غلط ہے۔ ہمارا راجہ

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس مقام پر یہ نام "بائی" لکھا گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے صفحات [۵۴، ۵۶، ۵۷، ۵۹ اور ٦۱] پر ہر جگہ "مایین" دیا گیا ہے۔ یہاں مختلف نسخوں کی عبارتیں اس طرح ہیں: (پ)، (ر)، (ک) "مائی"، (م) "مائین" اور (ن)، (ب) "بائی"۔(ن-ب)

Marfat.com

قتل ہوگیا ہے، لشکر شکست کھاکر منتشر ہوگیا ہے اور ہمارے دل دشمن کی تلوار کی ہیبت اور رعب کی وجہ سے نفرت کر رہے ہیں [ایسی حالت میں] تم عربوں سے کیسے جنگ کروگے؟ ابھی ولایت قائم ہے [۱۹۳] پختہ قلعے جنگجو بہادروں اور رعایا سمیت مضبوط ہیں [اس لئے] بہتر رائے یہ ہے کہ برہمن‌آباد کے قلعے میں چلیں - وہ قلعہ راجہ کے باپ دادوں کی میراث اور راجہ داہر کا رہائشی مقام ہے [وہاں] خزانے اور دفینے موجود ہیں اور وہاں کے باشندے راجہ چچ کے خاندان کے حامی اور خیرخواہ ہیں - دشمن سے لڑنے میں وہ سب تیرے مدد گار ہوں گے"- [پھر] اس نے علافی سے پوچھا اس نے کہا کہ "میری رائے میں بھی یہی بہتر ہے"- جیسینہ نے اس سے متفق ہوکر اپنے تابعداروں، متعلقین اور معتمدوں سمیت برہمن‌آباد کی طرف کوچ کیا - داہر کی بیوی مایون(۱) دوسرے سرداروں (۲) کے ساتھ راؤڑ کے قلعے میں جنگ کے لئے تیار ہو بیٹھی - جائزہ لینے پر پندرہ ہزار جنگجو جوان شمار میں آئے جو سب مرنے کے لئے مستعد ہوگئے - صبح کو جب انھیں معلوم ہوا کہ راجہ داہر دریائے مہران کے درمیان ددھاواہ کے قریب قتل ہوگیا ہے، تو یہ خبر سن کر جن راوتوں نے رانی مایین (۳) سے عہد کیا تھا وہ سب قلعہ بند ہوگئے - یہ خبر

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس مقام پر بھی یہ نام "بائی" دیا گیا ہے- کی ہوئی ترمیم کے لئے دیکھئے گذشتہ حاشیہ ص [۲۶۹] - (ن-ب)

(۲) اصل لفظ "ملوک" ہے جس کے لفظی معنی ہوں گے "بادشاہوں" - (ن-ب)

(۳) فارسی ایڈیشن میں "بائی" ہے -

Marfat.com

سن کر محمد بن قاسم نے راوڑ کے قلعے کی طرف رخ کیا اور آخر آکر قلعے کے نیچے پہنچا ۔ [یہ دیکھ کر دشمنوں نے] قلعے اور بُرجیوں پر ڈھول اور شہنائیاں بجا کر منجنیقوں اور آلات سے پتھر، تیر اور نیزے برسانے شروع کردیئے ۔

راؤڑ کا قلعہ فتح ہونا اور داہر کی بیوی مایین(۱) کا ستی ہونا

پھر محمد بن قاسم نے لشکر کو ترتیب سے جمایا اور نقب زنوں کو قلعے کے برجوں میں نقب لگانے کے لئے متعیّن کر کے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ۔ ایک حصہ دن کو منجنیق، تیروں اور نیزوں سے جنگ کرتا اور دوسرا رات کو نفط اور زرنیخ سے ۔ [اس طرح رات دن] پتھر مارتے رہے، یہاں تک کہ قلعے برج زمین پر آرہے ۔ داہر کی بہن مایین (۱) نے عورتوں کو اکٹھا کرکے [۱۹۴] کہا "جیسینہ ہم سے جدا

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "بائی" ہے ۔

(۲) فارسی ایڈیشن میں "فرداغ" ہے جو کہ اکثر نسخوں کی عبارت ہے سوائے (م) کے جس کی قرأت "فرداج" ہے ۔ "فرداخ" لفظ بے معنے ہے اور کسی بھی لغت میں نہیں ملتا غالباً یہ لفظ "زرنیخ" کی بگڑی ہوئی صورت ہے کہ علم کیمیا میں "نفط اور زرنیخ" کے نام ساتھ ساتھ ملتے ہیں (دیکھئے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام زیرِ عنوان "الکیمیا" بہ شکریہ محترم قاضی احمد میاں اختر) ۔ زرنیخ، زرنیق یا زرنی یعنی ہڑتال کہ جو آگ کے شعلے بھڑکانے کے لئے استعمال ہوتی ہے ۔ زنیخ احمر (Redarsenic)، زرنیخ اصفر (Yellowarsenic)، زرنیخ قرمز (Realgar) ۔ ن-پ)

Marfat.com

ھو گیا اور محمد بن قاسم آ پہنچا۔ بے شک ھمیں ان گائے خور چنڈالوں سے جھٹکارا نہ ملے گا، ھماری عزت برباد ھوچکی اور مہلت پوری ھوئی۔ اب جب کہ بچنے کی کوئی امید نہیں ھے تو لکڑیاں، روئی اور تیل اکٹھا کرنا چاھئے۔ میری رائے کا تقاضا ھے کہ خود کو آگ کی نذر کرکے اپنے شوھروں سے جا ملیں۔ جس کو بھی جا کر امان لینی ھو وہ بخوشی جائے، ممکن ھے کہ اسے مل جائے"۔ [پھر سب] گھر میں اندر گئیں اور آگ جلا کر خود کو جلا ڈالا۔ محمد بن قاسم قلعے کو اپنے قبضے میں لا کر تین دن وہاں رھا اور ان چھ ھزار جنگجو مردوں کو، جو کہ قلعہ میں تھے، موت کے گھاٹ اتارا اور کچھ کو تیروں کا نشانہ بنایا۔ اس کے بعد (باقی) جو بھی دوسرے ملازم اور متعلقین، جیسے کہ عورتیں اور بچے [وغیرہ] بچے انھیں قید کیا۔

بردوں، پارچہ جات اور نقدی کے اعداد کا شمار

روایتوں میں بیان کرتے ھیں کہ جب راؤڑ کا قلعہ فتح ھوا اور جیسینہ جو کچھ اپنے ساتھ لے گیا اس کے علاوہ باقی ماندہ خزانے اور مال و ھتھیار آئے تو وہ سب محمد بن قاسم کے سامنے پیش کئے گئے۔ جب بُردوں (غلاموں اور کنیزوں) کو شمار کیا گیا [تو معلوم ھوا کہ] تیس ھزار بُردے ھاتھ آئے تھے جن میں سے تیس راجاؤں کی بیٹیاں تھیں۔

"حسنہ" (۱) نامی راجہ داھر کی بھانجی بھی ان میں تھی۔

---

(۱) یعنی حسین، خوبصورت۔ یہ غالباً اصلی نام کا عربی ترجمہ ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

ان سب کو حجاج کے پاس روانہ کیا۔ پھر داھر کا سر اور بردوں کا پانچواں حصہ کعب بن مخارق الراسبی (۱) کے ھاتھوں عراق کے لئے روانہ کیا۔ جب داھر کا سر، عورتوں اور مال حجاج کے پاس پہنچا تب حجاج نے سر بسجدہ ھوکر شکرانے کی دو رکعتیں ادا کیں اور حمد بے حد کرنے کے بعد کہنے لگا کہ "بے شک سارے خزانے، دفینے، مال اور دنیا کا ملک مجھے مل چکا"۔

حجاج کا داھر کے سر اور اس کے جھنڈوں کو دارالخلافہ بھیجنا

پھر حجاج نے داھر کا سر، تاج، غلام اور مال خلیفۂ وقت ولید کے پاس بھیج دیا۔ [اس نے بھی] خط پڑھتے ھی خدائے تعالیٰ عزوجل کی حمد و ثنا کی۔ اور پھر ان کنیز شہزادیوں کو فروخت کرنا شروع کیا اور بعضوں کو انعام کے طور پر عنایت کیا۔ راجہ داھر کی بھانجی "حسنہ" کو دیکھ کر متعجب ھوا اور اس کے حسن و جمال پر ششدر ھوگیا۔ پھر جب عبداللہ [بن] عباس نے اسے طلب کیا تو اس نے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ "اے عم زاد! اس کنیز کو بے حد حسین اور کامل دیکھتا ھوں اور اتنا فریفتہ ھوگیا ھوں کہ [سوچتا ھوں کہ] اس کو اپنے لئے رکھوں لیکن لائق ترین وہ ھے کہ تو اسے اپنی ام ولد (بیوی) بنائے جو کہ تیرے لئے زیادہ مناسب ھے"۔ پھر اجازت کے مطابق عبداللہ اسے اپنے نکاح میں لایا اور ایک

---

(۱) اصل متن میں "الراستی" ھے۔

Marfat.com

مدت تک وہ اس کے عقد میں رہی لیکن اس سے کوئی اولاد نہ پیدا ہوئی۔

راؤڑ کی فتح کی خبر ملنے کے بعد حجاج کا خط

راویان۔ حکایت کہتے ہیں کہ: جب راؤڑ کی فتح حاصل ہوئی اور [محمد بن قاسم] عام لوگوں کے کاروبار سے فارغ ہوا اور حجاج کو اس کا فتحنامہ ملا تو اس نے اس کا یہ جواب دیا۔ (جواب): [۱۹۶] "اے عم زاد! تمہارا جان افزا مکتوب ملا اور اس کے ملنے سے خوشی اور مسرت میں اضافہ ہوا اور اس پر کمال و جمال فخر حاصل ہوا۔ تم نے جو اساس اور قاعدہ اختیار کیا ہے وہ شرع کے طریقے پر ہے۔ سوائے اس ایک، امان دینے کے دستور کے۔ تم خاص و عام کو امان دیتے ہو اور دوست و دشمن کا امتیاز نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ [اے ایمان والو! جب کافروں سے مقابلہ کرو تو پھر (ان کی) گردنیں اتاردو] اس لئے جاننا چاہئے کہ خداوند عزوجل کا فرمان افضل ہے۔ تمہیں امان دینے پر حرص نہ کرنی۔ چاہئے کہ یہ آسان کام نہیں ہے۔ اس کے بعد کسی بھی دشمن کو امان نہ دو۔ ورنہ سب اسے عقل کے ضعف اور دبدبے کے فتور پر محمول کریں گے۔ والسلام۔ نوشتہ نافع سنہ ترانوے ہجری۔

---

(۱) پوری آیت یہ ہے: "اذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب" (سورۂ محمد: رکوع-۱) - (ن-ب)

Marfat.com

جیسینہ کا برھمن آباد سے اروڑ، بھاٹیہ اور دیگر اطراف کی جانب خطوط لکھکر بھیجنا

خبروں کی روایت کرنے والوں نے داھر کے قتل اور محمد بن قاسم کے حالات کے متعلق بعض برھمن مشائخین سے اس طرح نقل کیا ھے کہ جب رائے داھر لعین واصل جہنم ھوا، جیسینہ برھمن آباد میں قلعہ بند ھوا اور راؤڑ کی فتح حاصل ھوئی تب جیسینہ نے جنگ کے لئے تیاری اور بندوبست کرتے ھوئے چاروں طرف خطوط روانہ کئے۔ پہلا تخت گاہ اروڑ میں اپنے بھائی گوپی(۱) بن داھر کے پاس دوسرا بھاٹیہ کے قلعے میں اپنے بھتیجے چچ بن دھرسیند کے پاس اور تیسرا بدھیہ اور کیکانان کی جانب اپنے عم زاد ڈھول (۲) بن چندر کے پاس۔ [۱۹۷] ان [خطوط] میں داھر کے مارے جانے کی اطلاع دینے کے بعد [انھیں] تسلی دی اور خود بہادر جوانوں کے ساتھ برھمن آباد میں لڑائی کے لئے مستعد ھوبیٹھا۔

بھرور اور دھلیلہ کی جنگ اور دونوں کو فتح کرنے کی خبر

پھر محمد بن قاسم نے برھمن آباد کا مصمم ارادہ کیا۔ یہ شہر آباد اور ملک کشادہ اور سرسبز تھا۔ راؤڑ اور برھمن آباد

---

(۱) اصل متن میں "قوفی" ھے۔ کی ھوئی تصحیح کے لئے دیکھئے حاشیہ ص[۱۴۴] - (ن-پ)

(۲) اصل لفظ "دھول" ھے جسے ھم نے سندھی نام کی اصلیت کے پیش نظر "ڈھول" لکھا ھے - (ن - پ)

Marfat.com

کے درمیان میں دو قلعے تھے جنھیں بھرور اور دھلیلہ کہتے تھے۔ ان قلعوں میں تقریباً سولہ ہزار جنگجو مرد موجود تھے، محمد بن قاسم نے وہاں پہنچ کر دو ماہ تک محاصرہ کیا۔ جب جنگ نے طول کھینچا تب محمد بن قاسم کے حکم سے لشکر کا کچھ حصہ دن کو جنگ کرتا رہا اور کچھ رات کو نفط اور منجنیقیں سر کرتا رہا۔ آخر کار ان کے [اہل قلعہ ہے] سارے جنگجو مرد قتل ہوگئے اور قلعے کی دیواریں توڑ کر اور قلعے میں داخل ہو کر [محمد بن قاسم نے] غلام اور کنیزیں گرفتار کیں اور کثیر مال حاصل کر کے پانچواں حصہ دارالخلافہ کے خزانے کے حوالے کیا۔

جب راؤڑ اور بھرور کے فتح ہونے کی خبر دھلیلہ میں پہنچی تو انھوں نے سمجھا کہ "محمد بن قاسم کے پاس کافی ساز و سامان ہے، ہمیں اس سے بے فکر نہ ہونا چاہئے۔ [چنانچہ] تاجر ہندوستان کی طرف چلے گئے اور جنگجو سورما اپنے ملک [کی حفاظت] کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آخر محمد بن قاسم قاسم بھی دھلیلہ آ پہنچا۔ تقریباً دو ماہ [محاصرہ] رہا۔ جب اہل قلعہ تنگ ہوئے اور [۱۹۸] انھیں یقین ہوا کہ کسی طرف سے بھی کوئی کمک نہ پہنچے گی تب [انھوں نے] موت کے کپڑے (کفن) پہن کر، عطر اور خوشبو مل کر اپنے بال بچوں کو قلعے کے اس دروازے سے باہر روانہ کیا کہ جس کا رخ ریگستان کی جانب تھا اور [خود] نہر منجھل (۱) کو پار کر گئے۔ مسلمانوں کو اس حال کی کوئی خبر نہ ہوئی۔

(۱) اصل متن میں "آب منجھل" ہے۔

Marfat.com

دھلیلہ کے راجہ کا بھاگ جانا

جب رات کے سیاہ پردے سے صبح صادق نمودار ہوئی تب محمد بن قاسم کو ان لوگوں کے نکل جانے کا حال معلوم ہوا [چنانچہ اس نے] اپنا کچھ لشکر ان کے تعاقب میں روانہ کیا جس نے ان میں سے کچھ کو نہر (۱) پار کرتے ہوئے جا پکڑا اور سب کو خونخوار تلواروں کی نذر کیا۔ جو آگے نکل گئے تھے وہ جیسلمیر اور ریگستان کی راہ سے ہندوستان کے ملک سمہر(۲) کی طرف چلے گئے۔ ان کے بادشاہ کا نام دیوراج تھا(۳) جو کہ داھر کا چچازاد بھائی تھا۔

دھلیلہ کی فتح اور خزانے کا پانچواں حصہ دارالخلافہ کی جانب بھیجنا

پھر محمد بن قاسم نے جب دھلیلہ کی جنگ سے فارغ ہوکر اسے فتح کیا تب مال کا پانچواں حصہ خزانے کے حوالے کرکے بھرور اور دھلیلہ کا فتحنامہ لکھ کر حجاج کو سارے حالات سے باخبر کیا۔

وزیر سیاکر کا آنا اور امان طلب کرنا

پھر محمد بن قاسم نے ہندوستان کے بادشاہوں کے پاس

---

(۱) اصل لفظ "جوئے" ہے جس کا ترجمہ "نہر" کیا گیا ہے۔

(۲) نسخہ (پ) میں "ببلاد ھند و سیئور" ہے - (ن)، (ب)، (ج)، میں "سیفر" ہے -

(۳) نسخہ (پ) میں "دیوارا"، (ن) میں "دیورا"، (ب)، (ج)، (س) اور (ک) میں "دہوار" ہے -

Marfat.com

چاروں طرف خطوط لکھ کر ان سے اسلام اور فرمان برداری [اختیار کرنے] کا تقاضہ کیا۔ اس حقیقت سے باخبر ہونے پر داھر کے وزیر سیاکر نے اپنے معتمد بھیج کر امان طلب کی اور وہ مسلمان عورتیں کہ جو قید تھیں انھیں اپنے ساتھ لایا [اور کہا] کہ "یہ وھی مسلمان عورتیں ھیں کہ جنھوں نے حجاج کا نام لے کر فریاد کی تھی"۔ [۱۹۹]

سیاکر کا وزیر ھونا

اس کی عزت افزائی کے لئے محمد بن قاسم نے معزز آدمیوں کو اس کے استقبال کے لئے روانہ کیا اور عزت و تعظیم کے ساتھ اس پر بڑی مہربانیاں کر کے وزارت کا کاروبار اس کے حوالے کیا اور وہ (بھی) مسلمانوں کا خیرخواہ رھا۔ امیر محمد بن بن قاسم کو جو بھی مشورہ یا راز کی بات کرنی ھوتی تھی، اس سے کرتا تھا اور اس سے رائے لیتا تھا۔ [وہ] مملکت کے سارے امور، ضروری کاروبار کے انتظامات اور حکومت کی سلامتی کے بارے میں مفید مشورے دیا کرتا تھا۔ وہ امیر محمد بن بن قاسم سے کہتا کہ "یہ رائے یا تدبیر جو امیر عادل بیان کرتا ھے، ھند کے سارے ملکوں کو قبضے میں لائے گی۔ آداب قواعد مملکت اور قوام امور سلطنت، جو کہ اس میں سمایا ھوا ھے، وہ سارے دشمنوں کو مغلوب اور ذلیل کرے گا اور رعایا اور محصول ادا کرنے والوں کی دلجوئی کرے گا"۔ [اور یہ بھی کہتا کہ] دیوانی مال کو قدیمی دستور کے مطابق قایم اور مقدم رکھا جائے اور جس صورت میں کہ اس میں کوئی زیادتی نہیں ھے، اس وجہ سے کسی بھی آدمی کو تکلیف نہ پہنچے گی

Marfat.com

اور یہ صلاح عمال اور دوستوں کی تربیت کرے گی۔

نوبت بن ہارون کو دھلیلہ کی حکومت عطا کرنا

کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ "جب دھلیلہ فتح ہوا تب محمد بن قاسم نے نوبت بن ہارون کو بلا کر اس سے بیعت لی اور وہاں سے ودھاتیہ (۱) تک کا ملک اس کے زیرِ انتظام دے کر کنارے کی کشتیوں کا انتظام اس کے حوالے کیا اور اس قلعے کے مشرقی اور مغربی اطراف کا بھی سارا کاروبار اس کے سپرد کیا۔ وہاں سے برھمن آباد تین میل تھا اور جیسینہ [بن] داھر کو بھی خبر مل گئی کہ اسلامی لشکر پہنچ رہا ہے [۲۰۰]۔

لشکرِ عرب کا جلوالی(۲) آبنائے (یا جھیل)(۳) کے کنارے اترنا اور دعوت اسلام دینے کےلئے قاصدبھیجنا

پھر محمد بن قاسم دھلیلہ سے کوچ کرکے برھمن آباد کے مشرق کی طرف "نہر جلوائی" (۲) کے ساحل پر جا کر اتر اور

---

(۱) نسخہ (س) میں "ودھاتہ" ہے۔

(۲) فارسی نسخہ میں اس لفظ کی صورت خطی "جلوانی" دی گئی ہے مگر ان دونوں مقامات پر (پ)، (ر) اور (م) جیسے معتبر نسخوں کی متفقہ عبارت "جلوالی" ہے اور (ن)، (ب)، (ح) اور (ک) کی "حلوالی" ہے جو خود غالباً "جلوالی" کی تصحیف ہے۔ پھر ص [۲۱۶] پر انہی (پ) جیسے قدیم نسخے کی قرأت "جلوالی" ہے، اسی وجہ سے ہم نے یہ تلفظ اختیار کیا ہے۔ مزید توضیح کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۲۰۱]۔ (ن - ب)

(۳) اصل لفظ "آبگیر" ہے جس کے لفظی معنی "تالاب" کے ہوں گے۔
(دیکھئے حاشیہ ص ۲۸۰)

Marfat.com

اپنا قابل اعتماد قاصد برھمن‌آباد بھیج کر [انھیں] اطاعت کرنے اور ایمان لانے کی دعوت دی اور انھیں اسلام اور جزیہ کی پیشکش کی [اور یہ بھی کہ دیا] کہ اگر فرمان برداری منظور نہیں ہے تو پھر جنگ کے لئے تیار رہو۔ جیسینہ [ن] داھر قاصد کے آنے سے پہلے ھی چنیسر(۱) کی طرف گیا ھوا تھا۔ [برھمن‌آباد کے] قلعے کے چار دروازے تھے چنانچہ [جیسینہ] شہر کے رئیسوں میں سے سولہ آدمیوں کو منتخب کرکے ھر دروازے پر چار چار آدمیوں کو سربراہ بنا کر اپنی فوج سمیت متعین کر گیا تھا۔ ان دروازوں میں سے ایک دروازے کو جریطری (۲) کہتے تھے۔ اس نے چار رئیسوں کو اس دروازے کا بھی ذمہ دار بنایا تھا۔ ایک دروازے کو بھارند، دوسرے کو

(بقیہ حاشیہ ص ۲۷۹)

مگر ساحل کے مفھوم کے پیش نظر "آبنائے"، "پوکھر" یا "جھیل" کے بھی معنے ھوسکتے ھیں۔ پہلے فارسی ایڈیشن کے ص [۱۶۰] پر "آب گیر" گویا "خلیج" کے مترادف استعمال ھوا ھے لیکن یہاں نیچے چونکہ "نہر جلوالی" استعمال ھوا ھے اسی وجہ سے ھم نے یہاں "آبگیر" کے معنوں میں آبنائے یا جھیل کو ترجیح دی ھے۔ (ن ۔ ب)

(۱) یہ عبارت (م) اور (ر) کے مطابق ھے۔ (پ) کا تلفظ "جنیسر" ھے جو خود بھی اس سے مشابہ ھے۔ (ن) میں "جسیرا"، (ب)، (ح) میں "جیسر"، (س) میں "چنیر" اور (ک) میں "جھنسیر" ھے۔ (ن۔ب)

(۲) یہ فارسی ایڈیشن کی عبارت ھے جو کہ غالباً (پ) کے مطابق ھے۔ (ر) میں "جویطری" یا "جوبطری"، (م) میں "جوبطری"، (ن)، (ب)، (س) میں "حریطری" اور (ح) میں حریطہ" ھے۔

Marfat.com

ساتیا، تیسرے کو بنورہ (۱) اور چوتھے کو سالھا [کہتے ھیں]۔

محمد بن قاسم کا یکم ماہِ رجب کو آکر اترنا

محمد بن قاسم نے وھاں پہنچ کر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ [اور] یکم رجب کو سوموار کے دن (۲) جنگ شروع کی۔ مشرکین ھر روز باھر آکر جنگ کرتے اور نقارے بجاتے۔ تقریباً [وہ] چالیس ھزار جنگجو جوان تھے۔ صبح سے لے کر شام تک طرفین سخت جنگ کرتے تھے اور جب [۲۰۱] تاروں کا بادشاہ غروب ھونے کا ارادہ کرتا تھا تب واپس ھوجاتے تھے۔ مسلمان خندق [کے دائرے] میں آجاتے تھے اور کافر قلعے میں چلے جاتے تھے۔ اس طرح چھ مہینے گذر گئے۔ جب [محمد بن قاسم] قلعہ فتح کرنے سے مایوس ھوا تو متفکر ھو گیا۔ [یہ زمانہ] ماہ ذوالحج کا اواخر، اتوار کا دن اور سنہ ترانوے (۳) تھا۔ جیسینہ رمل کے بادشاہ کی طرف گیا ھوا تھا جسے بھاٹیہ

---

(۱) "بنورہ" قدیمی نسخے (پ) کا تلفظ ھے اور ھم نے اس کو ترجیح دے کر ترجمے میں شامل کیا ھے۔ (ن) (ب) میں "منودہ" اور (س)، (ک) میں "منورہ" ھے اور ان عبارتوں کا آخری حصہ بھی تقریباً (پ) کی عبارت کے مطابق ھے۔ فارسی ایڈیشن میں "ھالیہ" کی عبارت اختیار کی گئی ھے جو کہ صرف نسخہ (م) کے مطابق ھے۔ (ن-ب)

(۲) (پ) کی عبارت "دوشنبہ" یعنی "روز سوموار" ھے مگر دوسرے سارے نسخوں (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س) اور (ک) میں "روز یکشنبہ" یعنی "اتوار کا دن" ھے۔ (ن - ب)

(۳) اس مقام پر سنہ میں غلطی ھے۔ دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۲۰۲] - (ن - ب)

Marfat.com

بھی کہتے ھیں، وھاں سے وہ بار بار پلٹ کر راستوں پر چھاپے مارتا اور لشکر اسلام کو اذیت پہنچاتا رہتا۔

موکو کے پاس معتمد آدمی بھیجنا

محمد بن قاسم نے موکو ابن وسایو(۱) کے پاس ایک قابل اعتماد آدمی بھیج کر [اسے] اس حال سے واقف کیا کہ جیسینہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً ھمیں تکلیف پہنچتی رھتی ھے کیونکہ وہ لشکر کی رسد کو نقصان پہنچا کر تنگ کرتا ھے۔ اس لئے کیا تجویز ھے؟ (روایت): موکو نے کہلا بھیجا کہ "اس کی رھائش گاہ قریب ھے - اسے وھاں سے مار بھگانے کے سوا دوسرا کوئی بھی بہتر حیلہ نہیں ھے۔ [آپ کو] اپنی فوج میں سے کچھ قابل اعتماد بزرگ بھیجنے چاھئیں کہ وہ وھاں سے اس کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں۔

جیسینہ کا چترور(۲) جانا

پھر [محمد بن قاسم نے] نباتہ(۳) بن حنظلم کلابی، عطیہ تغلبی(۴) صارم بن ابی صارم ھمدانی، عبدالملک مدنی کو [ان کے] اپنے اپنے سواروں سمیت [روانہ کیا] اور موکو ابن

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس مقام پر "موکہ پسایہ" ھے۔

(۲) "چترور" کا لفظ (پ) کے مطابق ھے۔ (ر)، (م) میں "جترور"، فارسی ایڈیشن میں "چتور" ھے - مزید دیکھئے حاشیہ ص [۲۶۲]۔(ن-ب)

(۳) اصل متن میں "بنانہ" ھے۔

(۴) فارسی متن میں "عطیہ ثعلبی" غالباً صحیح "تغلبی" ھے جس کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۲۳] - (ن-ب)

Marfat.com

ومایو کو ان کا رهبر اور خریم بن عمرو المدنی (۱) کو [ان کا] سپہ سالار بنایا ۔ جیسینہ کو [جب] لشکر عرب کے باهر نکلنے کی خبر ملی تو وهاں سے مال اور عیال سمیت چلا گیا اور ریگستان کی راہ سے جا کر ملک چترور میں اس مقام پر پہنچا جسے [۲۰۲] جنکن وعورا او کایا (۲) کہتے هیں اور یہاں ٹهہر گیا ۔ علافی اس سے جدا هو کر طاکیہ کے شہروں (۳) سے هوتا هوا (۴) ریم کی سرحد پر روستان کے آس پاس کشمیر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر هونے کا ارادہ کیا (۴)۔ وہ ملک

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں یہ نسبت "الدیهی" کے طور پر آئی هے اور دوسرے سارے نسخوں کی عبارتیں بهی بڑی مبهم هیں ۔ غالباً صحیح "المدنی هے جیسے کہ پہلے ص [۱۸۰] پر یہ نام صاف طور پر "خریم بن عمرو مدنی" تحریر کیا گیا هے ۔ (ن ۔ ب)

(۲) نسخہ (ر) میں "جنکن وعورا و کایا"، (س) میں "جیکن وعورا اولجا" هے ۔ (ن۔ب)

(۳) اصل متن میں "بہلادِ طاکیہ" هے ۔

(۴)۔(۴) فارسی ایڈیشن میں یہ عبارت هے "وقصد نمود بخدمت مَلک کشمیر، در حوالی روستان بر سرحد رویم"۔ مختلف نسخوں میں "روستان" کے تلفظ جو کہ (ن، (ب) کے مطابق هے اس طرح هیں : (پ)، (م)، (ک) "روستاہ"، (ر) "روستا"، "ح) "روستاں"، (ن)، (ب)، (ک)، (ح) میں "رویم" کی جگہ پر "روم" هے ۔ (ر)، (م) میں مندرجہ بالا جملہ کا آخری حصہ اس طرح هے "کہ در حوالی روستا (ہ) بر سرحد رویم است"۔ "روستا" کے معنی ایک گاؤں یا شہر یا آباد علاقے کے بهی هوسکتے هں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بیابان ہے۔ (۱) پھر وہاں سے انھوں نے راجئری کی طرف خط لکھا (۱)۔ وہ تخت گاہ پہاڑ پر ہے اور [خط میں] ذکر کیا کہ [میں اپنی] رضا اور دل کی خوشی کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوا ہوں"۔

[علافی کا] کشمیر کے راجہ کے پاس جانا

خط پڑھ کر کشمیر کے راجہ نے حکم دیا جس پر اضلاعِ کشمیر کا ایک موضع کہ جسے شاکلہار کہتے ہیں [علافی کو](۲) جاگیر کے طور پر عطا کیا گیا۔

---

(۱)-(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت یوں ہے: "پس از انجا برای جیتری بنبشتند"۔ (ن)، (ب)، (ج) میں بھی "رای جیتری" ہے۔ اس لحاظ سے معنیٰ یہ ہوں گے کہ "پھر وہاں سے انھوں نے جیتری کے راجہ کے پاس خط لکھا"۔ مگر نیچے صاف طور پر ظاہر ہے کہ خطوط کشمیر کے راجہ کو لکھے گئے تھے اور اسی وجہ سے اس جگہ پر "رای کشمیر" کی بجائے "رای جیتری" دوسرے معنوں میں نظر آتا ہے۔ دوسرے نسخوں میں "جیتری" کی جگہ پر دوسری مبہم عبارتیں ہیں۔ مثلاً (پ)"چنسر"، (ر)، (م)"خبری"، (ک) "چتری"، (س)"چینری"، ہمارے خیال میں "رای جیتری"، "رای خبری" "رای چتری" وغیرہ دراصل غالباً "راجیئری" یا "یا "راجئری" کی بگڑی ہوئی صورتیں ہیں اور "اجئری" کشمیر کا وہی مشہور شہر "راجاوری یا راجوری" ہے جس کا ذکر البیرونی نے اپنی کتاب "کتاب الھند" میں کیا ہے۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۰۳] - (ن - ب)

(۲) جملہ معتبر نسخوں (پ)، (ر)، (م)، (ن)، (ب)، (س)، (ک) کے مطابق یہ عنوان اس طرح ہے: "رفتن جیسینہ ہر رانہ کشمیر" (یعنی

(دیکھئے حاشیہ ص ۲۸۵)

Marfat.com

کشمیر کے راجہ کا [علافی کو] خلعت دینا

جس دن ملاقات ہوئی [اس دن کشمیر کے راجہ نے] پچاس گھوڑے ساز کے ساتھ اور دو سو قیمتی خلعتیں اس کے [علافی کے](۱) رفیقوں کو عنایت کیں - [علافی نے] جہم بن سامۃ الشامی کو شاکلھار کی جاگیر پر بھیج دیا - [پھر] جب دوسری مرتبہ وہ کشمیر کے راجہ کی خدمت میں گیا تب [پھر اس سے راجہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ پیش آیا اور اسے چتر، کرسی، کمربند اور ڈولی عطا فرمائی - یہ شرف صرف بڑے بادشاھوں کے لئے ھوتا ھے - پھر عزت و عظمت کے ساتھ اسے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۸۴)

جیسینہ کا کشمیر کے راجہ کے پاس جانا) اس کے بعد بھی اس عنوان کے نیچے علافی کے نام کی بجائے جیسینہ کا نام ھے اگر یہ صحیح ھے تو پھر غالباً اس سے پہلے والی عبارت میں کوئی خلل ھے اور جیسینہ کے کشمیر کی طرف جانے والا فقرہ حذف ھو گیا ھے۔ عبارت بالا میں "انھوں نے راجڑی کی طرف خط لکھا" (بنبشتند) میں جمع کا صغیہ ھے اور قدرے گمان ھوتا ھے کہ علافی تنہا نہیں ھے بلکہ کوئی اس کے ساتھ تھا - مگر چونکہ اس عنوان اور اس کے بعد کے عنوان کے نیچے ساری عبارت کا متن ایسا ھی ھے، اس میں سے علافی کا کشمیر کی طرف جانا قرین قیاس معلوم ھوتا ھے - فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر نے بھی اس متن میں جیسینہ کی بجائے "علافی" ھی رکھا ھے اور ھم نے بھی اس ترمیم کو ترجیح دی ھے - (ن-ب)

(۱) یہ عنوان (پ)، (ن)، (ب)، (ک) میں نہیں ھے البتہ (م) اور (ر) میں ھے اور ان دونوں نسخوں میں سے علافی کی جگہ پر جیسینہ کا نام ھے - (ن-ب)

Marfat.com

سہل راستے سے جاگیر پر واپس بھیج دیا ۔ کچھ عرصے کے بعد آخر کار [علافی] شاکلھار میں فوت ہوگیا اور جھم بن سامۃ اس کا جانشین ہوا ۔ اس کی نسل آج تک موجود ہے ۔ اس نے مسجدیں تعمیر کرائیں اور بڑا [۲۰۳] اعزاز اور مرتبہ حاصل کیا ۔ کشمیر کا راجہ اس کے ساتھ [ہمیشہ] عزت سے پیش آتا تھا ۔

جیسینہ کا چترور کی طرف جانا(۱)

پھر جیسینہ نے جا کر چترور(۲) کے ملک میں قیام کیا اور وہاں سے گوپی [بن] داھر(۳) کے پاس اروڑ خط لکھ کر اسے اپنے نکل جانے کی خبر سے آگاہ کیا اور اروڑ کے قلعے کی حفاظت کرنے کی ھدایت کی ۔ گوپی [بن] داھر (۳) نے یہ خط پڑھ کر اور جیسینہ کے چترور(۲) پہنچ جانے کی اطلاع پا کر [اپنے] دل کو مضبوط کیا ۔

جب محمد بن قاسم چھ ماہ تک برھمن آباد کا محاصرہ کئے رہا اور جنگ نے طول کھینچا اور اس طرف سے جیسینہ

---

(۱) یہ عنوان کسی بھی نسخے میں نہیں دیا گیا کیونکہ سارے نسخوں میں اوپر شے لے کر جیسینہ کا ذکر مسلسل ھے لیکن چونکہ ھم نے ترمیم کر کے اس سے پہلے ھر جگہ جیسینہ کی جگہ پر علافی کا نام دیا ھے اس وجہ سے فارسی ایڈیشن کے مطابق یہ عنوان دیا گیا ھے تا کہ اوپر علافی اور نیچے جیسینہ کے حالات میں تمیز ھوسکے۔ (ن۔ب)

(۲) یہ تلفظ (پ) اور (م) کے مطابق ھے ۔ (ر) میں "جترور" اور (ن)، (ب) مین "جتور" ھے۔

(۳) اصل عبارت "قوفیِ داھر" ھے۔

Marfat.com

کی چنیسر(۱) سے [نکل جانے کی] خبر پہنچی، تب چار بڑے تاجروں نے جو کہ برھمن‌آباد کے قلعے میں اس دروازے پر تھے کہ جسے جریطری (۲) کہتے تھے، آپس میں مشورہ کرکے کہا کہ "عرب کا لشکر سارے شہروں پر غالب ہے اور راجہ داھر قتل ہوچکا ہے۔ چھ مہینے کا عرصہ گذرچکا ہے کہ یہ قلعہ محاصرے میں ہے۔ نہ ہم‌میں اتنی‌طاقت اور ہمت ہے کہ جنگ میں اس کا مقابلہ کرسکیں اور نہ صلح کا ہی کوئی طریقہ ہے۔ ویسے کچھ دنوں اور بھی مقابلہ کیا جاسکتا ہے لیکن آخر [قلعہ] فتح ہوجائے گا۔ کسی طرف بھی ہمارا کوئی مدد گار نہیں ہے کہ جس کے پاس ہمیں پناہ ملے اور اس سے زیادہ اس لشکر کا ہم مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اب اگر اتفاق کرو تو باھر نکل کر قتل ہوجانے تک جنگ کریں کیونکہ اگر صلح ہوگی تب بھی سارے ہتھیاربند خونخوار تلواروں کی خوراک بنیں گے اور [وہ صرف] عام آدمیوں جیسے کہ تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کو امان دیں گے۔ لیکن اگر ہمیں اعتماد ہوجائے تو پھر بہتر یہ ہوگا کہ کوئی معاھدہ درمیان میں ہو تو قلعہ اس کے [محمد بن قاسم کے] حوالے کریں [اور وہ] ہمیں [۲۰۴] اپنا فرمان‌بردار سمجھ کرمقرب بنائے اور ہم خود بھی اس سے تعلق پیدا کرکے خدمت کی شرطیں بجا لائیں۔ اس تجویز پر متفق ہوکر [انھوں نے] قاصد بھیجا اور اپنے لئے عیال اور بچوں سمیت امان طلب کی۔

---

(۱) (پ)، (ن)، (ح) میں "جنیسر" ہے۔

(۲) (ر) میں "جوہطری" ہے۔

Marfat.com

پختہ معاھدہ کرنے کے بعد امان دینا

محمد بن قاسم نے اس پختہ عہدنامے پر انھیں امان دی [لیکن] باقی دوسرے سارے ھتھیاربند لوگوں کو قتل کرکے ان کے تابعداروں اور متعلقین کو قید کیا۔ تقریباً تیس ھزار بُردے گرفتار اور قید ھوئے اور ان [امان پانے والوں] پر جزیہ مقرر کیا گیا۔

(روایت) : چنانچہ حجاج نے سارے امیروں اور سربراھوں کو بلا کر یہ پیغام پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ : برھمن آباد سے قاصد آئے ھیں ان کی باتیں سنو اور سوچ کر بہتر جواب دو۔ (موکو [ابن] وسایو کی تدبیر) پھر موکو [ابن] وسایو نے کہا کہ "اے امیر! یہ قلعہ ھند اور سندھ کے سارے قلعوں کا سرتاج اور تخت گاہ ھے۔ جو بھی یہ مقام فتح کرے گا سارا سندھ اس کے قبضے میں آئے گا اور مضبوط قلعے اس کے اقتدار اور اختیار میں آئیں گے۔ آس پاس کے لوگ داھر کی اولاد سے دل برداشتہ ھوکر کچھ بھاگ جائیں گے اور کچھ اطاعت کا طوق اپنی گردنوں میں ڈالیں گے۔

(محمد بن قاسم کا حجاج کی خدمت میں عرضداشت بھیجنا)

چنانچہ محمد بن قاسم نے حجاج کو اس حال سے آگاہ کیا۔ [اس طرف] اس جماعت کے پاس پروانہ بھیج کر اس سے وقت مقرر کیا۔ انھوں نے کہا کہ "فلاں دن دروازۂ جریطری (۱) کے قریب آنا۔ ھم ادھر سے جنگ کرنے کے لئے باھر نکلیں گے [۲۰۵]

---

(۱) (ر) میں "جویطری" ھے۔

Marfat.com

پھر جب مقابلہ ہوگا اور دورانِ جنگ عربوں کا لشکر [ہم پر] حملہ کرے گا تب ہم بھاگ کر قلعے میں آجائیں گے اور دروازہ کھلا چھوڑ دیں گے۔

(جواب آنا) جب حجاج کے پاس سے تحریر کا جواب آگیا تب [محمد بن قاسم نے] انھیں امان دے کر ان سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا۔ اس کے بعد [تجویز کے مطابق] اہلِ قلعہ نے [پہلے تو] کچھ ساعت اس سے جنگ کی لیکن جب لشکرِ عرب حملہ کرتا ہوا ان سے جا ملا تب وہ بھاگ کر قلعے میں چلے گئے اور [حسبِ وعدہ] دروازہ کھلا چھوڑ گئے جس کی وجہ سے عربوں نے بڑھ کر دروازے پر قبضہ جمایا اور ان کے لشکر نے فصیلوں پر چڑھ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اہلِ قلعہ نے جب دیکھا کہ لشکرِ عرب غالب ہوا ہے تو وہ شکست کھا کر مشرقی دروازے سے بھاگ نکلے۔ محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ جنگ کرنے والے کے سوا کسی دوسرے کو [ہرگز] قتل نہ کیا جائے۔ [چنانچہ] جسے مسلّح دیکھا گیا اسے گرفتار کر کے ہتھیاروں، تابعداروں اور اہل و عیال سمیت محمد بن قاسم کے سامنے پیش کیا گیا۔ پھر جس شخص نے بھی سر جھکا کر امان طلب کی [محمد بن قاسم نے] اسے معاف کر کے اس کے گھر واپس کر دیا۔

جیسینہ اور راجہ داھر [بن] چچ کی بیوی کا مقابلے کے لئے کھڑا ہونا

برھمن آباد کے بزرگوں کی رام کہانیوں سے نقل کرتے ہیں(۱)

(۱) اصل متن کے الفاظ یہ ہیں "در اقاویل می آرند"۔

Marfat.com

کہ جب برھمن آباد کے قلعے پر قبضہ ھوگیا تب داھر کی بیوی لاڈی نے(۱) جوکہ داھر کے قتل ھونے کے بعد اس کے بیٹے کے ساتھ برھمن آباد میں [جنگ کے لئے مستعد] ھو بیٹھی تھی کہا کہ ھم یہ مضبوط قلعہ اور اھل و عیال کیسے چھوڑیں؟ ھمیں مجبوراً یہیں رھنا چاھئے تاکہ دشمنوں پر غلبہ حاصل کریں اور ھمارا ملک اور گھرانہ سلامت رھے۔ لیکن اگر [ایسا نہ ھوا اور] عرب کے لشکر کو غلبہ حاصل ھوا تو پھرھم کوئی دوسری تدبیر کریں گے۔ یہ کھ کر اس نے مال اور خزانہ باھر نکالا اور اسے بہادروں میں تقسیم کرتی۔ اور سورماؤں کو تسلی دیتی رھی چنانچہ وہ [قلعے کے] دوسرے دروازے پر [سختی کے ساتھ] جنگ کرتے رھے۔ لاڈی کی تجویز یہ تھی کہ اگر قلعے پر [عربوں کا] غلبہ ھوگیا تو میں بچّوں اور متعلقین سمیت خود کو بھڑکتی ھوئی چتا کی نذر کردوں گی۔ لیکن اچانک قلعہ [۲۰۶] فتح ھوگیا اور معتبر لوگوں نے داھر کے [حامیوں کے] دروازے پر پھنچ کر راجہ داھر کے متعلقین کو [فوراً] باھر نکالا تاکہ وہ خود کو ھلاک نہ کر ڈالیں اور لاڈی گرفتار ھوئی۔

داھر کی بیوی لاڈی اور دو کنواری بیٹیوں کو گرفتار کرنا

اس کے بعد جب غنیمتیں اور غلام، محمد بن قاسم کے سامنے لائے گئے اور اس نے ھر ایک کا حال معلوم کیا تو پتہ چلا کہ

---

(۱) اصل صورت خطی "لادی" ھے۔ کی ھوئی تصحیح سندھی نام کی اصلیت کے مطابق ھے۔

Marfat.com

داھر کی بیوی لاڈی قلعے میں ھے اور داھر کی دو کنواری بیٹیاں منھ چھپائے دوسری عورتوں کے درمیان بیٹھی ھوئی ھیں، چنانچہ ایک خادم کی نگرانی میں اُنھیں علٰحدہ بٹھایا گیا۔

مالِ غنیمت کے اعداد اور خمس

اس کے بعد بردوں کو چُن کر پانچواں حصہ علٰحدہ کیا گیا۔ کل تقریباً بیس ھزار بردے چنے گئے جن میں سے پانچواں حصہ الگ کرکے باقی کو لشکر کے حوالے کیا گیا۔

تاجروں اور دستکاروں کو امان دینا

اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] تاجروں، دستکاروں اور عام آدمیوں کو امان دے کر اُن کے قیدیوں کو آزاد کیا اور خود مظالم گاہ میں بیٹھ کر جنگ کرنے والی جماعت کو تہِ تیغ کرایا۔ اس طرح کہتے ھیں کہ تقریباً چھ ھزار جنگجُو جوان قتل کئے گئے۔ بعضوں کا بیان ھے کہ سولہ ھزار مرد ذبح کئے گئے اور باقیوں کو معاف کردیا گیا۔

داھر کے رشتہ دار برھمنوں کی خبر

کچھ لوگ روایت کرتے ھیں کہ جب داھر کے اقارب کو بردوں میں نہ پاکر شھر کے رئیسوں سے دریافت کیا گیا تو کسی نے بھی ان کا پتہ نہ بتایا۔ آخرکار دوسرے دن برھمنوں میں سے تقریباً ایک ھزار آدمی سر اور داڑھیاں منڈا کر [۲۰۷] [خود] امیر محمد بن قاسم کے دربار میں حاضر ھوگئے۔

برھمنوں کا محمد بن قاسم کے پاس آنا

محمد بن قاسم نے انھیں دیکھ کر سوال کیا کہ "اس گروہ

Marfat.com

کے لوگ کس فوج کے ھیں جو اس شکل میں پہنچے ھیں؟"
[انھوں نے] کہا "اے وفادار امیر! ھمارا راجہ برھمن تھا جب
اسے قتل کردیا گیا اور یہ ملک اس کے قبضے سے نکل گیا تب
اس کی وفاداری میں کچھ نے خود کشی کرلی اور باقیوں نے
اس کے سوگ میں زرد کپڑے پہن کر سر اور داڑھیاں منڈوائی
ھیں۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل نے یہ بادشاھی تیرے
حوالے کی ھے تو اسیر عادل کی خدمت میں حاضر ھوئے ھیں
کہ باقی بچے ھوئے لوگوں کے لئے کیا حکم دیتا ھے"۔ محمد
بن قاسم نے سوچ کر کہا کہ "مجھے اپنی جان اور سر کی قسم
ھے کہ یہ بڑے وفادار ھیں، انھیں اس شرط پر امان دیتا ھوں
کہ یہ داھر کے عزیزوں کو جہاں بھی ھوں دستیاب کریں گے"۔

محمد بن قاسم کا برھمنوں سے وعدہ کرنا اور امان دینا

پھر برھمنوں نے اس پختہ عہدنامے کی بنیاد پر داھر کی
بیوی لاڈی کو تہ خانے سے باھر نکالا۔ باقی لوگوں پر
رسول اللہ الصلواۃ والسلام علیہ کے طریقے کے مطابق جزیہ مقرر کیا گیا۔
جو لوگ اسلام کے شرف سے مشرف ھوئے انھیں بندگی، جزیہ
اور چناؤ(۱) سے معاف کیا گیا اور جو لوگ ایمان نہ لائے انھیں

---

(۱) "چناؤ" کے لئے اصل متن میں لفظ "گزید" آیا ھے۔ اسلامی
قانون کے مطابق خلیفہ وقت کو مالِ غنیمت میں سے کسی بھی ایک
چیز کو چُن کر لینے کا اختیار ھوتا ھے۔ عربی میں اسے "اصطفا"
کہتے ھیں۔ اُمّ المومنین حضرت صفیہ کو بھی رسول کریم نے اسی طرح
چنا تھا اور پھر آزاد کر کے ان سے نکاح کیا تھا۔ (مترجم)

Marfat.com

تین حصوں میں [تقسیم] کرکے ان پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ چنانچہ سرداروں کے گروہ پر فی کس ۴۸ درھم وزن کی چاندی، دوسرے درجے کے گروہ پر ۲۴ درھم وزن کی چاندی اور تیسرے درجے کے گروہ پر ۱۲ درھم وزن کی چاندی فی کس مقرر کی گئی [۲۰۸]۔ اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] فرمایا کہ "آج [واپس] جاؤ [پھر کل] جو لوگ مسلمان ھوکر [حلقۂ] اسلام میں داخل ھوں گے ان پر جزیہ معاف کیا جائے گا اور جو لوگ اپنے طریقے پر حریص رھیں گے وہ چناؤ اور جزیہ قبول کرکے ھی اپنے باپ دادوں کی رسم پر چل سکیں گے"۔ اس کے بعد بعضوں نے اسلام قبول کیا اور باقی جزیہ قبول کرکے اپنے بزرگوں کے طریقے پر کاربند رھے۔ اُن کی زمینیں اور گھوڑے ان سے نہ لئے گئے۔

برھمنوں اور ملک کے امینوں کا تقرر کرنا

اس کے بعد محمد بن قاسم نے ان میں سے ھر ایک پر اس کے مرتبے اور حیثیت کے مطابق جزیہ مقرر کیا اور قلعے کے چاروں دروازوں میں سے ھر ایک دروازے پر فوج متعین کرکے اس کی ذمہ داری ان کے سپرد کی۔ پھر رضامندی کی خلعت اور مزیّن گھوڑوں سے سرفراز کرکے، ھندوستان کے شاھی زیورات ان کے ھاتھوں اور پیروں میں ڈالے اور ھر ایک کے لئے محفل کی نمایاں نشستوں کا تعین کیا۔

تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کا اندراج

پھر سوداگروں، صنّاعوں اور مزارعین کا اندراج کیا۔ عام

Marfat.com

لوگ شمار میں دس ہزار نکلے۔ اس کے بعد محمد بن قاسم کے حکم پر ان میں سے ہر ایک پر [صرف] بارہ درہم وزن کی چاندی مقرر کی گئی کیونکہ ان کا اثاثہ لٹ گیا تھا۔

مقررہ جزیہ وصول کرنے کے لئے افسروں کا تقرر

اس کے بعد سربراہوں اور رئیسوں کو جزیہ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تاکہ ہر شہر اور قصبے سے مالیہ وصول کرتے رہیں اور انہیں [حکومت کی بھی] تائید اور طاقت حاصل ہو۔ [۲۰۹]

برہمنوں کا درخواست کرنا

یہ حال دیکھ کر برہمنوں نے [اپنے حفظِ مراتب کے لئے] درخواست کی، جس پر شہر کے منتخب اور بزرگ لوگوں نے شہادت دی کہ واقعی یہ لوگ باعزت و با رسوخ تھے۔

برہمنوں کے لئے حکم

محمد بن قاسم نے انہیں [پہلے کی طرح] قابلِ احترام قرار دیا اور ان کا اثر و رسوخ [برقرار] رکھنے کے لئے پروانہ جاری کیا۔ چنانچہ کسی حال میں بھی ان سے کوئی باز پرس نہ ہوتی تھی۔ پھر اُن میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی کام پر مامور کیا گیا [جس سے] معلوم ہوا کہ واقعی ان سے خیانت کا ارتکاب نہ ہوگا۔

کاموں پر مامور کرنا

اس کے بعد جس طرح راجہ چچ کے زمانے میں ہر ایک برہمن کسی نہ کسی کام پر مامور ہوا کرتا تھا [محمد بن

Marfat.com

قاسم نے بھی] انھیں کوئی نہ کوئی کام سونپ دیا۔ پھر اس نے حکم دیا جس پر سارے برھمنوں کو حاضر کیا گیا۔ [جب وہ اکٹھے ہوگئے] تو اس نے کہا "داھر نے تمھیں اھم کاموں پر مامور کیا تھا جس کی وجہ سے تم شہر اور مضافات [کے حالات سے] بخوبی واقف ہوگے۔ [چنانچہ تم] جس مشہور و معروف آدمی کو بھی تربیت اور نوازش کا مستحق سمجھو اس سے ھمیں آگاہ کرو تا کہ اس کے حق میں مہربانی کی جائے اور اسے اعلیٰ انعامات سے سرفراز کیا جائے۔ چونکہ ھمیں تمھاری ایمانداری اور صداقت پر پورا اعتماد اور بھروسہ ھے اس لئے تم اپنے عہدوں پر بحال کئے جاتے ہو۔ ملک کا سارا کاروبار تمھاری معاملہ فہمی پر چھوڑدیا جائے گا اور یہ منصب تمھاری اولاد اور نسلوں سے کبھی نہ چھینا جائے گا"۔

برھمنوں کا دلجمعی کے ساتھ مضافات میں جانا

اس کے بعد برھمن اور عمّال ملک میں پھیل گئے اور جا کر [ھر ایک سے] کہنے لگے "اے جانے پہچانے اور مشہور [لوگو!] تمھیں معلوم ھے کہ داھر مارا جا چکا ھے اور کافروں کا دور پُورا [۲۱۰] اور ختم ھوچکا ھے۔ ھند اور سندھ میں چاروں طرف عربوں کا حکم جاری ھوا ھے جس کی وجہ سے ملک کے چھوٹے بڑے [سب] ایک جیسے ھوگئے ھیں۔ ھمارے فرائض [اب] باعزت بادشاہ [محمد بن قاسم] کی طرف سے سمجھو۔ [اس نے] ھمیں تمھارے پاس بھیجا ھے اور اچھے وعدوں کا امیدوار کیا ھے۔ اگر عربوں کا حکم نہ مانوگے تو

Marfat.com

نہ مال رہے گا نہ معاش۔ ہم خود [ان] سرداروں کی مہربانی اور احسان کے نیازمند ہو چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ [اسی وجہ سے] ہمارا مرتبہ بلند ہوجائے۔ فی الحال [ہمیں] اپنے وطنوں سے نکل کر برباد نہ ہونا چاہئے اور اگر یہ محصول کہ جو تم پر عاید کیا گیا ہے، تمہیں برداشت نہ ہو اور اس کی ادائیگی میں گراں باری سمجھو تو پھر فرصت کے وقت سرزمین ہند و سندھ کے کسی ایسے علاقے کی طرف کہ جہاں تمہارے دلوں کو اطمینان ہو، چلے جانا۔ کیونکہ آدم زاد کے لئے جان کی سلامتی سے بہتر دوسری کوئی بھی چیز نہیں۔ [جزیہ ادا کرنے سے] جب ہمیں اس خطرناک مصیبت سے نجات مل جائے گی اور ہم لشکر کے خوف سے بےنیاز ہوجائیں گے تب ہی ہمارا مال اور عیال محفوظ ہوں گے"۔

مضافات اور شہروں پر محصول مقرر کرنا

اس کے بعد سارے دیہاتیوں اور شہریوں نے حاضر ہوکر جزیہ ادا کرنا قبول کیا اور اپنے جزیہ کی رقم محمد بن قاسم سے دریافت کی۔ ساتھ ہی ساتھ جن برہمنوں کو امیر محمد بن قاسم نے محصول [کی وصولی] پر تعینات کیا تھا، ان کی بابت بھی دریافت کیا۔ جس پر اس نے [ان برہمن افسران کو] فرمایا کہ "حکومت اور خالق کے درمیان سچائی کا خیال رکھنا۔ اگر کوئی شئے تقسیم کرنا تو برابر بانٹنا۔ ہر ایک پر اس کی برداشت کے مطابق مالیہ مقرر کرنا۔ ایک دوسرے سے متفق ہوکر کام کرنا اور منتشر نہ ہونا تاکہ ملک ویران نہ ہو"۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا رعایا سے مہربانی کرنا

اس کے بعد بن محمد قاسم نے ہر ایک سے خاص مہربانی کی اور فرمایا کہ "ہرطرح دل کو خوش رکھنا۔ کوئی بھی فکر نہ کرنا کہ [اب] تم سے [مزید] باز پرس نہ ہوگی۔ میں تم سے کوئی بھی تحریر یا دستاویز نہیں لیتا۔ جو حصہ پہلے ہی مقرر اور معلوم ہے وہ ادا کرتے رہنا۔ بلکہ تم پر مہربانی اور درگذر کو واجب سمجھا جائے گا۔ جسے کوئی درخواست پیش کرنا ہو تو پیش کرے، وہ سنی جائے گی اور [اس کا] پورا جواب دیا جائے گا اور ہرایک کی مراد پوری کی جائے گی"۔

محمد بن قاسم کا اہلِ برہمن آباد کو پروانہ دینا

اب برہمنوں کی وہ رسم کہ تاجر، کافر اور ٹھاکر برہمنوں کو خیراتیں دیا کرتے تھے، بتوں کی پوجا کے وقت خوشیاں منایا کرتے تھے اور مندر کے پجاریوں کے پاس ایسے پروانے ہوا کرتے تھے، بند ہوگئی تھی اور لشکر کے خوف کی وجہ سے خیرات اور کھانا بھی دستور کے مطابق ان تک نہ پہنچتا تھا جس کی وجہ سے [وہ] مفلس اور قلاش ہوگئے تھے چنانچہ سارے [برہمنوں نے محمد بن قاسم کے] دروازے پر آکر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پیغام بھیجا کہ "امیرِ عادل سلامت رہے! ہم راہب ہیں اور ہماری ترقی اور معاش بتوں (۱) کی مجاوری پر ہے۔ جس صورت میں کہ تاجروں اور کافروں پر رحمت کی ہے اور خود پر جزیہ مقرر کرکے وہ ذمّی ہوئے ہیں اسی طرح

(۱) اصل لفظ "بدہ" ہے۔

Marfat.com

[هم] بندگان بھی حضور کے کرم سے امید رکھتے ھیں کہ ھمیں اشارہ فرمائیں گے تا کہ ھم بھی اپنے معبود کی پرستش کریں اور بتخانے (۱) آباد کریں"۔

محمد بن قاسم کا جواب

محمد بن قاسم نے جواب دیا کہ "ملک کی تخت گاہ اروڑ ھے اور یہ سارے اطراف [۲۱۲] نواحی ھیں"۔ ھندوؤں نے کہا کہ "اس ملک کی آبادی برھمنوں سے ھے۔ یہی ھمارے عالم اور حکیم (دانا) ھیں۔ ھماری شادی یا غمی کی رسومات انھیں کے ذریعے پوری ھوتی ھیں۔ ھم نے محصول یا جزیہ اسی لئے قبول کیا ھے کہ ھر ایک اپنے طریقے کی پیروی کرسکے۔ ھمارے بت کا یہ مندر(۲) ویران ھوگیا ھے اور ھم بتوں کی خدمت نہیں کرسکتے۔ امیر عادل ھمیں اجازت فرمائے کہ ھم [اسے] آباد کرکے اپنے معبود کی عبادت میں مشغول ھوں۔ [اس طرح] ھمارے برھمنوں کو [بھی] ھم سے ذریعۂ معاش مل جائے گا"۔

محمد بن قاسم کا حجاج کو لکھنا اور جواب پہنچنا

پھر محمد بن قاسم نے یہ حال حجاج کے پاس لکھ بھیجا۔ کچھ دنوں بعد اس کا جواب ملا کہ "عم زاد محمد بن قاسم کا پیارا خط ملا۔ جو حالات تحریر کئے وہ معلوم ھوئے۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ برھمن آباد کے سربراہ بت خانہ (۳)

---

(۱) اصل لفظ "خانۂ بدہ" ھے۔
(۲) اصل لفظ "بتخانۂ بدہ" ھے۔
(۳) اصل الفاظ "عمارت بدہ" ھیں۔

Marfat.com

کی آبادی اور اپنے مذھب کے لئے عرض کر رھے ھیں۔ جس صورت میں کہ [انھوں نے ھماری] فرمان برداری کے زمرے میں داخل ھوکر دارالخلافہ کا جزیہ اپنے اوپر مقرر کیا ھے اس صورت میں جزیہ کے علاوہ [ھمارا] ان پر کوئی حق اور تصرف نہیں ھے۔ کیونکہ جب وہ ذمی ھوچکے تو ان کے مال یا خون پر ھم مطلق دست اندازی نہیں کرسکتے۔ انھیں اپنے معبود کی عبادت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تم کسی بھی آدمی سے اس کے طریقے کے بارے میں کوئی روک ٹوک نہ کرنا تا کہ وہ اپنے گھروں میں اپنی مرضی کے مطابق زندگی گذارتے رھیں"۔

حجاج کا خط پہنچنا

جب حجاج کا یہ خط محمد بن قاسم کے پاس پہنچا تو اس وقت وہ شہر سے باھر نکل کر منزل انداز ھوا تھا۔ [خط ملنے کے بعد] اس نے [شہر کے] بزرگوں، سربراھوں اور برھمنوں سے فرمایا کہ "بےشک تم اپنے معبود [۲۱۳] کی عبادت کرو۔ مسلمانوں سے لین دین کرو۔ اطمینان کے ساتھ اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔ بخشش اور خیرات سے برھمنوں اور فقیروں کی خدمت کرو۔ اپنی رسمیں اور تہوار اپنے باپ دادا کے دستور کے مطابق جاری رکھو۔ برھمنوں کو اس سے پہلے جو خیراتیں دیا کرتے تھے وہ حسب دستور دیتے رھو۔ (۱) سو درھم اصل مال میں سے تین درھم [نکال کر اس میں سے] جو کچھ ان [برھمنوں] کا حق ھو وہ انھیں پہنچادو(۱)۔ باقی کو خزانے

(۱)۔(۱) اصل فارسی عبارت اس طرح ھے اور اس میں کافی الجھاؤ ھے۔ و از صد درم سه درم سنگ بر اصل مال۔ بنگرند کہ چند واجب باشد بدیشان رسانند"۔ (مترجم)

Marfat.com

کے لئے، منشیوں کے اندراجات اور حضور نواب کی حفاظت میں دیا جائے اور افسروں اور اہل کاروں کے لئے تنخواہیں مقرر کی جائیں"۔ ان شرائط کے لئے تمیم بن زید القینی (۱) اور حکم بن عوانہ کلبی کو درمیان میں لائے، اور برھمنوں کے لئے فیصلہ ہوا کہ ہاتھوں میں تانبے کی تھالی لے کر گدائی کے لئے گھروں کے دروازے پر جائیں اور اناج وغیرہ جو کچھ بھی مل سکے حاصل کریں تا کہ تباہ نہ ہوں۔ [اب] یہ رسم کافروں میں مروج ہوگئی ہے۔

محمد بن قاسم کا اہلِ برھمن آباد کو امان اور پروانہ دینا

اس طرح محمد بن قاسم برھمن آباد کے امور سے فارغ ہوا۔ لوگوں کی جو درخواستیں تھیں وہ [اس نے] پوری کیں اور عراق اور شام کے یہودیوں، نصرانیوں، گبروؤں اور مجوسیوں کے طرز پر ہر ایک کو اپنے طور طریق پر رہنے کی اجازت دے کر [خوشی خوشی] واپس کیا اور اُن کے سربراہوں کو "رانا" کا خطاب عطا کیا۔

محمد بن قاسم کا سیاکر وزیر کو بلانا

اس کے بعد [اس نے] وزیر سیاکر اور موکو [ابن] وسایو کو بلا کر دریافت کیا کہ "لوھانے کے جتوں کا چچ اور داھر سے کیا سلسلہ تھا؟ اور ان کا معاملہ کس طریقے پر چلتا تھا"؟

---

(۱) جملہ نسخوں میں یہ نسبت "القیسي" دی گئی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ کی ہوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۱۷۸] - (ن-ب)

Marfat.com

(سیاکر کا جواب:) وزیر نے موکو[ابن] وسایو کے سامنے کہا کہ "راجہ چچ کی حکومت میں۔ (۱) لوھانہ یعنی لاکھ اور سمہ [والے علاقہ کے جتوں] کو(۱) نرم کپڑے پہننے اور [۲۱۴] سروں پر مخمل اوڑھنے کی اجازت نہ تھی اس کی بجائے وہ نیچے اور اوپر کالی گدڑی پہنتے تھے، کھردری چادر کاندھوں پر ڈالتے تھے اور سر اور پیر برھنہ رھا کرتے تھے۔ [ان میں سے] جو کوئی بھی نرم کپڑا پہنتا تھا اس پر جرمانہ کیا جاتا تھا۔ گھر سے باھر نکلتے وقت وہ کتّے ساتھ لے کر چلتے تھے جس کی وجہ سے [دور سے] پہچانے جاتے تھے۔ ان کے کسی بھی سربراہ کو گھوڑے پر سوار ھونے کی اجازت نہ تھی۔ جہاں بھی مضافات میں بادشاھوں کو راھبر کی ضرورت ھوتی وہ راستہ بتایا کرتے۔ راستوں کی نشان دھی ان کے ذمے ھوتی تھی اور وہ [مسافروں کو] ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے تک پہنچایا کرتے تھے۔ اس قوم کا کوئی بھی سربراہ یا رانا جب

---

(۱)-(۱) اصل عبارت یہ ھے "لوھانہ یعنی لاکہ و سمہ را" جس کی ابتدا میں غلطی سے لفظ "جتان" حذف ھوگیا ھے۔ صحیح عبارت "جتانِ لوھانہ یعنی لاکہ و سمہ را" ھی ھوگی۔ کیونکہ محمد بن قاسم نے لوھانہ کے جتوں کے متعلق دریافت کیا ھے اور نیچے وزیر سیاکر کا بیان بھی جتوں ھی کے متعلق ھے لاکھ اور سمہ کے متعلق نہیں۔ اس کا یہ بیان تقریباً وھی ھے کہ جو اس سے پیشتر صفحہ [۴۷] پر لوھانہ کے جتوں کی بابت چچ کی پالیسی کے طور پر بیان ھوچکا ھے۔ یہاں "لوھانہ" سے مراد وہ علاقہ ھے کہ جو لاکھ اور سمہ قوموں کی ارانمی پر مشتمل تھا۔ مزید دیکھئے حاشیہ ص [۴۰]-(ن-ب)

Marfat.com

گھوڑے پر سوار ھوا کرتا تھا تو [اس کا گھوڑا] بغیر زین، لگام اور نکتی کے ھوا کرتا تھا۔ البتہ گھوڑے کی پشت پر وہ گدڑی رکھ کر سوار ھوسکتا تھا۔ اثناءِ راہ میں اگر کبھی کسی [رھرو] کو کوئی حادثہ پیش آتا تھا تو اس کی بازپرس بھی اسی قبیلے کے لوگوں سے کی جاتی تھی کیونکہ ان کے سربراھوں پر اس کی ذمہ داری عاید تھی۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی چور [ثابت] ھوجاتا تھا تو اسے عیال اور اطفال سمیت آگ کی نذر کیا جاتا تھا۔ قافلے دن رات ان کی رھبری میں سفر کرتے تھے۔ ان میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہ کیا جاتا تھا۔ یہ قبائل وحشی طبع تھے اور حاکم کی اطاعت سے ھمیشہ سرکشی اور شاھراھوں پر رھزنی کیا کرتے تھے۔ دیبل میں بھی یہ لوگ وھاں کے باشندوں کے ساتھ لوٹ مار میں شریک رھا کرتے تھے۔ باورچیخانے کے لئے لکڑیوں اور رسد کی فراھمی نیز بادشاہ کی اعانت ان پر فرض تھی"۔

(روایت) اس پر محمد بن قاسم نے کہا کہ "کس قدر برے لوگ ھیں یہ! بالکل فارس اور کوہ پایہ کے جنگلیوں کی طرح۔ ان کے طریقے بھی ویسے ھی ھیں"۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے بھی انھیں اسی [قدیمی] دستور اور طریقے کا پابند رکھا۔ جس طرح کہ امیرالمومنین عمر بن الخطاب [۲۱۵] رضی اللہ عنہ نے شام کے [عیسائی] لوگوں پر [فرض] کیا تھا کہ جو بھی [مسلمان] مہمان ان کی طرف آنکلے اسے وہ ایک دن اور ایک رات کھانا کھلائیں گے اور اگر بیمار ھو تو پھر تین دن تک اس کی مہمانی کریں۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا حجاج بن یوسف کے پاس خط بھیجنا

برھمن‌آباد کے کاروبار سے فارغ ھونے اور جتوں پر جزیہ مقرر کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کو اس حال سے آگاہ کیا کہ: برھمن آباد کی آبنائے جلوالی (۱) سے آگے تک۔ (۲) یہ خدمت عاید کی گئی (۲)۔ اسے سندھ کی زمین کے قبضے میں لانے کی [بھی] اطلاع دی گئی اور تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔

حجاج کا جواب

پھر حجاج نے جواب لکھا کہ "اے عم‌زاد محمد بن قاسم! تو جس طرح سپاہ داری، رعایا نوازی، خلق پروری اور کارو بار کے انتظام کی کوشش کر رھا ھے وہ بڑی تعریف [کا مستحق] ھے۔ ھر مقام پر تونے جو مال مقرر اور معین کیا ھے اور رعایا کے ھر طبقے کو شریعت کے دستور اور معاملہ کے مطابق سرفراز کیا ھے وہ حکومت کے استحکام اور سلطنت کے انتظام کا باعث ھوا ھے۔ [لیکن] تجھے اب اس جگہ پر [مزید] قیام نہیں کرنا چاھئے۔ ھند اور سندھ کی بادشاھت کے ستون اروڑ اور ملتان ھیں جو کہ بادشاھوں کی تخت گاہ ھیں۔ بادشاھوں کے خزانے اور دفینے [بھی] ان دونوں مقامات پر مدفون ھوں گے۔ اگر قیام ھی کرنا ھے تو کسی ایسی جگہ پر جا کر قیام کرو کہ جو

---

(۱) فارسی ایڈیشن کے متن میں "جوئی جلوانی" ھے۔ کی ھوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۰۱]۔(ن۔ب)

(۲)۔(۲) اصل الفاظ یہ ھیں "این خدمت تحریر افتاد"۔ (مترجم)

Marfat.com

پر فضا ہو تا کہ سارا سندھ اور ہند قبضے میں آجائے۔ جو اسلام کی تابعداری سے انکار کرے اسے قتل کرڈالو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ ہند کے شہروں سے لے کر [۲۱۶] چین کی حدود تک [کے علاقے] فتح کرنا تجھ پر لازم ہے (۱)۔ امیر قتیبہ بن مسلم قریشی (۲) کو [بھی چین فتح کرنے کے لئے] مامور کیا گیا ہے۔ سارے [عراقی] غلام اس کی طرف منتقل کئے جائیں اور [جہم بن زحر بن قیس کو بھی اس کے پاس بھیجا جائے اور] نامزد کردہ [عراقی] لشکر اس کے ساتھ جائے (:) اے عم زاد! تو [خود بھی] یہ کارنامہ انجام دے تا کہ [تیرے باپ] قاسم کا نام روشن ہو اور دشمن عاجز اور پریشان ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

(۱)-(۱) اصل فارسی عبارت قطعی ناقص ہے جس کی دوسری عربی تاریخوں کی مدد سے تصحیح کی گئی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۱۷]-(ن-ب)

(۲) (ر) (م) (ن) (ب) (ک) (ح) (س) ان سارے نسخوں کی عبارت اس مقام پر "القریشی" (صحیح اَلقَرَشی) ہے۔ (پ) کی عبارت "الراشی" بھی القرشی کی تصحیف ہے۔ مطلب یہ کہ جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت کے مطابق یہ نسبت "قریشی" ہوگی۔ اس لئے ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ مگر قتیبہ بن مسلم عام طور پر "الباھلیِ" کی نسبت سے مشہور ہے۔ اسی وجہ سے فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر نے "الباھلی" کی نسبت کو صحیح سمجھ کر متن میں رکھا ہے مگر "القرشی" کی نسبت ہی بالکل درست اور اس جگہ پر زیادہ موزوں ہے۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۱۷]-(ن-ب)

Marfat.com

حجاج بن یوسف کا خط پہنچنا

جب حجاج کا خط محمد بن قاسم کے پاس پہنچا تو اس نے وہ پڑھا، لکھا تھا کہ "اے محمد! تحریری طور پر ہم سے مشورہ کرتا رہ کہ یہی ہوشیاری کا سرمایہ ہے۔ فاصلہ کی دوری کی وجہ سے ہمارے درمیان پردہ حائل رہتا ہے۔ تو کوشش کرتا کہ شہر کے چاروں سربراہ اشخاص تیری اطاعت پر حریص ہوں اور [ان کی] دلجوئی کرتا رہ"۔

شہر کے سربراہوں میں سے چار اشخاص کو سلطنت کے استحکام کے لئے پروانۂ آزادی [عطا کرنا]

اس کے بعد شہر برہمن آباد یعنی بانبھڑاہ (۱) کے کار و بار پر وداع بن حُمَید البحرؔی (۲) کو بلا کر رئیس اور عامل مقرر

---

(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت "بابن واہ" ہے جو غالباً نسخہ (پ) کے مطابق ہے - (ر) میں "پاین واہ"، (م) میں "باین واہ"، (ن)، (ب) "بابراہ"، (س) "ابوبن واہ"۔ ہم نے (ن)، (ب) کی عبارت "بابرہ" کو ترجیح دی ہے - (پ)، (ر)، (م) کی قراءتوں میں غالباً تصحیف ہے اور یہ عبارتیں بھی "بانب راہ" کی بگڑی ہوئی صورت خطی ہیں - "بابراہ" یا "بانب راہ"، برہمن آباد کے مقامی سندھی نام "بانبھڑاہ" یا (بانبھناہ) کی فارسی صورت خطی معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اس لفظ کو اسی مقامی نام کے مطابق لکھا ہے - مزید دیکھئے حاشیہ ص [۲۱۷]-(ن-ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں یہ نسبت یہاں یا ص [۱۰۹] پر "النّجدی" دی گئی ہے اور اس صفحہ نیز ص [۱۲۴] کے حاشیہ میں مختلف نسخوں

(دیکھئے حاشیہ ص ۳۰۶)

Marfat.com

کیا۔ مالی کاروبار شہر کے چار تاجروں کے حوالے کیا اور انھیں کھلا پروانہ عطا کیا کہ سارے کلی و جزوی معاملات ان کے حضور میں پیش کئے جائیں اور کوئی بھی معاملہ ان کے مشورے کے بغیر انجام نہ دیا جائے۔ نوبت بن دارس کو راؤڑ کے قلعے پر متعین کیا تا کہ وہاں رہ کر کشتیاں تیار رکھے اور جو بھی کشتی اوپر سے نیچے کو آئے یا جائے، اگر اس میں فوجی سامان ہو تو گرفتار کرکے راؤڑ کے قلعے میں لے جائے۔ اس (راؤڑ) سے بالائی [مقام پر] کشتیوں کی ذمہ داری حکم ابن زیاد العبدی (۱) کے سپرد کی۔ کچھ کا ملک، جو کیرج کے بادشاہ دروھر کے قبضے میں تھا وہ ھُذَیْل بن سلیمان الازدی کے حوالے کیا۔

حنظلہ بن آخی نُبَاتہ (۲) کلابی (یعنی نباتہ کے بھائی کے بیٹے حنظلہ) کو دھلیلہ کا حاکم مقرر کیا۔ اس کے بعد [سب کو]

(بقیہ حاشیہ ص ۳۰۵)

کی عبارتیں نہیں دی گئیں اس کے یہ معنی ہوئے کہ ان دونوں صفحات پر جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت "النّجدی" ہے۔ ان دونوں صفحات پر (ن) اور (ر) کی بھی یہی عبارت ہے۔ البتہ فارسی ایڈیشن کے حاشیہ ص]۱۰۹[پر صرف دو نسخوں کی عبارتیں اس طرح دی گئی ہے۔ (ب) "ا تحدی"، (س) "اینحدی"۔ "النّجدی" درحقیقت "البحری" کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور صحیح نسبت "البحری" ہے نہ کہ "النّجدی" مزید دیکھئے حاشیہ ص [۲۱۷]۔(ن۔ب]

(۱) یعنی "محمد بن زیاد العبدی"۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی ایڈیشن میں "بنانہ" ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

حکم دیا کہ ہر مہینہ جانچ پڑتال، علم اور آزمائش کے بعد ملک کے حالات کی خبر دیتے رہیں۔ پھر ان سب کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ہدایت کی کہ "اگر دشمن کے لشکر یا رعایا کی مخالفت کی وجہ سے کوئی فتنہ پیدا ہو تو اسی [ہدایت] پر عمل کرنا اور فسادیوں کی گوشمالی کرنا"۔ قیس بن عبدالملک بن قیس الدسی (۱)، خالد انصاری اور ہزار پیادوں کو سیوستان (سیوھن) میں متعین کیا۔ (۲) مسعود تمیمی، ابن شیبہ جُدیدی (۲) فراس عَتَکی (۳)، صابر یَشکری، عبدالملک

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں "الدمنی" ہے مگر یہ نسبت نہایت مشکوک ہے۔ (دیکھئے حاشیہ ص ۱۵۱) ہم نے مختلف نسخوں کی قراءتوں کے مطابق یہاں اس لفظ کی عاری صورت دی ہے۔ (ن۔ب)

(۲)۔(۲) اصل عبارت "مسعود تمیمی ابن شیبۃ جدیدی" ہے لیکن یہاں "مسعود تمیمی و ابن شیبۃ جدیدی" ہونا چاہئے کیونکہ "تمیمی" اور "جدیدی" قطعی دو جدا نسبتیں ہیں اور ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ "تمیمی" کی نسبت "بنو تمیم" کی جانب ہے جو کہ عدنانی عرب ہیں اور "جدیدی" کی نسبت بنو جدید کی طرف ہے جو کہ "الازد" میں سے ہیں یعنی قحطانی عرب ہیں [بمطابق: بنو جدید من بنی اسد بن شریک بن مالک بن عمرو بن مالک بن فہم (اشتقاق ابن درید ص ۲۹۴) بن غنم بن دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازد (جمہرۃ ابن حزم، ص ۵۸-۳۰۶)] اس کے علاوہ تمیم اور ازد قبائل کے درمیان شدید قبائلی رقابت تھی۔ (ن۔ب)

(۳) اصل میں "فراستی عنکی" ہے۔ "عتکی" کی نسبت بنو العتیک قبیلے کی جانب ہے جو "ازد" میں سے ہے۔ دیکھئے آخر میں حاشیہ ص ۱۸۷۔ "فراستی" نام عربوں میں کہیں نظر نہیں آتا اور غالباً یہ "فراس" کی تصحیف ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

بن عبدالله الخزاعی، مہنّی (۱) بن عکّہ اور الوفا بن عبدالرحمٰن کو دیبل اور نیرون کوٹ پر مامور کرکے روانہ کیا تا کہ یہ حدود محفوظ رہیں۔ سلیح نامی بکر بن وائل کے ایک آزاد کئے ہوئے غلام کو اشبہار (۲) کا گورنر مقرر کیا اور [ابن] علوان بکری (۳) اور قیس بن ثعلبہ نے تین ہزار غلاموں کے ساتھ وہیں سکونت اختیار کی۔ ان کے ساتھ عیال و اطفال بھی تھے۔ چنانچہ جتوں کے پورے علاقے پر قبضہ کرکے وہ وہیں آباد ہو گئے۔

محمد بن قاسم کے روانہ ہونے کی خبر

ساؤندی سمہ کے والی امیر محمد نے اس طرح بیان کیا ہے کہ "جب محمد بن قاسم [۲۱۸] برہمن آباد کے بندوبست اور مشرقی و مغربی مضافات اور نواح کے معاملات کے استحکام سے فارغ ہوا تب جمعرات کے دن ۳۔ ماہ محرم سنہ چورانوے کو [وہاں سے] کوچ کرکے ساؤندی کے نواح میں اس مقام پر اترا

---

(۱) اصل متن میں "مہنی" ہے۔ دیئے ہوئے لفظ کو ہم نے خود صحت کے لحاظ سے شامل کیا ہے۔ (ن۔ب)

(۲) یہاں فارسی ایڈیشن یا (ر) (ن) میں "اجتہاد" ہے جو غالباً "اشبہار" کی تصحیف ہے۔ پہلے ص [۱۳۲] پر "اشبہار" کے قلعے اور نواح کے جتوں کا ذکر آیا ہے یہاں بھی نیچے جتوں کے ملک کا ذکر ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ صحیح نام "اشبہار" ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ن۔ب)

(۳) اصل متن میں "علوان بحری" ہے مگر محمد بن قاسم کے لشکر میں علوان نہیں بلکہ اس کا بیٹا ذکوان شامل تھا۔ دیکھئے صفحات [۱۰۷، ۱۵۵، ۲۷-۱۷۱، ۱۷۳، ۱۸۷ اور ۱۹۲] - (ن۔ب)

Marfat.com

جسے "منہل"(۱) کہتے ہیں۔ [وہاں] ایک فرحت افزا جھیل اور چراگاہ تھی جسے جھیل وکربہار(۲) کہتے تھے۔ چنانچہ وہ اسی جھیل کے کنارے خیم زن ہوا۔ اس اطراف کے سب لوگ (۳) شمنی اور بدھ کے پیرو(۳) تاجر تھے۔ [وہ] سب فرماں برداری سے پیش آئے۔ محمد بن قاسم ذ حجاج کے فرمان کے مطابق سب کو امان دے کر فرمایا کہ "اپنے وطن میں آرام سے آسودہ رہو اور اپنا جزیہ وقت پر خزانے میں پہنچاتے رہو"۔ پھر ان پر جزیہ مقرر کرکے ان میں سے دو اشخاص کو ان پر رئیس مقرر کیا۔ [ان میں سے] ایک بواد شمنی (۴) تھا اور

(۱) (پ) (ر) (م) میں "مطابق"، (ن) (ب) (ح) میں "مسہل"، (س) (ک) میں "مستہل" ہے۔

(۲) فارسی ایڈیشن کی عبارت "دندہ وکربھاء" ہے، جو غالباً (م) (ب) کے مطابق ہے۔ (پ) میں "دیدہ دکریھاء"، (ر) میں "دندہ وکربھار" (ن) میں "دندہ وکریھاء"، (ح) میں "وکریھا" ہے۔ ہم نے (ر) کی عبارت "دندہ وکربھار" =[دھندہ (جھیل) وکربھار] کو اختیار کیا ہے کیونکہ اس خطہ میں شمنی اور بودھی باشندوں کی آبادی سے یہ خیال ہوتا ہے کہ "وکربھار" اس خطہ کا شاید کوئی بدھ کا مندر تھا جس کی وجہ سے جھیل کا بھی یہی نام پڑگیا۔ بدھ کے مندروں کے نام کے آخیر میں عموماً لفظ "بھار" ہوتا ہے۔ (ن۔ب)

(۳)-(۳) فارسی ایڈیشن میں اصل الفاظ "سمنیان و بدگان ہے۔ (پ) (ن) (ب) (ح) (ک) میں "بدگان" کی بجائے "بھزمان" ہے۔ (س) میں "بھزنان" (ر) "ارکان" (م) میں "لدکان" ہے۔

(۴) اصل متن میں "سمنی بواد ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا کیا ہے۔ (ر) (ن) میں بھی "بواد" ہے، (پ) میں "بران" اور (ک) میں "بوار" ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

دوسرا بدھینی ابن بھمن دھول (۱)۔ اس طرف کے نواح کے لوگ جت تھے جنھوں نے [متفقہ طور پر] اطاعت قبول کی۔ [چنانچہ] حجاج کے حکم کے مطابق سب کو خوف سے امان دے کر [محمد بن قاسم نے] یہ حال [حجاج کے پاس] لکھ بھیجا۔

جب یہ سارے حالات حجاج کو معلوم ہوئے تب اس نے جواب دیا کہ "حکم ظاہر ہے کہ جو بھی جنگ کرے اسے قتل کرو دوسری صورت میں ان کی بیٹیاں اور بیٹے ضمانت کے طور پر قید کر کے بند رکھو جو لوگ فرماں برداری کے لایق ہیں اور ان کے دل صاف ہیں انھیں امان دے کر ان کے ذمے جزیہ مقرر کرو۔ دستکاروں اور تاجروں پر بہت ہلکا بوجھ رکھنا۔ جس کے متعلق بھی یہ معلوم ہو کہ وہ زراعت اور کاشت میں بڑی محنت کرتا ہے اس سے قانونی محصول میں رعایت اور ہمدردی کی جائے۔ جو اسلام کی عزت سے مشرف ہو اس کے مال اور زراعت سے دسواں حصہ لیا جائے۔ جو اپنے دھرم پر قایم رہے اس کے [۲۱۹] کارخانے اور زراعت سے ملک کے قانون کے مطابق دیوانی محصول کا حصہ وصول کر کے عاملوں کے حوالے کیا جائے"۔

اس کے بعد [محمد بن قاسم] نے وہاں سے ڈیرے اٹھائے

---

(۱) فارسی ایڈیشن میں اس نام کا تلفظ "بدیھی بمن دھول" دیا گیا ہے جو کہ (م) (ن) اور (ب) کے مطابق ہے۔ (ر) میں "بدیھنی بمن دھول"، (پ) میں "مائی زن داھر" اور (ک) میں "بدھی" ہے۔ ہمنے (ر) کی عبارت کی مناسبت سے سندھی نام کے مطابق "بدھینی [بن] بھمن دھول" اختیار کیا ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اور جا کر بھراور(۱) میں منزل انداز ھوا۔ وھاں سلیمان بن نبھان اَور [قبیلۂ] کندہ کے آزاد کئے ھوئے غلام ابو فضۃ القشیری کو بلا کر [انھیں] خدائے عزوجل اور مزید تائید کے لئے کندہ کی اولاد کی قسم دے کر (۲) ان کے اور جنید بن عمرو اور بنی تمیم کی جماعت کے درمیان محبت پیدا کراکے [اور باھم] ملا کر اھل بھراور [کے علاقے] کی سرحد پر روانہ کیا (۲)

---

(۱) فارسی ایڈیشن کی عبارت یہ ھے "و بہ ھراور نزول کرد" اور اس لحاظ سے یہ نام "ھراور" ھوسکتا ھے۔ (ر) اور (ن) کی عبارت ھے "و بھراور نزول کرد" یعنی "بھراور" لفظ مفرد ھے۔ ھمارا بھی یھی خیال ھے کہ یہ نام مرکب یعنی "بہ ھراور" نھیں ھے۔ ممکن ھے کہ اصل نسخے کی عبارت "و بہ بھراور نزول کرد" ھو اور کاتبوں نے پھلے "بہ" کو زائد سمجھ کر نہ لکھا ھو۔ ھمارے اس خیال کا پھلا سبب اس نام کا نسخہ (پ) میں دیا ھوا تلفظ ("تھراؤ") ھے جس سے معلوم ھوتا ھے کہ اس نام کی عاری صورت "مھراو" یا "مھراور" ھے یعنی اس نام کے شروع میں "ھ" سے پھلے ایک شوشہ یا دندانہ ھے دوسرا سبب ذیل میں غالباً اسی نام "بھراور" کا جملہ قلمی نسخوں میں تلفظ "بھرج" ھے جس کا ابتدائی نصف حصہ "بھر" ھے۔ (ن-ب)

(۲)-(۲) فارسی ایڈیشن کی عبارت اس طرح ھے "و ایشا نرا و آنجماعت را بہ جنید بن عمرو و بن تمیم داد و بعد اھلِ بھرج فرستاد" مگر ایک تو سارے نسخوں میں پھلے "بہ" کی جگہ پر "از" ھے دوسرے "بنی تمیم" کے بعد سارے نسخوں میں مندرجہ ذیل الفاظ ھیں جو کہ ایڈیٹر نے مبھم سمجھ کر چھوڑ دیئے ھیں - (پ) "محبت"، (ن) (ب) (ح) "منجست سبّہ"، (س) "محبت بستہ"، (ک) "سنجت سبّہ"۔

(دیکھئے حاشیہ ص ۳۱۲)

Marfat.com

جہاں جا کر وہ مقیم ہوئے۔ پھر عمرو بن مختارالاکبر حنفی کو نائب مقرر کرکے نامور بہادروں کی ایک جماعت اس کی فوج میں شامل کی۔

سمّوں کا استقبال کے لئے آنا

اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] سموں کے قبیلے کی طرف رخ کیا، قریب پہنچنے پر انھوں نے ڈھول اور شہنائیاں بجاتے اور ناچتے ہوئے [اس کا] استقبال کیا۔ محمد بن قاسم نے پوچھا کہ "یہ ہنگامہ کس لئے ہے"؟ بتلایا گیا کہ "ان کی رسم ہے کہ جب کوئی نیا حاکم یا بادشاہ [مقرر] ہوتا ہے تب خوشی منا کر ناچ اور راگ کے ساتھ پیش آتے ہیں"۔ اس کے بعد خریم بن عمرو، محمد بن قاسم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "خدائے تعالیٰ کی حمد اور تہلیل (۱) ہم پر

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۱)

غالباً "محبت بستہ" یعنی "محبت کراکے" صحیح ہے۔ دیکھئے حاشیہ فارسی ایڈیشن ص [۲۲۰] - اوراسی لحاظ سے یہ فارسی عبارت یوں ہوگی "و الیشا نرا و آن جماعت را از جنید بن عمرو و بنی تمیم محبت بستہ، داد و بجد اهل بهرج فرستاد"، ترجمہ بھی اسی لحاظ سے کیا گیا ہے مگر "بھرج" غالباً "بھراور" کی تصحیف ہے کیونکہ شہر "بھرج" جس کا فارسی ایڈیشن کے صفحات [۷۶] اور [۸۲] میں پہلے ذکر آچکا ہے اس وقت سندھ کی حدود سے باہر اور غالباً سیستان کی حدود میں تھا یہاں اس کا ذکر بےموقع ہے محمد بن قاسم "بھراور" میں آکر اترا تھا اور اسی علاقے "بھراور" کا انتظام ہی اس کے پیش نظر تھا۔ (ن۔ب)

(۱) یعنی ذکر لا إله الا الله کرنا۔ (مترجم)

Marfat.com

واجب ھے کہ جس نے یہ جماعت ھماری تابعدار اور زیرِ فرمان کی ھے اور ھمارا حکم اس ملک میں جاری ھوا ھے"۔ خریم ایک [۲۲۰] دانا اور ھوشیار شخص تھا اور اس کے ساتھ دیندار اور امین بھی تھا۔ اس کے بیان پر محمد بن قاسم نے ھنس کر کہا کہ "[اچھا] ان کی حکومت تجھے عطا کی گئی" اور اس کے بعد [ان سّموں کو] اس کے آگے ناچ اور تماشے کرنے کا حکم دیا۔ [اس پر] خریم نے بھی انھیں مغربی سونے کے بیس دینار انعام میں دیئے اور کہا کہ "یہ بادشاھی رسم ھے کہ جب کسی حاکم کے آنے پر خوشی کرتے ھیں اور شکر الٰھی بجا لاتے ھیں تو یہ نعمت ان پر مستقیم رھتی ھے"۔

محمد بن قاسم کا لوھانہ سے سھتہ [علاقے] کی جانب منزل کرنا (کوچ کرنا) (۱)

(۲) حکایتوں کے راوی نے، علی بن محمد سے [اور اس نے] عبدالرحمٰن عبدربہ السلیطی سے اس طرح روایت کی ھے (۲)

---

(۱) اصل عنوان "منزل کردن محمد بن قاسم بطرف لوھانہ وستھہ" ھے۔ یعنی "محمد بن قاسم کا لوھانہ اور سھتہ کے طرف منزل کرنا" مگر نیچے کے مضمون سے واضح ھے کہ محمد بن قاسم لوھانہ کے علاقے کا انتظام مکمل کرچکا تھا اور اب سھتہ یا سھتوں کے علاقے کے طرف روانہ ھوا۔ (ن۔ب)

(۲)۔(۲) اصل عبارت یہ ھے "راویِ احادیث از علی بن محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالله السلیطی چنان روایت کرد"۔ درحقیقت علی بن محمد (المدائنی) اور عبدالرحمٰن دو مختلف نام ھیں۔ محمد اور عبدالرحمٰن کے درمیان "بن" کا لفظ غلط ھے اور غالباً "عن" (یعنی سے) کی

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۳۱۴)

Marfat.com

کہ "جب محمد بن قاسم [علاقہ] لوھانہ کے کاروبار سے فارغ ھوکر سھتہ [قوم کے علاقے] میں منزل انداز ھوا تو ان کے رئیسوں اور سربراھوں نے سر اور پا برھنہ ھوکر اس کا استقبال کیا اور امان طلب کی۔ انھیں بھی امان دے کر [ان پر] جزیہ مقرر کیا اور ان کے ضامن لئے۔ پھر سفر کی منزلیں طے کرتے ھوئے اروڑ کا رخ کیا اور ان کے رھبروں کی پیشوائی میں اروڑ تک آیا کہ وہ شہر ھند کا پایۂ تخت اور سندھ کا سب سے بڑا شہر ھے اور وھاں کے باشندے زیادہ تر تاجر، صنّاع اور کسان ھیں۔ راجہ داھر کا بیٹا گوپی (۱) اس قلعے پر قابض تھا اور کوئی بھی شخص اس کے سامنے راجہ داھر کے قتل ھوجانے کی خبر بیان نہ کرسکتا تھا۔ وہ کہتا رھتا تھا کہ "راجہ داھر ابھی زندہ ھے اور ھندوستان کا لشکر لینے کے لئے گیا ھوا ھے تاکہ اس کی قوت اور مدد سے عرب کے لشکر کا مقابلہ کرے"۔ [محمد بن قاسم] اس قلعے سے ایک میل کے فاصلے پر ایک ماہ تک چھاؤنی ڈالے پڑ رھا۔ اس نے وھاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں جمعہ کے دن خطبہ پڑھا کرتا۔

اھلِ اروڑ سے جنگ کرنا

اس کے بعد اروڑ والوں سے جنگ شروع کی انھیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۳)
بگڑی ھوئی شکل ھے، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بھی غلط ھے۔ صحیح نام عبدالرحمٰن بن عبدربہ السلیطی ھے جس کا ذکر صفحات [۸۱، ۹۳ اور ۹۹] پر آچکا ھے۔ (ن۔ب)

(۱) اصل صورت خطی "قوفی" ھے۔ کی ھوئی ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ نمبر ۱ ص [۲۲۲] ۔ (ن۔ب)

Marfat.com

[اھلِ اروڑ کو] امید تھی کہ داھر کوئی کمک [۲۲۱] لائے گا چنانچہ قلعے کے اوپر سے انھوں نے نعرے بلند کئے کہ "تمھیں جان و مال کی معافی نہ ملے گی کیونکہ داھر کمک لے کر آرھا ھے۔ ھاتھیوں، سواروں اور پیادوں کا بے انداز لشکر تمھارے پیچھے آئے گا اور ھم قلعے سے باھر نکل کر تمھاری فوج کو شکست دیں گے۔ اس وقت تم اپنا مال اور اسباب [خواہ مخواہ] ضایع کررھے ھو، اپنی جان پر رحم کھا کر بھاگ جاؤ مبادا برباد ھو۔ [خیریت چاھتے ھو تو] یہ نصیحت گوش گذار کرو"۔

داھر کی بیوی لاڈی کا اروڑ کے قلعے والوں سے گفتگو کرنے کے لئے جانا

محمد بن قاسم نے جب جنگ کے لئے ان کی جانفشانی دیکھی اور ان کی مقاومت کا مشاھدہ کیا کہ وہ [کسی طرح بھی] داھر کا قتل کیا جانا تسلیم نہیں کرتے، تب اس نے داھر کی بیوی لاڈی کو، جسے کہ مالِ غنیمت سے خرید کر اپنے نکاح میں لایا تھا، اسی سیاہ اونٹ پر، کہ جس پر داھر کی بیوی (لاڈی) [گرفتار ھونے کے وقت] سوار تھی، سوار کرکے اپنے قابل اعتماد آدمیوں کے ساتھ قلعے کے سامنے بھیجا۔ چنانچہ اس نے [قریب جا کر] بلند آواز سے کہا کہ "اے قلعے والو! تمھاری بھلائی کی بات ھے، سامنے آکر کھڑے ھو تو کہوں"۔ خاص آدمیوں کی ایک جماعت فصیل پر آگئی۔ اس کے بعد لاڈی نے منہ کھول کر کہا "میں ھوں داھر کی بیوی لاڈی۔ ھمارا راجہ قتل ھوچکا ھے اور اس کا

Marfat.com

سر، جھنڈوں کے ساتھ عراق اور تاج دارالخلافہ کو بھیج دیا گیا ھے، [اب] تم خود کو ھلاکت میں نہ ڈالو" (قولہ تعالیٰ) وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ(۱) (خود کو ھلاکت میں نہ ڈالو)۔ اس کے بعد چیخ کر زار زار رونے اور بین کرنے لگی۔ وہ لوگ قلعے کے اوپر سے کہ رھے تھے کہ "تو جھوٹ بولتی ھے۔ تو خود بھی ان گائے خور چنڈالوں سے مل گئی ھے۔ ھمارا راجہ ابھی زندہ ھے۔ اور زبردست لشکر، کثیر انبوہ اور مست ھاتھی ساتھ لے کر دشمنوں کو دفع کرنے کے لئے آئے گا۔ تونے خود کو عربوں کے ساتھ خراب اور آلودہ کیا ھے اور [اب] ھمارے ملک پر عربوں کی حکومت کو ترجیح دیتی ھے"۔ [اس طرح] وہ گالیاں دیتے رھے۔ یہ خبر محمد بن قاسم کو پہنچی چنانچہ لاڈی کو واپس بلا کر اس نے کہا کہ "سیلائج کے گھرانے سے بخت بیزار ھوچکا ھے"۔

داھر کی موت کے بارے میں ایک ساحرہ کا امتحان کرنا

اس حکایت کے آرائش کرنے والوں نے اس طرح بیان کیا ھے کہ: اروڑ کے قلعے میں ایک ساحرہ رھتی تھی جسے ھندی میں جوگنی کہتے ھیں، گوپی [بن] داھر(۲) اور شہر کے خاص آدمیوں نے اس کے پاس جاکر عرض کیا کہ "تیرے علم سے ھمیں امید ھے کہ راجہ داھر کی خبر معلوم ھوگی کہ کہاں

---

(۱) سورۃ البقرہ: رکوع-۲۴ (ن-ب)

(۲) اصل متن میں "قوفي داھر" ھے۔

Marfat.com

ھے"؟ ساحرہ نے کہا کہ "مجھے آج کے دن کی مہلت دو تو میں امتحان کرکے اور پوری خبر معلوم کرکے تمھیں آگاہ کروں"۔ اس کے بعد گھر گئی اور تین پہروں کے بعد [جزیرۂ] سراندیپ سے مرچ اور جائفل کے درختوں کی تازہ شاخ، کلیوں، پھولوں اور پھلوں سمیت ھاتھ میں لئے واپس آئی اور کہنے لگی "قاف سے قاف تک [میں نے] ساری دنیا کی سیر کی لیکن سندھ اور ھند میں کسی مقام پر بھی اس کا نشان تک نظر نہ آیا اور نہ اس کی کوئی خبر [ھی] سنی۔ [اب] جاکر اپنی کوئی تدبیر کرو اگر زندہ ھوتا تو مجھ سے پوشیدہ نہ رھتا۔ اس خبر کی تصدیق کے لئے سراندیپ سے تمھارے پاس ھری ٹہنیاں لے کر آئی ھوں تا کہ تمھیں مجھ سے بدگمانی نہ ھو۔ مجھے یقین ھوگیا ھے کہ روئے زمین پر تمھارا راجہ زندہ نہیں ھے"۔

عہدِ وثیق کرکے قلعۂ اروڑ کو حوالے کرنا

اس خبر کے معلوم ھونے پر شہر کے عام و خاص لوگوں نے کہا کہ "ھم محمد بن قاسم کی دینداری اور پرھیزگاری، دادرسی اور بے ریائی، عدل اور فضل، وعدہ وفائی اور قول کی سچائی [پہلے ھی] سن چکے ھیں اور اب [خود آنکھوں سے] دیکھ رھے ھیں۔ ھمیں چاھئے کہ کسی قابلِ اعتماد شخص کی معرفت پیغام بھیج کر اور امان طلب کرکے قلعہ اس کے حوالے کردیں۔ [اس طرف] جب گوپی (۱) کو داھر کے قتل

---

(۱) اس مقام پر اور آیندہ صفحہ پر (پ) (ن) (ب) (ک) کی متفق

(دیکھئے حاشیہ ص ۳۱۸)

Marfat.com

ہونے اور رعایا کے پریشان ہونے کی خبر ہوئی تو جب ستاروں کا بادشاہ رات کے سیاہ پردے میں پوشیدہ ہوگیا تب وہ اپنے خاندان اور حامیوں کو ساتھ لے کر قلعے سے نکلا اور چترور(۱) [کی طرف] چلا گیا۔ اس کے بھائی (۲) جیسینہ اور وکیہ (۲) داھر کے بیٹے [بھی] وھیں تھے جو کہ نزوالہ‌صندل(۳) نامی ایک مقام پر اقامت گزیں تھے۔ علافیوں میں سے ایک شخص نے جو کہ اروڑ میں گوپی کی رفاقت میں تھا، گوپی کے فرار اور روپوش ہوجانے کی خبر لکھ کر تیر سے باندھ کر [لشکر اسلام کی طرف] پھینکی کہ گوپی [بن] داھر اروڑ کی حکومت چھوڑ کر کسی طرف چلا گیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۷)

عبارت "فوفی" ہے۔ (ر) میں "قوفي" یا "قونی" ہے اوز (م) میں "قوفی" ہے جو کہ فارسي ایڈیشن میں بھی اختیار کی گئی ہے۔ ترمیم کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۲۲] ۔ (ن۔ب)

(۱) یہ عبارت نسخہ (پ) کے مطابق ہے۔ (ن) (ر) میں "جتور" اور (ب) (س) میں "چتور" ہے۔

(۲)۔(۲) فارسی ایڈیشن میں "جیسیہ ودکیہ" ہے جو کہ شاید نسخہ (پ) کے مطابق ہے۔ (ر) (م) میں "جیسہ دوکیہ" (ن) (ب) (ح) "جیسیہ ووکیہ" ہے، ہمنے اس آخری عبارت کو ترجیح دی ہے کیونکہ "وکیہ" قدیم سندھی نام "وکیو" ہے۔ (ن۔ب)

(۳) اس نام کا تلفظ نسخہ (ن) (ب) (ح) کے مطابق دیا گیا ہے اور فارسی ایڈیشن میں بھی یھی ہے۔ (ر) (م) میں "نزول صندل"، (پ) (ک) میں "نزوالہ ھدل" اور (س) میں "بزوالہ صدل" ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

(روایت) : محمد بن قاسم نے لشکر کو جنگ کے لئے بھیجا۔ جنگجو سورما اور نامور بہادر قلعے کی دیوار پر چڑھ گئے اور جا کر [دست بدست] جنگ چھیڑ دی۔

مزدوروں اور رعایا کا امن طلب کرنا

پھر تاجروں، دستکاروں اور مزدوروں نے پیغام بھیجا کہ "[ھم] برھمنوں کی بیعت سے باز آئے ھیں کیونکہ راجہ داھر ھمارے سروں سے اٹھ گیا اور اس کے بیٹے [گوپی نے] بھی [ھم سے] منہ پھیر لیا۔ ھم تو یہ دن نہ چاھتے تھے لیکن جب ان ساری باتوں کے لئے حکم الھٰی [صادر] ھی ھوچکا ھے تو کسی مخلوق کو اس تقدیر سے مقابلہ کرنے کا یارا نہیں ھے اور [یہ حکم کسی] جنگ یا حیلے سے نہ ٹل سکے گا۔ دنیا کی بادشاھتیں کسی فرد کی ملکیت نہیں ھیں۔ جیسے کہ قضا کے لشکر نے پردۂ غیب سے نمودار ھوکر کسی بہانے بعض راجاؤں سے تخت و تاج چھین لیا اور بعضوں کو ابتذالِ زمانہ، حادثات اور شکست سے زیربار کیا۔ چنانچہ نہ قدیم بادشاھت کا اعتماد رھا اور نہ نئی امارت کا [بلکہ حکومت] جس کے ھاتھ میں آئے اسی کے قبضے میں رھنی چاھئے۔ اس لئے ھم تیری خدمت کی طرف رجوع کرتے ھیں اور تیرے عدل و انصاف کے وسیلے سے تیری اطاعت کا ھار اپنی گردنوں میں ڈالتے ھوئے قلعہ، امیرِ عادل کے امینوں کے حوالے کرتے ھیں۔ ھمیں امان دے کر لشکر کے خوف سے بے خوف فرما۔ یہ قدیم بادشاھت اور عظیم امانت راجہ داھر نے ھمارے سپرد کی تھی۔

Marfat.com

جب تک وہ حیات رہا تب تک [ھم] اس کا حقِ نمک ادا کرتے رہے مگر جب کہ داھر قتل ھوگیا ھے اور اس کا بیٹا گوپی بھی چلا گیا ھے تو ھمارے لئے تیری خدمت کرنا ھی زیادہ مناسب ھے"۔ محمد بن قاسم نے جواب دیا کہ "میں نے تمھارے پاس نہ کوئی پیغام بھیجا تھا اور نہ ھی کوئی قاصد روانہ کیا تھا۔ تم آپس میں متفق ھوکر امان طلب کرتے ھو اور پختہ اقرار کرتے ھو۔ اگر ھماری خدمت کی طرف تمھارے رجحان اور رضامندی میں صداقت ھے تو جنگ سے ھاتھ اٹھاؤ اور پختہ اقرار اور پورے اعتماد کے ساتھ [فصیلوں سے] اتر آؤ، اگر نہیں تو پھر ھمارے تمھارے درمیان عداوت ھے۔ اس کے بعد پھر نہ ھم تمھارا کوئی عذر سنیں گے، نہ قبول کریں گے اور نہ ھی معاف کریں گے۔ تمھیں ھمارے لشکر کے خوف سے بےخوف نہ رھنا چاھئے"۔

اھلِ قلعہ کا اقرار

[اس پر اھلِ قلعہ] فصیلوں سے اتر گئے اور ایک دوسرے سے عھد و اقرار لے کر کہنے لگے کہ "اس وعدے پر دروازہ کھول کر اس وقت تک ٹھہرتے ھیں کہ جب تک محمد بن قاسم آجائے۔ [پھر] اگر وہ اپنے وعدے پر قایم رھا تو اطاعت کریں گے اور خدمت کے طریقے پر چلیں گے تا کہ مہربانی کرکے ھمیں [۲۲۰] قبول کرے اور امان دے، دوسری صورت میں فریب سے ھوشیار رھنا"۔ اس کے بعد قلعے کی کنجیاں ھاتھوں میں لے کر دروازے پر آئے۔ حجاج کے جو امین درمیان میں تھے

Marfat.com

وسیلہ بنے اور قلعے والے دروازہ کھول کر مستعد ہو گئے۔

محمد بن قاسم کا قلعے میں داخل ہونا

پھر محمد بن قاسم دروازے سے اندر داخل ہوا [اس کے آنے کی خبر سنی تو] سارے شہری بت خانۂ نوبہار کے سامنے جمع ہو کر سجدے کرنے اور بت کی پوجا کرنے لگے۔

(روایت) : محمد بن قاسم نے کہا کہ یہ کس کا گھر ہے کہ سارے چھوٹے بڑے اس کی خدمت میں دو زانو ہو کر سجدے کر رہے ہیں"؟ [لوگوں نے کہا کہ یہ "بت خانہ ہے جسے نوبہار کہتے ہیں"۔ [پھر] محمد بن قاسم کے حکم سے بت خانہ کھولا گیا اور وہ اپنے امینوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ [وہاں] سنگ مرمر کی بنی ہوئی ایک مورتی کو گھوڑے پر سوار دیکھا جس کی کلائیوں میں یاقوت اور جواہرات جڑے ہوئے سونے کے کنگن پڑے تھے۔ محمد بن قاسم نے ہاتھ بڑھا کر بت کے ہاتھ سے کنگن اتار لیا۔ اس کے بعد نوبہار بت کے مجاور کو پکار کر کہنے لگا "تمہارا بت یہی ہے"؟ وہ بولا "ہاں! لیکن اس کے [ہاتھوں میں] دو کنگن تھے جن میں سے ایک نہیں دکھائی دیتا"۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ "آخر تمہارے معبود کو اتنی بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس کا کنگن کس کے پاس ہے"۔ مجاور نے سر جھکا لیا۔ محمد بن قاسم نے مسکرا کر اسے کنگن واپس کر دیا۔

محمد بن قاسم کا اہلِ حرب کو قتل کرنا

اس کے بعد محمد بن قاسم نے حکم دیا کہ "جنگ کرنے

Marfat.com

والے لوگ اگر فرماں برداری کے لئے بھی سر جھکائیں تب بھی انھیں نہ چھوڑا جائے"۔ اس پر لاڈی نے کہا کہ "اس ملک کے لوگ [زیادہ تر] معمار اور کچھ تاجر ھیں - یہ شہر انھی کے دم سے آباد اور سرسبز ھے۔ انھی کی مشقت اور زراعت [۲۲۶] کی وجہ سے خزانے میں مال موجود رھتا ھے اگر [انھیں] قتل کرڈالے گا تو تیرا [ھی] مال تلف ھوگا"۔ محمد بن قاسم نے کہا کہ "یہ رانی لاڈی کا حکم ھے" اور ان سب کو امان دے دی ۔

ایک شخص کا باھر نکل کر امان طلب کرنا

اس حکایت کے راوی اور اس تاریخ کے بیان کرنے والے اس طرح روایت کرتے ھیں کہ جو گروہ قتل کرنے کے لئے جلّادوں کے حوالے کیا گیا تھا اس میں سے ایک شخص نے باھر نکل کر کہا کہ "میرے پاس ایک عجوبہ ھے"۔ جلّاد نے کہا "مجھے دکھا"۔ اس نے کہا "امیر کے سوا کسی کو نہ دکھاؤں گا"۔ محمد بن قاسم کو یہ خبر دی گئی اس نے کہا کہ "اسے لے آؤ"۔ آنے پر پوچھا "تیرے پاس کون سا عجوبہ ھے؟" وہ بولا "ایسی چیز جو کسی نے نہیں دیکھی"۔ محمد بن قاسم نے کہا "دِکھلا"۔ برھمن نے کہا کہ "اس شرط پر کہ تو مجھے، میرے تابعداروں اور عیال و اطفال سب کو امان دے گا"؟ محمد بن قاسم نے کہا کہ "امان دی"۔ [برھمن نے] کہا کہ "اپنے نشان مبارک کے ساتھ دستخط کیا ھوا پروانہ عطا کر"۔ محمد بن قاسم نے سمجھا کہ اس کے پاس

Marfat.com

شاید قیمتی جواہرات یا قیمتی زیورات ہیں جو پیش کرے گا۔
[چنانچہ اس نے پروانہ پر دستخط کردیئے] جب اقرار پختہ
ہوچکا اور دستاویز ہاتھ میں آئی تب اس نے اپنی ڈاڑھی پر
[ہاتھ] مارکر بالوں کی گانٹھیں کھول کر بکھیر دیں اور
اپنی ڈاڑھی کے سرے کو پیر کے انگوٹھے پر لپیٹ کر کھڑا
ہوکر ناچنے لگا اور اس طرح کہنے لگا۔ شعر:-

کس ندیدست این عجب کہ مراست
موئے ریشم ہمی کشاں تا پاست

محمد بن قاسم حیران رہ گیا۔ جو لوگ حاضر تھے انھوں
نے کہا "یہ کون سا عجوبہ ہے کہ جس کے وسیلے سے اس نے امان
طلب کی ہے۔ اس نے ہمیں فریب دیا ہے" [لیکن] محمد بن
قاسم نے کہا کہ "قول، قول ہے اور وعدہ، وعدہ۔ اپنے وعدے
سے پھر جانا بزرگوں کا شیوہ نہیں ہے۔ رباعی:-

منگر تو بدان کہ ذوفنون آید مرد
در عہدِ وفا نگر، کہ چون آید مرد
در عہدۂ عہد اگر برون آید مرد
از ہرچہ گمان بری، فزون آید مرد

[بعد میں] امیر محمد بن قاسم نے کہا کہ میں "اسے قتل تو
نہیں کرتا لیکن قید میں رکھتا ہوں اور یہ معاملہ حجاج بن
یوسف کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ وہ کیا فرماتا ہے"۔
پھر اسے اس کے دو سو عزیزوں اور متعلقین سمیت قید کرکے
حجاج کے پاس خط لکھا۔ حجاج نے اس معاملے پر کوفہ اور

Marfat.com

بصرہ کے عالموں سے رائے لی اور خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک کو بھی مطلع کیا۔ [آخر] خلیفہ اور علماء کا جواب پہنچا کہ [اس سے پیشتر] رسول کریم علیہ الصلواۃ والسلام کے صحابیوں کے درمیان خود ایسے دعوں کا فیصلہ ہوچکا ہے [دیکھو] قولِ خدا (۱): رِجَالٌ صَدَقُوا مَاعَاهَدُوا اللہ عَلَيْهِ (وہ مرد کہ جنھوں نے وہ وعدہ سچا کیا کہ جو اللہ سے کیا تھا)۔

حجاج کے خط میں جب یہ جواب پہنچا تب [محمد بن قاسم نے] اسے، اس کے متعلقین اور عزیزوں سمیت آزاد کردیا۔

جیسینہ کا کیرج کی طرف جانا

معمّر اور بزرگ لوگوں سے [سنی ہوئی] روایت بیان کرتے ہیں کہ: جب جیسینہ سات سو پیادے اور سوار ساتھ لے کر کیرج کے قلعے میں پہنچا تو کیرج کے راجہ نے [اس کا] استقبال کیا اور بڑی مہربانیوں سے پیش آیا اور اچھے وعدوں سے تسلی دے کر بولا کہ "لشکرِ اسلام کے خلاف جنگ میں، میں تیری مدد کروں گا"۔ دروھر رائے [۲۲۸] کا قاعدہ تھا کہ ہر چھ مہینے میں ایک دن فارغ ہوکر عورتوں کے ساتھ رقص و موسیقی اور شراب کی محفل جماتا تھا اور کسی بھی اجنبی کو اس کی [اِس] محفلِ خلوت میں اندر آنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔ قضائے الٰہی سے جیسینہ [بن] داھر جس دن وہاں پہنچا وہی راجہ دروھر رائے کے جشن کا دن تھا۔

---

(۱) سورۃ الاحزاب: رکوع-۳-(ن-ب)

Marfat.com

اس نے جیسینہ کے پاس آدمی بھیج کر کہلا بھیجا کہ "آج ہماری خلوت ہے۔ حالانکہ کوئی بھی نامحرم ہماری خلوت سرا میں نہیں آسکتا لیکن تم ہمارے پیارے مہمان اور فرزند کی بجائے ہو، اس لئے چلے آؤ اور قدم رنجہ فرماؤ"۔ [اس پیشکش پر] جیسینہ آکر راجہ کی عورتوں کی محفل میں بیٹھ گیا۔ [محفل میں] جیسینہ سر جھکائے زمین پر لکیریں کھینچتا رہا اور ان عورتوں کی طرف نظر نہ اٹھائی۔ اس پر دروھر نے کہا کہ "یہ عورتیں تیری مائیں بہنیں ہیں، بےشک سر اٹھا کر نظارہ دیکھ"۔ جیسینہ نے کہا کہ "ہم خاندانی راہب ہیں، اس وجہ سے نامحرم عورتوں کی طرف نہیں دیکھتے ہیں"۔ اس کے بعد راجہ دروھر نے اسے [عورتوں کی طرف] دیکھنے کی معافی دے کر اس کی حیا اور پرہیزگاری کی تعریف کی۔

کہتے ہیں کہ: جو عورتیں وہاں آکر جمع ہوئیں [ان میں] دروھر کی بہن چنگی، یعنی حسینہ اور جمیلہ [بھی] تھی۔ جیسینہ بھی بادشاہ زادہ تھا جس کا حسن کامل، قد صنوبر جیسا، صورت موہنی اور سیرت دلنشین تھی۔ اس کے الفاظ موتیوں جیسے، آواز رسیلی، آنکھیں نشیلی اور رخسار لالۂ و گوہر جیسے تھے۔ دروھر کی بہن نے اسے دیکھا اور [دیکھتے ہی] جیسینہ کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی [۲۲۹] وہ ہر گھڑی اور ہر لمحہ [اسے] دیکھتی اور ناز و ادا سے لُبھاتی رہی۔

جیسینہ جب سرائے میں واپس گیا تب دروھر کی بہن [بھی]

Marfat.com

اٹھ کر اپنے گھر چلی گئی اور [جاتے ھی] ایک محافہ تیار کرا کر اس میں بیٹھ گئی اور کنیزوں سے اٹھوا کر جیسینہ کے جائے قیام پر جا پہنچی۔ اس کے بعد محافہ سے اتر کر اندر چلی گئی۔ جیسینہ کو نیند آ گئی تھی۔ چنگی کے منہ سے شراب کی بُو اس کے دماغ تک پہنچی تو بیدار ھو گیا اور چنگی کو اپنے پہلو میں بیٹھا ھوا دیکھ کر جست لگا کر اٹھ کھڑا ھوا اور کہنے لگا "شہزادی نے کس کام سے قدم رنجہ فرمایا ھے؟ اس طرح کیسے آنا ھوا"؟ عورت نے کہا کہ "اے احمق! یہ مطلب پوچھنا بھی کیا ضروری ھے۔ ایک حسین اور جوان عورت عین اندھیری رات میں تجھ جیسے شہزادے کے دیدار کے لئے آئی ھے اور میٹھی نیند سے اٹھا کر تجھ سے ھم بستر ھونا چاھتی ھے۔ خصوصاً میرا جیسا معشوق کہ جس کے ناز و ادا پر ساری دنیا مفتون ھے اور جس کے وصال کے لئے سارا جہان دیوانہ ھے۔ شہزادے سے یہ بات مخفی نہیں رھنی چاھئے تھی، حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاھئے تھا اور اس موقع کو صبح تک کے لئے غنیمت جاننا چاھئے تھا"۔ جیسینہ نے جواب دیا کہ "اے شاھزادی! ھمیں اپنے نکاح میں آئی ھوئی عورت کے سوا کسی بھی نامحرم عورت سے میل ملاپ رکھنے کی مجال نہیں ھے۔ یہ کام ھم سے نہ ھوسکے گا، کیونکہ ھم برھمن، راھب اور پرھیز گار ھیں اور بزرگوں، متقی، عالموں اور حریت پروروں کو ایسا کام کرنا زیب نہیں دیتا۔ خبردار! جو ھمیں اس گناہ کبیرہ سے آلودہ کیا"۔ اس نے (چنگی نے) بڑی التجائیں

Marfat.com

کیں مگر [جیسینہ نے] ذرا بھی التفات نہ کیا اور اسے دھتکار دیا۔

چنگی کا جیسینہ سے نا امید ہونا

نا امید ہوجانے پر چنگی نے کہا "اے جیسینہ! [تونے] مجھے تو خیر اس دلی ارادے [۲۳۰]، نفسانی لذت اور روحانی خواہش سے محروم کیا ہے لیکن اب میں بھی خود پر واجب سمجھتی ہوں کہ پہلے تجھے برباد کروں گی اور اس کے بعد خود کو نذرِ آتش کردوں گی۔ [یہ کہہ کر] اپنے گھر واپس آئی اور شب خوابی کا لباس پہن کر بستر پر لیٹ گئی۔ وہ رات سے صبح تک بستر پر [سوزِ عشق میں] پُھنکتی اور تڑپتی رہی اور یہ بیت (۱) پڑھتی رہی:

تا عشق و جمال تو شدہ دل سوزم
وین شمعِ جمال تست جان افروزم
انصافم دہ، وگر نہ فریاد کنم
خود را و ترا و شہر درہم سوزم

دوسرے دن جب ستاروں کا بادشاہ آسمانوں کے بُرجوں سے نمودار ہوا اور [رات کا] سرمئی پردہ چاک ہوا۔ تب چنگی کو نیند آگئی جدائی کا نشہ، شراب کے نشے کے ساتھ شامل تھا۔ چنانچہ وہ دوپہر تک کپڑے پہنے ہوئے سوتی رہی۔

---

(۱) چنگی فارسی داں نہیں تھی۔ مراد یہ کہ اس رباعی کے ہم معنی اشعار پڑھتی رہی۔ درحقیقت یہ افسانوی رنگ فارسی مترجم کی اختراع ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

اس طرف راجہ دروھر کی یہ حالت تھی کہ جب تک اس کی بہن چنگی نہ آتی تھی اور اس کا منہ نہ دیکھ لیتا تھا، نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور اس کی بڑی عزت و تعظیم کرتا تھا۔ چنانچہ وہ اٹھ کر بہن کی رہائش گاہ کی طرف گیا۔ اسے غمگین اور پریشان دیکھ کر بولا کہ "اے بہن! اے راجہ کی بیٹی!! تجھے کیا ہوا ہے جو تیرا لال جیسا چہرہ متغیر اور زرد ہوگیا ہے؟"۔ چنگی نے جواب دیا کہ "اے رائے زادے! اس سے زیادہ بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ احمق سندھی جس نے محفلِ عیش و عشرت میں مجھے دیکھا ہے۔ وہ کل شب حرم سرا میں آکر مجھے اپنی طرف مائل کرنے لگا اور اس نے میری عفت و عصمت کے دامن کو کہ جو کبھی نجاست کے غبار سے آلودہ نہیں ہوا، اور میرے پرہیزگار نفس اور بے داغ حرمت کو اپنے گناہ کی غلاظت سے ناپاک اور میری پارسائی کے پردے کو چاک کرنا چاہا۔ راجہ کو اس سے میرا انتقام لینا چاہئے تاکہ اس کے بعد کوئی بھی نالائق اس قسم کی خیانت اور دست درازی کی جرأت نہ کرسکے"۔ [یہ سن کر] دروھر کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور اس نے بہن سے کہا "وہ ہمارا مہمان ہے اور راہب اور [۲۳۱] برہمن [بھی]۔ اس نے ہمارا سہارا بھی لیا ہے اور ہم سے مدد طلب کر رہا ہے۔ تقریباً ایک ہزار جنگجو جوان اس کے ساتھ ہیں۔ اس وجہ سے اسے [بے دریغ] قتل نہ کیا جاسکے گا کہ ہمارے طرف کے دگنے تگنے آدمی قتل ہوجائیں گے۔ لیکن اسے قتل کرنے کے لئے [کوئی]

Marfat.com

منصوبہ بناتا ہوں۔ تو اٹھ کر کھانا کھا۔ جس صورت میں کہ کوئی حرکت (عملی) سرزد نہیں ہوئی ہے، ایسی صورت میں کوئی سرزنش [کھلم کھلا] نہیں کی جاسکتی"۔

دروھر کا جیسینہ کے خلاف منصوبہ بنانا اور اُس کی بہن چنگی کا جیسینہ سے مکر

اس کے بعد دروھر گھر آیا اور کبیر بھدر(۱) اور پھئو(۲) نامی دو جلّادوں کو بلا کر ہدایت کی کہ "میں آج دو پہر کے بعد جیسینہ کو بلا کر [اس کی] دعوت کروں گا پھر کھانا کھانے کے بعد شراب کی محفل میں تخلیہ کرا کے جیسینہ کے ساتھ شطرنج کھیلوں گا۔ تم دونوں آدمی ہتھیاروں سمیت مستعد رہنا اور جب میں کہوں کہ "شاہ مات شد" تب تم [فوراً] تلواریں نکال کر جیسینہ کو قتل کر ڈالنا۔

[اتفاقاً] ایک سندھی کو، کہ جو داھر کا خدمتگار [رہ چکا] تھا اور دروھر کے خاص آدمیوں سے اس کی دوستی تھی، اس حال کی خبر ہوگئی۔ اس نے جیسینہ سے جا کر یہ حقیقت بیان کی اور [اسے] راجہ دروھر کے اس فریب سے آگاہ کردیا۔ [چنانچہ] کھانے کے وقت جب دروھر کا معتمد جیسینہ

---

(۱) اصل متن میں "کبیر بھدر" ہے جو کہ (ر) (م) کے مطابق ہے۔ (ن) (ب) (ح) (ک) میں صرف "سھل" ہے۔ (پ) میں "بھل رو" اور (س) میں "سھیل" ہے۔

(۲) "پھئو" کا تلفظ (ر) (م) کے مطابق ہے۔ (پ) میں "لھؤ"، (ن) (ب) (ح) (ک) میں "بھو" اور (س) میں "سھو" ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کو بلانے آیا تو اس وقت اس نے اپنے جان نثار سرداروں میں سے [دو] ٹھاکروں کو بلا کر کہا کہ:

"اے تورسینہ اور سورسینہ! (۱) میں راجہ دروھر کی دعوت پر جاتا ہوں۔ تم ہتھیاروں سمیت تیار ہو کر میرے ساتھ چلو۔ میں دروھر کے ساتھ شطرنج کھیلوں گا اور تم ہوشیاری کے ساتھ دروھر پر مسلط رہنا تا کہ نہ وہ کوئی فریب اور اشارہ دے سکے اور نہ کوئی حیلہ ہی سوچ سکے" [۲۳۲]۔

جیسینہ کا دو ہتھیاربندوں کے ساتھ آنا

[چنانچہ] اس طرح وہ راجہ کے دربار میں گئے۔ ادھر [چونکہ] دروھر نے بھی کسی کو ایسا حکم نہ دیا تھا کہ جیسینہ کے ساتھ کسی دوسرے کو اندر نہ آنے دینا۔ اس وجہ سے [وہ] دونوں بہادر بغیر [بلا روک ٹوک] اندر چلے گئے اور بےخبری میں [جا کر] دروھر کے سر پر مسلط ہوگئے۔ شطرنج [کی بازی] ختم ہونے پر دروھر نے انھی [اپنے آدمیوں کو] اشارہ دینے کے لئے سر اٹھایا لیکن [جیسینہ کے]

---

(۱) اصل متن اور نسخوں میں ان ناموں کا تلفظ "تورسیہ وسورسیہ" ہے۔ "سیہ" دراصل "سینہ" (یعنی شیر) ہے اور اسی وجہ سے دونوں ناموں میں ہم نے "ن" کا اضافہ کیا ہے۔ (ر) (م) کی عبارت "تورسیہ" کی بجائے کورسیہ" ہے مگر "تورسینہ" زیادہ صحیح ہے۔ چنانچہ آج تک سندھ میں کسی کی بہادری کی داد دیتے ہوئے کہتے ہیں "واہ تورسنگھ" یا "مرد تورسنگھ" ہے۔ یعنی بہادر اور پہلوان ہے۔ "سنگھ" بھی "سینہ" یا "شیر" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

د و آدمیوں کو ہتھیاروں کے ساتھ مستعد اور ہوشیار دیکھ کر پشیمان ہوا اور کہنے لگا "شہ مات نشد : آن گوسفند را نمی باید کشت"۔ جیسینہ سمجھ گیا کہ یہ اشارہ ہے۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ کر وہ اپنی سرائے میں آیا اور گھوڑوں پر زینیں کسنے کا حکم دیا۔ اس عرصے میں وہ خود بھی غسل کرکے اور ہتھیار لگا کر آگیا اور اپنے لشکر کو تیار کرکے [گھوڑوں پر] سوار ہونے کا حکم دیا۔ [اس طرف] دروھر نے اپنے ایک معتمد کو یہ دیکھنے کے لئے بھیجا کہ جیسینہ کیا کر رہا ہے۔ اس نے واپس آکر کہا کہ "اس شخص پر خدا کی رحمت ہو کہ جس کی ذات پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ ہے۔ اس کی بنیاد (نسب) مکرم تھی اور اس کے افعال میں بدی نہ تھی۔ [وہ] خوف و امید میں رہتے ہوئے [بھی] ہمیشہ طہارت اور پاکیزگی کا خیال رکھتا تھا"۔

(خبر): کہتے ہیں کہ جیسینہ غسل سے فارغ ہوکر، کھانا کھاکر اور ہتھیار پہن کر [گھوڑے پر] سوار ہوا پھر جانوروں پر سامان بار کراکے راجہ دروھر کی بارگاہ کے سامنے آیا اور ملاقات کئے بغیر اسے الوداع کہہ کر اپنے جانے کی اطلاع دی اور اس کے بعد رفیقوں اور فرمانبرداروں کے ساتھ سفر کرتا ہوا جالھندر کی حد سے کشمیر جا پہنچا۔ اس بادشاہ کا نام بلھرا (۱)

---

(۱) فارسی ایڈیشن کے مطابق "بلھرا" ہے جو کہ غالباً (پ) کی عبارت ہے۔ (ن) (م) میں "بلھر" (ر) میں "بمھر" ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

تھا اور (۱) شاہ کے آستانہ (پایہ تخت؟) کو اسہ کسّہ کہتے تھے (۱)، جیسینہ وہاں رہنے لگا۔ یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت ہوئی، اور دارالخلافہ کے حکم کے مطابق عمرو بن مسلم الباھلی (۲) نے جاکر وہ ملک فتح کیا [۲۳۳]۔

جیسینہ کی مردانگی اور اس کے نام کا سبب (وجہ تسمیہ)

اروڑ کے بعض برھمنوں سے روایت ہے کہ جیسینہ [بن] داھر مردانگی اور ہوشیاری میں بے نظیر تھا۔ اس کی ولادت کا قصہ اس طرح ہے: ایک دن راجہ داھر شکار کے سامان اور ہتھیاروں کے ساتھ شکارگاہ کو گیا۔ شہر کے باہر [پہنچنے پر] جب [ایک طرف] کتّے، چیتے اور بھیڑئیے، ہرنوں کے پیچھے چھوڑے گئے اور [دوسری طرف] شاھین، باز اور شکرے ہوا

---

(۱)-(۱) اصل فارسی عبارت "اسہ کسّہ آستان شاہ گفتندی" ہے جس کا مدار غالباً نسخہ (پ) پر ہے۔ (ر) (م) میں "اسہ کسہ کی بجائے "انسہ کسہ" ہے، (ن) (ب) (ح) میں "سہ کسہ" ہے اور (س) میں "اسر کسر" ہے۔ (ن۔ب)

(۲) فارسی متن میں "عمرو بن سلم اعلیٰ" ہے۔ نسخہ (ن) کی بھی یہی عبارت ہے۔ (ر) میں "عمرو بن مسلم" ہے، جو کہ صحیح ہے۔ "اعلی" دراصل "الباھلی" کی تصحیف ہے۔ مکمل صحیح نام "عمرو بن مسلم الباھلی" ہے، کیونکہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضہ کے عہدِ خلافت میں وہی سندھ کا گورنر تھا۔ دیکھئے آخیر میں حاشیہ ص [۲۳۳]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

میں آڑنے لگے تو [اچانک] ایک گرجتے ہوئے شیر نے نمودار ہوکر لوگوں کا راستہ روک لیا۔ جس کی وجہ سے شکاریوں کے ہجوم میں دہشت اورافراتفری پھیل گئی۔ [یہ دیکھ کر] داھر گھوڑے سے اترکر پیادہ ہوگیا اور شیر کے مقابلے پر آیا۔ شیر نے بھی حملے کا ارادہ کیا۔ راجہ داھر نے چادر ھاتھ میں لپیٹ کر اور [وہ ھاتھ] شیر کے منہ میں ڈال کر تلوار کے وار سے اس کی دونوں ٹانگیں قلم کرڈالیں اور پھر ھاتھ نکال کر تلوار سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ چنانچہ شیر [بے دم ہوکر] گر پڑا۔ اس طرف جو لوگ اس شیر کے خوف سے بھاگ گئے تھے انھوں نے گھر جاکر رانی کو راجہ داھر کے شیر سے الجھنے کی خبر دی۔ راجہ داھر کی بیوی حاملہ تھی اور شوھر سے بہت محبت کرتی تھی۔ چنانچہ یہ خبر سنتے ھی بے ھوش ھوکر گر پڑی اور جب تک راجہ داھر شکارگاہ سے واپس آیا، تب تک خوف سے اس کی روح جسم سے علٰحدہ ھوچکی تھی۔ داھر نے [جب] آکر دیکھا کہ بیوی مردہ پڑی ھوئی ھے اور اس کے پیٹ میں بچہ کلبلا رھا ھے، [تو اس نے] اس کے پیٹ پھاڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ بچہ زندہ نکل آیا۔ [داھر نے اسے] دائی کے حوالے کیا اور اس کا نام "جیسینہ" رکھا، جس کے معنی [عربی میں] "اَلْمُظَفَّرُ بِالْاَسَدِ" (فاتح شیر) اور فارسی میں "شیرِ فیروز" کے ھیں۔

احنف بن قیس کے نواسے رواح بن اسد کا قلعۂ اروڑ پر مامور ھونا

ان کنواریوں (حکایتوں) کی آرائش کرنے والوں اور ان

Marfat.com

چمنوں کے باغبانوں نے ۔(۱) علی بن محمد [سے، جس نے] مسلمه بن مُحارب (۱) اور عبدالرحمٰن بن عبد ربه السلیطی سے اس طرح روایت کی ہے کہ: جب [۲۳۴] محمد بن قاسم پایۂ تخت اروڑ، بغرور(۲) کو اپنے زیرِ اقتدار اور زیرِ فرمان لے آیا اور سب [لوگ] اس کے فرماں بردار اور اطاعت گذار ہوگئے تب [اس نے] احنف بن قیس کے نواسے رُواح بن اسد کو اروڑ کا گورنر مقرر کیا اور شرعی کاروبار، دارالقضا کے معاملات اور خطابت کا عہدہ صَدْر الاَمام الاَجَلّ العالِم، بُرْهَان المِلّة والدِّیْن، سَیْفُ السُّنّة وَ نَجْم الشّرِیعة موسیٰ بن یعقوب بن طائی بن محمد (بن موسیٰ) بن شیبان بن عثمان الثقفی (۳) رحمة الله علیهم اجمعین کے حوالے کر کے انهیں

---

(۱)-(۱) اصل متن میں "از علی بن محمد بن سلم بن محارب" ہے۔ اصل میں یہ دو مختلف نام ہیں علی بن محمد (المدائنی) اور مسلمه بن محارب۔ محمد اور سلم کے درمیان میں آیا ہوا "بن" درحقیقت "عن" (یعنی "سے") کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ "سلم" بھی غلط ہے اور صحیح نام "مسلمه بن محارب بن زیاد" ہے جس کا ذکر اس سے پہلے صفحات [۷۸]، اور [۲۳۴] پر آچکا ہے۔ (ن-ب)

(۲) نسخہ (پ) میں "اروڑ بغرور" اور دوسرے جملہ نسخوں میں "الور بغرور" ہے۔ لیکن اصل میں یہ دو مختلف شہروں کے نام ہیں جیسا کہ بلاذری (ص ۴۳۹) پر لکھتا ہے کہ "سار محمد یر یدالرور و بغرور"۔ (ن۔ ب)

(۳) بریکیٹ میں (بن موسیٰ) کا، فارسی ایڈیشن کے صفحہ ۹ پر نسخہ (پ) کی عبارت "طائی بن محمد بن موسیٰ" کی بنیاد پر، اضافہ

(دیکھے حاشیہ ص ۳۳۵)

Marfat.com

ھدایت کی کہ "رعایا کی دلجوئی واجب سمجھی جائے لیکن یَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (یعنی نیکی کی تاکید اور بدی سے تنبیہ) کا حکم [بھی] مہمل نہ ہونے پائے۔ اور پھر دونوں کو عوام اور رعایا سے رعایت کرنے کی [مکرر] تاکید کرکے خود مختاری کا پروانہ عطا کیا۔ اس کے بعد وھاں سے منزل اٹھائی اور کوچ کرتا گیا، یہاں تک کہ بھاٹیہ (۱) کے قلعے [کے نزدیک جا پہنچا] کہ جو دریائے بیاس کے جنوب میں ایک قدیمی قلعہ تھا اور (۲) داھر بن چچ کا چچازاد بھائی ککسو(۳) بن چندر بن سیلائج (۲) اس پر حکومت کرتا تھا۔

(۴) ککسو پر فتح حاصل ھونا اور اس کا محمد بن قاسم کے پاس آنا (۴)

وہ (ککسو) داھر بن چچ کی جنگ میں [اس کا مددگار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۴)

کیا گیا ھے۔ اس صفحہ پر جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت "طائی بن محمد" ھے۔ البتہ فارسی ایڈیشن کے صفحہ ۹ پر سوائے نسخہ (پ) کے دوسرے جملہ نسخوں کی عبارت "طائی بن موسیٰ" بن محمد ھے۔ (ن۔ب)

(۱) فارسی ایڈیشن میں "باتیہ" ھے جسے ھم نے "بھاٹیہ" لکھا ھے۔ "باتیہ" غالباً (پ) کی عبارت ھے۔ (ر) میں "بابینہ"، (ن) میں "بابیھہ"، (م) (س) میں "یابیہ"، (ب) میں "باسہ"، (ک) میں "بابیہ" اور (ح) میں "بنبہ" ھے۔ (ن۔ب)

(۲)۔(۲) یہ عبارت فارسی ایڈیشن کے مطابق ھے، جس کا مدار غالباً (پ) اور (ب) پر ھے۔ (ن) میں بھی یہ عبارت اسی طرح ھے۔

(۳) اصل متن میں "ککسہ" ھے۔

(۴)۔(۴) یہ عنوان (ر) (م) کے مطابق ھے اور (پ) (ب) (ن) میں

(دیکھئے حاشیہ صفحہ ۳۳۶)

Marfat.com

اور شریک] تھا اور وھاں سے شکست کھا کر اور فرار ھو کر اس قلعے میں آ کر سکونت پذیر ھو گیا تھا۔ جب اسلامی لشکر قریب پہنچا تو اس نے جزیہ اور ضمانت [محمد بن قاسم کی] خدمت میں بھیجی۔ وھاں کے معززوں اور سربراھوں نے [بھی] حاضر ھو کر خدمت کا شرف حاصل کیا۔ محمد بن قاسم ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آیا اور بڑی نوازشیں کرنے کے بعد [ان سے] کہا کہ "کیا یہ ککسو اروڑ کا رھنے والا ھے؟۔ وھاں کے سب لوگ دانا، عاقل اور صادق ھوتے ھیں اور امانت اور پرھیز گاری سے آراستہ ھوتے ھیں۔ چنانچہ اسے امان دی جاتی ھے تا کہ وہ [ھمارے پاس] دل کی قوت اور امیدوں کی تقویت کے ساتھ حاضر ھو [اور] اسے چھوٹے بڑے معاملے میں مشیر بنایا جائے۔ میں اس کے اور اپنے درمیان دیانت اور وزارت کا رشتہ قایم کرتا ھوں"۔

ککسو کی مشیری

ککسو ایک مرد عالم اور ھند کا دانا تھا۔ خدمت میں حاضر ھونے کے بعد [محمد بن قاسم] اسے زیادہ تر اپنے تخت کے سامنے زکھتا تھا، اور اس سے صلاح و مشورے کیا کرتا تھا،۔(بمصداق) شعر:۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳۵)

نہیں ھے۔ (ر) میں یہ عنوان اس طرح ھے: "فتح کردن ککسہ و آمدن سیلائج نزد محمد بن قاسم"۔ عنوان کے بعد عبارت اس طرح شروع ھوتی ھے "سیلائج عم‌زادہ داھرِ بود و او در جنگ داھر چچ بود۔الخ"۔ سوائے (پ) (ن) (ب) کے

Marfat.com

لَا تَسْتَشِر غَيْرَ نَدْبٍ حَازِمٍ يَقِظٍ
قَدِ اسْتَوَى مِنْهُ إِسْرَارٌ وَ إِعْلَانٌ،

[مشورہ صرف تجربہ کار، ذھین اور دوراندیش سے کر، جس کے سامنے ظاھر اور باطن برابر ھو]۔

ــــاور اس کی صلاح سے باھر نہ جاتا تھا۔ وہ سارے امیروں اور سپہ سالاروں کا سربراہ تھا۔ مالیہ [کی وصولی] اور قرب و جوار [کا ملک] اس کے زیرِ انتظام رھتا تھا اور خزانہ بھی اس کی مُہر کے حوالے کیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ ھر جنگ میں محمد بن قاسم کا معاون رھا اور اس کا نام "مبارک مشیر" رکھا گیا۔

محمد بن قاسم ثقفی کے ھاتھوں، (۱) سکہ اور ملتان (۱) کے فتح ھونے کی خبر

ککسو کو ھموار کرنے کے بعد [محمد بن قاسم] اس قلعے سے کوچ کر کے اور دریائے بیاس پار کر کے اسکلندہ (۲) کے قلعے پر جا پہنچا۔ جب اھلِ قلعہ کو معلوم ھوا کہ عرب کا لشکر آ گیا ھے تو جنگ کے لئے باھر نکل آئے۔ زائدہ بن عُمیرالطائی (۳) اور ککسو [اسلامی لشکر کے] ھراول تھے۔

(۱)-(۱) اصل متن میں "سکہ ملتان" ھے۔ وضاحت کے لئے دیکھئے آخیر میں حاشیہ ص [۲۳۶]۔

(۲) (ر) (م) میں "عکسلندہ"، (ن) (ب) (ح) (س) (ک) میں "علسکندہ"، (پ) میں "عدکیدہ" ھے۔

(۳) جملہ نسخوں کی مختلف عبارتوں کی بنا پر فارسی ایڈیشن (دیکھئے حاشیہ ص ۳۳۸)

Marfat.com

جنگ شروع ہوئی اور ایسے سخت معرکے ہوے کہ دونوں جانب خون کی ندیاں بہ گئیں۔ [آخر] نمازِ ظہر کے وقت مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کرکے عام ہلّہ بول دیا۔ مشرک شکست کھاکر قلعے میں بھاگ گئے۔ اور قلعے کے اوپر سے تیر اور منجنیقوں سے پتھر برسانے لگے اور سات دن تک جنگ جاری رکھی۔ ملتان کے حاکم کا بھتیجہ جو کہ ملتان کے قلعے میں تھا، اس نے بھی کچھ لڑائیاں کیں۔ حتیٰ کہ فوج کا غلّہ ختم ہوگیا اور (۱) اسکلندہ کا [حاکم] سیھرا (۱)، راتوں رات [وھاں سے] نکل کر سکّہ کے قلعے میں جا پہنچا۔ سکّہ دریائے راوی کے جنوب میں ایک عالیشان قلعہ تھا۔ حاکم کے چلے جانے پر رعایا، دستکاروں اور تاجروں نے [محمد بن قاسم کے پاس] پیغام بھیجا کہ "ہم رعایا ہیں اب چونکہ ہمارا والی چلا گیا ہے اس لئے ہمیں امان دے"۔ محمد بن قاسم تاجروں،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۳۷)

میں "راندہ بن عمیرۃ الطائی" دیا گیا ہے۔ مگر صحیح نام "زائدہ بن عمیرالطائی" ہے۔ جیسا کہ بلاذری (فتوح، ص ۴۳۹) میں محمد بن قاسم کے فتح ملتان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "قطع (محمد) نھر بیاس الی الملتان، فقاتلہ اھل الملتان، فابلی زائدۃ بن عمیرالطائی"۔ (ن ۔ ب)

(۱)-(۱) ترجمہ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے جس کی عبارت "سیھرا اسکلندہ" ہے اور جس میں ترکیب اضافت پوشیدہ ہے۔ مختلف نسخوں کی عبارتیں اس طرح ہیں:- (ر) (م) "سھیر اسکلندہ"، (ن) (ب) "سیھرا عدکندہ"، (پ) "سیھرا عیدکنندہ" ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

دستکاروں اور کسانوں کو امان دے کر قلعے میں آیا اور چار ہزار ہتھیاربند مَردوں کو خوں خوار تلواروں کی خوراک بنا کر ان کے پسماندگان اور متعلقین کو غلام بنایا۔ اس کے بعد عتبہ بن سلم تمیمی (۱) کو وہاں متعین کرکے خود (۲) سکہ اور ملتان (۲) کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ دریائے راوی کے جنوبی کنارے پر ایک قلعہ تھا اور بجھرا طاکی (۳) کا نواسہ بجھرا (۳) اس قلعے میں رہتا تھا۔ جب اس کو خبر ملی تو [اس نے] جنگ شروع کردی۔ ہر روز جب عربوں کا لشکر قلعے کے سامنے آتا تھا تو قلعے والے باہر نکل کر جنگ کرتے تھے۔ سترہ دن تک سخت لڑائیاں ہوئیں۔ [اس جنگ میں محمد بن قاسم کے] مشہور و معروف ساتھیوں میں سے

---

(۱) نسخہ (ر) میں "عتبہ بن مسلمہ تمیمی" ہے۔

(۲)-(۲) اصل فارسی عبارت "سکہ ملتان" ہے۔ وضاحت کے لئے دیکھئے آخیر میں حاشیہ صفحات [۲۳۶-۳۷] - (ن-ب)

(۳) فارسی ایڈیشن میں ان دونوں مقامات پر "بچھرا طاکی" اور "بچھرا" کے تلفظ دیئے گئے ہیں مگر اس کے بعد نیچے "بجھرا" کا تلفظ اختیار کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ (پ، اور (م) میں (جس پر فارسی ایڈیشن کا مدار ہے "بچھرا" اور "بجھرا" دونوں تلفظ اختیار کئے گئے ہیں - دوسرے نسخوں کے تلفظ اس طرح ہیں: (ر) "بجھرا"، (ن) "بجھیرا" یا "بجیھرا"، (ب) "بجیھرا" اور (س) (ک) "بجھرا"۔ لہٰذا بجھرا، بچھرا، بجیھرا یا بجھیرا میں سے کوئی بھی تلفظ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

بیس افراد (۱) شہید ہوئے اور شامی لشکر کے کل دو سو پندرہ آدمی قتل ہوئے۔ بجھرا دریائے راوی پار کر گیا۔ اپنے دوستوں کے شہید ہونے کی وجہ سے محمد بن قاسم نے قسم کھائی تھی کہ "اس [سکہ کے] قلعے کو منہدم کر ڈالوں گا"۔ چنانچہ اس کے حکم سے سارے شہر کو ویران کیا گیا اور پھر [انھوں نے] ملتان کی طرف [جانے کے لئے دریا پار کیا۔ (۲) ملتان کا راجہ کندا (۲) اور بجھرا جنگ کے لئے باہر آئے [۲۳۷]۔

محمد بن قاسم کا راجہ کندا سے جنگ کرنا

اس دن صبح سے لے کر شام تک سخت جنگ ہوئی اور [پھر] جب دنیا نے مصیبت زدوں جیسی سیاہ چادر اوڑھی اور ستاروں کا بادشاہ غروب کے پردے میں روپوش ہو گیا تب دونوں (لشکر) اپنی قیام گاہوں کو واپس ہوئے۔ دوسرے دن جب صبح صادق تاریکی کے پردے سے نمودار ہوئی اور دنیا

---

(۱) نسخہ (ر) (م) میں بیست و پنج (پچیس افراد) ہے۔

(۲)۔(۲)۔ اصل متن میں "کندارای ملتان" ہے۔ فارسی ایڈیشن میں بھی یہی عبارت اختیار کی گئی ہے، (پ) (ب) (ک) میں "کذارای" (م) میں "کذاری"، "گذری"، (ن) میں "کذرای"، (ر) میں "کذاری"، (ح) میں "گذارای" اور (س) میں "گذرزای" ہے۔ ان عبارتوں میں "کندرای" عام طور "کذارای" نظر آتا ہے جو غالباً "کندارای" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ اس لئے ہم نے اسے اختیار کیا اور فارسی ایڈیشن کی عبارت کو ترجیح دی ہے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

روشن ہوئی تب دوسری مرتبہ جنگ شروع ہوئی۔ دونوں طرف سے بہت سے آدمی قتل ہوئے۔ اس طرح جنگ مسلسل جاری رہی اور [اہلِ قلعہ] دو ماہ تک فصیلوں سے منجنیقوں اور غدرک (۱) کے ذریعے پتھر اور تیر برساتے رہے۔ حتیٰ کہ لشکر میں غلّے کی سخت قلت ہوگئی، اس حد تک کہ گدھے کی سری پانچ سو درھموں میں فروخت ہونے لگی۔ داھر کے چچازاد بھائی امیر کورسینہ (۲) بن چندر نے جب دیکھا کہ لشکرِ عرب [بدستور] مستحکم ہے، [اس کے ارادوں میں] کوئی کمزوری نہیں دکھائی دیتی اور ہمیں کسی طرف سے بھی مدد کی کوئی امید نہیں تو وہ (۳) کشمیر کے راجہ (۳) کی خدمت میں چلا گیا۔

دوسرے دن جب لشکرِ عرب نے پہنچ کر جنگ شروع کی اور کسی بھی حیلے سے [قلعے میں] نقب نہ لگا سکا تو [اسی عالم میں اچانک] ایک شخص قلعے سے باہر نکل آیا اور [آکر] امان طلب کی۔ محمد بن قاسم نے اسے امان دی۔

---

(۱) غدرک=ایک آلۂ حرب A war like instrument (Staingass).

(۲) نسخہ (ن) میں "کراسیہ" اور باقی نسخوں میں "کورسیہ" ہے۔ فارسی ایڈیشن میں ثانی‌الذکر تلفظ اختیار کیا گیا ہے اور ہم نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے البتہ "کورسیہ" کو ہم نے صحیح تلفظ کے پیش نظر "کورسینہ" لکھا ہے۔ (ن ب)

(۳)-(۳) (پ) (ر) (م) (س) (ک) میں "شاہ کشمیر" اور (ن) (ب) میں "رای کشمیر" ہے۔

Marfat.com

پھر اس کی نشان دھی پر دریا کے کنارے شمال کی جانب سے نقب لگائی۔ چنانچہ دو تین دن بعد اس جگہ سے قلعے کی دیوار فرش پر آرہی اور قلعہ فتح ہوگیا۔ چھ ہزار جنگجو سپاھیوں کو قتل کیا گیا اور ان کے متعلقین اور ملازموں کو غلام بنایا گیا۔ باقی ماندہ تاجروں، دستکاروں اور کسانوں کو امان کا پروانہ عطا کرکے [محمد بن قاسم نے] ان سے کہا کہ "اب جب کہ قلعہ فتح ہوچکا ہے تو تم پر واجب ہے کہ اپنے مال سے دارالخلافہ کے خزانے کا خراج ادا کرو اور فوجوں کا حصہ دو کہ جو اتنی تکلیفیں اٹھا کر، سختیاں سہ کر اور جان کی بازی لگا کر اتنے عرصے سے جنگ کرنے اور نقب لگانے میں مشغول رہی ہیں"۔

نقدی کی تقسیم کرنا

اس کے بعد شہر کے رئیسوں اور سربراھوں نے جمع ہوکر ساٹھ ہزار درم وزن کی چاندی تقسیم کی۔ ہر سوار کو خاص طور پر چار سو درم وزن کی چاندی ملی۔ اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] کہا کہ: "اب دارالخلافہ کے مال کے لئے مستقل ذریعے سوچنا چاھئے"۔ اسی فکر میں گفتکو ہورھی تھی کہ اچانک ایک برھمن آیا اور کہنے لگا کہ "جب کافروں کا دور پورا ہوچکا، بُت‌خانہ مسمار ہوگیا، دنیا اسلام کے نور سے منور ہوئی اور بُت‌خانوں کی جگہ پر مسجدیں اور منبر تعمیر ہو رہے ہیں تو [میں بھی ایک راز بیان کرتا ہوں کہ] ملتان کے بزرگوں سے اس طرح سنا گیا ہے کہ: پرانے زمانے میں

Marfat.com

کشمیر کے راجہ کی اولادوں میں سے جوبن (۱) نامی ایک راجہ اس شہر میں راج کرتا تھا۔ وہ ایک برھمن اور راھب تھا اور اپنے طریقے کا پابند تھا۔ چنانچہ ھمیشہ بتوں کی عبادت میں مشغول رھا کرتا تھا۔ جب اس کا خزانہ گنتی اور شمار کی حد سے متجاوز ھوگیا تب اس نے ملتان کے مشرق کی طرف سو مربع گز کا ایک حوض بنواکر اس کے درمیان پچاس مربع گز پر ایک مندر تعمیر کرایا [اور اس مندر کے اندر] پھر ایک حجرہ بنوایا اور اس حجرے میں ترتیب کے کے ساتھ چالیس تانبے کے مٹکے رکھواکر، (۲) ھر مٹکے میں تین سو تیس من مغربی سونے کی کترن بطور دفینے کے رکھوائی (۲) اسی [دفینے] کے اوپر بُت خانہ ھے، جس میں سرخ سونے کا ایک بُت رکھا ھوا ھے اور اس حوض کے چاروں طرف درخت لگے ھوئے ھیں"۔

---

(۱) (پ) میں "جسوبن"، (س) میں "جوبن"، (ح) میں "جوین"، (ن) (ب) میں "جسوین" اور (ر) میں "جسور" ھے۔ ان مختلف عبارتوں میں سے صحیح نام کا پتہ لگانا مشکل ھے۔ اگر نسخہ (پ) کے تلفظ کو "جوبن" کی غلط صورت قرار دیا جائے تو پھر (س) (ح) (ن) (ب) میں بھی یھی غلط شکلیں نظر آتی ھیں اور اگر (ن ب) کے تلفظ کو صحیح مانا جائے تو (پ) (س) (ح) کے تلفظ، اس کی غلط صورتیں معلوم ھوتے ھیں۔ (ر) (م) کا تلفظ ان دونوں صورتوں سے مختلف ھے اور اس لحاظ سے جوبن' جسوین اور جسور میں سے کوئی بھی لفظ اختیار کیا جاسکتا ھے۔ ھم نے (پ) کی بنیاد پر "جوبن" کا تلفظ اختیار کیا ھے جس کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۲۳۹] - (ن-ب)

(۲)-(۲، ۲) یہ پورا جملہ (ن) (ب) (ک) میں نہیں ھے۔ (ن-پ)

Marfat.com

مَنروی [بتخانہ] (۱)

حکایتوں کے مضفوں اور کہانیوں کے راویوں نے علی بن محمد [مدائنی] سے اس طرح روایت کی ھے اور جس نے کہا کہ میں نے ابو مخمد ھندی سے سنا ھے کہ: محمد بن قاسم وزیروں اور نائبوں کے ساتھ اس بت خانے میں آیا۔ یہاں [اس نے] سونے کا ایک بت دیکھا جس کی آنکھوں کے مقام پر سرخ یاقوت جڑے ھوئے تھے [۳۳۹]۔

محمد بن قاسم کا دھوکہ کھانا

محمد بن قاسم سمجھا کہ یہ [شاید] کوئی آدمی ھے۔ چنانچہ اس پر وار کرنے کے لئے اس نے تلوار نکالی۔ اس پر بت کے مجاور برھمن نے کہا کہ "اے عادل امیر! یہ وھی

---

(۱) کسی نسخے میں یہ عنوان اس طرح علٰحدہ نہیں دیا گیا لیکن سطر کی ابتدا میں چھوٹے عنوان کے طور پر بریکیٹ میں دیا ھوا ھے۔ فارسی اپڈیشن کی عبارت اس طرح ھے: "(مستروی) مصنفانِ احادیث راویانِ اقاویل چنان روایت کردہ اند۔الخ"۔ لفظ "مستروی" (ر) (م) (ن) (ب) (ک) (س) کے مطابق ھے مگر قدیمی نسخہ (پ) کا تلفظ اس مقام پر "متروی" ھے۔ یہ نام ص [۳۷] پر پہلے بھی آچکا ھے اور وھاں (پ) کا تلفظ "منروی" ھے جو کہ ھم نے بھی متن میں دیا ھے۔ اس وجہ سے یہ یقین ھوتا ھے کہ اس صفحہ پر بھی (پ) کی عبارت اسی لفظ "منروی" کی بگڑی ھوئی شکل ھے جو کہ ملتان کے بت خانہ یا مندر کا نام تھا۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے آخیر میں حاشیہ ص [۲۳۹] - (ن-پ)

Marfat.com

بت ہے کہ جو ملتان کے راجہ جوبن (۱) نے بنوایا تھا اور جو مال دفن کرکے فوت ہوگیا تھا"۔ اس کے بعد محمد بن قاسم نے اس بت کو اٹھا لینے کا حکم دیا۔ اس کے نیچے سے دو سو تیس من سونا اور سونے کی کترن سے بھرے ہوئے چالیس مٹکے برآمد ہوئے۔ کل تیرہ ہزار دو سو من سونا دفینے سے نکلا۔ وہ سونا اور بت، خزانے میں لایا گیا۔ [اس کے علاوہ] وہ موتی اور جواہرات جو کہ ملتان کی لوٹ میں ہاتھ آئے تھے، وہ اور بہت سے دوسرے خزانے اور دفینے بھی قبضے میں کئے گئے۔

بت خانہ کھولنا اور خزانہ حاصل کرنا

ابوالحسن مدائنی نے خریم بن عمرو سے روایت کی ہے کہ: [محمد بن قاسم نے] جس دن بت خانہ کھول کر دفینے پر قبضہ کیا اسی دن حجاج کا خط پہنچا کہ: "اے چچازاد بھائی! تیری لشکر کشی کے وقت میں نے ضمانت دی تھی کہ لشکر کی تیاری، روانگی اور اس کے لوازمات پر دارالخلافہ کے خزانے سے جو کچھ بھی خرچ ہوگا، [خلیفہ] ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے [اس کی ادائگی کی ذمہ داری] مجھے قبول ہے۔ بلکہ اس سے دگنا تگنا واپس کرنا میرے ذمے ہے۔ اس وقت دارالخلافہ کے خزانے سے تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا

---

(۱) نسخہ (ر) میں "جیوبن"، (م) میں "جیبوین" یا "جیسبوین" (پ) میں "جسویر"، (ن) (ب) میں "جسوین" ہے۔ ہمارے اختیار کردہ تلفظ کے لئے دیکھئے حاشیہ ص [۳۰۶] - (ن-ب)

Marfat.com

کہ محمد بن قاسم کی [فوجی] تیاری پر ساٹھ ہزار درم وزن کی خالص چاندی صرف ہوئی ہے اور [اس وقت تک تمہاری طرف سے] جو نقد، جنس اور پارچہ جات ادا کئے گئے ہیں ان کا تاریخ وار مجمل اور مفصل [حساب] کیا گیا تو [معلوم ہوا کہ تیرے ذمے باقی]، (۱) ایک سو بیس ہزار(۱) درم وزن چاندی نکلتی ہے، جو کہ تجھے بھیجنی ہے۔ جہاں بھی کوئی قدیمی موضع اور مشہور قصبہ یا شہر ہو وہاں مسجدیں اور منبر تعمیر کئے جائیں اور دارالخلافہ کے نام پر سکہ اور خطبہ جاری کیا جائے [۲۴۰] تو مبارک ساعت اور مناسب وقت میں یہاں سے لشکر لے کر روانہ ہوا ہے اس وجہ سے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کافروں کی ولایت میں تو جس طرف کا بھی رخ کرے گا مظفر اور فتحیاب ہوگا"۔

محمد بن قاسم کا شہر ملتان کے رعایا سے عہد لینا

اس کے بعد [محمد بن قاسم نے] ملتان کے خاص اور منتخب لوگوں سے پختہ عہد لے کر جامع مسجد اور مینار تعمیر کرائے اور امیر داؤد بن نصر بن ولید عمّانی کو ملتان کا حاکم مقرر کیا۔ [اس کے بعد] خریم بن عبدالملک تمیمی

---

(۱)-(۱) یہ اعداد فارسی ایڈیشن میں دی ہوئی عبارت "صد و بست ہزار" کے مطابق ہیں جو کہ شاید (پ) کی عبارت ہے۔ (ر) (م) (ن) (س) میں "صد ہزار و بست من و بیست ہزار" ہے۔ (ب) میں "صد ہزار و بیست من ہزار"، (ک) میں "صد ہزار و بیست و بیست ہزار" ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

کو برھمپور(۱) کے قلعے پر جو کہ دریائے جھلم(۲) کے کنارے پر ھے اور جسے سوپور(۳) [بھی] کہتے ھیں، متعین کیا۔ عکرمہ بن ریحان شامی کو ملتان کے نواح کا حاکم بنایا اور احمد بن خزیمہ (۴) بن عتبہ مدنی کو اشھار اور کرور(۵) کے قلعے کا والی مقرر کیا۔ [اس کے بعد] کشتیوں کے ذریعے مال روانہ کیا تا کہ دیبل سے دارالخلافہ کے خزانے میں پہنچایا جائے۔ اور خود ملتان میں ٹھہرا جہاں تقریباً پچاس ھزار منتخب سوار اسلحہ جات و اسبابِ جنگ کے ساتھ تیار ھوئے۔

ابو حکیم (٦) کو دس ھزار سواروں کے لشکر کے ساتھ قنوج روانہ کرنا

اس کے بعد ابو حکیم شیبانی کو دس ھزار سواروں کے

---

(۱) (ر) اور (ن) ''برمھپور'' ھے۔ (ن۔ب)

(۲) (ر) اور (م) میں جیلم ھے۔

(۳) یہ عبارت فارسی ایڈیشن کے مطابق ھے۔ نسخہ (پ) میں ''سورہرا''، (ر) (م) میں ''سوہور''، (ن) (ب) (ح) ''سوربرر'' اور (ک) میں ''سوربدر'' ھے۔ فارسی عبارت "در حصار برھمپور بر ساحل آب جھلم کہ سوپور خوانند" میں بھی اشتباہ ھے۔ آیا "سوپور" کی ضمر "کہ" برھمپور سے متعلق ھے یا جھیلم سے؟ (ن۔ب)

(۴) فارسی ایڈیشن میں "خزیمہ" ھے مگر (پ) (س) کا تلفظ "جریمہ" ھے اور (ر) (ن) میں ''خریمہ'' ھے۔

(۵) (پ) (ر) (م) (ن) (ب) (ک) ''اجتھاد و کرور'' ھے۔ اس سے پہلے ص [۲۳] اور [۵۱] پر ان شھروں کی متفقہ عبارت ''اشھار و کرور'' ھے چنانچہ یھاں بھی قائم رکھی گئی ھے۔ (ن۔ب)

(٦) جملہ نسخوں میں ''ابو حلیم'' ھے۔ مگر ھم نے فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کے قیاسی تلفظ ''ابو حکیم'' کو ترجیح دی ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

ساتھ قنوج [کے راجہ] پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا تا کہ اسلام کی دعوت اور بیت‌المال کے خزانے کا خراج ادا کرنے کے متعلق اسے دارالخلافہ کا خط پہنچائے اور اس سے بیعت لے۔ اور پھر خود (محمد بن قاسم) لشکر لے کر کشمیر کی سرحد پر اس مقام جا پہنچا کہ جسے پنج ماھیات (۱) کہتے ھیں اور جہاں پر داھر کے باپ چچ [بن] سیلائج نے صنوبر اور بید کے درخت لگا کر [سرحد کا] نشان مقرر کیا تھا، اور وھاں پہنچ کر اس نے خود بھی اس سرحد کی تجدید کی [۲۴۱]۔ لشکر کا اودھاپور (۲) پہنچنا، (۳) اور ابو حکیم کا زید کو [راجہ ھرچند رائے کے پاس بھیجنا] (۳) ان دنوں قنوج کا راجہ جھتل (یا جھشل) رائے (۴) کا

---

(۱) یہ عبارت فارسی ایڈیشن کے مطابق ھے جو کہ غالباً (پ) کے مطابق ھے۔ (ر) (م) (ن) میں "پنج ناھیات" ھے۔ (ن۔ب)

(۲) (پ) (ن) (ب) (س) (ک) میں "اوردھاپر"، (ر) (م) میں "اودھافر" ھے۔ ھمارا اختیار کردہ تلفظ فارسی ایڈیشن کے "اودھاپر" کے مطابق ھے۔ (ن۔ب)

(۳)۔(۳) فارسی ایڈیشن کی عبارت یہ ھے: "و فرستادن با حکیم مرزید [رابرای ھرچندر]"۔ اس فقرہ میں "مرزید۔الخ" قیاسی تلفظ ھے جس کی بجائے (پ) (ن) میں "مرزبل" اور (ر) (م) (ب) (س) (ک) (ح) میں "مرزیل" ھے۔ "با حکیم" (یعنی ابو حکیم) کی بجائے اس مقام پر اور نیچے سارے نسخوں میں "با حلیم" ھے۔ (ن۔ب)

(۴) "جھتل" فارسی ایڈیشن کے مطابق ھے جو شاید (م) سے اخذ

(دیکھئے حاشیہ ص ۳۴۹)

Marfat.com

بیٹا تھا۔ جب لشکر اودھاپور پہنچا تب ابو حکیم شیبانی کے حکم پر زید بن عمرو الکلابی کو حاضر کیا گیا، جس سے اس نے کہا کہ: "اے زید تجھے پیغام لے کر ہرچند رائے [بن] جھتل (۱) کے پاس جانا اور اسلام کی تابعداری کا حکم پہنچا کر [اس سے] کہنا چاھئے کہ: ساحلِ سمندر سے لے کر کشمیر تک جتنے بادشاہ اور راجہ ھیں وہ سب اسلام کے زیرِ اقتدار آچکے ھیں اور کافروں کو مغلوب کرنے والے عربوں کے سپہ سالار امیر عمادالدین (محمد بن قاسم) کے مطیع ھوچکے ھیں۔ بعضے اسلام کی لڑی میں منسلک ھوچکے ھیں اور بعضوں نے خود پر جزیہ مقرر کیا ھے جو کہ دارالخلافہ کے خزانے میں پہنچاتے رھیں گے"۔

قنوج کے رائے ھرچندر کا جواب

[یہ پیغام پاکر] ھرچندر رائے نے جواب دیا کہ: "تقریباً ایک ھزار چھ سو سالوں سے یہ ملک ھمارے تصرف اور حکمرانی میں ھے۔ [لیکن اس وقت تک] کسی بھی مخالف کو ھماری

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۸)

کیا گیا ھے۔ اس مقام پر (پ) (ن) (ب) (ح) (ک) کا متفقہ تلفظ "جھشل رای" ھے اور (ر) میں "چھتل" ھے۔ چونکہ اس مقام پر قدیمی نسخہ (پ) کا تلفظ بھی "جھشل" ھے۔ اس وجہ سے نسخوں کے لحاظ سے "جھشل" اور "جھتل" دونوں تلفظ با وزن ھیں۔ (ن۔ب)

(۱) (ن) (ب) (ح) (س) (ک) میں "جھشل" اور (ر) میں "چھتل" ھے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

حذیں پھاندنے یا ھم سے تنازعہ کرنے اور ھماری مملکت میں دست اندازی اور تعرض کرنے کی مجال نہیں ھوئی ھے۔ ھمیں تمھاری کیا پرواہ ھے جو اس قسم کی باتیں اور ناممکن خیالات دل میں لارھے ھو! اگر قاصد کو قید و بند کرنا جائز ھوتا تو اس گفتگو اور بے جا دعوے پر ایسا حکم کیا جاتا تا کہ دوسرے مخالفوں اور سرداروں کو عبرت ھوتی۔ اب تو واپس جا اور جا کر اپنے امیر سے کہہ دے کہ ایک دوسرے کی قوت اور شان و شوکت کا اندازہ لگانے کے لئے مقابلہ کرنا ضروری ھے تا کہ یا تو تمھاری ھیبت ھم پر چھا جائے یا تم پر ھمارا غلبہ ھو [۲۴۲]۔ جنگجوئی اور شجاعت میں طرفین کی ھمتوں کے مشاھدے کے بعد ھی صلح یا جنگ کا فیصلہ ھوگا۔

جب محمد بن قاسم کو راجہ ھرچندر کا پیغام ملا تو اس نے رئیسوں، سربراھوں، امیروں، سپہ سالاروں، سپاھیوں، بہادروں اور نائبوں کو خطاب کرتے ھوے کہا کہ "خدائے تعالیٰ کے فضل اور غیبی امداد سے اس وقت تک [ھر جگہ] ھندوستان کے راجاؤں کو ذلیل و خوار اور مغلوب کیا گیا ھے اور فتح اسلامی لشکر کے ھمراہ اور رفیق رھی۔ [چنانچہ] آج بھی جب کہ ھم ایک ایسے ضدی لعین کے سامنے ھوے ھیں کہ جسے اپنے لشکر اور ھاتھیوں پر غرور ھے تو اللہ کی مدد پر بھروسہ رکھ کر ھمیں کوشش کرنی چاھئے کہ اس کو بھی برباد کر کے فتح مند اور کامیاب ھوں۔ [یہ سن کر] سب لوگ

Marfat.com

راجہ ہرچندر سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہوگئے اور بیعت کرکے آپس میں ایک دوسرے کی ہمت افزائی کرنے لگے۔

محمد بن قاسم کو دارالخلافہ کا پروانہ ملنا (۱)

دوسرے دن جب رات کے سیاہ پردے سے ستاروں کا بادشاہ ظاہر ہوا، تب ایک شترسوار دارالخلافہ کا پروانہ لے کر حاضر ہوا۔ (۲) محمد بن علی اور ابوالحسن مدائنی (۲) نے اس طرح روایت کی ہے کہ: راجہ داہر کے قتل ہونے کے موقع پر اس کی حرم سرا میں سے اس کی دو کنواری بیٹیاں گرفتار ہوکر آئیں تھیں جنھیں حبشی غلاموں کے ساتھ محمد بن قاسم نے دارالخلافہ بغداد بھیج دیا تھا۔ [جب وہ وہاں پہنچی تو] خلیفۂ وقت نے غم‌خواری کی خاطر انھیں حرم سرا کے حوالے کیا تاکہ دو چار دن آرام کرکے خلوت کے لائق ہوں۔ پھر چند دن بعد خلیفہ کے دل مبارک میں ان کا خیال آیا اور رات کے وقت دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ [جب وہ حاضر ہوئیں تو] خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ترجمان کو حکم دیا کہ معلوم کرے ان میں بڑی کون ہے تاکہ اسے روک

---

(۱) اس عنوان سے لے کر کتاب کے خاتمے تک جملہ حالات صرف افسانوی نوعیت کے ہیں جن کے لئے کوئی بھی تاریخی سند موجود نہیں۔ (ن-ب)

(۲)-(۲) یہ جملہ فارسی ایڈیشن کے مطابق ہے جس کا مدار غالباً نسخہ (پ) پر ہے۔ (ن) (ر) میں محمد بن علی ابوالحسن ہمدانی، (م) (ب) (ح) (س) (ک) میں بھی "مدائنی" کی بجائے "ہمدانی" ہے۔ (ن-ب)

Marfat.com

لیا جائے اور اس کی چھوٹی بہن کو کسی دوسرے موقع پر بلا یا جائے ۔ خدمتگار ترجمان نے ان سے نام پوچھا ۔ بڑی نے کہا کہ میرا نام "سریا دیو" اور چھوٹی نے کہا کہ میرا نام "پرمل دیو" ہے ۔ [اس پر اس نے] بڑی کو بلا کر چھوٹی کے متعلق اشارہ کیا کہ اسے لے جاؤ اور اس کی حفاظت کرو۔ [اس کے بعد] جوں ہی [بڑی کو] بٹھا کر اس کا منہ کھولا گیا، خلیفہ دیکھتے ہی اس کے حسن و جمال پر مفتون ہوگیا، اس کی ظالم اداؤں نے [خلیفہ] کے دل سے اس کا صبر چھین لیا اور [ازخود رفتہ ہوکر] اس نے ہاتھ ڈال کر "سریا دیو" کو اپنی طرف کھینچا لیکن وہ [تلملا کر] اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی : "بادشاہ، قایم رہے! یہ کنیز بادشاہ کے خلوت کے قابل نہیں ہوسکتی کیونکہ اسپر عادل عمادالدین محمد بن قاسم نے پہلے ہمیں تین دن تک اپنے پاس رکھنے کے بعد پھر خلیفہ کے خدمت میں بھیجا ہے ۔ کیا تمہارا یہی دستور ہے؟۔ یہ خواری بادشاہوں کے لئے جائز نہیں ہے"۔ خلیفہ پر اس وقت عشق بہت غالب ہوچکا تھا اور صبر کی مہار اس کے ہاتھوں سے چھوٹ چکی تھی، غیرت کی وجہ سے اسے تحقیق اور تصدیق کا ہوش نہ رہا فوراً ہی کاغذ اور قلم منگا کر اپنے ہاتھ سے اس نے پروانہ لکھا کہ : "محمد بن قاسم جہاں بھی پہنچا ہو اس پر لازم ہے کہ خود کو کچی کھال میں بند کراکے دارالخلافہ کو واپس ہو"۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کا اودھاپور (۱) پہنچنا اور دارالخلافہ کے پروانے کا موصول ہونا

جب اود ھاپور کے شہر میں محمد بن قاسم کو یہ فرمان موصول ہوا تو اس کے کہنے پر اسے کچی کھال میں لپیٹ کر اور صندوق میں رکھ کر [دارالخلافہ] لےجایا گیا۔ [راہ میں] محمد بن قاسم نے اپنی جان خدائے پاک کے حوالے کی اور آسرا جن مقامات پر کہ ان کا تقرر ہوا تھا، قایم رہے۔ [لوگوں نے محمد بن قاسم کو خلیفہٴ وقت کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے صندوق میں بند کرکے حاضر کیا اور دربانِ خاص سے کہا کہ ولید بن عبدالملک بن مروان کو اطلاع کر کہ ہم محمد بن قاسم ثقفی [۲۴۴] کو لے آئے ہیں۔ خلیفہ نے دریافت کیا کہ "زندہ ہے یا مردہ"؟ آنھون نے کہا: "خدا خلیفہ کی عمر اور عزت کو دائمی بقا عطا کرے! جب شہر اودھاپور میں فرمان ملا تب حکم کے مطابق [محمد بن قلسم نے] فوراً خود کو کچے چمڑے میں بند کرایا اور دو دن بعد [راہ میں] جان جانِ آفرین خدائے پاک کے حوالے کرکے دارالبقا کو رحلت کر گیا۔ امیروں اور بادشاھوں کو جن جن مقامات پر مقرر کیا گیا تھا وہ ان ولایتوں پر [بدستور] قابض ہیں اور [انھوں نے] ممبروں پر خلیفہ کے القاب کے ساتھ خطبے جاری کئے ہیں اور اپنی حکومت کی نگہداشت میں کوشاں ہیں"۔

---

(۱) (پ) (س) میں "اودھاپور"، (ن) میں "اودھاپر" اور (ر) (م) میں "اودھافر" ہے۔

Marfat.com

خلیفہ کا صندوق کھولنا

اس کے بعد خلیفہ نے صندوق کا پٹ کھول کر اس پردہ نشین عورت کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ [اس وقت] مورد (۱) کی ایک سبز چھڑی خلیفہ کے ہاتھ میں تھی جسے وہ اس کے [محمد بن قاسم کے] دانتوں پر پھیرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ: "اے راجہ کی بیٹیو! دیکھو ہمارا حکم اپنے ماتحتوں پر اس طرح جاری ہے۔ اس لئے کہ سب منتظر اور مطیع رہتے ہیں۔ جیسے ہی ہمارا یہ فرمان اسے قنوج میں ملا ویسے ہی ہمارے حکم پر اس نے اپنی پیاری جان قربان کردی"۔

داہر کی بیٹی چنگی کی خلیفہ ولید بن عبدالملک سے گفتگو

اس پر پردہ نشین چنگی نے چہرے سے نقاب اٹھا کر اور زمین پر سجدہ کر کے کہا: خدا کرے کہ خلیفہ اپنے روزافزوں بخت اور اعلیٰ نظام کے ساتھ سالہا سال تک قایم رہے! دانا بادشاہِ وقت پر واجب ہے کہ جو کچھ بھی دوست یا دشمن سے سنے [۲۴۰] اسے عقل کی کسوٹی پر پرکھے اور دل کے فیصلوں سے [اس کا] موازنہ کرے۔ پھر جب وہ درست اور بےشبہ ثابت ہو تب انصاف کے جادے پر قایم رہ کر حکم

---

(۱) اصل عبارت "شاخ مورد سبز" ہے۔ مورد ایک ایسا پودا ہے کہ جس کے پھول سفید، پتیاں چمکدار اور ٹہنیاں ہمیشہ سبز اور خوشبودار رہتی ہیں۔ انگریزی میں اسے "Myrtle" اور یونانی میں "Murtus" کہتے ہیں۔ (ن-ب)

Marfat.com

فرمائے تا کہ غضبِ خداوندی میں گرفتار اور لوگوں کے طعنوں کا شکار نہ ہو۔ حضور کا حکم تو بے شک جاری ہے لیکن دل مبارک سمجھ سے یکسر خالی ہے۔ پاکدامنی کے اعتبار سے محمد بن قاسم ہمارے لئے باپ اور بھائی جیسا تھا اور ہم کنیزوں پر اس نے کوئی دست درازی نہیں کی۔ لیکن چونکہ اس نے ہند اور سندھ کے بادشاہ کو برباد کرکے ہمارے باپ دادوں کی بادشاہت کو ویران اور ضایع کیا ہے اور ہمیں بادشاہت سے [گرا کر] غلامی کے درجے پر پہنچایا ہے اس وجہ سے انتقاماً اسے مناسب بدلہ دینے اور برباد اور دفع کرنے کے لئے ہم نے خلیفہ کے سامنے جھوٹ بولا تھا۔ ہمارا مقصد پورا ہوا اور اس جھوٹ اور فریب کے ذریعے ہمیں یہ انتقام حاصل ہوا اور خلیفہ نے حکمِ قطعی جاری کیا۔ اگر خلیفہ کی عقل پر شہوت کا پردہ نہ پڑجاتا اور [پہلے] تحقیق کرنا واجب سمجھتا تو اس پشیمانی اور ملامت سے ملوث نہ ہوتا اور اگر محمد بن قاسم کی بھی عقل و ہمت یاوری کرتی تو ایک دن کی باقی ماندہ مسافت تک چل کر آتا اور پھر وہاں خود کو چمڑے میں بند کراتا۔ چنانچہ جب تحقیق ہوتی تو آزاد ہوجاتا اور [یوں] برباد نہ ہوتا"۔ [یہ سن کر] خلیفہ کو [سخت] صدمہ ہوا اور شدّتِ افسوس میں ہتھیلیوں کی پشت کو کاٹنے لگا۔

چنگی کی دوبارہ گفتگو

پردہ نشین چنگی نے جب خلیفہ کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ خلیفہ کا غضب انتہا پر ہے۔ چنانچہ اس نے دوبارہ زبان کھولی اور کہا کہ بادشاہ نے سخت غلطی کی ہے کہ

Marfat.com

دو کنیزوں کی خاطر ایسے شخص کو [ھلاک کیا ھے] کہ جس نے ھم جیسی لاکھوں پردہ نشینوں کو قید کیا [۲۴۶] ھند وسندھ کے ستّر بادشاھوں کو تخت سے تختے پر لٹایا، بت خانوں کی جگہ پر مسجدیں اور منبر تعمیر کرائے اور مینار بنوائے۔ اگر اس سے کچھ بےادبی یا غیر پسندیدہ حرکت سرزد بھی ھوگئی ھوتی تب بھی ایک خود غرض انسان کے کہنے پر محمد بن قاسم کو ھلاک نہ کرنا چاھئے تھا"۔ اس پر خلیفہ نے غضبناک ھوکر حکم دیا اور دونوں بہنوں کو دیوار میں چِن دیا گیا۔

جب سے لے کر آج تک پرچمِ اسلام روز بروز سربلند اور ترقی پذیر ھے۔

دعا

اللہ تعالیٰ جَلَّتْ قُدْرَتہٗ وتَقَدَّسَتْ اَسْمَائُہٗ اسلام کے گذرے ھوئے بادشاھوں کو ھمیشہ غریقِ رحمت رکھے اور شاھانِ وقت کو جو کہ اس زمانے کا قوام اور وقت کے نظام ھیں، انسانی دور کے ختم ھونے تک، تختِ مملکت پر دائم اور قایم رکھے اور ان کی ھیبت سے پرچمِ اسلام کو حوادث کی صعوبتوں اور اچانک آفتوں سے محفوظ رکھے۔ بِعَوْنِہٖ وتَوْفِیْقِہٖ۔

(۱) مخلص کتاب: منهاج الدين والملک، الحضرة الصَّدْر الاجل العالم عين الملک (۱)

اس کے بعد یہ کتاب کہ جس کا لقب "منهاج الدین والملک

---

(۱)--(۱) یہ عبارت نسخہ (ن) میں ھوبھو عنوان کے طور پر دی گئی (دیکھئے حاشیہ ص ۲۰۷)

Marfat.com

الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" ہے اور جو کہ ہند و سندھ کی فتوحات کے متعلق عرب کے عالموں اور ادیب حکیموں کی تصنیف ہے [۲۴۷] اور فکر کی صنعتوں اور فطرت کے عجائبات نیز عقل، فضیلت، دل اور ضمیر کے غرائبات سے آراستہ ہے۔ جو دوستوں کے دل اور زندگی اور انسانوں یا جنوں کے لئے باغ و بہار ہے۔ اہلِ عرب کی دانائی کی تعریف، بیان کی حد سے باہر اور لشکر کی مردانگی کی توصیف شمار سے زائد ہے۔ اس کی بنیاد حکومت کے قاعدوں کی تاسیس اور سیاست کی گیرھوں کو مضبوط کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ جس کے ضمن میں دین اور دولت کی نصیحتوں اور ملک و ملت کے طریقوں کی ضمانتیں ہیں۔ حالانکہ زبان تازی اور لہجۂ حجازی میں اس کا بڑا مرتبہ تھا اور شاہانِ عرب کو اس کے مطالعے کا بڑا شوق اور اس پر بےحد فخر تھا لیکن چونکہ پردۂ حجازی میں تھی اور پہلوی زبان کی تزئین اور آرائش سے عاری تھی اسی وجہ سے عجم میں رائج نہ ہوسکی۔ اہلِ فارس

(بقیہ حاشیہ ص ۳۵۶)

ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم نے اعراب کا اضافہ کیا ہے اور "سماءالدین" کی جگہ "منہاج الدین" دیا ہے اور کوئی ترمیم نہیں کی۔ دوسرے نسخوں میں بھی "منہاج الدین" کی جگہ پر "سماءالدین" ہے (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۴۷) مگر چونکہ عنوان کے نیچے دوبارہ کتاب کے دیئے ہوئے لقب میں "منہاج الدین" ہے اس لئے ہم نے عنوان میں بھی "سماءالدین" کی جگہ پر "منہاج الدین" رکھا ہے۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے آخر میں حاشیہ ص [۲۴۷]۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کے کسی آرائش کرنے والے نے اس فتح نامہ کی عروس کو نہ
سنگارا اور زبان و عدل کے نگارخانے اور حکمتوں کے بُغچے میں
سے اسے کوئی لباس نہ پہنایا۔ نہ عقل کے خزانے سے اسے کوئی
زیور پہنایا اور نہ میدانِ فصاحت اور گلزارِ بلاغت سے کسی
شہسوار نے اس میدان میں گھوڑا دوڑایا۔ لیکن جب زمانے
کے سخت حادثوں نے اس شکستہ [حال مصنف] کی جانب
[رخ کیا] اور دنیا کی سختیوں اور حادثات کی صعوبتوں نے
سینے کے سفینے میں ڈیرہ جمایا، ہر قسم کی پریشانیاں موجود
اور دلداری کے سارے ذرایع مفقود ہوگئے، اور ہر طرح کے
خطرات اور دغا کے اسباب دکھائی دے رہے تھے تب اسی
حال میں بندے کے نامکمل ذہن نے یہ کتاب مکمل کی۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ [۳۴۸]۔

Marfat.com

تشریحات و توضیحات

اس باب میں کتاب کے کچھ خاص حوالوں کی تشریح اور بعض پیچیدگیوں کی توضیح کی گئی ہے۔ ہر تشریح کی ابتدا میں دیئے ہوئے اعداد اس ترجمے کے صفحات اور اس کے بعد بریکیٹ میں دیئے ہوئے اعداد اصل فارسی ایڈیشن کے صفحات ظاہر کرتے ہیں جو کہ ہمارے ترجمے کے متن میں بھی اسی طرح دیئے گئے ہیں۔ شمس العلماء ڈاکٹر داؤد پوٹہ مرحوم کے فارسی ایڈیشن سے اخذ کردہ وضاحتوں کے آخیر میں (ع۔م) کے حروف، ہوڑی والا کی کتاب "Studies in Indo-Muslim History" سے لئے ہوے حواشی اسی کے نام سے منسوب کئے گئے ہیں اور اس ترجمے کے ایڈیٹر ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کی دی ہوئی تشریحات کے آخیر میں (ن۔ب) کے حروف دیئے گئے ہیں۔

۷/[۶] قباجۃ السلاطین: مراد ناصرالدین قباچہ۔ لفظ "قباچہ" فارسی زبان میں "قبا" کی تصغیر ہے، یعنی چھوٹی

Marfat.com

قبا یا کُرتہ۔ لیکن یہاں یہ لفظ غالباً ترکی مستعمل ہوا ہے جس کے معنی ہیں "بڑا اور عالی شان" اسی لحاظ سے "قباجۃ السلاطین" کے معنی ہوں گے "سب سے بڑا بادشاہ"۔ ناصرالدین قباچہ کے مزید حالات کے لئے دیکھئے "طبقات ناصری" صفحات ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۷۲ اور ۱۷۴۔ (ع-م)۔

۷/[٦] سلطان ابوالمظفر محمد بن سام: یعنی سلطان معزالدین محمد بن سام غوری جو کہ تاریخ ہند میں شہاب‌الدین غوری (۵۹۹-۶۰۲ھ) کے نام سے مشہور ہے۔ (ع-م)۔

۷/[۷] قسیم امیرالمومنین ابوالفتح قباجۃ السلاطین: مراد ناصرالدین قباچہ ہے جسے ان القابوں سے یاد کیا گیا ہے۔ عوفی نے خود قاضی تنوخی کی "کتاب الفرج بعد الشدۃ" کے کئے ہوئے فارسی ترجمے کے مقدمے میں ناصرالدین قباچہ کو "ابوالفتح قباجۃ السلاطین قسیمِ امیرالمومنین" کے القاب کے ساتھ لکھا ہے۔ دیکھئے مقدمہ جوامع الحکایات مطبوعہ لندن ۱۹۳۹ء ص ۱۵ (ن-ب)۔

غوری بادشاہ "قسیم امیرالمومنین" کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور غوری غلام بھی کہ جنھوں نے ایک مدت تک ہندوستان میں حکومت کی، اسی لقب سے پکارے جاتے تھے۔ ناصرالدین قباچہ بھی سلطان معزالدین محمد بن سام غوری کے غلاموں میں سے ایک تھا اور سلطان قطب‌الدین ایبک کی دو بیٹیوں کو یکے بعد دیگر نکاح میں لایا تھا۔ چنانچہ فتحنامہ کے مصنف نے بھی اسے اسی لقب کے ساتھ لکھا ہے۔ غوری بادشاہوں کو یہ لقب کیوں دیا گیا اس کے لئے دیکھئے "طبقاتِ ناصری" ص ۳۷-۳۸۔ (ع-م)۔

۱۰/[۹] امیر عمادالدولۃ والدین: فتحنامہ کے اس صفحہ نیز

Marfat.com

آیندہ صفحات پر محمد بن قاسم کو "عمادالدین" کے لقب سے یاد کیا گیا ھے جو کہ فارسی میں فتحنامہ کے مترجم علی کوفی کی طرف سے اضافہ معلوم ھوتا ھے اور جسے فرشتہ (برگس۴X۳ . ۴) نے بھی استعمال کیا ھے۔ فارسی مترجم نے دوسری جگہ ص ۱۲۷ فتحنامہ میں محمد بن قاسم کو "کریم‌الدین" بھی لکھا ھے۔ غالباً مترجم کے زمانے میں ایسے القاب کا عام رواج تھا۔ جس سے متاثر ھوکر اس نے محمد بن قاسم کے لئے اپنی طرف سے یہ لقب استعمال کیا۔ ورنہ درحقیقت محمد بن قاسم کے زمانے [پہلی صدی ھجری کے اواخر] میں ایسے القاب ناپید تھے اور کسی بھی عربی تاریخ میں محمد بن قاسم کے لئے ایسے القاب استعمال نہیں کئے گئے البتہ عربی رواج کے مطابق محمد بن قاسم کی ایک خاص کنیت "ابوالبہار" تھی۔ عربی لغت "تاج العروس" کا مصنف، مشہور عرب عالم مرزبانی کے حوالے سے لکھتا ھے کہ: محمد بن قاسم کو "بہار" نامی ایک پودے سے خاص لگاؤ تھا جس کی وجہ سے وہ "ابوالبہار" کی کنیت سے پکارا جانے لگا۔ تاج کا مصنف، الجوھری کے حوالے سے مزید لکھتا ھے کہ "بہار" ایک پودا ھے جو بہار کے موسم میں آگتا ھے۔ عرب اسے العرار، العرارۃ، عین‌البقر، اور بہارالبَرّ کے ناموں سے پکارتے ھیں۔ (ا۔ھ)۔ محمد بن قاسم کی کنّیت کے بارے میں تاج‌العروس کا یہ حوالہ بڑا قیمتی اور نایاب ھے جس کی بنا پر فارسی مترجم کے اختیار کئے ھوئے القاب "عمادالدین" اور "کریم‌الدین" کی تردید بھی ھوتی

Marfat.com

ھے اور محققین و مورخین کے لئے محمد بن قاسم کے صحیح نام "ابوالبہار محمد بن القاسم ثقفی" کی تصدیق بھی۔ (ن۔ب)۔

۱۱/[۹] اروڑ: ھم اس صفحے کے متن کے حاشیے میں یہ بتا چکے ھیں کہ فتحنامہ اور قدیم نسخہ (پ) کا تلفظ "ارور" ھے اور باقی دوسرے سارے نسخوں کا "الور" ھے۔ بلاذری (فتوح البلدان، مطبوعہ یورپ ص ۴۳۹-۴۴۰)، یعقوبی (مطبوعہ یوروپ ۳۴۶X۲)، ابن الاثیر (مطبوعہ مصر ص ۲۰۵۸X۴، ۲۸۲)، ابن حوقل (مطبوعہ یوروپ ص ۲۳۰ اور یاقوت [معجم البلدان (الرور)] وغیرھم عرب مورخوں اور جغرافیہ دانوں نے اس شہر کا نام "الرور" لکھا ھے، جس کے شروع کا "ال" غالباً معرفہ کا ھے۔ گمانِ غالب ھے کہ قبل از اسلام اس مقام کا نام "رود" تھا جس کے معنی نہر یا دریا کے ھیں۔ حمزہ اصفہانی کا قول نقل کرتے ھوئے یاقوت لکھتا ھے کہ دریائے سندھ کا قدیم ایرانی نام "سہران رود" تھا۔ [معجم البلدان (سہران)]۔ چونکہ اس کے قریب دریائے سہران دو شاخوں میں بٹا ھوا تھا، اس لئے یا شاید ان دونوں شاخوں میں سے مشرقی شاخ کی نسبت سے ھی اس مقام کا نام رود یا نہر پڑ گیا۔ محب اللہ بکھری اپنی ایک مختصر تاریخ (قلمی تصنیف) کے دوسرے باب "در تفصیلِ امصار و بلاد و حصار و قصبات سندھ و وجہ تسمیہ و لغت آنھا" میں لکھتا ھے کہ: کسریٰ نوشیروان کے عہد میں اس شہر کو ایک تاجر مسمیٰ "مہماس بن اروخ بن ھیلاج ارمنی" نے آباد کیا تھا۔

Marfat.com

یہ روایت بھی اس شہر کی بنیاد کو ایرانی عہدِ اقتدار سے وابستہ کرتی ہے اور اسی لحاظ سے اس شہر کا ابتدائی فارسی الاصل نام "رود" کسی قدر قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے جو غالباً مقامی لہجے کے مطابق بدل کر "رور" ہوا۔ عربوں نے اسے "الرور" کہا جس کے تلفظ مقامی لہجے کے اعتبار سے دو ہوئے۔ "ارور" (عربی اصول کے مطابق "ل" کے حذف سے) اور "الور" (بےقاعدہ "ل" کو قایم رکھنے اور "ر" کے حذف کر دینے سے)۔ یہ دونوں تلفظ کم و بیش ان آخری ایام تک رائج رہے۔ تعجب ہے کہ سندھی مورخوں مثلاً میر معصوم اور میر علی شیر قانع وغیرہ نے "الور" کا تلفظ اختیار کیا ہے حالانکہ "ارور" نسبتاً زیادہ صحیح ہے۔ محقق بیرونی کتاب‌الهند (متن ص ۱۰۰، انگریزی ترجمہ ۲۰۵.X۱) میں اس شہر کا نام واضح طور پر "ارور" لکھتا ہے اور آج تک سندھ کے لوگ بھی اسی تلفظ کی مناسبت سے اس شہر کو "اروڑ" کہتے ہیں۔ اس قدیمی شہر کے آثار روھڑی سے تقریباً تین میل جنوب مشرق کی طرف "مشرقی نارے" کے سابقہ پیٹے کے مغرب اور موجودہ "نئین واہ" (نئی نہر) کے شمال میں ٹیکرے پر موجود ہیں اور جہاں آج تک "اروڑ" نام کا گاؤں آباد ہے۔ ٹیکرے کے نیچی شمال مغرب کی سمت دریا کے قدیمی بہاؤ کا پیٹا صاف طور پر دکھائی دیتا ہے۔

یہ شہر قبل از اسلام رائے خاندان اور برھمن خاندان کے عہد سے لے کر عربوں کے عہدِ حکومت کے اوائل تقریباً سنہ ۱۲۵ھ

Marfat.com

تک سندھ کا پایۂ تخت رہا جس کے بعد منصورہ دارالحکومت بنا۔ (ن۔ب)۔

۱۱ /[۹] بکھر: شہر بکھر کا یہ حوالہ تقریباً ۶۱۳ھ کا ہے جب کہ فتحنامہ کا مولف علی کوفی، عربی تاریخ کا مواد فراہم کرنے کے لئے "اچ" سے روانہ ہوکر اروڑ اور بکھر آیا۔ اُس وقت تک وہاں کے امام عربوں کے ثقفی خاندان میں سے تھے جو غالباً محمد بن قاسم کی فتوحات کے وقت سے وہاں آباد تھے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ "اروڑ" کے ساتھ "بکھر" کا قدیم شہر بھی محمد بن قاسم کے وقت میں موجود تھا۔ محمد بن قاسم کی فتوحات کے سلسلے میں مورخ بلاذری (فتوح البلدان، مطبوعہ یوروپ ص ۴۴۰-۴۴۱) نے بھی دو شہروں کے نام "الرور و بغرور" ساتھ ساتھ استعمال کئے ہیں جن سے "ارور اور بکھر" ہی سمجھے جانے چاہئیں۔(ن۔ب)

۱۳ /[۱۱] شرف الملک رضی الدولۃ والدین: متن کی عبارت سے ظاہر ہے کہ وزیر شرف الملک رضی الدین، فتحنامہ کے مولف علی کوفی کا مربّی تھا۔ آگے چل کر صفحہ ۱۶ پر بیان کیا ہے کہ وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضہ کی اولاد میں سے تھا اور اُس کے بیٹے وزیر عین الملک کے دیئے ہوئے پورے نام سے یہ ثابت ہے کہ اس کا نام ابوبکر تھا۔ "نوّر اللہ مضجعہ و طیب ثراہ" کے دعائیہ فقرے سے ظاہر ہے کہ فتحنامہ کے انتساب کے وقت (۶۱۳ھ) میں وزیر شرف الملک فوت ہوچکا تھا۔ (ن۔ب)

Marfat.com

شرف الملک رضی الدین ابوبکر، ناصرالدین قباچہ (۶۰۲-۶۲۵ھ) کا وزیر تھا۔ مصنف عوفی نے اپنی تاریخ "لباب الالباب" میں اس کی مدح میں مندرجہ ذیل رباعی قلم بند کی ہے :

اے صدر بعز ملک عجم چون تو نیافت
شہ صاحب فرخندہ قدم چون تو نیافت
بسیار بگشت روز و شب دست بدست
تیغ و قلم و عدل و کرم چون تو نیافت

(ع - م)

۱۴ /[۱۲] عین الملک.....حسین بن ابو بکر الاشعری :- پورا نام اس طرح ہے "عین الملک فخرالدولۃ والدین، نظام الاقالیم، جلال الوزرا، حسین بن ابی بکر بن محمد الاشعری"۔ یہ وزیر عین الملک فخرالدین حسین، مذکورہ بالا وزیر شرف الملک رضی الدین ابوبکر کا بیٹا ہے اور علی کوفی نے فتحنامہ اس سے منسوب کیا ہے۔ غالباً وزیر شرف الملک کی وفات کے بعد ہی عین الملک، ناصرالدین قباچہ کا وزیر ہوا۔ وہ عالموں کا بڑا قدردان اور مربّی تھا اور اسی کے عہدِ وزارت میں ہی مصنف عوفی نے اپنی کتاب "لباب الالباب" (۱۸-۶۱۷ھ/ ۱۲۲۲ع) شہر آچ میں مکمل کرکے اس کے نام منسوب کی۔ دیکھئے مقدمہ جوامع الحکایات، لندن، ۱۹۲۹ع ص ۱۲ - (ن - ب)۔

سنہ ۶۲۵ ہجری میں جب التمش کے وزیر نظام الملک جنیدی نے سندھ میں آکر ناصرالدین قباچہ کو قلعۂ بکھر میں

Marfat.com

محصور کیا اور قباچہ نے ذلت کی موت سے بچنے کے لئے سہران میں کود کر خودکشی کرلی تب اس کے باقی ماندہ ملازم جن میں وزیر عین الملک، اس کا بھائی بہاءالدین حسن، "لباب الالباب" کا مصنف عوفی اور "طبقات ناصری" کا مصنف منہاج سراج بھی شامل تھے، التمش کی خدمت میں چلے گئے - (ع-م) -

اِسی سال (سنہ ٦٢٥ھ) سلطان التمش نے اپنے بیٹے شہزادہ رکن الدین فیروز کو بدایون کا گورنر مقرر کیا اور عین الملک کو بھی نوازا اور اس کا دیوان یا وزیر مقرر کیا - دیکھئے "طبقات ناصری" ص ٧٣-١٧٢، ٨٢-١٨١، اور تاریخ ایلیٹ ڈاؤسن، جلد ٢ صفحات ٣٢٥ اور ٣٣٠ (ہوڑی والا ص ٨٠)-

١٨/[١٥] دیبل: اس شہر کی قدامت کے بارے میں فتحنامہ کے اس حوالے سے یہ گمان ہوتا ہے کہ رائے خاندان کے عہد (چھٹی صدی عیسوی) میں دیبل موجود تھا - اس شہر کے بارے میں سب سے پہلا تاریخی حوالہ بلاذری کی "فتوح البلدان" میں ملتا ہے جس کے مطابق سنہ ١٥ھ (٣٧-٦٣٦ع) میں حضرت عمر رضہ کے عہدِ خلافت میں عثمان کے گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی نے اپنے بھائیوں، مغیرہ اور حکم کی سرکردگی میں ایک لشکر سمندر کی راہ سے بھیجا تھا جس نے ہندوستان کے مغربی ساحل کی تین بندرگاہوں دیبل، بھروچ اور تھانہ پر فتوحات حاصل کی تھیں - اس کے بعد مسلمان جرنیلوں، عبیداللہ بن نبہان اور بدیل بن طہفۃ البجلی

Marfat.com

کے دیبل پر ۷۱۱ء سے قبل کے حملوں، محمد بن قاسم کی ۷۱۲ء میں دیبل کی فتح اور اس کے بعد سندھ میں عربوں کے دورِ حکومت میں دیبل کے بارے میں مسلسل حوالے ملتے ہیں۔ عرب سیاحوں اور جغرافیہ دانوں میں مسعودی (۹۴۳-۹۴۲ء)، اصطخری (۹۵۰-۹۵۱)، ابن حوقل (۹۴۳-۹۶۸ء) اور آخر میں مقدسی (۹۸۵-۹۸۶ء) خود دیبل میں آئے اور اپنے چشم دید حالات قلم بند کئے۔ اس کے علاوہ سنے ہوئے بیانات کی بنیاد پر سفرنامہ مسعر بن مہلھل (۹۴۳-۹۴۲ء)، حدودالعالم (تصنیف ۹۸۲ء)، بیرونی "کتاب الھند" (اوائل گیارھویں صدی عیسوی)، ادریسی (۱۱۵۰-۱۰۵۱ء)، سمعانی (۱۱۷۹-۱۲۲۹ء) اور یاقوت "معجم البلدان" (۱۲۲۴-۱۲۲۸ء) میں دیبل کے بارے میں متعدد حوالات ملتے ہیں۔ ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں بھی سلطان معزالدین محمد بن سام غوری کی فتح دیبل (۱۱۸۲-۱۱۸۳ء) اور سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کی فتح دیبل (۱۲۰۴ء) کے حوالے موجود ہیں۔

یہ سارے حوالے سندھ کے اس قدیمی شہر دیبل کے بارے میں ہیں کہ جس کا اس فتحنامہ میں متعدد بار ذکر آیا ہے اور جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا۔ انھیں وجوہ کی بنا پر تاریخ کی روشنی میں کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ تقریباً چھٹی صدی عیسوی سے لے کر تیرھویں صدی عیسوی کے نصف (۱۲۰۴ء) تک دیبل بندر بہتر یا زبوں حالت

Marfat.com

میں قایم رہا (۱)۔ گمان غالب ہے کہ دسویں صدی عیسوی میں عربوں کی حکومت کے زوال کے ساتھ ان کی طاقت کے مرکز دیبل کی اہمیت اور حفاظت بھی کم ہونے لگی۔ دوسری طرف مقامی حالات کی تبدیلی اور دریائے سندھ کے

(۱) سنہ ۱۹۵۱ع میں، کراچی کی مجلس علمیہ کے ایک اجلاس میں دیبل کے محلِ وقوع کے موضوع پر راقم الحروف نے ایک مقالہ پڑھا تھا۔ اس موقع پر شمس العلماء ڈاکٹر دائود پوٹہ مرحوم نے راقم الحروف کی توجہ سیوطی کی کتاب "تاریخ الخلفاء" میں دیبل کی تباہی کے بارے میں ایک حوالے کی طرف مبذول کرائی جس کے مطابق دیبل سنہ ۲۸۰ھ میں ایک خوفناک زلزلے میں تباہ ہوا تھا۔ راقم الحروف نے اس حوالے کو مقالہ میں تو داخل کیا لیکن اسے ضعیف اور غیر معتبر قرار دیا اور اس پر تنقید کی۔ (دیکھئے "دیبل کا ممکن محلِ وقوع" کے عنوان سے میرا انگریزی مقالہ مطبوعہ "اسلامک کلچر" حیدرآباد دکن ماہ جولائی ۱۹۵۲ع ص ۳۷)۔ اس کے بعد مزید تحقیق سے معلوم ہوا کہ درحقیقت سیوطی کی "تاریخ الخلفاء" (مطبع منیریہ مصر، ۱۳۵۱ھ) غالباً کسی غلط قلمی نسخے کے مطابق طبع ہوئی جس میں شہر "اردبیل" کی جگہ "دیبل" طبع ہوگیا ہے۔ اس کی دلیل قاطع یہ ہے کہ سیوطی نے زلزلوں پر ایک خاص کتاب "کشف الصلصلۃ عن وصف الزلزلۃ" کے نام سے لکھی ہے جس کا لب لباب فاضل مستشرق اے۔ سپرینگر (A. Sprenger) نے اپنے انگریزی ترجمے میں دیا ہے جو کہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے جرنل سال ۱۸۴۳ع میں صفحات ۴۳۹-۴۷۱ پر شایع ہوچکا ہے۔ اس ترجمے کے ص ۴۷۳ پر واضح طور پر درج ہے کہ سنہ ۶۸۰ھ والا زلزلہ "اردبیل" میں آیا تھا جس کا "دیبل" سے کوئی تعلق نہیں (ن۔ب)۔

Marfat.com

مدخل کی شاخوں کے تغیر و تبدل کے سبب، د ریا کی ایک شاخ پر ایک نئی بند رگاہ کے لئے سازگار ماحول پیدا ہوگیا جس کا نام "لوھارانی" پڑگیا۔ گیارھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں محقق بیرونی "دیبل" کے ساتھ اس نئی بند رگاہ "لوھارانی" کا بھی ذکر کرتا ھے۔ غالباً اس نئی بندرگاہ کی سہولت نے "دیبل" کی اھمیت کو رفتہ رفتہ ختم کردیا اور آیندہ دو صد یوں میں دیبل بالکل ویران ھوگیا۔ چنانچہ سنہ ۱۳۳۴ع میں جب ابن بطوطہ دریائے سندھ کی راہ سے نیچے سمندر کی طرف گیا تو اس نے "لاھری بندر" ھی کو اوج پر دیکھا، البتہ اس نئی بندرگاہ سے ٦-۷ میل دور اس نے ایک ویران شہر کے کھنڈرات بھی دیکھے تھے جو کہ شاید قدیمی دیبل کے تھے۔

بہرحال تقریباً چھ سو برس تک دیبل سندھ کا ایک مشہور بندر رھا اور اسی وجہ سے اس مدت میں سندھ کی سیاسی اور اقتصادی تاریخ گویا دیبل سے وابستہ تھی۔ حالانکہ دیبل بندر اُجڑ گیا تھا لیکن اھلِ سندھ نے اس نئی بندرگاہ کو بھی دیبل کے نام سے پکارا کیونکہ گذشتہ چھ سو برس کے اندر "بندر" اور "دیبل" لازم و ملزوم ھوچکے تھے۔ بعد کے زمانے کی تاریخ اس رواجی صداقت کی تصدیق کرتی ھے کہ سولھویں صدی عیسوی میں پرتگیزیوں نے اسی "لاھری بندر" کو "لاھوری بندر"، "دیوئل" اور "دیوئلسند" کے ناموں سے لکھا ھے اور اس کے بعد انگریزوں نے بھی اسے "سٹی د یوئل" اور "لاڑی بند ر"

Marfat.com

کے نام سے پکارا(۱)۔ اسی دور میں ٹھٹھہ نے بھی ایک دریائی بندرگاہ کی اہمیت حاصل کرلی تھی اور اسے بھی "دیبل" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ چنانچہ ابوالفضل نے "آئین اکبری" میں ٹھٹھہ کو "دیبل" لکھا ہے اور اسی وقت میر معصوم بھی یہی لکھتا ہے کہ اس کے زمانے میں "لاہری بندر" اور "ٹھٹھہ" دونوں کو "دیول بندر" کہا جاتا تھا (تاریخ معصومی فارسی ص ٦)۔ چونکہ قدیم زمانے سے "لاہری بندر" کا نام بھی "دیبل" پڑ چکا تھا، اسی وجہ سے ہمارے بعد کے مورخ میر علی شیر قانع نے "لاہری بندر" کو "پرانا دیبل" سمجھا (تحفۃ الکرام ۲۰۳-۵۴X۳) اسی طرح "پیر پٹھا" کو جو کہ بگھاڑ شاخ پر ایک بندرگاہ تھی اسے بھی مقامی طور پر دیبل کہا گیا جیسے کہ میر علی شیر قانع نے تحفۃ الکرام (۲۰۲،۲۴۷X۳) میں وہاں کے مدفون بزرگ شیخ حسین عرف "پیر پٹھا" کو "دیبلی" لکھا ہے۔

مذکورہ توضیح سے یہ معلوم ہوگیا کہ حالانکہ اصل "دیبل" کہ جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا تھا وہ انقلاب زمانہ سے برباد ہوگیا تھا تاہم یادگار کے طور پر اس کا نام چلتا رہا اور لوہارانی یا لاہری یا لاہوری بندر اور ٹھٹھہ دونوں دیبل کہے جانے لگے تھے اسی وجہ سے ان دونوں میں سے کسی بھی ایک کو اصلی یا قدیم دیبل بندر سمجھنا غلط

---

(۱) تصدیق کے لئے دیکھئے ہیگ (Haig) کی کتاب "The Indus Delta Country" مطبوعہ لندن ۱۸۹۴ء ص ۴۶، ۶۴ اور ۷۹۔

Marfat.com

ہوگا۔ محقق بیرونی کہ جس نے سب سے پہلے "لوہارانی بندر" کا ذکر کیا ہے اس نے صاف طور پر لکھا ہے کہ دیبل ایک ساحلی بندرگاہ تھی اور لوہارانی اس سے علٰحدہ مشرق کی طرف دریائے سندھ کی ایک شاخ کا بندر تھا (کتاب الھند، عربی متن، ص ۱۰۲)۔ ٹھٹھہ کی تو بنیاد ھی بہت بعد میں سومروں کے دور کے اواخر اور سموں کے دور کے اوائل میں تقریباً ۱۳۳۳-۳۷ع میں پڑی۔ اسی وجہ سے پاٹنجر اور کنیگھام کا "لاھوری بندر" کو اصلی دیبل بندر سمجھنا یا رچرڈ برٹن، کیپٹن سکمرڈو، دلاروشی، رینیل، ڈبلیو ھملٹن (بلکہ پاٹنجر اور برنس کا ان کی دوسری رائے کے مطابق) اور آخر میں ھینری کزنس کا ٹھٹھہ کو قدیم دیبل سے تعبیر کرنا بظاھر بھی غلط ہے۔ ایلیٹ، کراچی کو دیبل قرار دیتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے کیونکہ سنہ ۱۷۲۵ع سے پہلے کراچی کا کوئی وجود ھی نہیں تھا اور بندرگاہ کی حیثیت سے کراچی پہلے پہل سنہ ۱۷۲۹ع میں استعمال ہوا۔ میجر راورٹی، عرب مورخوں اور جغرافیہ دانوں کے حوالوں کو نظرانداز کرتے ہوئے صرف کیپٹن نیوپورٹ کے بیان (سنہ ۱۶۶۶ع) کی بنیاد پر جس میں "پیر پٹھا" کو دیبل کہا گیا ہے) "پیر پٹھا" کو دیبل قرار دیتا ہے۔ جس کے متعلق ہم پہلے ھی معلوم کرچکے ہیں کہ دیبل کے زوال کے بعد جس طرح لاھری بندر کو دیبل کہا گیا تھا اس طرح "پیر پٹھا" کو بھی دیبل پکارا گیا تھا۔

Marfat.com

دیبل کی جگہ متعین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت کے عرب مورخوں اور جغرافیہ دانوں میں سے بعض کی پختہ دلیلوں کا سہارا لیا جائے کیونکہ مشکوک اور وضاحت طلب حوالے کسی بھی خاطر خواہ نتیجہ پر نہ پہنچائیں گے۔ مثلاً عرب جغرافیہ دانوں نے دیبل کا طول البلد اور عرض البلد بیان کیا ہے مگر وہ خود وضاحت طلب ہے۔ اول تو ہر ایک مصنف نے طول و عرض کے مختلف درجے دیئے ہیں اور دوسرے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان میں سے ہر ایک نے طول البلد کا شمار کس مقام سے کیا ہے۔ اسی طرح عرب جغرافیہ نویسوں نے دیبل کے فاصلے بھی تحریر کئے ہیں لیکن یہ سب بھی تشریح طلب ہیں یعنی اول تو جن شہروں سے دیبل کے فاصلے دیئے گئے ہیں خود ان شہروں کا مقام نامعلوم ہے، دوسرے یہ فاصلے دنوں کی مسافت یا منزلوں، مرحلوں کے اعداد یا فرسخوں اور میلوں میں دیئے گئے ہیں لیکن کیا کہا جاسکتا ہے کہ ایک دن کی مسافت سے کتنا فاصلہ سمجھنا چاہئے یا اس وقت کے رائج فرسخوں یا میلوں سے کتنا فاصلہ تصور کیا جائے۔ ان مشکوک اندازوں کا نتیجہ یہ ہے کہ دو محققوں الیٹ اور ہیگ نے دیبل کو متعین کرنے کے لئے اپنے دلائل کا مدار عرب مورخوں کے دیئے ہوئے فاصلوں پر رکھا ہے لیکن اس کے باوجود الیٹ کراچی کو دیبل قرار دیتا ہے اور ہیگ نے کراچی سے تقریباً ۵۰ میل جنوب مشرق کی طرف "ککڑ بکیرا" یا "بیگ چھگیو" (ٹھٹھہ سے

Marfat.com

تقریباً ۲.۰ میل جنوب مغرب کی طرف) کے مسمار کھنڈرات کو دیبل قرار دیا ھے۔

ھمارے خیال میں دیبل کا محلِ وقوع متعین کرنے میں پہلا حل طلب اصولی سوال یہ ھے کہ آیا دیبل مہران کے کنارے پر یا اس کی کسی شاخ کے پہلو میں یا ساحلِ بحر پر اور یا سمندر کی کسی خلیج کے دامن میں واقع تھا؟ اس سلسلے میں یہ حوالے قابل غور ھیں کہ بقول ابنِ خرداذبہ، دیبل مہران کے کنارے پر نہیں بلکہ اس کے مدخل سے دو فرسنگ دور تھا، اصطخری واضح طور پر بیان کرتا ھے کہ دیبل مہران کے مغرب کے طرف ساحلِ سمندر پر واقع تھا۔ مسعودی کہتا ھے کہ مہران کا مدخل دیبل سے دو دن کے فاصلے پر تھا، ابنِ حوقل لکھتا ھے کہ شہر دیبل مہران کے مغرب میں سمندر کے کنارے تھا اور بقول مقدسی دیبل ایک ساحلی شہر تھا۔ یاقوت، مسعر بن مہلھل کے حوالے سے ظاھر کرتا ھے کہ دیبل سمندر کے کنارے پر تھا۔ بیرونی کی تحقیق کے مطابق دیبل بحری ساحل پر تھا اور لوھارانی بندر اس کے مشرق کی طرف مہران کے مدخل کے قریب تھا۔ الخوارزمی (کتابِ صورۃالارض میں) لکھتا ھے کہ دیبل سمندر پر تھا۔ قلقشندی ایک قدیم کتاب "اللباب" کے حوالے سے لکھتا ھے کہ "تحقیق دیبل بحرِ ھند کے ساحل پر ھے"۔

ان حوالوں میں سے اصطخری، مسعودی اور ابنِ حوقل کے بیانات چشم دید ھیں۔ ان بیانات سے یہ کلی نتیجے نکلتے

Marfat.com

ھیں کہ: ۱- دیبل سہران یا اس کی کسی شاخ کے کنارے پر نہ تھا۔

۲- دیبل سہران کے مدخل سے کافی فاصلے پر مغرب کی طرف تھا۔

۳- دیبل بحری ساحل کا بندر تھا۔

ان یقینی نتائج کے بعد ٹھٹھہ، پیر پٹھا یا لاھری بندر کو دیبل سمجھنا غلط ھوگا۔ دیبل کو لازمی طور پر مذکورہ مورخوں کے وقت والے سہران کے مدخل سے مغرب کی سمت ساحلِ بحر پر تلاش کرنا چاھئے۔

اب سوال یہ ھے کہ اس عربی دور حکومت کے عرصے میں سہران کا مدخل کہاں تھا؟ اس بارے میں ایک خاطر خواہ حوالہ موجود ھے۔ محمد بن قاسم نے جب دیبل فتح کیا (۷۱۲ع) تب خود خشکی کی راہ سے نیرون کوٹ کی طرف روانہ ھوا اور حکم دیا کہ منجنیقیں وغیرہ کشتیوں کے ذریعے لائی جائیں۔ چنانچہ "وہ کشتیاں وھاں سے اس آبی راہ سے لے گئے کہ جسے "ساکرو نار" کہتے تھے" (فتحنامہ ص ۱۱۵)۔ "ساکرہ نہر" سے مراد غالباً قدیم "بگھیاڑ شاخ ھے جو پرگنہ ساکرہ پر بہتی تھی۔ اس وقت تک وہ شاید ایک چھوٹا نالہ تھی جو غالباً تین صدیوں کے بعد یعنی گیارھویں صدی ھجری کے اوائل میں دوسرے نمبر کا چھوٹا دریا بن گیا۔ کیونکہ اسی زمانے میں محقق بیرونی نے سمندر کے قریب دریائے سندھ کی مدخل والی دو خاص شاخوں کا ذکر کیا ھے، ایک "منھن صغریٰ" (چھوٹی شاخ) اور دوسری آگے جنوب مشرق کی سمت "منھن کبریٰ" (بڑی شاخ) [کتاب الھند، عربی متن ص ۱۰۲]۔

Marfat.com

لوھارانی بندر اسی چھوٹی شاخ پر تھا جسے موجودہ تحقیق کے مطابق "بگھیاڑ" تسلیم کیا گیا ھے۔ عرب جغرافیہ نویسوں کے مہران اور دیبل کے بارے میں بیانات بیرونی سے ۵۰-۶۰۰ سال پہلے کے زمانے کے ھیں جس زمانے میں کہ بگھیاڑ بھی، مہران کے دوسرے نمبر کے مدخل کی حیثیت سے یقینی طور پر موجود رھا ھوگا۔ دیبل ان جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں کے چشم دید بیانات کے مطابق مہران کے مدخل سے بہرحال دور اور مغرب کی سمت تھا۔ اسی وجہ سے دیبل کی تلاش بگھیاڑ کے پیٹے سے مغرب کی جانب ساحلِ سمندر پر کرنی چاھئے۔

بگھیاڑ کا قدیمی پیٹا تحصیل میرپورساکرو میں نمایاں طور پر موجود ھے جو نشیب میں میرپورساکرو اور بُھارا کے درمیان سے مغرب کی طرف جاکر، شہر بُھارن سے تقریباً ۳، ۴ میل مغرب کی طرف بل کھاکر جنوب کی طرف ھوتا ھوا سیدھا سمندر میں داخل ھوگیا ھے۔ کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ھے کہ دیبل، بگھیاڑ کے اسی قدیم پیٹے سے لے کر کراچی تک، درمیان میں کسی مقام پر تھا۔ دیبل کی تلاش اور تحقیق کے بارے میں یہ نتیجہ فیصلہ کن سمجھنا چاھئے۔

اب کراچی سے لے کر نیچے جنوب مشرق کی طرف بگھیاڑ کے قدیمی پیٹے تک نئی یا پرانی جو بستیاں بھی بندرگاہ کی حیثیت پاسکتی ھیں وہ یہ ھیں: کراچی، کلفٹن، کسری (گذری)، واگھودر یا ابراھیم حیدری، بھنبھور، رتو کوٹ، ماڑی مورڑو اور ستون والی مسجد، دھاراج اور جاکھی بندر اور رانا کوٹ۔

Marfat.com

ان میں سے کراچی، جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے، سب کے آخر میں بندر بنا اور ۱۷۲۵ع سے پہلے اس مقام پر کوئی بندرگاہ نہیں تھی۔ اسی طرح کلفٹن اور گسری (گذری) دونوں نئی آباد بستیاں ہیں جہاں کوئی بھی قابل ذکر آثار موجود نہیں۔ البتہ کلفٹن پر عبداللہ شاہ کا مزار ہے جس کی بابت ڈاکٹر داؤد پوتہ صاحب کا خیال ہے کہ بقول بلاذری (فتوح البلدان طبع یوروپ ص ۳۶-۳۵) یہ مزار عبیداللہ بن نبہان ہی کا ہے کہ جسے حجاج نے بدیل بن طہفۃ البجلی سے پہلے دیبل پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ کیا تھا (دیکھئے فتحنامہ فارسی ایڈیشن، ص ۲۵۵)۔ یہ دلیل درحقیقت کچھ اتنی وزن دار نہیں ہے کیونکہ خود بلاذری کی تحریر کے مطابق تقریباً خود اس کے دنوں میں ۲۳۵-۲۲۹ھ) دیبل میں بدیل بن طہفہ کی قبر موجود تھی (فتوح، ص ۴۳۸) نہ کہ عبیداللہ بن نبہان کی۔ دوسرے یہ کہ کلفٹن والا موجودہ مزار عبداللہ شاہ بخاری سے منسوب ہے اور سندھ میں بخاری سیدوں کی آمد کا زمانہ بہت بعد کا ہے۔

"واگھودر" یا "ابراہیم حیدری" میں بےشک ویران بستی کے کچھ نشانات موجود ہیں اور ہوسکتا ہے کہ وہ دیبل ہو۔ اسی طرح بھنبھور بھی یقینی طور پر ایک قدیمی بستی ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہی دیبل ہو۔

رتّو کوٹ، ابراہیم حیدری سے جنوب مشرق کی سمت موجودہ بحری اراضی میں واقع ایک قسم کا قلعہ ہے جس کے

Marfat.com

پتھروں اور کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیمی زمانے کا ہے۔

بھنبھور سے تقریباً ۱۰-۱۱ میل جنوب مغرب کی طرف تحصیل میرپور ساکرو کے دیہہ کھیرانی میں سمندر کی موجوں کے نیچے آئی ہوئی مغربی اراضی میں بھی مسمار کھنڈرات ہیں، جنھیں اب مقامی طور پر "ماڑی مورڑو" کہتے ہیں۔ شاید یہ وہی آثار ہیں کہ جنھیں مسٹر کارٹر نے "ستون والی مسجد" کہا ہے اور "دیبل" سمجھا ہے (دیکھئے ہینری کزنس کی کتاب "سندھ کے آثار قدیمہ" ص ۲۷-۱۲۶)۔ سنہ ۱۹۴۴ع میں راقم الحروف نے ان کھنڈرات کا مشاہدہ کیا، لیکن وہاں جو پتھر کی قبریں اور قبرستان ہے وہ مکلی کے قبرستان والے زمانے یا اس سے بھی بعد کا معلوم ہوتا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے یہ علاقہ آباد تھا جس کے بعد سمندر کے نیچے آگیا۔ بہرحال اس اراضی میں بھی دیبل کا ہونا قرین قیاس ہے۔

دھاراجا، جاکھی بندر اور رانا کوٹ کے کھنڈرات "بھارن" کے شہر سے تقریباً ۵-۶ میل مغرب کی سمت اور بگھیاڑ کے قدیم پیٹے کے شمال مغرب کی جانب ہیں جس کا ہم نے سنہ ۱۹۵۲ع میں معائنہ کیا، رانا کوٹ اصل میں رانا ارجن کا قلعہ ہے جسے میاں غلام شاہ کلہوڑے نے بجار جوکھیہ کے ہاتھوں قتل کرایا تھا۔ قلعے کے مغرب میں رانا کے بیٹے "علی بن ارجن" کی قبر موجود ہے جو کہ اسلام میں داخل ہوگیا تھا اور مسلمان ہوکر فوت ہوا تھا اور جہاں تک یاد

Marfat.com

آتا ھے اس کی قبر کے کتبے پر سنہ ۱۱۰۲ھ کندہ ھے۔ بہرحال یہ قلعہ بعد کے زمانے کا ھے۔

جاکھی بندر اور دھاراجا بندر کے آثار دریا کی ایک قدیم شاخ (پھٹی پٹیانی؟) کے مشرقی کنارے پر (رانا کوٹ سے ایک میل مغرب میں) موجود ھیں۔ یہ دونوں مقامی نام ھیں جن کا قدیم تاریخ میں کوئی ذکر نہیں ھے۔ جاکھی بندر جنوب کی سمت اور دھاراجا اس سے ملا ھوا شمال کی طرف ھے اور یہ دو مختلف نام غالباً ایک ھی قدیمی بستی کے ھیں۔ گمان غالب ھے کہ یہ آثار مشہور تاریخی بندرگاہ لاھری کے ھیں۔ کیپٹن پوسٹنس ۱۸۳۴ء سے ۱۸۴۰ء کے درمیانی عرصے میں لکھتے ھوئے کہتا ھے کہ "دھاراجا پہلے ٹھٹھہ (کی تجارت) کا خاص بندر اور مشہور شہر تھا، لیکن دریا کے ردوبدل کی وجہ سے اب اس بندرگاہ کی اھمیت کم ھوگئی ھے..... اس وقت دھاراجا یا لاھری بندر کی بجائے کراچی ھی کو بندرگاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ھے" (۱)۔

اس وضاحت کی بنا پر واگھودر، بھنبھور اور ماڑی مورڑو، ستون والی مسجد میں سے کسی بھی ایک کو دیبل قرار دیا جاسکتا ھے۔ ان میں سے ھر مقام پر محکمۂ آثارِ قدیم کی طرف سے کھدائی اور مزید تحقیقات کرنے کی ضرورت ھے اور

(۱) دیکھئے کیپٹن بوسٹنس کی کتاب "Personal Observation of Sind" مطبوعہ لندن ۱۸۴۲ء، ص ۲۷ اور ۱۷۔

Marfat.com

اس کے علاوہ بھنبھور سے لے کر دھاراجا تک کے بحری ساحل کی بھی چھان بین کر کے باقی ماندہ کھنڈرات کا پتہ لگانا ہے۔ کسی ایسی مکمل جستجو کے بعد ھی کسی یقینی نتیجے پر پہنچا جاسکے گا۔ فی الحال تاریخ کی روشنی اور محکمۂ آثار قدیم کی جانب سے کی گئی اس وقت تک کی تحقیقات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ بھنبھور کے کھنڈرات کا دیبل ہونا زیادہ ممکن اور قرینِ قیاس ہے۔ ہمارے اس نظریہ کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل قابلِ غور ہیں :-

(۱) عرب مورخوں اور جغرافیہ نویسوں میں سے بلاذری (فتوح ص ۴۳۸) اور یاقوت (المشترک ص ۱۰۲ اور معجم البلدان زیرِ عنوان "الدیبل") نے "خورالدیبل" کا ذکر کیا ہے۔ ہینری الیٹ نے "خور" کے معنی خلیج (bay) کے لئے ہیں، تاکہ اس کے اس نظریے کی تائید ہوکہ جس کے مطابق وہ کراچی کو جو کہ ایک چھوٹی سے خلیج پر واقع ہے، دیبل قرار دیتا ہے۔ لیکن خود عرب مورخوں میں قلقشندی، (صبح الاعشیٰ ۵X۶۴) ابن سعید کے حوالے سے "خور" کی معنیٰ "خلیج" لکھتا ہے۔ "خلیج" دو مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے مگر اس کے عام معنی "کھاڑی" (۱) کے ہیں۔ اگر "خورالدیبل" کے معنی "دیبل کی کھاڑی" کے لئے جائیں تو اس سے گمان واثق ہوگا کہ "دیبل" سمندر کی ایک "کھاڑی" پر واقع تھا۔

---

(۱) انگریزی میں اسے "Estuary" یا "Creek" کہتے ہیں۔ دیکھئے ہیگ کی کتاب "انڈس ڈیلٹا کنٹری" ص ۴۲، ۴۳۔

Marfat.com

چنانچہ کراچی سے لے کر "دھاراجا" کے کھنڈرات تک اس وقت تین کھاڑیاں موجود ھیں یعنی گسری والی کھاڑی، کھڈرو کھاڑی جس کے سرے پر واگھودر (ابراھیم حیدری) ھے اور سب سے اھم اور بڑی کھاڑی "گھارو" جس کے کنارے پر بھنبھور کے کھنڈرات واقع ھیں۔ بقول مقدسی ("مد" کے وقت) سمندر کا پانی دیبل شھر کے اندر بازاروں تک آجاتا تھا۔ یہ صورتِ حال صرف بھنبھور کے کھنڈرات پر منطبق ھوتی ھے۔ کیونکہ اب بھی بھنبھور شھر کے ملبے کے شمال کی طرف سے خلیج کا پانی چڑھ کر مغرب کی طرف والے تالاب تک آتا ھے جو کہ اس کے کھنڈرات کے حدود میں ھے۔

(۲) بھنبھور کے کھنڈرات، واگھودر وغیرہ کے مقابلے میں زیادہ بڑے اور وسیع ھیں جنھوں نے گذشتہ صدی کے جملہ محققین کو کافی متاثر کیا ھے۔ چنانچہ ڈیوڈ راس کہ جس نے بھنبھور کا معائنہ کیا لکھتا ھے کہ "یہ بہت پرانے کھنڈرات ھیں"۔ اسی طرح پاٹنجر نے لکھا ھے کہ "قدیم زمانے میں یہ کوئی بڑا شھر تھا"۔ ایلیٹ اور کننگھام نے ان کھنڈرات کی قدامت کی بنا پر بھنبھور کو سکندر اعظم کے زمانے کا "بابریکان بندر" کہا ھے۔ ھینری کزنس جو کہ ھندوستان کے محکمۂ آثار قدیم کا افسر اعلیٰ تھا وہ بھی تسلیم کرتا ھے کہ "سندھ کے باشندے اسے اس صوبے کا قدیم بندرگاہ سمجھتے ھیں" اور وہ خود بھی اسے سکندر اعظم کے زمانے کا بندر تسلیم کرتا ھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ بھنبھور کو دیبل کی

Marfat.com

بجائے عربوں کے زمانے کے سمندر پر واقع ایک چھوٹا حفاظتی قلعہ ٹھراتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں یہ ایک بالکل چھوٹی بستی "an insignificant site" ہے۔ ہینری کزنس کا یہ ریمارک نہ صرف مندرجہ بالا بیانات کی تردید ہے بلکہ کھنڈرات کی صورتِ حال کے بھی خلاف۔ درحقیقت بھنبھور کے کھنڈرات کافی وسیع ہیں۔ کچھ ہی کم ایک پورے بلاک میں تو ٹیلے والے قلعے کے کھنڈرات ہیں جس کے عرض کی دیوار اور اطراف کے بُرجوں کے نشانات اب تک قایم ہیں۔ اس قلعے کے جنوب کے ٹیلے پر بھی قدیم آثار کچھ ہی کم نصف بلاک میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں کمروں اور کوٹھیوں کی بنیادیں اور ایک قدیم کنواں موجود ہے۔ ٹیلے والے قلعے کے شمال مغرب میں ایک بڑا تالاب موجود ہے اور اس تالاب کے جنوب مغرب میں بھی تقریباً ایک بلاک میں کھنڈرات ہیں جن میں ٹیلے والے قلعے کے نشیب میں مغرب کی طرف، بڑے مٹکوں کی زمین دوز قطاریں عبرت انگیز ہیں۔ غرض یہ کہ بھنبھور کے کھنڈرات، ٹیلے والے بالائی سرے کے جنوبی حصے سے لے کر شمال کی جانب قدیمی راستے تک پھیلے ہوئے ہیں اور قدیمی قبرستان اس راستے کے جنوب میں بالکل ملا ہوا واقع ہے۔ ان جملہ وسیع آثار کو "چھوٹی بستی" سمجھنا حقیقت کے برعکس ہے۔

۳۔ فتحنامہ میں دیبل کے بدھ والے مندر کا ذکر ہے جو ۴۰ چالیس گز بلند تھا۔ یہ حوالہ بھی بھنبھور کے کھنڈرات پر صادق

Marfat.com

آتا ہے۔ جہاں ایک وسیع اونچا ٹیلہ اور اس پر قدیم دیوار کے نشانات اور ایک بلند اراضی نظر آتی ہے جو غالباً اسی مندر کی تھی۔ فتحنامہ میں اس کے علاوہ محمد بن قاسم کے بیان میں اور بھی بدھ کے مندروں کے نام نظر آتے ہیں۔ مثلاً: اشبہار، کنوھار، وکربہار اور نوبہار۔ ان ناموں کے آخیر میں "بہار" یعنی "وھار" بدھ مندروں کے نام کی خصوصی علامت ہے۔ ہمارے خیال میں بھنبھور درحقیقت (بنXبہور = بنXبہار) "بنبہار" یعنی "ون وھار" کی اصلی نام کی بگڑی ہوئی صورت ہے جو غالباً دیبل والے مندر کا اصلی نام تھا۔ اسی لحاظ سے خود بھنبھور کا نام بھی دیبل کی اصلیت کی غمّازی کرتا ہے۔

۴۔ محکمۂ آثار قدیمہ کی طرف سے بھنبھور کے کھنڈرات کی جو کھدائی ہوئی ہے اور اس میں سے جو چیزیں برآمد ہوئی ہیں وہ بھی اس نظریے کی تائید کرتی ہیں کہ غالباً یہی دیبل کی قدیم بستی ہے۔

محکمۂ آثارقدیمہ کی طرف سے پہلے سنہ ۱۹۲۰ اور ۱۹۳۰ع کے درمیان ان کھنڈرات کی جو کھدائی کی گئی اس میں بالکل ایسی ھی چیزیں برآمد ہوئیں جیسی کہ سندھ کے عربی دورِ حکومت کے مرکز منصورہ سے ملی تھیں۔ اس کے بعد دوبارہ سنہ ۱۹۵۱ع میں ان کھنڈرات کی جو کھدائی ہوئی اس کی مفصل رپورٹ شایع نہیں ہوئی لیکن اخبار ڈان (Dawn, Karachi April 29, 1961) کے ایک شمارے میں

Marfat.com

ایک بیان شایع ہوا کہ یہاں دوسری چھوٹی بڑی چیزوں کے ساتھ عربی خطِ نسخ میں لکھی ہوئی تختیاں (کتبے) اور عرب گورنر منصور کے آٹھویں صدی کے نصف آخر کے سکے پائے گئے۔ ہمارے خیال میں منصور بن جمہور کے سکے اس نظریے کی مزید تائید کرتے ہیں کہ بھنبھور کے کھنڈرات قدیمی دیبل بندر ہی کے ہیں۔ منصور بن جمہور الکلبی نے، اموی عہد کے زوال کے وقت تقریباً ۱۳۰ھ کی ابتدا (۷۴۷ع کے اواخر) میں عراق سے آکر سندھ پر قبضہ کیا تھا اور یہاں اپنی خود مختار حکومت قایم کی تھی جو کہ تقریباً سنہ ۱۳۴ھ کے نصف آخر تک (۷۵۱ع کے آخر تک) برقرار رہی اور اپنی خود مختاری کے دور میں منصور نے یہ سکے جارے کئے تھے۔ منصورہ جو کہ سندھ کا دارالحکومت تھا، منصور کی طاقت کا اہم مرکز تھا۔ اس کی حکومت اور طاقت کا دوسرا مرکز غالباً دیبل تھا کیونکہ مورخ یعقوبی (۲۷۸ھ) لکھتا ہے کہ منصورہ پر قبضہ کرنے کے بعد منصور نے دیبل کو فتح کرنے کے لئے خاص طور پر اپنے بھائی منظور کو بھیجا تھا۔ محکمۂ آثار قدیمہ کی طرف سے کی گئی کھدائی میں منصورہ کے کھنڈرات سے پہلے ہی منصور کے سکے دستیاب ہو چکے ہیں۔ (دیکھو ہینری کزنس کی کتاب "سندھ کے آثار قدیمہ") چنانچہ اس کے دوسرے سکے خاص طور پر اس کی طاقت کے دوسرے مرکز دیبل میں ملنے چاہیں تھے اور جو کہ بھنبھور سے برآمد ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے موجودہ تحقیق کے مطابق بھنبھور

Marfat.com

کا دیبل ہونا زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے (ن۔ب)(۱)۔

۱۸ /[۱۵] چار حکمران مقرر کئے تھے: رائے خاندان کے نظام حکومت کے لئے مزید دیکھئے ص ۴۴-۴۵۔

۱۸ /[۱۵] کردوں کے پہاڑ اور کیکانان تک: کردوں کے پہاڑ، کرمان اور مکران کے سرحدی پہاڑوں کو سمجھنا چاہئے۔ ویسے کرد قبائل زیادہ تر کرمان سے کافی دور شمال میں ایران اور عراق کی سرحد پر رہتے ہیں مگر کُرد، کفچ اور بلوچ قبائل ایک ہی جیسا تاریخی پس منظر رکھتے ہیں اور کفچ (قفص یا کوچ) اور بلوچ قبائل کی بستیاں کرمان اور مکران کی سرحد پر قدیم زمانے سے قایم تھیں۔ اندازاً نوشکی کے جنوب مغرب میں واقع پہاڑوں کو "کُردوں کے پہاڑ" تصور کرنا چاہئے۔

کیکانان وہ ملک ہے جسے رائے خاندان کے زمانے میں چین کے مشہور سیاح ہوان سانگ نے (Huen Tsang) "کی-کیانگ-نا" کے نام سے پکارا ہے۔ دیکھئے کننگھام: قدیم جغرافیہ ص ۱۰۰)۔ ہوان سانگ کے بیان اور عرب مورخوں

---

(۱) اس تحقیق میں ہم نے اپنے انگریزی مضمون کا خلاصہ بعض نئی معلومات کے اضافے کے ساتھ پیش کیا ہے مگر مفصل بحث اور حوالوں کے لئے دیکھئے ہمارا اصل مضمون:-

"The Most Probable Site of Debal, the Famous Historical Port of Sind" (Islamic Culture, Hyderabad Deccan, Issue of July 1952.

Marfat.com

کے متعدد حوالوں کی بنا پر راقم الحروف کی رائے میں ملک کیکانان، نوشکی کے قریب، قصدار اور قندابیل (گنداوا) کے درمیان والا علاقہ تھا۔ اس مقام پر رائے خاندان کی مملکت کی سرحد کا ذکر ہے اور اسی لحاظ سے مراد سرحدِ کیکانان ہے۔ یعنی کوہِ سلیمان کی قطار کا وہ حصہ جو دریائے گومل سے لے کر نوشکی تک پہنچا ہے۔ اسی نقطۂ نظر سے گویا موجودہ ریاست قلات بلکہ سراوان اور جھالاوان کی ریاستیں بھی رائے خاندان کی مملکت میں شامل تھیں۔ (ن۔ب)

۱۸/[۱۵] برھمن آباد: فتحنامہ کے قلمی نسخوں میں اس نام کی صورت خطی "برھمناباد" ہے۔ بہرحال اس نام کے آخری حصہ "آباد" سے ظاہر ہے کہ یہ اصل ایرانی نام ہے۔ تاریخ سے بھی یہ دلیل ملتی ہے کہ یہ شہر غالباً ایران کے بادشاہ "بھمن اردشیر" کے حکم سے بسایا گیا تھا اور اسی لحاظ سے اس کا اصل نام "بھمن آباد" تھا۔ بھمن اردشیر نے اپنی وسیع مملکت میں اس نام کے تین شہر آباد کئے تھے۔ ایک بھمن آباد خراسان میں جو کہ "رے" اور "نیشاپور" کے درمیان میں تھا(۱)، دوسرا [سوادِ] عراق میں جسے پہلے "ابیذ اردشیر" کا نام دیا گیا مگر بعد میں وہ بھی "بھمنیا" کہا جانے لگا اور مورخ طبری کے زمانے (۸۶۸-۹۳۲ھ) میں بھی موجود

(۱) دیکھئے ابن خرداذبہ ص ۲۳، قدامۃ (کتاب الخراج) ص ۲۰۱، اصطخری ص ۲۸۴، حدود العالم (طبع طہران) ص ۵۶، اور تاریخ بیہق ص ۲۰۴۔

Marfat.com

تھا (طبری ج-ا-ص ۶۸۷)- چونکہ سندھ کو بھی اردشیر نے فتح کرکے اپنی مملکت میں شامل کرلیا تھا اور اس کی زندگی میں یکے بعد دیگرے اس کے گورنر یہاں آتے رہے، (حمزہ اصفہانی: سنی ملوک الارض والانبیاء، ص ۱۲-۱۳) اس وجہ سے سندھ میں بھی اس کے نام کا شہر بسایا گیا ہوگا۔ "مجمل التواریخ" سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے جس کا مصنف لکھتا ہے کہ بھمن اردشیر نے یہاں دو شہر آباد کئے ایک ترکوں اور ہندیوں کی سرحد کا تعین کرنے کے لئے "قندابیل" (گنداوا) اور دوسرا بدھیہ کے علاقے میں "بھمن آباد" جسے اب منصورہ کے نام سے پکارا جاتا ہے (مجمل التواریخ، طبع طہران ص ۱۱۷-۱۱۸)۔

غالباً اس کے بہت بعد جب سندھ میں برھمنوں کا اقتدار ہوا تو اس کا نام "بہمن آباد" کی بجائے "برھمن آباد" رکھا گیا۔ برھمنوں کا سندھ پر قبضہ تعصب سے خالی نہ تھا۔ چنانچہ جب ہندوستان کے برھمن راجہ "قفند" نے اپنے بھائی "سامید" کو سندھ پر لشکر کشی کے لئے بھیجا تب اس نے بہمن آباد میں آتشکدہ کی جگہ پر بت خانہ تعمیر کیا تھا (مجمل التواریخ ص ۱۱۹)۔ بہرحال ممکن ہے کہ نام کی یہ تبدیلی اس تعصب کی وجہ سے یا برھمنوں کے اقتدار کی نسبت سے یا سندھی زبان کے مقامی تلفظ کی وجہ سے عمل میں آئی ہو۔ البیرونی نے (کتاب الھند، عربی متن ص ۱۳۰، ترجمہ ۲۶۰X۱) گیارھویں صدی کے ابتدائی زمانے میں بھی اس شہر کا نام

Marfat.com

"بھمنوا" لکھا ھے جس سے اور بھی اس شہر کے اصلی ایرانی نام کی تائید ھوتی ھے۔ البیرونی مزید لکھتا ھے کہ برھمناباد درحقیقت "بھمنوا" ھے (ایضاً ترجمہ ۱X۱۶۲)۔

فتحنامہ سے ظاھر ھے کہ رائے خاندان کے زمانے میں برھمناباد علاقہ لوھانہ کا مرکزی شہر اور وھاں کے حاکم اگھم کا پایۂ تخت تھا (دیکھئے متن ص ۷۰)۔ محمد بن قاسم کی فتح کے وقت (۷۱۲ع) میں بھی برھمناباد اس خطہ کا مشہور قلعہ تھا۔ شہر اس مضبوط قلعے کے اندر واقع تھا جس کے چار دروازے تھے اور شہر کے مشرق کی سمت نہر جلوالی بہتی تھی (دیکھئے متن ص ۲۹۰-۲۹۱)۔ برھمناباد کی مرکزی حیثیت غالباً اس وقت سے کم ھوئی جب محمد بن قاسم کے بیٹے عمرو نے سندھ کے گورنر الحکم کے عہد میں (۱۱۱-۲۲/۱۲۱ھ)، اس کی شاندار فتوحات کی یادگار میں منصورہ کا شہر بسایا (بلاذری : فتوح البلدان ص ۴۴۴)، جو کہ برھمناباد سے دو فرسخ پر تھا (ایضاً ۴۳۹)۔ حالانکہ اس شہر کا نام الحکم کے دور میں حاصل کی ھوئی فتوحات کے سبب "المنصورہ" رکھا گیا تھا۔ لیکن چونکہ یہ شہر صوبۂ برھمناباد اور سارے سندھ کا پایۂ تخت بنا اسی وجہ سے مقامی طور پر سندھ کے لوگ اس شہر کو بھی برھمناباد کہتے تھے۔ اصطخری (ص ۱۷۲) اور ابن حوقل (ص ۲۲۶) نے صاف طور پر لکھا ھے کہ سندھی میں منصورہ کو بھی "برھمناباد" کے نام سے پکارا جاتا ھے۔ اسی وجہ سے عرب مورخوں نے

Marfat.com

منصورہ کے اس نئے مقامی نام برھمناباد اور پرانے برھمناباد (جو کہ منصورہ سے دو فرسنگ دور تھا) میں امتیاز کرنے کے لئے۔ اصل برھمناباد کو (جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا) "برھمناباد العتیقة" (بلاذری، فتوح البلدان ص ۴۳۹) یا برھمناباد قدیم (فتحنامہ متن ص ۱۵۶- فارسی ۱۱۰) کے نام سے پکارا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ قدیم برھمناباد کس جگہ واقع تھا؟ اس سلسلے میں مذکورہ بالا دو حوالے بڑے قیمتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ برھمناباد، نئے تعمیرشدہ شہر منصورہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر تھا اور دوسرے یہ کہ اس کے مشرق میں نہر جلوالی بہتی تھی۔ محکمۂ آثار قدیم کی جانب سے ۱۹۲۰-۱۹۲۲ع کے درمیان جو کھدائی کی گئی اس سے یقینی طور پر یہ ثابت ہوچکا ہے کہ شہداد پور سے آٹھ میل جنوب مشرق کی طرف اور نہر جمڑاؤ سے متصل مشرق کی سمت دلور کا مشہور ٹیلہ اور اس کے وسیع کھنڈرات درحقیقت عربوں کے بسائے ہوئے شہر منصورہ کے کھنڈرات ہیں، عرب گورنروں کے حاصل شدہ سکے، مٹی کے برتن اور قدیم شاہی مسجد کے آثار اس نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔ حالانکہ محکمۂ آثار قدیم نے عربی تاریخ سے لاعلمی اور اس شہر کے مقامی نام "بانبھناہ" کی وجہ سے اسے "برھمناباد" قرار دیا ہے۔ لیکن قدیم برھمن آباد کو اس شہر منصورہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر تلاش کرنا چاہئے۔ اب اگر منصورہ کے کھنڈرات کے وسط

Marfat.com

کو(۱) مرکز تصور کرکے دو فرسنگوں (یعنی پانچ چھ میلوں) کے قطر کا دائرہ کھینچا جائے تو قدیم برہمن آباد کو اسی دائرے کے خط کے آس پاس ہونا چاہئے۔ منصورہ کے نواح کا معائنہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کھنڈرات کے جنوب مشرق اور شمال مشرق کی طرف اور بھی دوسرے قدیمی ٹیلے اور کھنڈرات پھیلے ہوئے ہیں۔ منصورہ کے شمال مشرق میں "جراری" نامی گاؤں ہے جس کا نام قدیمی نہر جلوالی (= جرواری = جراری) کی ایک یادگار ہے۔ اس علاقے کا ہم نے مکمل دورہ کیا ہے اور ہمارے خیال میں "گاڑھو بھڑو" (لال ٹیلہ) موضع پُلیہ لغاری تحصیل سنجھورو کے متصل مشرق کی طرف کے کھنڈرات یا "ڈبیپر گھانگھرے کے ٹھل" (جھول کے مغرب میں) کے گرد و نواح کے کھنڈرات میں سے کسی ایک کے آثار قدیم برھمن‌آباد کے آثار ہیں۔ یہ دونوں کھنڈرات منصورہ سے تقریباً ۵-۶ میل یعنی دو فرسنگ کے فاصلے پر ہیں۔ (ن-ب)۔

۱۸/[۱۵] نیرون کوٹ: فتحنامہ میں ص ۱۶۴/[۱۱۶] پر

(۱) منصورہ کے موجودہ کھنڈرات خود بڑے وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اندازاً جامع مسجد والے مقام کو شہر کی ابتدائی بنیاد والی اراضی سمجھنا چاہئے۔ ہینری کزنس کی کتاب "Antiquities of Sind" میں ان کھنڈرات کی، کی ہوئی کھدائی کے نقشے کے ذریعے جامع مسجد کی جگہ کا آسانی سے تعین کیا جاسکتا ہے۔ یہ مقام مشرق کی طرف واقع ٹیلے کے شمال مشرق میں ہے۔

Marfat.com

بیان کیا گیا ھے کہ دیبل کو فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ کی طرف کوچ کیا اور چھ دن کے سفر کے بعد آکر نیرون کوٹ پہنچا جو کہ دیبل سے پچیس فرسنگ کے فاصلے پر تھا۔ نیرون کے قریب "بروری" ندی تھی جس پر چراگاھیں تھیں لیکن مہران کا پانی اس وقت تک وھاں نہیں آیا تھا۔ اس بیان سے ظاھر ھوتا ھے کہ دیبل سے نیرون کوٹ جاتے ھوئے محمد بن قاسم نے مہران کو عبور نہیں کیا تھا جس کے یہ معنی ھوئے کہ نیرون کوٹ مہران کے مغرب میں تھا۔ دیبل سے نیرون کوٹ پچیس فرسنگ یعنی ۷۰ میل دور تھا۔ اگر بھنبھور کے کھنڈرات دیبل کے ھیں، جیسا کہ ھم پہلے بحث کر آئے ھیں تو بھنبھور (گھارو یا کھاڑی کے قریب سے) حیدرآباد تقریباً ۷۰ میل کے فاصلے پر ھے۔ حیدرآباد کے جنوب مغرب میں جہاں آج کل دریا بہتا ھے ایک نشیبی اور سرسبز اراضی ھے اور غالباً یہی "بروری" کی چراگاھوں والا خطہ تھا جہاں آکر محمد بن قاسم منزل انداز ھوا۔

سندھ کی قدیمی روایات کے مطابق بھی شہر حیدرآباد نیرون کی قدیمی بستی کی جگہ پر بسا ھوا ھے (دیکھئے تحفتہ الکرام، ۳X۱۷۷)۔ حیدرآباد کا موجودہ قلعہ میاں غلام شاہ کلھوڑہ نے سنہ ۱۷۶۸ع میں تعمیر کرایا اور معلوم ھوتا ھے کہ اس مقام پر اس سے پہلے کوئی بستی موجود تھی۔ محب اللہ بکھری اپنی مختصر تاریخ (قلمی) کے دوسرے باب میں حیدرآباد کی بابت لکھتا ھے کہ: حیدرآباد دراصل نیرون

Marfat.com

کے نام سے مشہور رہے۔ شہر کی بنیاد، نبوت اور ہجرت کے درمیانی عرصے میں پانچویں سال رکھی گئی۔ پھر مغلوں کی فتح کے بعد یہ شہر حیدرآباد کہا جانے لگا کیونکہ حیدر قلی (ارغون؟) نے اس شہر کو نئے سرے سے تعمیر کرایا تھا۔ ا۔ ہ۔(ن۔ب)۔

۱۸/[۱۰] لوھانو، لاکھ اور سمّہ: لوھانہ آن دنوں سندھ کا ایک پرگنہ تھا جس کا حاکم رائے خاندان کے زوال کے وقت اگھم تھا۔ فتحنامہ میں لوھانہ کے حاکم اگھم (ص ۵۵-۵۷) اور لوھانہ کے جتوں (ص ۶۴) کا ذکر آیا ہے۔ لوھانہ کے صوبے میں لاکھہ، سمّہ اور سہتہ کی اراضی شامل تھیں (ص ۵۵) اور ان اراضی کے یہ نام ان میں رہنے والی قوموں کے نام پر تھے۔ پرگنہ لوھانہ غالباً ضلع سانگھڑ کی شہداد پور اور سنجھورو تحصیلوں اور حیدرآباد ضلع کی ھالا تحصیل پر مشتمل تھا۔ اس علاقے میں ساھتی، لاکھاٹ اور لوھانو کے نام آج تک ان قوموں کی قدیم بستیوں کی یادگار ھیں۔ شہداد پور کے نشیب میں دریا کی ایک پرانی شاخ اس وقت تک "دریائے لوھانو" کہلاتی ھے کیونکہ یہ شاخ لوھانو پرگنہ کے خاص علاقوں سے گذرتی تھی۔ (ن۔ب)۔

۱۹/[۱۰] بدھیہ: یہ قدیم سندھ کا شمالی مغربی صوبہ تھا۔ جو کہ سیوستان یا سیوھن پرگنہ کے متصل شمال میں واقع تھا اور موجودہ پورے ضلع لاڑکانہ اور ضلع جیکب آباد کے مغربی حصے پر مشتمل تھا۔ شمال مغرب میں کیکانان کا

Marfat.com

ترکی صوبہ اس سے ملحق تھا۔ فتحنامہ کے ص [۳۹] سے ظاہر ہے کہ رائے خاندان کے زوال کے وقت اس صوبے کا پایۂ تخت "کاکاراج" تھا۔ بعد کے حوالوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قندابیل (گنداوا) اس صوبے بدھیہ کا سرحدی شہر تھا جس کے دوسری طرف کیکانان کا جنوبی علاقہ "توران" واقع تھا۔ قندابیل عین سرحد پر تھا چنانچہ بعض اوقات اسے توران کے علاقوں میں شمار کیا جاتا تھا [یاقوت، بلدان (قندابیل) اور مقدسی ص ۴۷۶] حالانکہ قندابیل، خطہ بدھیہ کا اہم تجارتی شہر تھا [ابن حوقل ص ۲۳۱] (ن۔ب)۔

۱۹/[۱۵] رونجھان: ضلع جیکب آباد سے متصل اس نام کے دو شہر "رونجھان مزاری" اور "رونجھان جمالی" آج تک موجود ہیں۔ شاید قدیم رونجھان کا علاقہ اسی خطہ پر مشتمل تھا۔ فتحنامہ کے فارسی ترجمے (۶۱۳ھ) کے ۳۲ سال بعد سنہ ۶۴۵ھ میں بھی رونجھان پر مغلوں کے حملے کا تاریخی حوالہ ملتا ہے جس میں "برج" اور "رنجھان" افغانستان کی حدودِ مملکت کے دو شہر ظاہر کئے گئے ہیں (تاریخ نامہ ہراۃ للھروی، کلکتہ ۱۹۳۴ء ص ۶۳-۱۶۲)۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ قدیم زمانے میں اس علاقے کو کافی اہمیت حاصل تھی اور ساتویں صدی ہجری میں اس علاقے پر غالباً افغانستان کا اقتدار تھا (ن۔ب)

۱۹/[۱۵] اسکلندہ: مجمل التواریخ کے مصنف نے اس شہر کو "عسقلند" لکھا ہے۔ اس شہر کو آج کی قدیم بستی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھئے راورٹی کی کتاب "مہران" ص ۲۴۴-۲۵۵ حاشیہ ۱۹۲ (ع۔م)۔

Marfat.com

۱۹/[۱۰] باتیہ: یعنی بھاٹیہ جسے بعض مصنفون نے "بھاطیہ" بھی لکھا ھے۔ فتحنامہ کے صفحہ [۳۳] پر چچ کی فتوحات میں بیان کیا گیا ھے کہ قلعہ بھاٹیہ د ریائے بیاس کے جنوبی کنارے پر واقع تھا۔ پھر صفحہ [۲۳۰] پر محمد بن قاسم کی فتوحات میں ظاھر کیا گیا ھے کہ اروڑ کو فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم شمال کی طرف بڑھا اور پہلے پہل قلعہ بھاٹیہ کے قریب پہنچا جو کہ دریائے بیاس کے جنوب میں ایک پرانا قلعہ تھا اور چچ کا بھتیجا حکومتِ اروڑ کی طرف سے وھاں کا حاکم تھا۔ بھاتیہ فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے دریائے بیاس کو عبور کر کے قلعہ اسکلندہ کا محاصرہ کیا جو کہ د ریائے راوی کے جنوبی کنارے پر ایک مضبوط قلعہ تھا۔ پھر اس قلعے کو بھی فتح کر کے د ریائے راوی کو پار کر کے ملتان جا پہنچا، (ایضاً ص ۲۳۷-۲۳۶)۔ یہ حوالے غالباً فتحنامہ کے اصل عربی مسودے کے مطابق ھیں او ر اسی لئے بھاٹیہ کا محلِ وقوع متعین کرنے کے لئے اصولی سمجھے جانے چاھئیں۔ ان حوالوں سے یہ ظاھر ھوتا ھے کہ چچ کے دنوں میں اس قلعے او ر علاقے کا نظم و نسق ملتان کے بجائے اروڑ سے وابستہ تھا اور بھاٹیہ، اروڑ اور ملتان کے درمیان دریائے بیاس کے جنوبی کنارے پر تھا۔ محمد بن قاسم کی فتوحات سے پتہ چلتا ھے کہ بھاٹیہ، اروڑ کے مقابلے میں ملتان سے زیادہ قریب تھا۔ تقریباً تین صدیوں کے بعد بھی بھاٹیہ کا قلعہ اپنے اسی نام سے موجود رھا۔ چنانچہ محمود غزنوی کی فتوحات میں بھی

Marfat.com

اس کا ذکر آیا ہے۔ اس سلسلے میں تاریخ یمینی کا مصنف (غزنی سے) لکھتا ہے کہ "بھاٹیہ ملتان کے اس طرف ہے"۔ یعنی سندھ کی طرف ہے۔ دو صدیوں بعد فتحنامہ کا مترجم زیر بحث صفحہ ۱۰۹ /[۱۵] میں بیان کرتا ہے کہ (اس وقت) بھاٹیہ کو تلواڑہ اور چچ پور کہتے تھے" (ن۔ب)۔

۱۹ /[۱۵] دیوھپور: اصل فارسی متن کے صفحہ ۱۵ پر "دیوھنور" اور صفحہ ۵۱ پر "دیودھنوز" دیا گیا ہے۔ ثانی الذکر تلفظ نسخہ (پ) میں "دیوھپور" اور (م) میں "دیوھنوز" ہے۔ نسخہ (پ) کے تلفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام درحقیقت "دیوھپور" ہے جسے تاریخ معصومی میں (ص ۲۸، ۳۱) پر "دیبالپور" لکھا گیا ہے (ن۔ب)۔

۲۰ /[۱۶] نیمروز: قدیم زمانے میں ملکِ نیمروز ان خطوں پر مشتمل تھا: فارس، اصفہان، اھواز، بست، زابل، سجستان، سندھ، مکران اور کرمان۔ بعد میں یہ نام سجستان (سیستان) اور اس کے نواحی علاقے سے مخصوص ہوا (دیکھئے الخفا کی کتاب "شفاءالعلیل" ص ۳۳۴) اور سیستان اس وقت افغانستان کا ایک صوبہ ہے (ن۔ب)۔

۳۳ /[۲۶] چترور کا بادشاہ: یعنی چتور کا راجہ۔ غالباً قدیم زمانے میں اس شہر کا نام "چترور" تھا۔ فتحنامہ کے معتبر نسخوں مثلاً (پ)، (ر) اور (م) کا تلفظ بھی "جترور" ہے۔ البیرونی نے بھی "کتاب الھند" میں اس شہر کا نام "جتھرور" لکھا ہے۔ بقولہ "بازان سے جنوب کی طرف

Marfat.com

[جاتے ہوئے] آپ سیواڑ پہنچیں گے جہاں کا پایۂ تخت جتھرور ہے" (ن۔ب)۔

۳۵/[۲۸] راجہ مہرتھ کا سر تن سے جدا کردیا۔ تحفتہ الکرام (جلد ۳ ص ۷) کا مصنف کہتا ہے کہ "یہ واقعہ نبی صلعم کی ہجرت کے پہلے سال کے لگ بھگ کا ہے" (ع۔م)۔

۳۹/[۳۱] وزیر بذ ھیمن طاکی: غالباً "طاکی" کی نسبت "تاکیہ" سے ہے یعنی "تاکیہ کا باشندہ"۔ تاکیہ کا ذکر اس سے پہلے ص ۱۹/[۱۰] پر آچکا ہے کہ سیہرس رائے نے اپنا ایک حاکم ملتان میں مقرر کیا "سکہ، برھمپور، کرور، اشہار اور تاکیہ سے لے کر کشمیر کی سرحد تک کا علاقہ اس کے سپرد کیا"۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ تاکیہ ملتان سے ملحق اور ملتان و کشمیر کا درمیانی علاقہ تھا۔ آگے صفحہ ۴۸/[۳۷] پر تاکیہ اور کشمیر کی سرحد کا ذکر ہے اور کشمیر کی سرحد تاکیہ سے اوپر بیان کی گئی ہے۔ مزید صفحہ ۲۸۳/[۲۰۳] پر "بلاد طاکیہ" (تاکیہ کے شہروں) سے بھی یہی گمان ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۳۳۹/[۲۳۷] پر ملتان کے نواحی شہر "سکہ" کے حاکم بجھرائے کو "بجھرائے طاکی" کا نواسہ ظاہر کیا گیا ہے۔ عرب مورخوں کا "طاکیہ" یا "تاکیہ" وہی "تکادیش" ہے جس کا ذکر تاریخ ہند کے مقامی مآخذ میں ملتا ہے (ن۔ب)۔

۴۲/[۳۳] سرحد ..... جو ترکوں سے ملی ہوئی ہے: اس سرحد سے مراد غالباً سندھ کے شمال کے طرف کی کابلستان

Marfat.com

اور زابلستان کی سرحدوں سے ہے، کیونکہ اس زمانے میں ان ممالک کے باشندے اور حکمران تُرک تھے (ن۔ب)۔

۴۵/[۳۵] کچھ ناسور ساتھی شہید ہوئے: لفظ شہادت کے استعمال سے گمان ہوتا ہے کہ چچ کے لشکر میں کچھ مسلمان (عرب) بھی شامل تھے۔ اس گمان کی تصدیق آگے صفحہ [۳۶] پر ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ چچ نے ان کے سردار امیر عین‌الدولہ ریحان مدنی کو سکہ کا حکمران مقرر کیا تھا (ن۔ب)۔

۵۰/[۳۹] سرکوندہ بن بھنڈرکو بھکو: سرکوندہ کے معنی بہادر اور بھنڈرکو کے معنی بھنڈوں یا بھکاریوں کی نگہداشت یا پرورش کرنے والا۔ اسی طرح سے ص ۵۴/[۴۲] پر دوسرا نام "بدھرکو" آیا ہے جس کے معنی ہیں بدھ کے بت کا محافظ۔ "بھکو" کے معنی ہیں بھکشو یا پجاری خصوصاً بدھ مذہب کا (ن۔ب)۔

۵۰/[۳۹] کاکا راج: یعنی کاکا قوم کا راج۔ سندھ کے شمالی مغربی صوبے کا پایۂ تخت "کاکا راج" تھا۔ تحفۃ الکرام (۱۳۳X۳) میں بھی کاکا راج کا ذکر آیا ہے۔ غالباً ضلع لاڑکانہ میں تحصیل "ککڑ" کا نام اسی قدیمی کاکا راج کی بگڑی ہوئی شکل اور یادگار ہے (ن۔ب)۔

۵۲/[۴۱] ریگستان کے بادشاہ کے پاس کہ جسے بھٹی بھی کہتے ہیں: اصل متن میں "ملک رمل" ہے۔ رمل کے معنی ریت کے ہیں۔ اس وجہ سے ترجمہ میں ریگستان کا بادشاہ

Marfat.com

لکھا گیا ہے۔ غالباً اس سے مراد جیسلمیر اور باڑھ میر کے حاکم سے ہے کیونکہ قدیم زمانے سے لے کر جیسلمیر بھٹی قوم کے لوگوں کا ملک رہا ہے۔ سندھی نسب نامہ کے ایک قدیمی بیت میں کہا گیا ہے کہ "سندھ "سمّا"، کاچھی "چنّا"، "بھاٹی" جیسلمیر"۔ عربوں کی فتوحات میں بھی شہر "بالمد" کا ذکر آیا ہے جس سے مراد غالباً "باڑمیر" ہے۔ اسی لحاظ سے "مَلِکِ رمل" کو "باڑمیر کے راجہ" سے تعبیر کرنا مناسب ہوگا۔ واللہ اعلم باالصواب (ن۔ب)۔

۵۴/[۴۲] "بدھنووھار": یعنی نووھار نامی بدھ کا مندرجس کا محافظ "بدھرکو" شمنی پروھت تھا۔ صفحہ ۶۰[۴۶] پر اس شمنی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ "نووھار" کا مندر ایک قدیمی عبادت گاہ تھا جس کی عمارت کافی عرصے سے گردشِ زمانہ کی وجہ سے زبون حال ہوچکی تھی اور جسے نئے سرے سے تعمیر کرانے کے لئے اس شمنی نے چچ سے درخواست کی تھی۔

۵۴/[۴۲] کنوھار: اس صفحہ پر اور آیندہ صفحات ۶۰-۶۱ پر دی ہوئی عبارتوں سے یہ ظاہر ہے کہ چچ کے سندھ پر قبضہ کرنے کے وقت یہ مندر آباد تھا اور بدھرکوشمنی جو کہ ایک بڑا بااثر اور بارسوخ پروھت تھا، وہ اس مندر کا پجاری تھا۔ صفحہ ۶۰/[۴۴] پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ برھمن‌آباد فتح کرنے کے بعد چچ اس پروھت کو جو کہ اس کا مخالف تھا سزا دینے کے لئے "مسلح سواروں کے ساتھ بندھ مندر کنوھار

Marfat.com

کی طرف روانہ ہوا" اور راستے میں اس نے اپنے مسلح سپاہیوں کو خاص ہدایتیں دیں - اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مندر شہر برہمن آباد سے باہر کافی فاصلے پر تھا - اس کی تصدیق صفحہ ۵۹ /[۴۵] پر دیئے ہوئے چچ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ جو صلح کے بعد اس نے اس پروہت سے کہے یعنی "میں چاہتا ہوں کہ تو میرا کہا مان کر قلعہ برہمن آباد میں پھر واپس آجا - صفحہ ۶۰ /[۴۶] پر کنوہار کے مندر سے چچ کی واپسی کے متعلق علحدہ عنوان دیا گیا ہے یعنی "چچ کا برہمن آباد واپس جانا" - ان جملہ عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کنوہار کا مندر شہر برہمن آباد سے کچھ فاصلے پر تھا - بدھ مذہب کے لوگوں کا دستور بھی یہی تھا کہ وہ اپنی عبادت گاہیں زیادہ تر شہروں سے دور اور پُرسکون مقامات پر قایم کرتے تھے -

اب سوال یہ ہے کہ یہ بدھ مندر کس جگہ تھا؟ کزنس کی کتاب "سندھ کے آثار قدیم" سے معلوم ہوتا ہے کہ منصورہ سے ۶ میل مشرق کی طرف دیہہ دوفانی میں "ڈیپر گھانگھرے جوٹھل" (موضع جھول تحصیل سنجھورو سے تقریباً دو میل مغرب میں) کے کھنڈرات کسی قدیمی بدھ مندر کے ہیں - سنہ ۱۹۰۲ع میں میر اللہ بخش خان زمیندار جھول کی اعانت سے ہم نے اس ٹھل (کھنڈرات) کا معائنہ کیا - تحقیقات اور پیمائشوں سے معلوم ہوا کہ مندر کا یہ مسمار ملبہ (Stupd) تقریباً پچاس مربع فیٹ بلند چبوترے پر استادہ تھا، اندرونی

Marfat.com

دائرہ کا نیم قطر ۱۰- فیٹ اور اس کی استادہ گول دیوار کی چوڑائی ۱۲- فیٹ معلوم ہوئی- اندر سے یہ دیوار کچی اینٹوں کی اور باھر سے شاید پختہ اینٹوں کی بنائی گئی تھی- اس اونچے چبوترے کے نیچے سے سطح زمین تک تدریجی نشیب کی پیمائش ۳۰ درجے کے زاویہ کی تخمیناً ۳۰ فیٹ معلوم ہوئی- اس چبوترے کی نچلی بنیاد سے تقریباً ۲۶ فیٹ کے فاصلے پر چاروں طرف غالباً چھوٹی کوٹھڑیاں تھیں- جنوب کی سمت ان کوٹھڑیوں کی قطار کی بنیاد سے ان کی پیمائش ۹ مربع فیٹ معلوم ہوئی- ملبے والے چبوترے کے چاروں طرف ان کوٹھڑیوں کی بیرونی دیوار کو مدنظر رکھتے ہوئے اندازہ ہوا کہ بیرونی چہار دیواری سے تقریباً ۲۱۰ مربع فیٹ تھی جو کہ تخمیناً مندر کی کل اراضی تھی-

اس آثار قدیمہ کی یہ پیمائشیں سطح کے موجودہ نشانات پر مبنی ھیں اور اسی وجہ سے نامکمل سمجھی جانی چاھئیں- لیکن مرحوم میر اللہ بخش خان اور ان کے چچازاد بھائی میر جان محمد خان نے اس موقع پر ایک نہایت اھم واقعہ کا ذکر کیا- انھوں نے کہا کہ "۱۹۳۲ع میں بیراج کی نئی شاخوں کی کھدائی کے وقت ھم ان کھنڈرات کے پاس شمال کی طرف سے آنے والا واٹر کورس (نہری شاخ) کھدوا رھے تھے (جو کہ اب بھی موجود ھے- اس واٹر کورس کی دو شاخوں میں سے ایک کے قریب (یعنی کھنڈرات کے شمال کی طرف جہاں سے یہ واٹر کورس مغرب کی سمت مڑتا ھے یا

Marfat.com

کھنڈرات کے شمال مغرب میں جہاں سے یہ واٹر کورس پھر جنوب کی سمت رخ کرتا ہے) ہمارے آدمیوں نے کھدائی کرتے وقت سخت چکنی مٹی کی دو ایک کچی اینٹیں پائیں جن کے ایک طرف مہاتما بدھ کی تصویر تھی۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہاں کوئی خزانہ دفن ہے چنانچہ انھوں نے مزید کھدائی کی اور تقریباً ایسی ہی اینٹوں کا ایک بڑا ڈھیر کھود کر باہر نکالا۔ ہم دونوں نے جا کر یہ اینٹیں دیکھیں۔ ہرچند کہ وہ اینٹیں کچی تھیں لیکن کسی ایسی چکنی مٹی کی بنی ہوئی تھیں کہ بڑی مضبوط اور سخت معلوم ہوئیں۔ افسوس کہ اُس وقت ہم نے ان میں سے کسی بھی اینٹ کو محفوظ کر کے نہیں رکھا"۔

یہ ذکر ۱۹۵۲ء کا ہے۔ اب میر اللہ بخش انتقال کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ میر اللہ بخش خان یا میر جان محمد خان کو ان کھنڈرات کے تاریخی پس منظر کا کوئی علم نہیں تھا۔ اتفاق سے اس وقت راقم الحروف کے ذہن میں بھی فتحنامہ کی یہ عبارت نہ تھی کہ: "بدھ کنوھار میں پہنچ کر جب چچ پروھت کی طرف چلا تو اسے کرسی پر بیٹھے ہوئے اپنی عبادت میں مشغول دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں سخت [گُندھی ہوئی] مٹی تھی جس کے بُت بنا کر وہ مُہر جیسی ایک چیز ان بتوں پر لگاتا رہا جس کی وجہ سے ان پر بدھ کی تصویر چھپ جاتی تھی اور وہ مکمل ہوجاتے تھے۔ اس کے بعد وہ انھیں ایک جگہ پر رکھ دیتا تھا"۔ (فتحنامہ ص ۶۱۔)

Marfat.com

میر صاحب مذکور کی چشم دید تصویروں والی اینٹیں اور فتحنامہ کے اس بیان میں سو فیصدی مطابقت ہے۔ ۱۹۳۲ء میں لوگوں نے جس مقام پر یہ اینٹیں کھود کر نکالیں وہ غالباً کنووھار کے اس راھب کا حجرہ تھا۔ بہرحال اس عینی شہادت کے ثبوت پر کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ "ڈیپر گھانگھرے جوٹھل" وھی بدھ مندر کنووھار ہے کہ جس کا ذکر فتحنامہ میں ہے (ن۔ب)۔

۶۱/[۴۷] (لوھانہ کے جتوں سے) یہ شرطیں قبول کرائیں: ظاھر ہے کہ چچ ایک کٹر برھمن تھا اور اس نے جتوں پر ھندو قانون کے مطابق اچھوتوں جیسی پابندیاں عاید کیں۔ اس سلسلے میں محقق ھوڑی والا (ص ۸۶-۸۷) کے مندرجہ ذیل ریمارک قابل غور ھیں:-

"چچ نے جتوں سے چنڈالوں جیسا برتاؤ کیا جن کے بارے میں منو (دیوتا) کا کہنا ہے کہ: انھیں شہروں سے باھر رکھا جائے۔ کتوں اور گدھوں کے سوا ان کی اور کچھ ملکیت نہ ھونی چاھئے۔ ان کے لباس میتوں میں استعمال شدہ کپڑوں کے ھوں، ان کے برتن بھانڈے ٹوٹے پھوٹے اور ٹیڑھے میڑھے ھونے چاھئیں اور ان کے گہنے اور زیور لوھے کے اور زنگ آلود ھوں۔ (دیکھئے Inistitutes, x.12,29-30)"۔

جت سندھ کے قدیم باشندے ھیں اور گمان ہے کہ انھیں آریوں یا دوسرے فاتحوں نے غلامی کی اس حد پر پہنچایا تھا۔ کروک (Crooke) کے بیان کے مطابق پنجاب میں

Marfat.com

راجپوتوں نے اس سے بھی کچھ پہلے جاٹوں سے بھی یہی سلوک کیا تھا یعنی نہ انھیں پگڑی باندھنے دی اور نہ انھیں سرخ یا رنگین کپڑے پہننے کی اجازت دی، شادی کے موقع پر ان کے دولھا کو سہرا باندھنے اور عورتوں کو نتھ پہننے کی اجازت نہ تھی۔ ان کی دلھنوں پر پہلے راجپوتوں سے ہم بستر ہونا فرض تھا۔ آج بھی راجپوت اپنے گاؤں اور بستیوں میں نیچ ذات کے لوگوں کو رنگیں کپڑے پہننے اور بڑی تہمدیں نہیں باندھنے دیتے ہیں۔ (دیکھئے Tribes and Costes of the North-Western Provinces. - (1836,111/23.

گجرات میں بھی ایسی ہی سلوک کی مثال ملتی ہے۔ فوربس (Forbes) لکھتا ہے کہ سدھ راج جیسنھا کے عہد میں چماروں (ڈیڈھوں) کے لئے لازمی تھا کہ وہ سروں پر بغیر بل دیئے ہوئے سوتی کپڑے کا ٹکڑا لپٹیں اور کمر میں کوئی خوشہ باندھ کر لٹکا لیا کریں تاکہ لوگ (انھیں دور سے دیکھ کر پہچان لیں اور) انھیں نہ چھوئیں۔ دیکھئے Ras Mala. Reprint, 1924, 1/110 - (ہوڑی والا)

۶۲/[۴۸] کسریٰ بن ہرمز کے مرنے کے بعد کاروبارِ سلطنت ایک عورت کے ہاتھ میں آگیا تھا: اس عورت کا نام "بُوران دُخت" تھا اور وہ کسریٰ بن ہرمز کی بیٹی تھی۔ وہ کسریٰ کے انتقال کے بعد فوراً ہی تخت پر نہیں بیٹھی تھی بلکہ بقول حمزہ اصفہانی، کسریٰ بن ہرمز کے

Marfat.com

عد ۸ ماہ تک قباد بن کسریٰ بن شیرویہ نے حکومت کی
جس کے بعد ڈیڑھ سال تک اردشیر بن شیرویہ حکمران رہا اور
ان دونوں کے بعد بوران دخت بن کسریٰ تخت پر بیٹھی
(سنی ملوک الارض والانبیاء ص۲۲) اسی کتاب میں (ص ۱۸) پر
مصنف نے موسیٰ بن عیسیٰ الکسروی سے روایت کی ہے کہ
قباد اور بوران دخت سے پہلے شہرزاد نامی ایک تیسرے
شخص نے بھی عنان حکومت سنبھالی تھی لیکن وہ ساسانی
خاندان سے نہیں تھا۔ حمزہ اصفہانی کے حساب کے مطابق
بوران دخت کی حکومت کا زمانہ آٹھویں یا نویں ہجری کا
ہوگا بشرطیکہ مسعودی کی روایت (مروج الذہب جلد ۱۱-
باب جوامع التواریخ) کے مطابق یزدگرد کا قتل سنہ ۲۳ ہجری
میں ہونا تسلیم کیا جائے (ن۔ب)۔

۶۴ / [۴۸] ارمابیل : یعنی ارمن بیلہ جو کہ موجودہ لس بیلہ
کا ایک مشہور شہر تھا اور بحری ساحل کے قریب تھا۔ عرب
مورخوں اور جغرافیہ نویسوں کی کتابوں میں (شاید کاتبوں کی
غلطی کی وجہ سے) اس شہر کا نام "ارمائیل" اور "ارمییل"
بھی لکھا گیا ہے۔ اس شہر کے محل وقوع کے متعلق یاقوت
کا معجم البلدان (ارمیل) میں دیا ہوا بیان کافی واضح ہے
لیکن اس زمانے کے دیئے ہوئے خطوط عرض البلد اور طول البلد
آج کل صحیح جگہ متعین کرنے کے لئے کارآمد نہیں ہوسکتے۔
یاقوت کہتا ہے کہ : یہ دیبل اور مکران کے درمیان میں سندھ
کا ایک بڑا شہر ہے۔ شہر اور ساحل بحر کے درمیان نصف

Marfat.com

فرسنگ (ڈیڑھ میل) کا فاصلہ ہے۔ یہ شہر دونوں مملکتوں میں ہے۔ اس کا طول البلد ۹۲ درجہ، ۱۵ دقیقہ اور عرض البلد ۲۵ درجہ، ۴۶ دقیقہ ہے (ن۔ب)۔

۶۳/[۴۹] پنجپور: فتحنامہ کے جملہ نسخوں کا تلفظ "کنزبور" ہے جو کہ دراصل "قنزبور" کی دوسری صورت خطی ہے۔ عرب جغرافیہ نویسوں کی تصنیفات میں اس شہر کا نام "قنزبور" یا "قنج بور" یعنی "پنج پور" ہے۔ اور یہ غالباً وہی شہر ہے کہ جو اس وقت علاقہ قلات میں "پنجگور" کے نام سے مشہور ہے۔ مزید تصدیق کے لئے دیکھئے :-

"Le Strange: Land of the Easter Caliphate, P. 329"

(ع۔م)

۶۴/[۴۹] چچ بن سیلائج بن بساس: فتحنامہ میں چچ کے نسب کے متعلق یہ واحد فقرہ دیا گیا ہے۔ ہوڑی والا کے خیال میں لفظ چچ دراصل "جسّج" (Jajj) ہے۔ کشمیر کے راجہ جیاپید کے بھائی کا بھی یہی نام تھا (دیکھئے ویدیا: ہسٹری آف میڈیول انڈیا ۲،۱۵X۲)۔ نام "جسّج"، متھرا کے قریب مہابن کے ایک سنہ ۱۱۵۰ع کے کتبے میں بھی موجود ہے۔ دراصل لفظ جج، "ییات" کی ایک پراکرت شکل ہے۔ چچ کے باپ کا نام "سیلائج" بھی اصل میں "شلادتیہ" معلوم ہوتا ہے۔ فتحنامہ کے نسخوں کے مطابق چچ کے دادا کا نام "بساس" ہے جو ممکن ہے کہ کاتبوں کی سہو کی وجہ سے "بسباس" سے "بساس" بن گیا ہو۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر

Marfat.com

ہوڑی والا کے خیال کے مطابق لفظ "بسباس" شاید "وشواسک" ہو جو کہ متھرا کے بدھ دھرم کے بہت سے کتبوں میں نظر آتا ہے (ہوڑی والا ص ۸۰-۸۶)۔ فتحنامہ کے مطالعے سے چچ اور اس کے خاندان کا شجرہ مندرجہ ذیل شکل میں نظر آتا ہے :۔

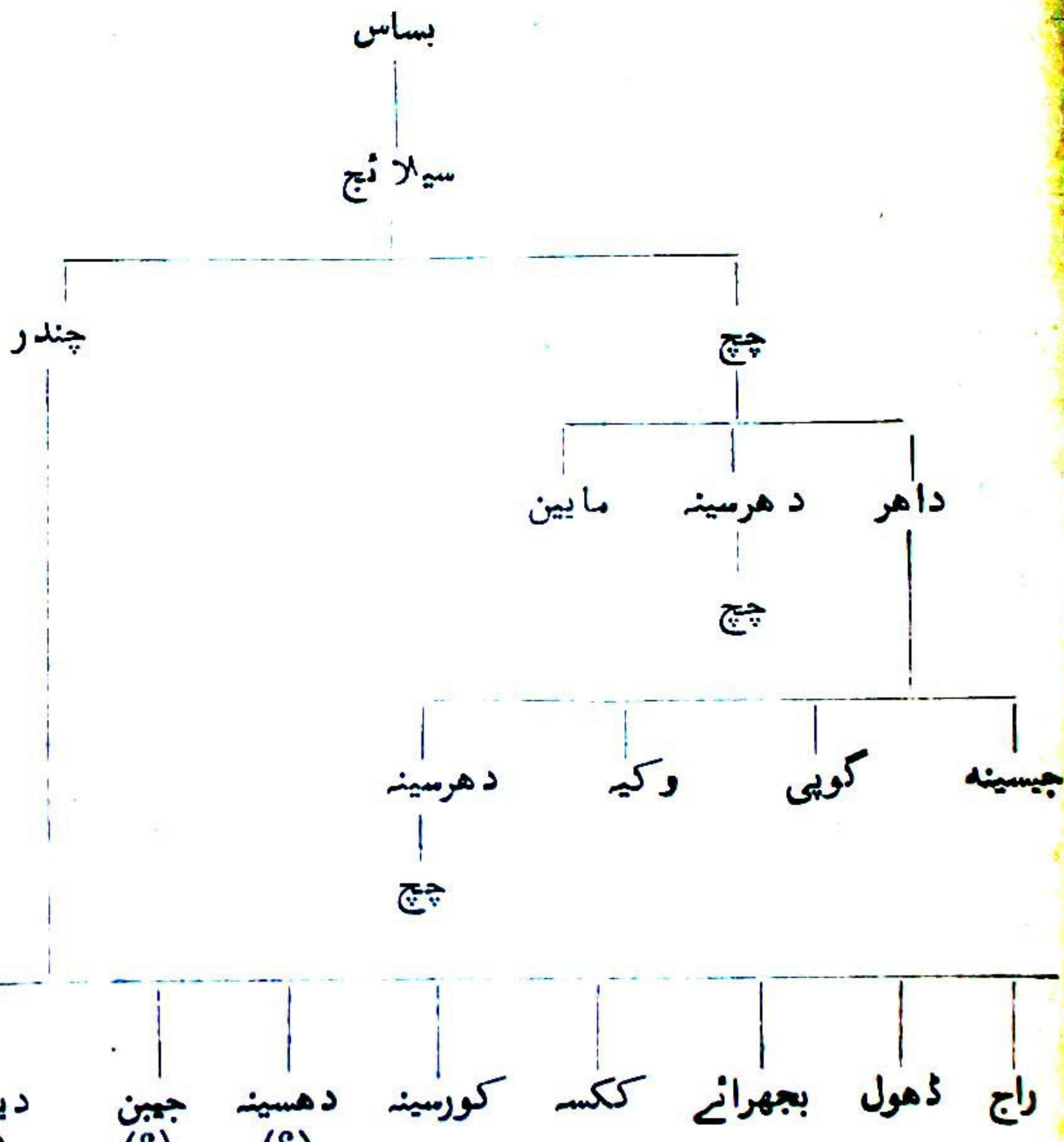

۶۴/[۴۹] توران : یعنی قلات کا جنوبی حصہ یا خزدار والا علاقہ۔ عرب جغرافیہ نویسوں کے بیانات سے مکمل تصدیق ہوتی ہے کہ مکران کی شمالی سرحد قصدار (قزدار یا موجودہ

Marfat.com

خزدار) سے ملحق تھی اور علاقہ قصدار کا نام توران تھا جس کا پایۂ تخت بھی قصدار تھا (دیکھئے ابن حوقل ص ۲۳۳، مقدسی ص ۴۸۶ اور ۴۷۸، یاقوت بلدان ۳X۷۷۵ اور المشترک ص ۲۹۶، قلقشندی عن ابن حوقل - صبح الاعشی ۵X۶۶ - اس علاقہ توران کی مشرقی سرحد سندھ کے علاقے بدھیہ سے ملحق تھی اور علاقہ بدھیہ کا شہر قندابیل اس سرحد کی نشان دھی کرتا تھا - توران دراصل کیکانان کا ایک صوبہ تھا اور کیکانان ھی کا جنوبی حصہ توران کہلاتا تھا - امپریل گزیٹیر آف انڈیا، ۱۹۰۸ع (۱۴X۲۷۵) میں توران کو موجودہ ریاست جھالاوان سے تعبیر کیا گیا ھے (ن-ب)-

۶۵ /[۴۹] قندابیل (یعنی قندھار) : یہاں "یعنی قندھار" کا فقرہ غالباً فتح نامہ کے فارسی مترجم کی طرف سے بڑھایا ھوا ھے اسی وجہ سے اس ترجمے میں ھم نے اسے بریکٹ کے اندر دیا ھے - لیکن یہ قیاسی اضافہ صحیح نہیں ھے اور قندابیل کو قندھار تصور کرنا غلط ھے - جیسا کہ ص ۶۴ کے نوٹ میں اس سے پہلے بیان ھوچکا ھے - قندابیل، سندھ کے شمالی مغربی صوبہ بدھیہ اور توران یعنی خزدار کا سرحدی شہر تھا - اور یہ غالباً موجودہ گنداوا کی جگہ پر جو کہ کیچ - گنداوا پرگنہ میں ھے یا اس کے آس پاس واقع تھا - اور گنداوا، شکارپور سے بولان تک جانے والے قدیمی راستے پر واقع ھے (ن-ب)

۶۴ /[۴۹] دریائے پورالی : یہ وھی دریا ھے کہ جو لس بیلہ کے مغرب میں بہتا ھے اور خلیج سون میانی میں گرتا ھے (ن-ب)-

Marfat.com

۶۶/[۵۰] کنوج پر سیہرس بن راسل کی حکومت تھی: ہوڑی والا (ص ۸۰) سیہرس کو "شری ہرشا" تصور کرتا ہے۔ قنوج کا راجہ ہرشا ویسے کافی مشہور ہے لیکن اس کے عہدِ حکومت اور اس واقعہ کے سلسلے میں سن وسال کی مطابقت غور طلب ہے (ن۔ب)۔

۶۶/[۵۱] سیہرس نے اپنے بھائی برہاس بن کسائس کو روانہ کیا: سطورِ بالا میں اس سے پہلے سیہرس کے باپ کا نام راسل بیان کیا گیا ہے ایسی صورت میں برہاس بن کسائس اس کا بھائی کیسے ہوسکتا ہے؟ فارسی متن کی عبارت اس مقام پر "برادرِ خود" (یعنی اپنا بھائی) ہے جو ممکن ہے کہ دراصل "برادرزادۂ خود" یعنی اپنے بھائی کا بیٹا) ہو۔ تحفتہ الکرام میں (۸X۳) برہاس کی جگہ بسایس ہے (ن۔ب)۔

۷۱/[۵۴] راوڑ: اس پچھلے دور میں جس نے بھی سندھ کی تاریخ پر قلم اٹھایا ہے اس نے راوڑ اور اروڑ کو ایک تصور کیا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ اس مقام کی عبارت سے ظاہر ہے کہ چچ نے اپنے زمانے میں راوڑ کی بنیاد رکھی لیکن اس کے مکمل ہونے سے پہلے انتقال کر گیا اور اس کے بعد اُس کے بیٹے دھرسینہ نے اسے بنوا کر وہاں شہر آباد کیا اور اس کا نام "راوڑ" رکھا۔ اس کے مقابلے میں اروڑ ایک قدیمی شہر تھا اور چچ سے پہلے رائے خاندان کے زمانے میں بھی سندھ کا پایۂ تخت تھا۔ اس کے علاوہ اروڑ شمالی سندھ میں (موجودہ روھڑی کے قریب) تھا اور راوڑ نشیب میں سہران کے ڈیلٹا

Marfat.com

پر جزیرے میں ایک مضبوط حفاظتی قلعہ تھا۔

قلعہ راوڑ کا صحیح مقام متعین کرنا مشکل ھے۔ البتہ فتحنامہ میں محمد بن قاسم اور داھر کی جنگ کے سلسلے میں دیئے گئے بیانات سے یہ یقینی نتیجہ نکلتا ھے کہ راوڑ، لاڑ (نشیبی سندھ) میں مہران کے مدخل والی اراضی پر واقع تھا۔ مندرجہ ذیل دلائل قابل غور ھیں :۔

۱۔ شمال کی طرف سیوستان (سیوھن) اور بدھیہ کے علاقوں کو فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نیرون کوٹ واپس آیا جو کہ موجودہ حیدرآباد کی جگہ پر یا اس کے آس پاس واقع تھا۔ وھاں سے اس نے قلعہ اشبہار کی جانب کوچ کیا اور جا کر راوڑ کی سرحد کے مقابل لیکن دریا کے مغربی کنارے پر جھیم اور کرھل کے پرگنوں میں منزل انداز ھوا (ص ۱۳۲ اور ۱۴۷)۔ بعد کے تاریخی حوالوں سے یہ ثابت ھوچکا ھے کہ کرھل یا گرھڑ سرزمین ٹھٹھہ کا حصہ تھا۔ وھاں سے بھی کوچ کرکے اور مزید نشیب میں جاکر پرگنہ جھیم کے موضع ساکرے میں مقیم ھوا اور مہران پار کرنے کے لئے کشتیاں اور تختے تیار کرائے (ص ۲۱۸)۔ اس سے ظاھر ھوتا ھے کہ محمد بن قاسم نے لاڑ کے ٹھٹھہ اور میرپور ساکرو کے۔اس مقام سے جو کہ مہران کے ڈیلٹا اور جزیرے کے سامنے مغرب میں تھا، یہ دریا پار کیا۔

۲۔ محمد بن قاسم کی ان تیاریوں کے موقع پر علاقہ لاڑ کے جتوں اور ساکرے کے سربراھوں کا ذکر آیا ھے (فتحنامہ ص ۱۲۴)۔

Marfat.com

جت قوم کے لوگ عہد قدیم سے شاہ بندر ڈویزن کے علاقے میں رہتے آئے ہیں اور ان کی اس قدیم آبادی کی وجہ سے ضلع ٹھٹھہ کے جنوب مشرقی علاقے کا نام ہی "جاتی" پڑ گیا ہے۔

۳۔ محمد بن قاسم کے مغربی ساحل کی طرف سے مہران کو پار کر کے مشرق کی طرف راوڑ کے قلعے تک پہنچنے کے بیان میں کئی دریاؤں یا آبناؤں کا ذکر آیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مہران کے نشیبی دوآبے یا ڈیلٹا کا خطہ تھا۔ چنانچہ محمد بن قاسم کشتیوں کے پُل کے ذریعے مہران کی بڑی شاخ سے گذر کر مشرق کی طرف آیا۔ مقابلے پر "جوئے کوتکہ" یعنی دریائے کوتکہ کی ایک چھوٹی سی شاخ کی راہ سے آکر جیسینہ نے قلعے کی حفاظت کی (ص ۲۰۲)۔ اس "قلعہ بیٹ" (جزیرہ کے قلعے) سے کچھ فاصلے پر "جوئے نیطری" یا "نیطری" نامی دریا کی ایک دوسری چھوٹی شاخ تھی جہاں راسل گرفتار ہوا (ص ۲۳۰)۔ "قلعہ بیٹ" سے کوچ کر کے محمد بن قاسم اور بھی آگے جا کر "جوئے دھدھا واہ" یعنی دریا کی ایک اور چھوٹی شاخ دھدھا واہ کے کنارے اس مقام پر خیمہ زن ہوا جسے راجہ داہر نے "ھڈباری" کے نام سے پکارا تھا (ص ۲۳۲)۔ اس کے بعد بھی محمد بن قاسم اور داہر کی فوجوں کے درمیان ایک اور "آبنائے" یا "خلیج" تھی (ص ۲۳۷ اور ۲۳۱) جسے عبور کر کے اسلامی لشکر نے حملہ کیا (ص ۲۳۷) اور جنگ کرتے ہوئے عرب مجاہدین راوڑ کے قلعے تک جا پہنچے (ص ۲۵۴)۔ آخر محمد بن قاسم کی

Marfat.com

فتح ہوئی اور راوڑ کے قلعے کے پاس دریائے مہران کے درمیان (یعنی دوآبہ میں) دھدھا واہ کے کنارے مارا گیا (ص ۲۵۳ اور ۲۶۹)۔

فتحنامہ کے ان حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ سے کافی نیچے لاڑ کے جھیم اور کرھل کے علاقے میں کسی مقام سے دریا پار کیا اور اس کی اور داھر کی فوجوں کا میدانِ جنگ مہران کے دوآبہ اور اس کی مختلف شاخوں والا خطہ تھا اور راوڑ کا قلعہ بھی ایک ایسی شاخ "دھدھا واہ" سے متصل تھا۔

فتحنامہ کی عبارتوں سے صاف طور پر یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ راوڑ، برھمن آباد سے یقینی طور پر کافی نشیب میں لاڑ کی طرف تھا کیونکہ راوڑ کی فتح کے بعد جب محمد بن قاسم نے برھمن آباد کا رخ کیا تو پہلے "قلعہ بہرور" کے قریب پہنچا اور دو ماہ کے محاصرے کے بعد اسے فتح کیا (ص ۲۷۶)۔ وھاں سے آگے چل کر "دھلیلہ" پہنچا اور اس قلعے کو بھی دو ماہ کے محاصرے کے بعد قبضے میں لایا (ص ۲۷۶-۲۷۷) پھر وھاں سے برھمن آباد جا پہنچا جو کہ دھلیلہ کے قلعے کے قریب تھا (ص ۲۷۹)۔

ان حوالوں کی بنیاد پر کزنس (سندھ کے آثار قدیم ص ۲۳) کا یہ گمان باطل ہوتا ہے کہ راوڑ کا قلعہ اروڑ سے ۲۰-۲۵ میل مغرب یا جنوب مغرب میں شہر کنگری سے کچھ نشیب میں واقع تھا۔ اسی طرح میجر راورٹی کا یہ تخمینہ بھی

Marfat.com

غلط ہے کہ راوڑ، برھمن آباد کے مغرب میں (کزنس کے اندازے کے مطابق تقریباً دس میل) تھا)۔

کزنس کے خیال میں (آثار قدیم ص ۲۳، نوٹ ۱) محمد بن قاسم کے دوآبے کی مختلف شاخوں سے گذرنے کا حوالہ کہیں موجود نہیں اور اسی وجہ سے وہ راوڑ کا دوآبے میں ہونا تصور نہیں کرتا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے کیونکہ فتحنامہ کے مذکورہ حوالوں میں دوآبہ اور دریا کی مختلف شاخوں کا ذکر موجود ہے۔ میجر راورٹی بھی راوڑ کے دوآبے میں ہونے کو ناممکن سمجھتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں (سندھ کا مہران، ص ۲۳۹ حاشیہ) محمد بن قاسم کے راؤڑ پر حملے کے وقت پانی کے چڑھاؤ کا موسم تھا اور اس موسم میں دوآبے سے گزرنا مشکل ہے۔ راورٹی کی یہ دلیل کچھ ایسی باوزن نہیں ہے کیونکہ فوج کا دوآبے سے گذرنا خواہ مشکل ہو مگر ناممکن نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ جب محمد بن قاسم پہلی مرتبہ نیرون کوٹ آیا تو اس طرف دریائے مہران کا پانی اس وقت تک نہ آیا تھا مگر بارش کا ابتدائی زمانہ تھا اور پانی آنے والا تھا۔ اس کے بعد محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ فتح کیا اور وہاں سے بالائی علاقے کی طرف جاکر سیوستان اور بدھیہ کو فتح کیا اور وہاں سے نیرون کوٹ واپس آگیا۔ پھر وہاں سے جاکر "اشبہار" کا قلعہ فتح کیا اور اس کے بعد داھر کا مقابلہ کرنے کے لئے مہران عبور کرنے کی تیاری کی۔ اس کے یہ معنی ہوے کہ نیرون کوٹ میں اس کی پہلی آمد

Marfat.com

کے وقت سے لے کر اس وقت تک کافی وقت گذرچکا تھا اور غالباً مہران پار کرنے کے موقع پر باڑھ کا موسم تقریباً ختم ہوچکا تھا۔

ڈاکٹر داؤد پوٹہ کا خیال ہے کہ "راوڑ" موجودہ حیدرآباد کی جگہ پر تھا (فتحنامہ فارسی ایڈیشن ص ۲۵۸ پر دی ہوئی ص ۵۴ کی تشریح) یہ خیال بھی درست نہیں ہے کیونکہ حیدرآباد کے مقام پر غالباً "نیرون کوٹ" تھا۔ اس کے علاوہ فتحنامہ کے حوالوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ راوڑ نیچے لاڑ میں جھیم، کرھل (ٹھٹھہ کے شمالی مشرقی خطے) اور ساکرے کی طرف دریا کے دوآبے میں واقع تھا۔ ہوڑی والا (ص ۸۷) کی یہ رائے بھی کہ راوڑ، نیرون کوٹ اور برھمن آباد کے درمیان میں تھا، مبہم ہے۔ ہیگ جس نے کہ مہران کے دوآبے اور اس کی قدیمی شاخوں کی کافی تحقیق کی ہے اس کی رائے میں راوڑ، لاڑ میں ونگی کے آس پاس مشرقی نارے کے کنارے برھمن آباد سے تقریباً ۸۰ میل جنوب اور نیرون کوٹ سے تقریباً ۷۰ میل جنوب مشرق میں واقع تھا۔ (انڈس ڈیلٹا. کنٹری ص ۶۳-۶۴)۔ یہ اندازہ فتحنامہ کے حوالوں کی روشنی میں واقعی قرین قیاس ہے۔ ہمارے خیال میں راوڑ کا قلعہ غالباً لاڑ میں موجودہ ضلع ٹھٹھہ کے شاہ بندر ڈویزن اور حیدرآباد ضلع کے ٹنڈو ڈویزن کی حدود میں کسی جگہ پر واقع تھا۔ نام کی مناسبت سے، شاہ بندر ڈویزن میں قدیمی شہر رڑی کے کھنڈرات شاید راوڑ کے قدیمی قلعے اور شہر کے ہیں۔

Marfat.com

بہرحال راوڑ لاڑ میں تھا جہاں غالباً سمندر کے قریب ہونے کی وجہ سے گرمیوں میں بھی وہاں کی آب و ہوا معتدل رہتی تھی اور اسی وجہ سے داھر گرما کے چار ماہ وہاں گذارا کرتا تھا (ص ۹۰)۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ شہر کب اور کیسے برباد ہوا۔ محمد بن قاسم کی فتوحات کے وقت بھی دریائی راستے پر ہونے کی وجہ سے اس شہر کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ چنانچہ برھمن آباد کو فتح کرنے کے بعد جب محمد بن قاسم نظامِ حکومت کی درستگی کی طرف متوجہ ہوا تب اس نے نوید بن دارس کو راوڑ کے قلعے پر مامور کیا تا کہ اس مقام پر کشتیاں تیار رکھے۔ اوپر یا نیچے کی طرف سے جو بھی کشتی آئے یا جائے اگر اس میں سامانِ جنگ ہو تو روک کر راوڑ کے قلعے میں لےجائے۔ اس (راوڑ) سے اوپر کے حصے کی کشتیوں کا اختیار ابن زیادالعبدی کو دیا۔ کچھ کے اطراف..... ھذیل بن سلیمان کو دیئے (ص ۳۰۶) اس حوالے سے یہ دلیل بھی نکلتی ھے کہ راوڑ کی سرحد آگے جا کر کچھ کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ شہر راوڑ محمد بن قاسم کی فتوحات کے تقریباً پانچ سو برس کے بعد تک بھی موجود تھا۔ کیونکہ یاقوت اپنی کتاب معجم البلدان (راور) میں سنہ ۱۲۲۴-۱۲۲۸ع کے زمانے میں لکھتا ھے کہ "راور سندھ میں ایک بڑا شہر ھے جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا" بقول ہوڑی والا (ص۸۷) راوڑ کے متعلق سنہ ۱۶۱۲ء کا ایک حوالہ ملتا ھے۔

Marfat.com

انڈیا آفس لائبریری میں پہلوی زبان کی ایک کتاب "Dinai-Mainogi-i-Khirad" کا فارسی منظوم ترجم موجود ہے جو کہ سنہ ۱۶۱۲ع میں "Rawar in Sind" کے ایک باشندے مرزبان زرتشتی نامی نے کیا۔ دیکھئے :-

(Sachau: J. R. A. S. New Series IV. 24; West, Pahlavi Texts, III in Sacred Books of the East, XXIV, Introduction P. XXiii)

ممکن ہے کہ اس کتاب میں تحریر کردہ "راور" اصل میں "ارور" کی غلط صورت خطی ہو لیکن اگر واقعی یہ وہی زیرِ بحث "راوڑ" ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۱۶۱۲ع تک راوڑ موجود تھا۔ اس لحاظ سے راوڑ غالباً شاہ بندر سب ڈویزن کا وہی قدیم برباد شدہ شہر "رڑی" ہو جو کہ مقامی روایتوں کے مطابق دو تین صدی پہلے برباد ہوا۔ اپنے اس آخری دور میں "رڑی" جت قوم کے لوگوں کا مشہور شہر تھا جس پر اپنے قرض کے بدلے میں کیہر قوم کے لوگ قابض ہوگئے تھے چانچہ سندھ میں مثل مشہور ہے کہ "رڑی ٹکوں میں پڑی، ملاچیتوں کو جواب"۔ لاڑ میں کیہر قوم کا زوال تقریباً سترھویں صدی عیسوی کے آخر میں ہوا اور غالباً اسی زمانے میں شہر "رڑی" برباد ہوا (ن۔ب)۔

۹۲ /[۷۰] عرب محمد علافی : یہ محمد علافی غالباً وہی "محمد حارث علافی" ہے (یعنی محمد بن حارث علافی) کہ جس کا ذکر بعد میں ص [۱۶۰] پر آیا ہے۔ ص [۱۳۸] پر

Marfat.com

اس کا نام "محمد" دیا گیا ھے اور ص[۱۴۰] پر "علافی"۔ پوری کتاب میں صرف ص [۱۶۰] پر ھی اس کا پورا نام "محمد حارث علافی" دیا گیا ھے اور اس کے بعد باقی ھر جگہ صرف محمد علافی دیا گیا ھے دیکھئے ص[۱۶۰-۱۶۴]، [۱۷۰-۱۷۲] اور [۱۹۳-۱۹۴] محمد علافی دراصل عربوں کے شامی لشکر کے سپاھیوں میں سے تھا۔ دیکھئے ص[۱۳۸]۔

اس صفحہ ۹۲ پر آگے چل کر بیان کیا گیا ھے کہ اس علافی نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو.....قتل کیا تھا۔ یہ غلط ھے درحقیقت علافیوں نے خلیفہ عبدالملک کے دنوں میں مکران کے گورنر سعید بن اسلم کلابی کو قتل کیا تھا کیونکہ اس نے ان کے ھم وطن اور ھم قوم سفہوی بن لام الحمامی نامی ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ دیکھئے فتحنامہ [۸۰-۸۶]۔ سعید کے خلاف اس سازش میں جن علافیوں نے حصہ لیا تھا ان میں محمد بن حارث علافی کا نام نہیں دیا گیا۔ دیکھئے ص [۸۶]۔ مگر مورخ بلاذری نے معاویہ اور محمد بن حارث علافی دونوں کو اس سازش کا قائد لکھا ھے (فتوح البلدان ص ۴۳۰)۔ علافیوں نے سعید کو قتل کرکے مکران پر قبضہ جمالیا تھا۔ دیکھئے فتحنامہ ص[۸۶]۔ حتیٰ کہ سنہ ۸۵ ھجری کے قریب حجاج نے مجاعت بن سعر کو مکران کی طرف روانہ کیا جس کے پہنچنے سے پیشتر ھی علافی وھاں سے بھاگ کر راجہ داھر کے پاس جا پہنچے تھے، فتحنامہ ص [۸۸]۔ اس لحاظ سے محمد علافی کی رمل کے راجہ کے خلاف کی ھوئی کارروائی

Marfat.com

کو سنہ ۸۵ ہجری کے بعد کا واقعہ سمجھنا چاہئے (ن۔ب)۔

۹۵ /[۷۱] ہند اور سندھ کے شہروں میں اسلامی لشکر کی پہلی جنگ رسول صلعم کی ہجرت کے ۱۰ سال بعد امیرالمومنین حضرت عمر رضہ کے عہدِ خلافت میں ہوئی: یہ درست ہے اور مورخ بلاذری نے بھی مدائنی کی سند سے مسلمانوں کی اس پہلی فوج کشی کی خبر نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضہ نے سنہ ۱۰ ہجری میں عثمان بن العاص کو بحرین اور عمّان کا گورنر مقرر کیا جس نے اپنے بھائی الحکم کو تانہ (تھانہ، بمبئی کی طرف) اور بروص (بھروچ، گجرات) کی مہم پر اور اپنے دوسرے بھائی مغیرہ کو دیبل روانہ کیا فتوح البلدان، ص ۴۳۱-۳۲) البتہ فتحنامہ کی روایت کا وہ حصہ صحیح نہیں ہے کہ مغیرہ دیبل میں لڑتے ہوئے شہید ہوا۔ بلاذری واضح طور پر لکھتا ہے کہ اس نے دشمن کا مقابلہ کیا اور اس پر فتح حاصل کی (فتوح ص ۴۴۲)۔ دوسرے تاریخی حوالوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مغیرہ اس کے بعد بھی زندہ رہا۔ اس حملے کی تفصیل کے لئے دیکھئے ہمارا مضمون "ہندوستان پر عربوں کے ابتدائی حملوں کی تاریخ" مطبوعہ "اسلامک کلچر" مخزن، جولائی ۱۹۴۶ع حیدرآباد دکن* (ن۔ب)۔

۹۶ /[۷۳] امیرالمومنین عثمان بن عفان رضہ.....ہند اور سندھ پر فوج کشی کرنے کے لئے لشکر بھیجنا چاہا: حضرت عثمان

---

*"The Probable Date of the Early Arab Expeditions to India" Islamic ulture, Hyderabad Daccan, Issue of July 1946.

Marfat.com

کے اس ارادے کا ایک خاص سبب تھا۔ فتحنامہ میں اس واقعہ سے پہلے کی ایک اور جنگ کا جو کہ حضرت عمر رضہ کے عہدِ خلافت میں سندھ اور لشکرِ اسلام کے درمیان ہوئی، ذکر نہیں ہے۔ لیکن بقول طبری (۲۷۰۷x۱) جب لشکرِ اسلام حکم بن عمرو التغلبی کی سرکردگی میں مکران میں (ایران کی ساسانی حکومت کے گورنر کی فوج سے لڑ رہا) تھا تو سندھ کی فوجوں نے اچانک نہر پار کرکے اسلام کے لشکر پر حملہ کردیا تھا۔ اور شاید حضرت عثمان رضہ نے سندھ کے راجہ کی طرف سے اس "جنگ نہر" میں کی گئی پہل کا انتقام لینے ہی کے لئے سندھ پر لشکرکشی کا ارادہ کیا تھا (ن۔ب)۔

۹۶ /[۷۳] لشکر قندابیل اور مکران میں تھا: فتحنامہ کا صرف یہی حوالہ ہے کہ جو اس وقت قندابیل میں لشکرِ اسلام کی موجودگی کا اظہار کرتا ہے دوسری کسی بھی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ یہ لشکر غالباً عبداللہ بن عامر کا لشکر تھا (دیکھئے بلاذری فتح سجستان)، یا پھر اس عظیم لشکر کا کوئی حصہ تھا کہ جس نے حضرت عمر رضہ کے عہدِ خلافت میں ایران پر عام ہلہ (الانسیاح یا General Invasion) بولا تھا (ن۔ب)۔

۹۷ /[۷۴] اشعار۔ وَاهْلَكَنِيْ لكم فی كل يوم۔ الخ: کتاب النوادر (طبع بیروت ص ۱۶۱) میں ابو زید نے یہ دو شعر جاہلی شاعر علی بن طفیل السعدی سے منسوب کئے ہیں۔ اور لسان العرب (جلد ب ص ۲۰۴) کے مصنف نے انہیں

Marfat.com

عامر بن الطفیل السعدی سے منسوب کیا ہے۔ تاج العروس (جلد ۱۲ ص ۱۱۶) پر صرف دوسرا شعر ہے اور شاعر کا نام نہیں دیا گیا ہے (بہ شکریہ استاذ عبدالعزیز المیمنی)۔ سر چارلس لایال نے یہ دونوں اشعار عامر بن طفیل کے دیوان (ص ۱۵۸) میں درج کئے ہیں جس کے مطابق اصلاح کرکے ترجمے میں شامل کئے گئے ہیں۔ یہ دونوں اشعار ہجو اور استہزا کے محسوس ہوتے ہیں تعجب ہے کہ انہیں مدح تصور کیا گیا ہے (ع۔م)۔

۹۷/[۷۴] حضرت علی رضہ کی تعریف میں اشعار کہے: یعنی حکیم بن جبلہ نے یہ اشعار کہے۔ حکیم قبیلہ بنو الدیل میں سے تھا اور اس لحاظ سے اس کا پورا نام حکیم بن جبلہ بن حصین بن اسود بن کعب بن عامر بن الحارث بن الدیل ہوگا (جمہرۃ ابن حزم جلد ۲) اس کے حالات ابن خلکان (وفیات ۸۴۴) اور ابن حجر (اصابہ ۱X۷۷۹) نے تفصیل سے لکھے ہیں۔ حکیم ان چار جرنیلوں میں سے ایک تھا کہ جنھوں نے حضرت عثمان رضہ کو شہید کرنے میں حصہ لیا (العقد الفرید ۲X۲۶۶-۲۶۹)۔ حکیم حضرت علی رضہ کے طرفداروں میں سے تھا اور "جنگ نہروان" سے پہلے "زابوقہ" کی لڑائی میں جو کہ خارجیوں کے ساتھ ہوئی تھی، قتل ہوا۔ (رسالۃ للجاحظ فی بنو امیہ، ملحقۃ فی آخر کتاب النزاع والتخاصم للمقریزی، طبع مصر، ص ۱۹۳)۔ "العقد الفرید" (۲X۶۵) میں حضرت علی رضہ کی منقبت میں اس کا یہ شعر ملتا ہے:۔

Marfat.com

دعا حکیمٌ دعوۃً سمیعۃ
نال بھا المنزلۃ الرفیعۃ
(ن۔ب)

۹۸/[۷۵] حکیم بن جبلہ کا قول۔ ماءٌ ھا وشل۔ الخ :
بلاذری نے بھی یہ رپورٹ حکیم سے منسوب کی ھے (فتوح البلدان ص ۴۳۲) اور غالباً یہ صحیح ھے۔ یاقوت نے بھی "معجم البلدان" (۶۱۳X۴) میں یہی روایت نقل کی ھے۔ البتہ طبری (۲۷۰۷X۱)۔ یہ الفاظ صحار العبدی سے منسوب کرتا ھے جو کہ مکران کے جرنیل حکم بن عمرو التغلبی کی طرف سے خمس اور اموال غنیمت لے کر حضرت عمر رضہ کے پاس گیا تھا (طبری ۲۷۰۷X۱) مگر یہ صحیح نہیں معلوم ھوتا کیونکہ بقول طبری صحار العبدی اس وقت خود ایک دوسرے سپہ سالار احنف بن قیس کے ساتھ تھا جس نے اسے اس وقت اپنا نائب بنا کر ھرات میں تعینات کیا تھا (دیکھئے طبری ۲۶۱۲X۱) ابن قتیبہ نے بھی "عیون الاخبار" (۱۹۹X۲) میں یہ کیفیت کسی شخص کی زبانی حضرت عمر رضہ کے سامنے بیان کی گئی تحریر کی ھے لیکن اس شخص کا نام نہیں دیا ھے۔ "الاخبار الطول" (طبع یوروپ ص ۳۲۶) اور "محاضرات راغب اصفہانی" میں یہ الفاظ ابن القریہ سے منسوب ھیں، دوسری طرف تقی الدین حموی کی "ثمرات الاوراق" ۶۱X۲)، ابن حامد کرمانی کی تاریخ کرمان المعروف "عقد العلی للموقف الاعلیٰ" (طبع طہران، ص ۶۴) اور "تاریخ گزیدہ" میں (ص ۲۷۰ پر نام کی غلطی کے ساتھ)

Marfat.com

یہ الفاظ غضبان بن القبعثری نامی شخص سے منسوب ھیں کہ جس نے حجاج سے یہ باتیں بیان کیں (ن۔ب)۔

۹۹/[۷۶] عبداللہ کو سندھ پر فوج کشی کرنے سے منع کردیا اور کسی کو بھی نہ بھیجا: مورخ بلاذری بھی اس امر کی تصدیق کرتا ھے کہ حضرت عثمان رضہ نے حکیم کی رپورٹ سننے کے بعد کسی بھی سپہ سالار کو اس سرحد پر جہاد کرنے کے لئے نہیں بھیجا "فَلَمْ یُغْزِھا اَحْداً" (فتوح البلدان ص ۴۳۲) لیکن مورخ طبری سنہ ۲۹ ھجری کے حالات بیان کرتے ھوئے لکھتا ھے کہ حضرت عثمان رضہ نے عبیداللہ بن معمرالتمیمی کو مکران کی طرف بھیجا جو وھاں دشمن کی پوری فوج کا صفایا کرکے بڑھتا ھوا جاکر "نہر" پر پہنچا.....اس کے بعد عبیداللہ کا فارس کی طرف تبادلہ کردیا گیا اور اس کی جگہ پر عمیر بن عثمان بن سعد کو مقرر کیا گیا [اس کے بعد غالباً عبیداللہ کے فارس میں شہید ھوجانے پر عمیر کو فارس میں مامور کیا گیا اور ابن کندیر القشیری کو اس کی جگہ پر مکران میں متعین کیا گیا]۔ حضرت عثمان رضہ کی شہادت کے وقت عمیر بن عثمان فارس کا اور ابن کندیرالقشیری مکران کا سپہ سالار تھا۔ دیکھئے طبری ۱X۲۸۲۹-۲۸۳۱، ابن الاثیر ۳X۴۸-۴۹، اور ابن خلدون بقیۃ الجزءالثانی ص ۳۳-۲۱۳۱ (ن۔ب)۔

۹۹/[۷۶] تو اھل شہر میں آپس میں نااتفاقی اور مخاصمت ھوگئی: اس وقت کے عناد و فساد کا مرکز بصرہ تھا

Marfat.com

اور اسی وجہ سے "شہر" سے مراد غالباً "بصرہ" ہے۔ اصل فارسی متن میں "اہل ِ شہر" ہے جو ممکن ہے کہ اصل عربی عبارت "اہل المدینۃ" کا غلط ترجمہ ہو۔ اس لحاظ سے "اہل ِ شہر" سے "اہل ِ مدینہ" کی بھی مراد ہوسکتی ہے (ن۔ب)۔

۹۹/[۷۶] حضرت علی رضہ نے ثاغر بن ذعر کو ہندوستان کی سرحد پر مقرر [کیا]: ثاغر بن ذعر کا نام صرف فتحنامہ میں آیا ہے اور بقیہ دوسری تواریخ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آگے چل کر دوسرے صفحہ یعنی ۱۰۰/[۷۷] میں بتلایا گیا ہے کہ اس لشکر یعنی ثاغر بن ذعر کے لشکر میں حارث بن مُرّہ نامی ایک بہادر سپہ سالار تھا۔ مورخ بلاذری کے قول کے مطابق حضرت علی رضہ نے سنہ ۳۸ ہجری کے آخر یا سنہ ۳۹ ہجری کی شروع میں حارث بن مُرّہ العبدی کو محاذِ ہند کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا جس نے "وہاں فتح حاصل کی اور کثیر مالِ غنیمت اور قیدی ہاتھ کئے اور ایک دن میں ایک ہزار غلام تقسیم کئے۔ اس کے بعد [وہ وہیں رہا] حتیٰ کہ سنہ ۴۲ ہجری میں وہ اور اس کے ساتھی سوائے کچھ تھوڑے آدمیوں کے صوبے قیقان (کیکان) میں (کسی جنگ میں مارے گئے" (فتوح البلدان، ص ۴۳۲)۔

حارث بن مُرّۃ العبدی، حضرت علی رضہ کے حامیوں میں سے تھا جسے حضرت علی رضہ نے جنگِ صفین کے موقع پر اپنے لشکر کے میمنہ کا سپہ سالار مقرر کیا تھا (دیکھئے المنقری کی

Marfat.com

"کتاب المصفین"، طبع ایران ص ۱۰۷) - حارث قبیلۂ ربیعہ کے مشہور سخی سرداروں میں سے تھا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ اس نے ایک دن میں ایک ہزار غلام تقسیم کئے اور پانچ سو گھوڑے بطور بخشش دیئے۔ دیکھئے محمد بن حبیب کی "کتاب المحبر" طبع حیدرآباد دکن ص ۱۰۴ (ن۔ب)۔

۱۰۰/[۷۷] ہذلی نے بیان کیا ہے کہ : مراد ابوبکر الہذلی۔ ہمارے خیال میں فتحنامہ کے فارسی مترجم نے اختصار کے خیال سے اس مقام پر اس کتاب کے اہم راوی ابوالحسن مدائنی کا نام نہیں لکھا ہے ورنہ پوری عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی کہ : "ابوالحسن نے کہا کہ ہذلی نے بیان کیا ہے۔الخ"۔ ہمارے اس نظریہ کی دلیل یہ ہے کہ ابوبکر الہذلی دراصل ابوالحسن مدائنی کا ایک خاص ماخذ ہے اور ہذلی کی روایتیں ہم تک براہِ راست نہیں بلکہ زیادہ تر اس کے راویوں کے ذریعہ پہنچیں ہیں۔ خود فتحنامہ کے صفحات ۱۰۱/[۷۸] اور ۱۰۰/[۸۱] پر ہذلی کی دو روایتیں ابوالحسن مدائنی کی وساطت سے نقل ہیں۔ صفحہ ۱۰۱/[۸۰] پر ہذلی کی روایت مہلب کے ذریعہ اور مہلب کے بعد پھر مصنفانِ تاریخ کے ذریعہ نقل کی گئی ہے اور صفحہ ۱۰۰/[۸۰] پر ہذلی کی روایت تاریخ کی تشریح یا تفسیر کرنے والوں کی زبانی درج کی گئی ہے۔ ان دونوں صفحات پر بھی "تاریخ کے مصنفوں" اور "تاریخ کی تفسیر کرنے والوں" سے مراد غالباً ابوالحسن المدائنی ہے کہ جو اس فتحنامہ کا خاص راوی ہے۔

Marfat.com

دوسری کتابوں میں بھی ابوالحسن المدائنی کی ابوبکر الھذلی سے نقل کی ہوئی تاریخی روایتیں نظر آتی ہیں مثلاً دیکھئے بلاذری کی "کتاب انساب الاشراف" مطبوعہ یوروپ، جلد ۱۱، ص ۲۲۷- ابوبکر الھذلی تاریخ کے مشہور راویوں میں سے تھا اور اُس وقت کی اسلامی سلطنت کے مشرقی ممالک خصوصاً عراق اور سندھ کی تاریخ کا اسے کافی علم تھا۔ اس کا سبب غالباً یہ تھا کہ وہ مشرقی محاذ کے اہم شہر بصرہ کے عالموں میں سے تھا۔ بقول ہمدانی "ابوبکر الھذلی کان بصریاً" (کتاب البلدان ص ۱۶۷)۔ مسعودی نے اپنی کتاب "مروج الذہب" (طبع پیرس ۴X۱۲۲، ۱۲۷) میں ذکر کیا ہے کہ ابوبکر الھذلی، پہلے عباسی خلیفہ ابوالعاس سفاح (۷۵۰-۷۵۴) کے ہم نشینوں میں تھا اور اس کی مجلسوں میں شریک رہا کرتا تھا (ن۔ب)۔

۱۰۱ / [۷۸] (امیر معاویہ نے) عبداللہ بن سَوّار [العبدی] کو سندھ پر مامور کیا اور اس ملک کی حکومت اس کے حوالے کی: بقول بلاذری عبداللہ کو بصرہ کے وائسرائے (نائبِ خلیفہ) عبداللہ بن عامر نے اس محاذ پر بھیجا تھا۔ مگر بلاذری آگے کہتا ہے کہ "بعضے کہتے ہیں کہ اسے امیر معاویہ نے مقرر کیا"۔ فتحنامہ کی دوسری روایت (ص ۱۰۵-۱۰۶) کے مطابق بھی عبداللہ کی تقرری براہِ راست امیر معاویہ سے منسوب ہے اور غالباً یہ صحیح ہے۔ مورخ بلاذری نے اس کے بعد عبداللہ کے "قیقان" پر حملہ اور ابتدائی فتوحات کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ نے وہاں کے گھوڑے

Marfat.com

تحفتاً "امیر معاویہ کے پاس بھیجے (ص ۴۲۳) یہ بیان فتحنامہ کی اس حکایت کی تصدیق کرتا ہے کہ عبداللہ کو امیر معاویہ نے کیکانان کے گھوڑے بھیجنے کی تاکید کی تھی (ن۔ب)۔

۱۰۴/[۷۹] (عبداللہ) ابن سوار ... مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے شہید ہوا: بلاذری (ص ۴۲۳) لکھتا ہے کہ ابتدائی فتوحات حاصل کرکے تحفوں وغیرہ کے ساتھ عبداللہ بن سَوّار ملاقات کے لئے امیر معاویہ کے پاس آیا اور کچھ دنوں اُن کے پاس رہا۔ اس کے بعد جب پھر "قیقانان" واپس گیا تب وہاں کے ترکوں کا لشکر اس پر غالب ہوا اور اسے شہید کیا۔ یاقوت معجم البلدان (ص ۲۱۷X۴) میں بلاذری کی یہی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ: بقول خلیفہ بن خیاط، عبداللہ نے سنہ ۴۷ھ ہجری میں "قیقانان" پر حملہ کیا جس پر ترکوں کا عظیم لشکر جمع ہوا اور [جنگ میں] عبداللہ اور اسلامی لشکر کا بڑا حصہ قتل ہوا (ن۔ب)۔

۱۰۴/[۸۰] آعْوَرُ شَنَّی: یعنی شاعر بِشْرُ بن مُنْقِذْ بن عبدالقیس، جو کہ ابا مُنْقِذْ کی کنیت سے بھی مشہور تھا اور عربی ادب میں عام طور پر "الاعورالشنی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ "الشنی" نسبت ہے "بنوشن بن افصیٰ بن عبدالقیس بن افصیٰ" سے اور چونکہ قبیلہ "بنوشن" دراصل قبیلہ "عبدالقیس" کی ایک شاخ تھا اور عبداللہ بن سوار بھی قبیلۂ "عبدالقیس" کا شہسوار تھا اسی وجہ سے اعورشنی کو اس پر فخر ہے۔

Marfat.com

وہ عہدِ اسلام کے بلند پایہ شعرا میں سے تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے جو خود بھی شاعر تھے اور "جہم" کہے جاتے تھے (سمط اللالی ص ۲۷۸)۔ جنگِ جمل میں اعور، حضرت علی رضہ کے لشکر میں تھا (المؤتلف المختلف، للاسدی، تصحیح مستشرق سالم کرنکوی Krenkow ص ۳۸)۔ جنگِ صفین میں بھی وہ حضرت علی رضہ کے ساتھ تھا اور ان کی منقبت میں بہت سے اشعار کہے (کتاب الصفین، للمنقری ص ۲۱۵، ۲۲۵ اور ۲۴۹)۔ اعورشنی کا کچھ ذکر ابن قتیبہ کے "طبقات الشعراء و الشعر" (ص ۴۰۶) میں بھی موجود ہے (ن۔ب)۔

۱۱۰/[۸۴] پورالی کی حدود میں وفات کی: بلاذری کہتا ہے کہ (ص ۴۳۴) قصدار میں فوت ہوا "قلادۃ النہرفی وفیاتِ اعیان الدھر"۔ ایک قلمی نسخہ جو (کتبخانہ پیر جھنڈہ) میں موجود ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ منذر نے سنہ ۶۱ ہجری میں انتقال کیا (ن۔ب)۔

۱۱۱/[۸۴] حکم بن منذر: حکم اپنے باپ منذر کی وفات کے بعد مکران میں محاذِ ہند کا گورنر مقرر ہوا۔ کوفہ میں وہ اپنے قبیلے عبدالقیس کا بڑا مقتدر سردار تھا (المحاسن والمساوی ۴۷۱، المعارف لا بن قتیبہ ص ۱۷۲) بعد میں اس کے چچا عبداللہ نے حجاج کے خلاف بغاوت کی لیکن رستقاباذ کے نزدیک مارا گیا (المعارف ص ۱۷۲) قرابت کی وجہ سے حکم کو اس سے محبت تھی چنانچہ اس کی موت پر اس نے یہ مرثیہ کہا:

آبَا مَطَرٍ اَقْرَرْتَ عَیْنَ عَدُوِّنَا
وَکُلَّ الَّذِی مَاصِرْتَ سَوْفَ یَصِیْرُ

۔الخ۔ (بلاذری، الانساب، طبع یوروپ، ۲۹۶X۱۱)۔

Marfat.com

غالباً اسی وجہ سے آخر میں حجاج نے حکم کو ہمیشہ کے لئے قید کردیا حتیٰ کہ وہ حجاج کے قید خانے "الدیماس" ھی میں انتقال کرگیا۔ دیکھئے بلاذری، الانساب، طبع یروشلم ۱۷۱X۵ (ن۔ب)۔

۱۱۱/[۸۴] عبداللہ [بن] الاعور الحرمازی نے اٹھ کر یہ اشعار پڑھے: اصل فارسی متن میں "الحرمازی" کی بجائے "الحواری" ھے۔ مگر صحیح "الحرمازی" ھے۔ اس کا نام عبداللہ بن الاعور ھے مگر کوڑھی ھونے کی وجہ سے "الکذاب الحرمازی" کے نام سے مشہور ھے (ابن قتیبہ، الشعراء ص ۴۳۰)۔ وہ منذر اور اس کے بیٹے حکم کا خاص مدّاح تھا۔ جاحظ نے "کتاب الحیوان" (۴۹X۱) میں اس کی مدح کا یہ شعر نقل کیا ھے۔۔۔ قالِ الکذّاب الحرمازی :۔

یا ابن المعلی نزلته احد الکبر داھیة الدھر وصماء الغبر

اس شعر میں "ابن المعلی" سے مراد منذر (بن جارود وھوبشر، بن عمرو بن حنش بن المُعَلّیٰ) ھے۔ لغت "اللسان" (مادہ۔غبر) میں بھی یہ شعر مختلف روایتوں کے حوالوں کے ساتھ "الحرمازی" سے منسوب ھے اور ممدوح کا نام بھی واضح ھے: قال الحرمازی یمدح المنذر بن الجارود ۔

انت لھا منذر من بین البشر داھیة الدھر وصمّاءَ الغبر

ابن قتیبہ (الشعر و الشعراء ص ۴۳۰، ۴۳۱ اور المعارف ص ۱۷۲) نے بھی فتحنام میں دیا ھوا یہ شعر قدرے مختلف روایتوں سے) "الکذاب الحرمازی" ھی کا قرار دیا ھے اور اس کی داد دی ھے (الشعراء)۔ کتاب المعارف میں یہ رجز اس طرح دیا گیا ھے :۔

Marfat.com

یا حکم بن المنذر بن الجارود
سرادق المجد علیک ممدود
انت الجواد بن الجواد المحمود
نَبّت فی الجود و فی بیت الجود
والعود قد ینبت فی اصل العود (ن۔ب)

۱۱۹/[۸۹] قزاقوں کے ایک گروہ نے کہ جسے نکامرہ کہتے تھے: مورخ بلاذری نے (ص ۴۳۰) اس گروہ کو میدوں کی ایک قوم (قومٌ من میدٍ) بیان کیا ہے جنھوں نے کشتیوں پر سوار ہوکر جہاز پر حملہ کیا اور اسے لوٹ لیا۔ ہوسکتا ہے کہ نکامرہ، مید قوم کا ایک قبیلہ ہو۔ خود فتحنامہ کے صفحہ ۱۲۱/[۹۱] پر "میدوں کے دیبل" کا ذکر آیا ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ دیبل بندر، قومِ مید کا مرکز تھا۔ عرب مورخوں کے حوالوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکران، سندھ اور کاٹھیاواڑ کے ساحلوں پر رہنے والی ساری قوموں کو کہ جن کا پیشہ ہی بحری لوٹ مار اور قزاقی تھا، ان سبھوں کو مید کہا گیا ہے۔ بلاذری واضح طور پر لکھتا ہے کہ مید وہ ہیں کہ جو سمندر میں ڈاکے مارتے ہیں "المید الذین یقطعون البحر"۔ پھر مکران کے گورنر راشد بن عمرالجدیدی کے بارے میں لکھتا ہے کہ اس نے پہلے تو شمالی پہاڑی علاقہ کیکانان پر حملہ کرکے فتح حاصل کی لیکن اس کے بعد میدوں سے (مکران میں) جنگ کی جس میں شہید ہوگیا (ص ۴۳۳)۔ عہدِ عباسی میں سندھ کے گورنر موسیٰ بن عمران نے قندابیل

Marfat.com

فتح کرنے کے بعد میدون پر حملہ کیا (ص ۴۴۵) اور پھر سندھ میں جتوں کی مدد سے سمندر کی کھاڑی کھدوا کر اور میدوں کی رھائشی نشیبی زمین کو پانی میں غرق کرکے انھیں تباہ کیا (ص ۴۴۶)۔ خود مورخ بلاذری کے دنوں میں اھلِ بصرہ اور سورٹھ (کاٹھیاواڑ) کے مابین لڑائی ھوئی تھی (ص ۴۴۰)۔ ان حوالوں سے معلوم ھوتا ھے کہ مکران، سندھ اور کاٹھیاواڑ کے ساحل پر رھنے والے بحری قزاقوں کو بلاذری نے "مید" کہا ھے۔ لانگ ورتھ ڈیمس اپنی کتاب "بلوچ قوم" (ص ۱۷) میں لکھتا ھے کہ: مید یا میدھ، سندھ اور مکران کے (بحری) ساحل کے قدیم مُہانے (ملاح) ھیں اور بلوچ حقارتاً انھیں اس نام سے پکارتے ھیں۔ دریائے سندھ کے مُہانوں (ملاحوں) کو بھی میڈ کہتے ھیں اور اکثر "میدھ اور ماچھی" دونوں نام ساتھ استعمال کئے جاتے ھیں۔

سندھ کے میڈ غالباً سندھ کے بحری ساحل کے میر بحر تھے اور موجودہ لفظ "میہ" شاید "میڈ" کی بدلی ھوئی صورت ھے چنانچہ بحری علاقوں میں آج بھی حقارتاً کہتے ھیں کہ "تو کوئی میڈ ھے" یا "تو کوئی میہ ھے" یا "تو کوئی می ھے"۔ بہرحال کراچی سے لے کر کیٹی بندر تک اِس وقت ملاحوں میں کہیں بھی "نکامرہ" یا اس سے ملتے جُلتے نام کا کوئی قبیلہ موجود نہیں اور نہ ایسا کوئی نام نظر آتا ھے۔ البتہ تحفتہ الکرام کے ایک حوالے سے (بشرطیکہ وہ درست ھو) معلوم ھوتا ھے کہ قومِ نکامرہ گیارھویں صدی عیسوی کے نصفِ اول تک موجود

Marfat.com

تھی۔ میر علی شیر قانع لکھتا ہے کہ: جب اپنی شہزادگی کے زمانے میں شاہجہاں اپنے والد جہانگیر سے ناراض ہوکر ٹھٹھہ آیا تھا تو نواب شریف خان (شرفا خان؟) اور ککرالہ کے جام نے اس کی مخالفت کی تھی اور "دھاراجا" کے رانا، قوم نکامرہ اور حَمّل جت نے اس کی امداد اور معاونت کی تھی۔ اسی وجہ سے تخت نشین ہونے کے بعد شاہجہاں نے سنہ ۱۰۳۷ ہجری میں نواب امیر خان کو ٹھٹھہ کا نواب مقرر کیا تھا تاکہ وہ انھیں نوازے اور آن سے اچھا سلوک کرے (تحفۃ الکرام، مطبع ناصری، ۹۰X۳)۔ اگر گیارھویں صدی ہجری میں بھی نکامرہ قوم موجود تھی تو اس حالت میں اس قوم کے لوگوں کا اب تک باقی رہنا ممکن ہے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس قوم کا نام متروک ہوچکا ہو۔ ہمیں اس وقت تک بحری ساحل اور لاڑ کے ملاحوں کے جو قبائل یا ان کی شاخوں معلوم ہوئی ہیں وہ یہ ہیں:۔ لاڑا، وَنگرا، دَبلا (دھاراجا کے اصل باشندے)، ھُولانی، لیلگانی، ماچھی، جوبانیا، ٹانڈیا، ولہاری، ہوڑائی، ڈوکی، کڈائی، گجاڑیا، سوڈھائی، پکھیڑا، ٹیبائی، پاٹاری، ٹھوری، ڈھورائی وغیرہ۔ مگر "نکامرہ" کا نام کہیں معلوم نہیں ہوسکا (ن۔ب)۔

۱۱۹/[۹۰] یہ عورت قبیلہ بنی عزیز (یا عزیر) میں سے تھی: اس نام کا قبیلہ کسی بھی عربی کتاب میں نظر نہیں آتا۔ بلاذری (فتوح البلدان ص ۴۳۰) میں بیان کرتا ہے کہ یہ عورت قبیلہ "بنی یَرْبُوع" میں سے تھی اور مورخ بلاذری کا یہ قول زیادہ باوزن ہے (ن۔ب)۔

Marfat.com

۱۲۴ /[۹۴] محمد بن قاسم کو جو اس کے چچا کا بیٹا اور نواسہ بھی تھا اور حجاج کی بیٹی اس کے گھر میں تھی۔ یہ سارا بیان حقیقت کے برعکس ہے۔ نہ محمد بن قاسم حجاج کا چچا کا بیٹا تھا، نہ اس کا نواسہ تھا اور نہ اس کی بیٹی ہی اس کے گھر میں تھی۔ ان حقایق کا تجزیہ کرتے ہوئے پہلے ابو عقیل کے خاندان کا یہ شجرہ دیکھنا چاہئے :-

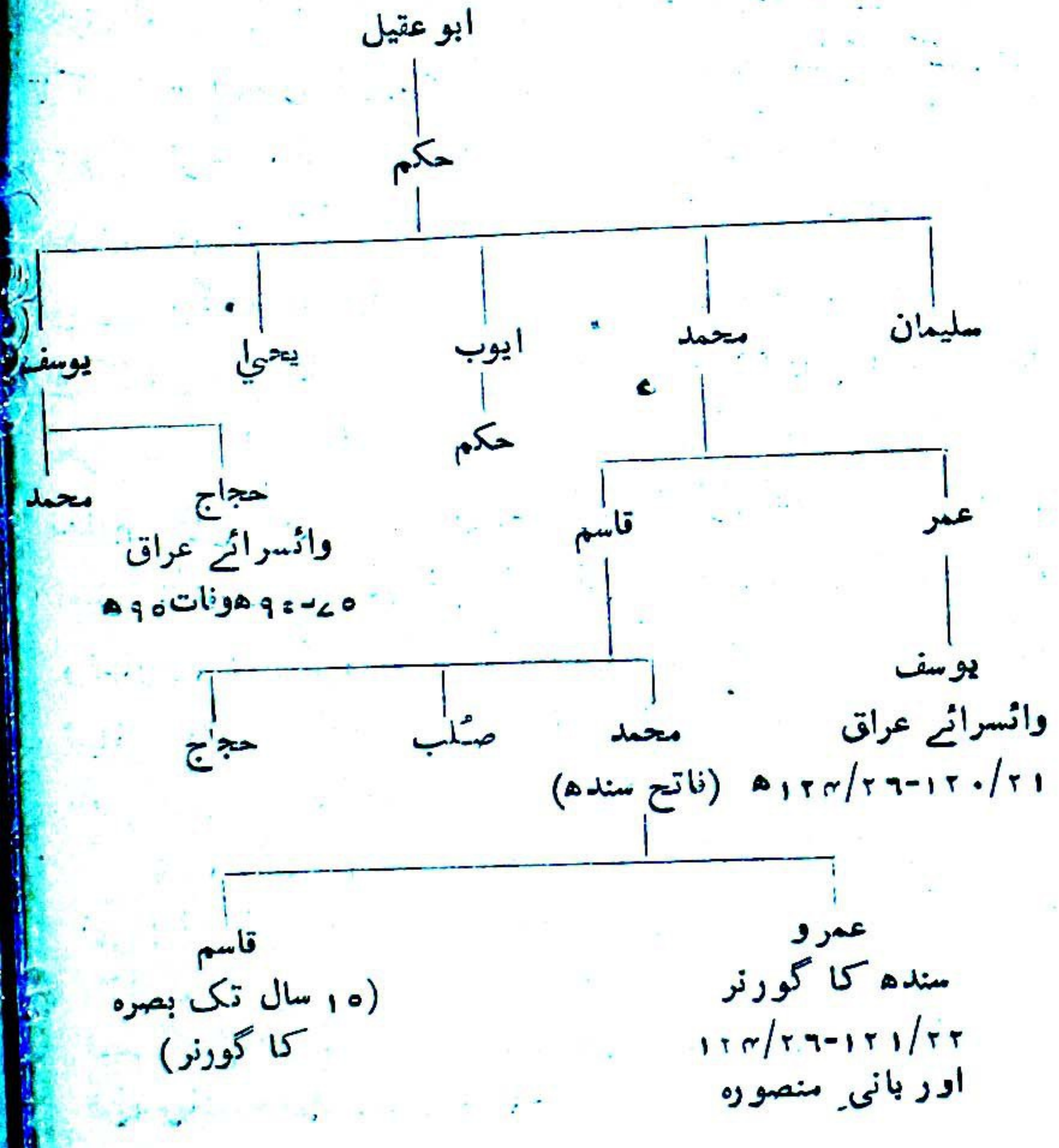

Marfat.com

اس شجرہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ محمد بن قاسم، حجاج کے چچا (محمد) کا بیٹا نہیں بلکہ حجاج کے چچا (محمد) کے بیٹے (قاسم) کا بیٹا ہے۔

فتحنامہ کی فارسی عبارت اس طرح ہے: "محمد بن قاسم پسر عم او بود"۔ یہاں "پسر عم" عربی لفظ "ابن عم" کا ترجمہ ہے۔ عربی میں چچا کے بیٹے یا پوتے بلکہ پر پوتے کو بھی "ابن عم" کہا جاسکتا ہے لیکن اس اصطلاح کا فارسی ترجمہ، پڑھنے والوں کو بھی غلط فہمی میں مبتلا کرسکتا ہے۔ اسی وجہ سے ترجمے کے متن میں وضاحت کے لئے ہم نے "اس کے چچا [کے بیٹے] کا بیٹا" لکھا ہے۔

زیر بحث صفحہ پر محمد بن قاسم کو حجاج کا نواسہ ظاہر کیا گیا ہے اور تحریر کیا گیا ہے کہ حجاج کی بیٹی اس کے گھر میں تھی لیکن ص ۲۶۶-۶۵/[۱۹۰] پر حجاج کی اپنی بیٹی محمد بن قاسم کو دینے کی حکایت درج کی گئی ہے جو غور طلب ہے۔ درحقیقت یہ محض ایک "حکایت" ہے اور ہر نقطۂ نظر سے غیر معتبر۔ اولاً اس حکایت کی روایت ضعیف ہے اور بنی تمیم کے کسی غیر معروف شخص سے منسوب ہے جس نے یزید بن کنانہ سے نقل کیا ہے۔ خود یزید بن کنانہ کا نام بھی راویوں کی صف میں کہیں نظر نہیں آتا۔ دوم اس حکایت کے مطابق حجاج کے غصہ میں ہر مرتبہ محمد بن قاسم کے سر پر چھڑی مارنے اور اس کی پگڑی گرا دینے کے باوجود محمد بن قاسم کا اس سے بار بار اس کی بیٹی کا مطالبہ کرنا

Marfat.com

ایک تو محمد بن قاسم کے بلند اخلاق اور خود داری کے کے خلاف ہے دوسرے حجاج کے مشہور غیض و غضب کے آگے محمد بن قاسم کی (جو ان دنوں کمسن تھا) مجال نہ تھی کہ بار بار اس بات پر زور دیتا۔ تیسرے یہ کہ اس حکایت کا راوی کہتا ہے کہ میں اس وقت اس محفل میں تھا اور یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔ گویا حجاج کی بیٹی کی شادی کا فیصلہ دوسروں کے سامنے ہو رہا تھا! چوتھے یہ کہ حکایت کے آخر میں بیان کیا گیا ہے کہ آخر کار حجاج نے اپنی بیٹی اس شرط پر محمد بن قاسم کو دینے کا اقرار کیا کہ "جب بڑا ہوگا اور فارس و ہند پر فوج کشی کرکے یہ ممالک فتح کرلے گا"۔ یہ پیشین گوئی بھی ظاہر کرتی ہے کہ یہ حکایت محض ایک افسانہ ہے اور اس میں بیان کردہ سقم بھی اس کے غیر معتبر سمجھے جانے کا کافی ثبوت ہے۔

مگر بڑی بات تو یہ ہے کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ حجاج کے کوئی بیٹی بھی تھی۔ ابن حزم جو کہ عرب کا ایک بڑا ماہر اور عالمِ نسّاب ہے اس نے بھی اپنی کتاب "جمہرت انساب العرب" (ص ۲۰۰) حجاج کی اولاد میں صرف چار فرزندوں کا ذکر کیا ہے یعنی محمد، عبدالملک، آبان اور سلیمان۔

واقعہ صرف یہ ہے کہ حجاج نے اپنی بہن زینب کو اس کا اختیار دیا تھا کہ وہ محمد بن قاسم اور حکم بن ایوب (بن حکم بن ابی عقیل) دونوں میں سے جس سے چاہے عقد کرے۔

Marfat.com

محمد بن قاسم کی عمر ان دنوں صرف سترہ سال تھی اور حکم عمر میں بڑا تھا۔ زینب نے (غالباً اپنی عمر کے لحاظ سے) حکم کو پسند کیا جس سے حجاج نے اس کی شادی کرادی کتاب الاغانی، جلد ۴، ص ۲۷)۔

اس توضیح کی بنیاد پر فتحنامہ، فرشتہ (جلد ۴، ص ۴۰۳) اور میر معصوم کے (تاریخ معصومی فارسی ص ۲۱) کہ جن کا ماخذ فتحنامہ ہی ہے، یہ بیانات کہ محمد بن قاسم حجاج کا نواسہ تھا، قطعی غلط معلوم ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ محمد بن قاسم کی شادی کے بارے میں دیئے ہوئے فتحنامہ کے دوسرے حوالوں کا بھی جائزہ لیا جائے اور کسی صحیح نتیجے پر پہنچا جائے۔ فتحنامہ کے صفحہ ۲۵۸/[۱۸۶] میں بیان کیا گیا ہے کہ داہر کے قتل کے بعد جب اس کی بیوی لاڈی گرفتار ہوئی تو محمد بن قاسم نے اسے خریدنے کے لئے حجاج سے اجازت طلب کی اس نے خلیفہ ولید سے سفارش کی اور آخر دارالخلافہ سے حکم جاری ہوا اور اس کے بعد محمد بن قاسم نے لاڈی کو خرید کر اپنی بیوی بنایا (مزید دیکھئے ص ۳۱۵/[۲۲۲])۔

اس حکایت کا راوی ایک مقامی شخص ابو محمد ہندی ہے جس نے یہ بات ابو مسہر عابی (؟) نامی ایک شخص سے سنی ہے کہ جو خود گمنام اور مشکوک ہے۔ کسی بھی عربی ماخذ سے اس حکایت کی ذرّہ برابر بھی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ فتحنامہ ہی میں لاڈی کے متعلق ایسے بیانات ہیں کہ جن سے

Marfat.com

اس حکایت کی تردید ہوتی ہے مثلاً ص ۲۰۸-۲۰۹ میں خود لاڈی کے زبانی بیان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ داہر کے قتل ہونے والے دن عین میدانِ جنگ میں گرفتار ہوئی تھی لیکن ص ۲۸۹-۲۹۰ /[۲۰۰۵-۲۰۰۶] پر خود برہمن آباد کے بزرگوں کی حکایت کے مطابق داہر کے قتل ہونے کے بعد لاڈی اپنے بیٹے کے ساتھ برہمن آباد کے قلعے میں پہنچی اور قلعے کی حفاظت کے انتظامات کرکے مقابلے کے لئے مستعد ہوگئی۔ غرض یہ کہ فتحنامہ کی وہ حکایتیں کہ جن کی بنیاد مقامی روایتوں پر ہے اور جن کی عربی ماخذوں سے کوئی تصدیق نہیں ہوتی وہ غیر معتبر ہیں۔ اور محمد بن قاسم کا لاڈی کو خرید کر نکاح میں لانا بھی محض ایک افسانہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ محمد بن قاسم نے کہاں شادی کی؟ اس کے دو بیٹے عمرو اور قاسم تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ عمرو سندھ کا گورنر اور مشہور شہر منصورہ کا بانی تھا اور اس کا بھائی قاسم پورے ۱۰ سال بصرہ کا گورنر رہا۔ جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ بڑا قابل اور خاص و عام میں مقبول حاکم تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مشہور ارجوزہ گو شاعر روبہ بن العجّاج نے اس کی مدح میں قصیدے کہے۔ اپنے ایک طویل قصیدے (مطلع : قلتُ وقد آقصر جھل اُلاَصْوَر، دیکھئے دیوان روبہ ص ۵۷-۶۳) کے ۱۹۳ تا ۱۹۷ مصرعوں میں وہ کہتا ہے :-

Marfat.com

مافی غَدٍ اِنّی امْرَوٌ مِنْ مَعْشَرٍ
یَغْدُوْنَ انْصَارَکَ یَوْمَ النَّصْرِ
وَھُمْ علیٰ رَغْمِ العُدَاۃِ الزَّفَّرِ
اَخْوَالُ آبائِکَ فی المَجْدِ الثَّرِی
سَعْدُ بْنِ زَیْدٍ فی الصَّمِیْمِ الدَّوْسَرِ

(یعنی میں اس گروہ میں سے ہوں کہ جو ہر مصیبت کے دن تیرے دشمنوں کے خلاف صف آرا اور تیرا معاون ہے اور وہ گروہ "سعد بن زید" کے قبیلے کے شیر مردوں کا ہے جو تیرے خاندان کے ننھالی عزیز اور اعلیٰ شان و مرتبہ والے ہیں)۔

ان اشعار میں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔ ایک یہ کہ شاعر نے سعد بن زید قبیلے کا ذکر کیا ہے جس کا وہ خود ایک فرد ہے۔ اب دیکھئے کہ شاعر روبہ بن العجاج، قبیلۂ بنو تمیم کی ایک بڑی شاخ "بنو سعد بن مالک بن سعد بن زید منات بن تمیم" میں سے تھا۔ دیکھئے ابن حزم، الجمھرۃ ص۴۰۲ اور ابن درید، الاشتقاق ص ۱۰۹) اور قبیلۂ "سعد بن زید منات" اسی بڑی شاخ کی ایک شاخ تھا جسے شاعر نے اختصار کے طور پر صرف "سعد بن زید" لکھا ہے۔

دوسری قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس قبیلے کے لوگ اس کے ممدوح، قاسم کے خاندان کے ننھالی عزیز ہیں۔ اس کے اصل الفاظ "اخوال آبائک" ہیں "یعنی تیرے اجداد کے ننھالی" جس کے یہ معنی ہوئے کہ قاسم کے باپ، محمد بن قاسم اور اس کے باپ دادوں کے ننھالی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ

Marfat.com

محمد بن قاسم کے بزرگوں کی شادیاں بنو تمیم کے اسی گھرانے یا خاندان میں ہوئی تھیں اور اسی رسم کے مطابق غالباً خود محمد بن قاسم کی شادی بھی بنو تمیم کے اسی خاندان یا قبیلے میں ہوئی ہوگی۔ واقعہ بھی یہی ہے کیونکہ مشہور محقق اور ادیب، خطیب تبریزی، شاعر روبہ کے مذکورہ ارجوزہ (قصیدہ) کے ۱۹۵ اور ۱۹۶ نمبر کے مصرعوں کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ابو محمد نے کہا ہے کہ میں نے اس کے (شاعر روبہ کے) "س" کے قافیہ والے قصیدہ کا ایک مصرع دیکھا ہے جس سے اس کی (شاعر روبہ کی) مراد یہ ہے کہ قاسم بن محمد کے ننھال بنی سعد بن تمیم میں سے ہے۔ "یرید ان القاسم بن محمد له خؤولة فی بنی سعد بن تمیم" (حاشیہ کتاب تہذیب الالفاظ، ص ۶۸-) یہاں ابو محمد سے مراد مشہور عالم "ابن السیّرافی" ہے جس کی شہادت قطعی مستند سمجھنی چاہئے۔ اس حوالہ اور وضاحت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کے بیٹے قاسم کے خاندانی ننھالی، قبیلۂ بنی تمیم کی ایک شاخ قبیلۂ بنو سعد، (بن مالک بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم) میں سے تھے جس کے یہی معنٰی ہوئے کہ محمد بن قاسم نے بنو تمیم کے اسی خاندان میں شادی کی تھی (ن۔ب)۔

۱۲۵/[۹۴] حمزۃ بن بیض الحنفی نے یہ اشعار کہے:
حمزہ بن بیض اموی عہد کے مشہور شعرا میں سے تھا اور محمد بن قاسم کا ہمعصر تھا۔ اس نے سنہ ۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔

Marfat.com

اس کے حالات کے لئے دیکھئے الاغانی، جلد ۱۵ ص ۱۴-۲۶، الامدی، الموتلف و المختلف ص ۱۰۰، الکتبی، فوات الوفیات ۱X۱۸۸، العسکری، معانیہ ۱X۱۱، ابوحیان ۳X۱۸۵، ابن عساکر ۴X۴۴۰، النّویری ۴X۸۱، تاج العروس (بیض)- حمزہ کے یہ اشعار مشہور ہیں- دیکھئے بلاذری طبع یوروپ ص ۴۴۱، طبع مصر ص ۴۲۸، ابن الاثیر ۴X۲۸۲، الیعقوبی ۲X۳۵۷، ابن قتیبہ، عیون الاخبار ۱X۲۲۹، المرزبانی (پہلے مصرع کے بارے میں مختلف روایتوں کے ساتھ) ص ۴۸۲- فتحنامہ کے مطابق حمزہ نے یہ اشعار محمد بن قاسم کے محاذِ ہند پر تقرر کے موقع پر مبارکبادی کے طور پر کہے، مگر بقول ابن الاثیر (۴X۲۸۲) حمزہ نے یہ اشعار دراصل محمد بن قاسم کی افسوسناک موت پر مرثیہ کے طور پر کہے تھے- غالباً ابن‌الاثیر کا قول صحیح ہے کیونکہ بلاذری (ص ۴۴۰) نے بھی محمد بن قاسم اور ثقفی خاندان کے دوسرے افراد کے قید میں اذیتیں دے کر قتل کئے جانے کے ذکر کے بعد یہی اشعار نقل کئے ہیں (ن-ب)-

۱۳۲ /[۹۹] پھر.....محمد بن قاسم وہاں سے ارمابیل کی جانب روانہ ہوا: اس سے پہلے کے صفحہ میں صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن قاسم مکران پہنچا- دراصل فتحنامہ کی یہ عبارت نامکمل ہے- بقول بلاذری (ص ۴۳۶) محمد بن قاسم (شیراز سے) مکران روانہ ہوا اور وہاں کافی

Marfat.com

دنوں ٹھہرا۔ اس کے بعد فنزبور(۱) آیا اور یہ شہر فتح کیا، پھر وہاں سے ارمابیل آیا۔ بلاذری کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ فتحنامہ میں فنزبور یا پنجپور کی فتح کا ذکر غائب ہے اسی وجہ سے فتحنامہ کی مذکورہ عبارت میں "وہاں" سے مراد فنزبور یا پنجپور سے لینی چاہئے (ن۔ب)۔

۱۳۲/[۱۰۰] (محمد بن ہارون) جب ارمابیل کی منزل پر پہنچا تو اس کی عمر پوری ہوئی.....اسے وہیں دفن کیا گیا: بقول بلاذری محمد بن ہارون نے "ارمابیل کے قریب وفات کی اور اسے قنبل میں دفن کیا گیا"۔ محقق بلاذری کا قول زیادہ صحیح سمجھنا چاہئے۔ فتحنامہ کی عبارت کو بلاذری کے بیان سے اِس طرح ہم آہنگ کیا جاسکتا ہے کہ "ارمابیل کی منزل" سے مراد علاقۂ ارمابیل کی کوئی منزل ہے جو کہ شہر ارمابیل سے قریب تھی اور جس کا بلاذری نے ذکر کیا ہے۔ بلاذری کا تحریر کردہ قنبل وہی شہر ہے جسے عرب جغرافیہ نویسوں نے اکثر "قنبلی" لکھا ہے۔ ہمارے خیال میں قنبل یا قنبلی دراصل "قنبیلم" یعنی "پن بیلم" ہے جو غالباً ریاست لس بیلہ کی راجدھانی بیلہ (جو غالباً عربوں کا ارمابیل یعنی ارمن بیلہ ہے) کے متصل واقع تھا۔

اس وقت شہر بیلہ کے ایک جانب "پیر آری" کا مقبرہ

---

(۱) بلاذری کی مطبوعہ تاریخ میں اس کا تلفظ "قنزبور" ہے جو کہ درحقیقت "فنزبور" کی تحریف ہے۔ فنزبور یا پنجپور غالباً اسی مقام پر تھا جہاں موجودہ "پنجگور" واقع ہے (ن۔ب)۔

Marfat.com

اور زیارت گاہ ہے اور مقامی روایتوں کے مطابق یہ کسی صحابی کی قبر ہے۔ ممکن ہے کہ محمد بن ہارون کا نام "ابن ہارون" سے "ہارون" اور زمانہ گذرنے کے بعد مقامی تلفظ یا غلطی کی وجہ سے "آری" ہوگیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (ن۔ب)۔

۱۳۴/[۱۰۱] جہم بن زحر الجعفی: اِس کا باپ زحر بن قیس الجعفی کوفہ کے شریف سرداروں اور شہسواروں میں سے تھا اور بڑا فصیح مقرّر تھا (ابن عساکر، تاریخ کبیر ۶۹X۵)۔ جنگِ صفّین میں وہ حضرت علی رضہ کے ساتھ تھا۔ (ابن عساکر، ایضاً اور کتاب الصفّین ص ۱۱) - اس کے بیٹے بھی بے حد شریف تھے (ابن عساکر) جن میں سے جہم بن زحر بہت مشہور ہوا۔ جہم غالباً محمد بن قاسم کا دیرینہ رفیق تھا اور محمد بن قاسم کے سندھ پر حملے سے پہلے جب کہ محمد بن قاسم فارس کا گورنر تھا تو ان دنوں بھی جہم اس کے خاص سپہ سالاروں میں تھا۔ سنہ ۹۳ ھ کی شروعات میں محمد بن قاسم نے اپنے مرکز شیراز سے شہر رے پر فوج کشی کا ارادہ کیا تھا اور جہم بن زحر کو لشکر کے ہراول میں رے کی طرف روانہ کیا تھا مگر حجاج نے اسی اثناء میں محمد بن قاسم کو محاذِ ہند کا امیرِ لشکر مقرر کیا اور جہم بن زحر کو بھی محمد بن قاسم کے پاس واپس پہنچنے کا حکم دیا (بلاذری ص ۴۳۶) اس کے بعد جہم بن زحر سندھ کی فتوحات میں محمد بن قاسم کے ساتھ رہا دیکھئے فتحنامہ فارسی صفحات ۱۰۶، ۱۵۶، ۱۷۲ اور ۱۹۲۔ غالباً اس کی ہمت اور شجاعت کی وجہ سے

Marfat.com

محمد بن قاسم کو بھی اس سے بےحد اُنس ہو گیا تھا۔ وہ دونوں سندھ کی فتوحات میں مصروف تھے کہ اچانک حجاج کا حکم ملا کہ جھم کو خراسان کے محاذ پر تبدیل کیا جائے تا کہ وہ وھاں جا کر سپہ سالا قتیبہ بن مسلم کی مدد کرے۔ طبری ۲X۱۲۵۷) نے ان دوستوں کی جدائی کا بڑے موثر الفاظ میں ذکر کیا ھے وہ لکھتا ھے کہ : محمد بن قاسم کو جھم بن زحر سے بےحد محبت تھی چنانچہ جب جھم اس سے رخصت ھوا تو محمد نے رو کر کہا کہ "اے جھم! کیا الوداع!!" جھم نے جواب دیا "ھاں کہ اس کے سوا کوئی چارہ ھی نہیں"۔

اس کے بعد محاذِ خراسان پر جا کر جھم نے مشہور سپہ سالار قتیبہ کی ماتحتی میں اپنے نئے عہدے کا کاروبار سنبھالا۔ لیکن محمد بن قاسم کی طرح قتیبہ کو محبت کے ساتھ اپنے جرنیلوں کو اپنا گرویدہ بنانے میں شاید مہارت نہ تھی۔ بہرحال جب سلیمان خلیفہ ھوا اور قتیبہ کے خلاف اس نے انتقامی کارروائیاں شروع کیں تو قتیبہ نے اس سے بغاوت کی۔ اس موقع پر جھم نے اس کا ساتھ نہ دیا بلکہ شاھی فوجوں کی قیادت کر کے اس کا مقابلہ کیا اور قتیبہ کی شکست بلکہ آخری محاصرے اور اس کے قتل (سنہ ۹۶ ھ) ھونے تک کی مہمات کا قائد جھم ھی تھا (طبری ۲X۱۲۹۶-۱۲۹۷)۔ اس کے بعد جھم خراسان کے کمانڈر یزید بن مہلب کا خاص سپہ سالار رھا۔ خاص طور پر جرجان کی آخری فتح (۹۸ ھ) میں اس کا بڑا حصہ تھا (طبری ۲X۱۳۱۹ اور ۱۳۳۰-۱۳۳۳)۔ چنانچہ

Marfat.com

یزید بن مہلب نے اسے جرجان کا گورنر مقرر کیا (ایضاً ۱۳۵۳X۲) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضہ کے بعد جب یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا (سنہ ۱۰۱ھ) تب خراسان کے سابقہ کمانڈر یزید بن مہلب کے ساتھیوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں شروع ہوئیں اور خراسان کے نئے کمانڈر اور وائسرائے سعید خزینہ کے حکم سے دوسروں کے ساتھ جہم بن زحر کو بھی گرفتار کرکے قید کیا گیا اور آخر قبیلہ "باہلہ" کے ایک سردار نے عذاب دے کر اس مردِ دلیر کو ہلاک کردیا جس پر سعید نے اس شخص کو کافی ملامت کی (طبری ۱۲۹۷X۲) اس شخص کا نام زبیر بن نشیط تھا اور سعید خزینہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ خدا زبیر کا خانہ خراب کرے کہ اس نے جہم جیسے مرد کو تڑپا تڑپا کر مارا۔ جہم کی موت پر مشہور شاعر ثابت قطنہ ازدی نے مرثیہ کے طور پر یہ اشعار کہے :-

آتَذْهَبُ آیّامِی وَلم آسْقِ ترفلا
وَ آشیاعَهُ الکماس التی صَبّحوا جَهْمَا
ولم یُقرَها السّعْدیُ عَمْرٌو بنُ مالک
فَیُشْعَبَ مِن حوضِ الْمَنَایَا لَهَا قِسْمَا

دیکھئے بلاذری، انساب العرب، طبع یروشلم ۱۶۲X۵ (ن۔ب)۔

۱۳۴/[۱۰۱] عَطِیّہ بنُ سَعْد العَوْفِیُ : عطیہ بھی ایک مرد بہادر تھا اور محمد بن قاسم سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ شروع میں عطیہ نے ایک بغاوت میں حصہ لیا تھا جس کی وجہ سے حجاج کے انتقام سے خائف ہوکر عراق سے فارس آگیا

Marfat.com

تھا۔ وہاں محمد بن قاسم گورنر تھا، اس کی پاس حجاج کا حکم پہنچا کہ عطیہ کو چار سو دُرّوں کی سزا دی جائے۔ محمد بن قاسم نے عطیہ کو حجاج کا حکم سنایا اور اسے سزا دی (دیکھئے طبری۔ "ذیل المذیل من تاریخ الصحابة والتابعین" ملحق فی آخر تاریخ الطبری ۹۴۲۴X۳ اور شذرات الذہب ۱X۱۴۴)۔ مگر اس کے باوجود عطیہ نے محمد بن قاسم کا ساتھ نہ چھوڑا اور فتح سندھ کے وقت ایک جرنیل کی حیثیت سے اس کے ہمرکاب رہا اور فتوحات میں دلیری کے ساتھ حصہ لیا۔ دیکھئے فتحنامہ فارسی صفحات ۱۰۶، ۱۵۶، ۱۷۲ اور ۱۹۲ (ن۔ب)۔

۱۳۵/[۱۰۲] عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی: یہ بڑے تجربہ کار سپہ سالاروں میں سے تھا۔ دس سال پہلے سنہ ۸۲ھ میں وہ عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے خلاف جنگِ "دیرالجماجم" میں حجاج کی فوج کے میمنہ کا سپہ سالار تھا (ابن خلدون ۹۳X۳) اور اسی جنگ میں پہلی بار ابن الاشعث نے شکست کھائی۔ عبدالرحمٰن بڑا بہادر اور بہادروں کا قدردان تھا۔۔ ایک بار مشہور سپہ سالار مہلب کے پاس گیا اور وہاں اس کے بیٹوں کو شہسواری کرتے دیکھ کر اس نے ان کی ہمت اور قوت کی بڑی تعریف کی۔ قال: آنس الله الاسلام بتلاحقکم۔ اما والله لئن لم تکونوا اسباط نبیّة، انکم لاسباط ملحمة۔ (حافظ، البیان والتبیین ۶۱X۲ اور ابن خلکان، الوفیات ۲۶۶X۲)۔ عبدالرحمٰن، بنوامیہ کا ایک وفادار افسر تھا۔

Marfat.com

چنانچہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تب اس نے عبدالرحمٰن کو خراسان کا گورنر مقرر کیا مگر اس موقع پر اس نئے خلیفہ کے خلاف چاروں طرف بغاوت پھیلی ہوئی تھی جس پر عبدالرحمٰن نے عرض کیا کہ "تیرے دشمنوں سے مقابلہ کرنا مجھے خراسان کی گورنری سے زیادہ پسند ہے۔ مجھے یزید بن مہلب (باغیوں کے سرغنہ) کا مقابلہ کرنے والی فوج میں جگہ دے" (طبری ۱۳۸۸X۳-۱۳۸۹)۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن غالباً باغی یزید مہلب کے مقابلے پر شاہی فوج کے کمانڈر مسلمہ بن عبدالملک کا سپہ سالار ہوکر رہا اور اس کی بڑی مدد کی۔ یہی وجہ تھی کہ جب مسلمہ بن عبدالملک، یزید بن مہلب کی مہم سے فارغ ہوا اور اسے عراق کا وائسرائے مقرر کیا گیا تو اس نے عبدالرحمان بن سلیم الکلبی کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا (ابن خلدون ۸۰X۳)۔

۱۳۵ /[۱۲۰] سفیان بن الابرد : یہ سفیان بھی "الکلبی" یعنی قبیلہ بنوکلب میں سے تھا اور بڑا کہنہ مشق اور دلیر سپہ سالار تھا اور اس نے خلیفہ عبدالملک کے عہد میں "خارجیوں" سے زبردست لڑائیاں لڑی تھیں۔ سنہ ۷۶ھ میں جب شبیب خارجی نے حجاج کو جنگ میں شکست دے کر مار بھگایا تو خلیفہ عبدالملک نے عثمان کو چار ہزار کی فوج دے کر روانہ کیا اور اس نے موت کے منہ میں شبیب کا مقابلہ کرکے اسے شکست دی (المسعودی، مروج الذہب، طبع پیرس ۱X۵ ۳۲۲-۳۲۲،

Marfat.com

ابن خلدون ۳X۱۰۶-۱۰۷ اور ۱۰۹)۔ اس کے بعد سفیان حجاج کا منتخب کمانڈر ہوکر رہا جس نے ایک بڑا لشکر اس کی سرکردگی میں دے کر اسے طبرستان کی طرف خارجیوں کے قائد قطری بن الفجاءۃ اور اس کے ساتھیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ سفیان نے ان کا مقابلہ کرکے انھیں شکست فاش دی۔ اس کے بعد دماوند اور طبرستان میں داخل ہوکر وہاں اپنی طاقت مضبوط کی اور وہیں رہا یہاں تک کہ جنگ "دیرجماجم" سے کچھ ہی پہلے حجاج نے اسے وہاں سے فارغ کیا (ابن خلدون ۳X۱۶۱)۔ جنگ "دیر جماجم" میں، جو کہ حجاج اور باغی کمانڈر عبدالرحمٰن بن الاشعث کے مابین ہوئی، سفیان حجاج کے لشکر کی پیادہ فوج کا سپہ سالار تھا (ابن خلدون ۳X۹۴)۔ ظاہر ہے کہ سفیان ۷۶ھ سے لے کر فوجی سپہ سالار رہا اور سنہ ۹۲ھ میں جب حجاج نے اسے محمد بن قاسم کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا تو اس وقت اسے ۱۶ برس کی سپہ سالاری کا تجربہ تھا اور بڑی سخت جنگوں میں حصہ لے چکا تھا (ن۔ب)۔

۱۳۵ /[۱۰۲] قَطَنُ بِن بُرَکُ الکِلابی: فتحنامہ میں اس نام کا یہی تلفظ ہے مگر ابن عساکر کی "التاریخ الکبیر" (۳۹۰X۴) میں "قطر بن مدرک الکلابی" ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ "حجاج نے (اپنے چچازاد بھائی) حکم بن ایوب ثقفی کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا مگر جب (عبدالرحمٰن) ابن الاشعث نے بغاوت کی (سنہ ۸۱ھ) تب اسے معزول کرکے قطن بن مدرک الکلابی کو اس کی جگہ مقرر کیا"۔ غالباً ان بغاوت کے نازک ایام ہی میں قطن نے حجاج کی بڑی مدد کی

Marfat.com

تھی۔ جیسا کہ فتحنامہ میں اس مقام پر خود حجاج کے اپنے الفاظ ہیں کہ "قطن نے مشکلات میں ہماری مدد کی ہے اور قابلِ عزت اور راست گو ہے.....اور حجاج کا ہمیشہ معاون رہا ہے" (ن۔ب)۔

۱۳۵ /[۱۰۲] جراح بن عبداللہ: غالباً جراح بن عبداللہ الحَکَمی ہے جو بعد میں ایک مشہور کماندار ہوا اور جس نے خلیفہ یزید بن عبدالملک کے دنوں میں آرمینیا میں فتوحات حاصل کیں۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد میں اسے خراسان کا وائسرائے مقرر کیا تھا۔ دیکھئے بلاذری، فتوح البلدان ص ۲۰۲، ۲۰۶ اور ۴۲۶ (ن۔ب)۔

۱۳۶ /[۱۰۳] عُدَیْلُ بن فَرْخ: یعنی العُدَیْلُ بن الفَرْخ (بن معین بن آسْوَد بن عَمْرو بن جابر بن ثَعْلَبَہ بن سُمَّی بن العُکابۃ) اَلْعِجْلِی جو قبیلہ "بنو عجل" کا مشہور شاعر تھا۔ (ابن حزم، الجمہرۃ ص ۲۹۵، اور ابن درید، الاشتقاق ص ۲۰۸)۔ کسی وجہ سے اس شاعر اور حجاج میں کچھ ان بن ہوگئی جس پر عدیل نے اس کی ہجو میں کچھ اشعار کہے جس کے بعد آخر وہ حجاج کے ہتھے چڑھ گیا اور جب حجاج اسے قتل کرانے لگا تو اس نے اس کی مدح میں پہلے کہے ہوئے کچھ اشعار پڑھے جس پر حجاج نے اسے معاف کردیا (البیان والتبیین، طبع مصر ۱۳۴۵ / ۱۹۲۶، جلد ۱ ص ۲۴۷) "نقائضِ جریر والفرزدق" میں ایک مقام (نمبر ۶۴۶) پر جنگ ذوقار کے متعلق اس کے اشعار نقل ہیں اور دوسری جگہ

Marfat.com

(نمبر ۱۰۹۰) پر مالک بن مسمع کے متعلق آش کے مدحیہ اشعار ہیں (ن۔ب)۔

۱۳۹ /[۱۰۴] منجنیق.....جسے عروسک کہتے ہیں: بلاذری نے (فتوح البلدان ص ۴۳۷) اس منجنیق کا نام "عروس" لکھا ہے۔ (ن۔ب)۔

۱۴۲-۴۱ /[۱۰۶] نباتہ بن حنظلم کیلابی: نباتہ بھی منتخب شہسواروں میں سے ایک تھا جسے حجاج نے محمد بن قاسم کے ساتھ کیا تھا۔ دیکھئے فتحنامہ ترجمہ ۲۶۷ /[۱۹۱]۔ نباتہ نہ صرف ایک قابل سپہ سالار تھا بلکہ سیاستدان بھی تھا۔ فتحنامہ کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیبل (ص۱۰۳-۱۰۴)، سیوستان (ص۱۶۶) میں داھر کے مقابلے (ص۲۱۵، ۲۶۷) اور برھمن آباد (ص۲۸۲) کی جنگوں میں شریک تھا۔ اس کے علاوہ محمد بن قاسم کی جانب سے مقامی حکمرانوں کے ساتھ سیاسی مصالحتوں کے استحکام کے سلسلے میں بھی اس نے خاص کردار ادا کیا (ص۱۶۶، ۱۸۰، ۱۸۷)۔ اس کے بعد اموی دور کے آخر اور مروان بن محمد کے عہد میں وہ شاہی فوج کا ایک ممتاز سپہ سالار تھا۔ تقریباً ۱۲۸ھ میں مروان بن محمد کے کمانڈر انچیف یزید بن عمر بن ہبیرہ نے اسے باغی سلیمان بن حبیب بن المہلب کے مقابلے پر بھیجا اور اس نے جا کر اسے شکست دی (الیعقوبی ۲X۴۰۷)۔ اس کے بعد یزید بن عمر نے نباتہ کو جرجان کا گورنر مقرر کیا۔ پھر جب بنو عباس کو طاقت حاصل ہوئی اور ابو مسلم خراسانی نے خراسان کے گورنر

Marfat.com

صر بن سیار کو مار بھگایا اور اپنے سپہ سالار قحطبہ بن شبیب
کو لشکر عظیم کے ساتھ سنہ ۱۳۰ھ میں جرجان روانہ کیا
ب اس جنگ میں نباتہ چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مارا گیا
المسعودی، التنبیہ والاشراف ص ۳۲۷، طبری ۲X۶-۳۰۰۲) (ن-ب)۔

۱۴۲ /[۱۰۷] سب سے پہلے جو شخص قلعہ پر چڑھا وہ
[شہر] کوفہ کا صعدی بن خریمہ تھا: دیبل کے قلعے پر جو
پہلا آدمي چڑھا اس کا نام مورخ بلاذری نے نہیں دیا البتہ
وہ لکھتا ہے کہ پہلا شخص جو قلعے پر چڑھا وہ کوفہ کا
رہنے والا اور قبیلۂ بنی مراد سے تھا۔ بلاذری کی اصل عبارت
یہ ہے: "وکان اوّلھم صَعَوْداً رجُلٌ مِنْ مُرادٍ مِن
آھْلِ الکُوْفَۃِ (فتوح البلدان، ۴۲۰) اس عبارت پر غور
کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید فتحنامہ کے اصلی ماخذ
کی عربی عبارت صاف نہیں تھی اور فارسی مترجم علی کوفی
نے غالباً "صعوداً رجُلٌ مِن" کے لفظوں کو اس شخص کا
نام تصور کر کے "سعدی بن خریمہ" لکھا ہے۔ واللہ
اعلم بالصواب (ن-ب)۔

۱۴۲ /[۱۰۷] عجل بن عبدالملک بن قیس الدسی: اس
نام کی آخری نسبت فتحنامہ کے نسخوں میں واضح طور پر
نہیں دی گئی جس کی وجہ سے مبہم ہے (دیکھئے حاشیہ
ص ۱۴۳ البتہ ص ۱۶۹ پر غالباً اس شخص کے باپ عبدالملک
بن قیس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ "آلِ جارود" میں سے
تھا اسی وجہ سے اس کی نسبت "العبدی" تھی اسی لحاظ سے

Marfat.com

اس نام کی مبہم نسبت "الدمی" بھی شاید "العبدی" کی غلط صورت خطی ہے (ن۔ب)۔

۱۴۳/[۱۰۷] دریائے مہران کے اس مقام پر پہنچا..... [جو] مہران کے مشرق میں ہے: اصل فارسی عبارت اس طرح ہے "بجوے مہران رسید بموضع.....از جانب شرقی مہران" اھ۔ اس عبارت میں "از جانب شرقی" کے لفظی معنی [مہران کی] "مشرقی سمت" کے ہوں گے۔ مثلاً دیبل کا حکمران جاھین قلعۂ دیبل سے جو کہ مہران کے مغرب میں تھا، بھاگ نکلا اور آخر کار مہران کو عبور کر کے دریا کے مشرق میں کسی مقام پر جا پہنچا۔ مگر مورخ بلاذری نے (فتوح البلدان ص ۴۴۲) پر سندھ کے گورنر جنید کی فتوحات کے سلسلے میں "بطیحۃ الشرقی" کا ذکر کیا ہے جس میں "الشرقی" اسم معرفہ کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے اور ہمارے خیال میں اس سے مراد "مشرقی مہران" یعنی "مہران کی مشرقی شاخ" ہے۔ اس اعتبار سے فتحنامہ میں اس مقام پر اصل عبارت غالباً "بجانبِ مہرانِ الشرقی" تھی جسے فارسی ترجمے میں "از جانب شرقی مہران" لکھا گیا ہے۔ چنانچہ اردو میں اصل عبارت کے لحاظ سے "مشرقی مہران کی جانب" زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے کیونکہ عبارت کے شروع میں بھی "جوئے مہران" کے الفاظ جس کے معنی نسبتی اعتبار سے "مہران کی جوئے" یعنی "مہران کی ایک شاخ" کے ہوں گے جسے مرکزی مہران سے علٰحدہ سمجھنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب (ن۔ب)۔

Marfat.com

۱۴۳ /[۱۰۷] "کارمتی" یعنی "کھاری مٹی"، "ندمتی" یعنی "گِلِ سیمیں": ہمارے خیال میں فتحنامہ کے اصل الفاظ صرف "کارمتی" اور "ندمتی" ہیں جن کی تشریحات فارسی مترجم کی طرف سے ہیں۔ چنانچہ فارسی مترجم نے "کارمتی" کی تشریح "گِلِ شور" (یعنی "شوریدہ زمین") اور "ندمتی" کی تشریح "گِلِ سیمیں" (یعنی "چاندی جیسی یا آجلی زمین") سے کی ہے اور اردو ترجم بھی اسی لحاظ سے کیا گیا ہے۔ لیکن اگر "کارمتی" کے معنی "گِلِ شور" یا "کھاری مٹی" کے ہیں تو "ندمتی" کے معنی "ندی کی مٹی" یا "میٹھی مٹی" کے ہونے چاہئیں اور اس لحاظ سے فارسی ترجمے میں بھی "گِلِ سیمیں" کی بجائے "گِلِ شیریں" ہونا چاہئے۔ دوسری صورت میں اگر "ندمتی" کا ترجم "گِلِ سیمیں" یعنی (دریا کی چمکدار) "چاندی جیسی یا سفید مٹی" کیا گیا ہے تو "کارمتی" کو اس کی ضد یعنی "کالی مٹی" ہونا چاہئے (ن۔ب)۔

۱۴۶ -[۱۰۹] حُمَید بن وَداع النَّجدی: دراصل یہ صحیح نام "حُمَید بن وَداع البَحْری" ہے۔ دیکھئے حاشیہ ص ۳۰۶-۵ /[۲۱۷] (ن۔ب)۔

۱۴۸ /[۱۱۰] برہمن آباد قدیم: یعنی سندھ کا اصلی قدیمی شہر برہمن آباد جو محمد بن قاسم کی فتوحات سے پہلے سندھ میں موجود تھا۔ اس کے بعد اسلامی دورِ حکومت میں محمد بن قاسم کے بیٹے عَمرو نے "برہمن آباد" سے دو فرسنگ

Marfat.com

کے فاصلے پر "منصورہ" نامی ایک نیا شہر بسایا اس کو بھی مقامی لوگ "برھمن آباد" کہنے لگے۔ چونکہ فتحنامہ کا یہ تاریخی حوالہ تقریباً تیسری صدی ھجری میں قلم بند کیا گیا اور اس زمانے میں صرف "منصورہ" یا (مقامی لوگوں کی اصطلاح میں گویا) "برھمن آباد جدید" موجود تھا اسی وجہ سے تاریخی وضاحت کے لئے محمد بن قاسم کے عہد کے برھمن آباد کو "برھمن آباد قدیم" کے نام سے پکارا گیا۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے ص ۳۸۵ تشریحات و توضیحات ص ۱۸ /[۱۵] (ن۔ب)۔

۱۴۸ /[۱۱۱] (محمد بن قاسم کا ارمابیل میں منزل کرنا):
یہ عنوان اور اس کے نیچے دیا ھوا یہ بیان کہ: محمد بن قاسم نے دیبل سے ارمابیل کی لڑائی کا قصد کیا" بالکل بے موقع اور بے معنی ھے۔ ء

اول تو یہ بیان بغیر کسی سند کے دیا گیا ھے۔ دوسرے یہ کہ اس سے پہلے ص (۱۳۲ - ۱۳۳) میں تفصیل کے ساتھ بیان ھوچکا ھے کہ محمد بن قاسم مکران سے ھوتا ھوا ارمابیل آیا اور یہ شہر فتح کیا (ص ۱۳۲) اس کے بعد ارمابیل سے آگے دیبل کی طرف روانہ ھوا (ص ۱۳۲)۔ مورخ بلاذری نے بھی صاف طور پر لکھا ھے کہ محمد بن قاسم نے پہلے ارمابیل فتح کیا اس کے بعد وھاں سے دیبل کی طرف روانہ ھوا (فتوح البلدان ص ۴۳۶)۔ اسی وجہ سے دیبل فتح کرنے کے بعد پھر ارمابیل پر چڑھائی کرنے کی تیاری بے معنی ھے۔ تیسرے یہ کہ صفحہ ۱۵۳-۵۳/[۱۱۵] پر نباتہ بن حنظلہ (جو محمد بن قاسم کے ساتھ

Marfat.com

ھا) کی زبانی صاف طور پر یہ بیان کیا گیا ھے کہ محمد بن
اسم دیبل سے سیسم کی راہ سے نیرون کوٹ کی جانب روانہ
ھوا۔ ان واضح دلائل کی بنیاد پر یہ عنوان اور بیان غلط
اور بےموقع ھے اور شاید فتحنامہ کے فارسی مترجم کا بڑھایا
ھوا ھے۔

ھوسکتا ھے کہ اصل الفاظ صرف اس قدر ھوں کہ "پہلے محمد بن قاسم نے دیبل سے ارمابیل ھوتے ھوے نیرون کوٹ جانے کا قصد کیا مگر پھر یہ ارادہ ترک کردیا اور ابھی دیبل ھی میں ٹھہرا ھوا تھا کہ اسے راجہ داھر کا وہ خط کہ جو اس کے نام تھا ملا"۔ ممکن ھے کہ پہلے محمد بن قاسم نے ارمابیل کی راہ سے نیرون کوٹ (جو غالباً حیدرآباد کے مقام پر تھا) جانے کا ارادہ کیا ھو کیونکہ ایک تو ارمابیل فتح ھوچکا تھا اور مکران کی اسلامی فوجیں اس کے آگے بڑھتے ھوے لشکر کی مدد گار ھوسکتی تھیں دوسرے ارمابیل یا ارمن بیلہ سے (جو کہ ریاست لسبیلہ کے موجودہ شہر بیلہ کے آس پاس تھا) شاہ بلاول کی پہاڑیوں سے ھوتا ھوا کوٹری اور حیدرآباد کی طرف جانے والا کوھستانی راستہ دیبل سے سیدھے نیرون جانے والے راستے کے مقابلے میں شاید نسبتاً زیادہ محفوظ سمجھا گیا ھو۔

بھرحال اس قیاس یا فتحنامہ کے اس عنوان اور بیان کی حمایت میں کوئی تاریخی سند موجود نہیں ھے (ن۔ب)۔

۱۴۹ /[۱۱۱] اس سے پہلے ایک دوسرے شخص کے سر میں بھی ایسا ھی غرور پیدا ھوا تھا.....اور الحکم بن ابی العاص

Marfat.com

نے بھی اس کی بیعت کی تھی: یہ الفاظ داھر نے اپنے خط میں محمد بن قاسم کو لکھے تھے۔ اس سے مراد یہ ھے کہ تجھ سے پہلے بھی ایک شخص نے اس طرف حملہ کیا تھا اور الحکم بن عباس بھی اس کی بیعت میں تھا۔

داھر، محمد بن قاسم سے بہت پہلے کا حوالہ دے رہا ھے اسی وجہ سے اس کے ذھن میں غالباً اس سپہ سالار کا نام نہیں آیا۔ البتہ الحکم بن ابی العاص کے ذکر سے معلوم ھوتا ھے کہ داھر کا اشارہ غالباً دیبل پر عربوں کے پہلے حملے کی طرف ھے۔ تاریخ سے ثابت ھے کہ اس حملے کا خیال بحرین اور عمان کے گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی نے حضرت عمر رضہ کے عہدِ خلافت میں سنہ ۱۵ ھ (۳۷-۶۳۶ع) میں کیا۔ اس کا بھائی الحکم بن ابی العاص اس کی بیعت میں تھا جسے اس نے سمندر کے ذریعہ تھانہ اور بھروچ کی طرف روانہ کیا تھا اور اپنے دوسرے بھائی المغیرہ کو دیبل کی طرف بھیجا تھا (بلاذری، فتوح البلدان ص ۴۳۱-۴۳۲۔ مزید دیکھئے فتحنامہ ص ۹۵-۹۶)۔

ان تاریخی شواھد کی بنا پر جس شخص کو پہلے پہل دیبل پر حملے کا خیال ھوا وہ بحرین اور عمان کا گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی تھا۔ مگر وہ خود آکر حملہ آور نہیں ھوا تھا، جیسا کہ داھر کے خط میں کہا گیا ھے، بلکہ اس نے اپنے بھائیوں کو تھانہ، بھروچ اور دیبل بھیجا تھا۔ اور اس سے اس کے بھائی الحکم بن ابی العاص کسی بیعت تھی

Marfat.com

" ابی العاص بن الحکم " کی نہیں جیسا کہ فتحنامہ کے اصل متن میں ہے (دیکھئے حاشیہ ۱- ص ۱۴۹)- اس کے علاوہ خود الحکم بن ابی العاص نے دیبل پر چڑھائی نہیں کی تھی بلکہ اس کے بھائی المغیرہ بن ابی العاص نے حملہ کیا تھا- اس کے علاوہ دیبل میں المغیرہ قتل بھی نہیں ہوا تھا، جیسا کہ داھر نے اپنے خط میں لکھا ہے- داھر کا یہ بیان فتحنامہ کی ابتدائی روایت (ص ۹۰-۹۶) کے مطابق ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ المغیرہ دیبل کی جنگ میں مارا گیا- حالانکہ یہ تاریخی اعتبار سے غلط ہے- دیکھئے ص ۱۶ ۴ تشریحات و توضیحات ص ۹۰/[۷۱]-

آخر میں نیچے (ص ۱۰۰) پر اسی خط میں داھر محمد بن قاسم کو لکھتا ہے کہ "خود کو غرور کے خواب میں مبتلا نہ کر ورنہ تیرا حشر بھی وھی ہوگا کہ جو بدیل کا ہوا" اس فقرہ سے خیال ہوتا ہے کہ وہ شروع والا اشارہ بھی شاید بدیل ھی کی طرف ہو لیکن اگر ایسا ہوتا تو داھر وھاں بھی اس کا نام لیتا- دوسرے یہ کہ الحکم بن ابی العاص کا تھوڑا بہت تعلق دیبل پر سنہ ۱۰ ھجری کے حملے سے تھا نہ کہ بدیل کے حملے سے جو کہ حجاج کے دور میں سنہ ۷۰ھ کے بعد ہوا- البتہ اگر فتحنامہ کی اصل عبارت "ابوالعاص بن الحکم" تسلیم کی جائے اور کہا جائے "ابوالعاص"، مذکورہ ابوالحکم کا بیٹا تھا جو کہ بدیل کے ساتھ جنگ میں شریک تھا تو البتہ یہ بات موزوں ہوسکتی ہے لیکن ابوالعاص بن الحکم کا حوالہ کسی بھی عربی ماخذ میں نظر نہیں آتا (ن-ب)-

Marfat.com

۱۵۴/[۱۱۵] ساکرے کا نارو یا ساکرے کا نارا یا نالۂ ساکرہ: اصل فارسی متن میں "نالہ ساکرہ" ہے جس کے مختلف تلفظ "نالہ سانکرہ"، ساکر" اور "دھند ساکرہ" ہیں (دیکھئے حاشیہ ۱- ص ۱۵۴)۔ "ساکرہ" لفظ آج بھی "میرپور ساکرہ" کے نام میں موجود ہے یعنی وہ "میرپور" جو خطۂ "ساکرہ" میں ہے۔ اسی لحاظ سے "نالہ ساکرہ" کہ جس کے ذریعہ محمد بن قاسم نے سامانِ جنگ سے بھری ہوئی کشتیاں نیرون کوٹ روانہ کیں، غالباً بگھیاڑ پھاٹ (بگھیاڑ شاخ) ہے جو کہ اس وقت تک ایک چھوٹی سے ندی تھی۔ مزید دیکھئے نوٹ ص ۳۷۰ (ن۔ب)۔

۱۶۰/[۱۱۸] اس مقام پر جا پہنچا کہ جسے موج کہتے ہیں: یعنی نیرون کوٹ سے سیوستان جاتے ہوئے محمد بن قاسم سب سے پہلے موج پہنچا جو کہ نیرون کوٹ سے تیس فرسنگ تھا۔ لغت کے اعتبار سے "موج" کے معنی لہر یا تیز بہتا ہوا پانی ہیں۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کسی برساتی ندی کے قریب پہنچا تھا۔ نیرون کوٹ میں محمد بن قاسم نے دعا مانگی تھی جس کے بعد سخت بارش ہوئی تھی (ص ۱۵۷)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کا موسم شروع ہوچکا تھا۔ اس صفحہ پر آگے چل کر بیان کیا گیا ہے کہ "موج" سے روانہ ہوکر محمد بن قاسم سیوستان (سیہون) کے قلعے کے قریب جا پہنچا اور اس "موج" کے قریب ہی وہاں کے شمنی (بدھ مذہب کے زاھد) اکٹھے ہوکر اس کے

Marfat.com

پاس آئے اور اس کے ساتھ صلح نامہ کا عہد کیا۔

مورخ بلاذری لکھتا ھے کہ: محمد بن قاسم نے مہران کے اس طرف ایک نہر کو عبور کیا [وھاں] سربیدس کے شمنی اس کے پاس آئے اور اس سے صلح کی۔ (فتوح البلدان ص ۴۳۸)۔ مورخ الیعقوبی (۲۷۸X۲) کا بھی یہی بیان ھے کہ محمد بن قاسم نے "مہران کے اس طرف سندھ کی ایک نہر پار کی اور [وھاں سے] سھبان (سیوھن) کی طرف روانہ ھوا"۔

بلاذری اور یعقوبی کے ان حوالوں اور فتحنامہ کی عبارت میں پوری مطابقت ھے اور ظاھر ھے کہ فتحنامہ کی "موج" ان مورخوں کی "نہر" ھے۔ دونوں مورخ آسے مغرب کی طرف ممالکِ اسلامیہ سے لکھتے ھوئے کہتے ھیں کہ وہ "مہران کے اس طرف" ھے جس کے معنی ھوئے کہ (وہ نہر) مہران کے مغرب میں تھی۔

سندھ کی جغرافیہ کے مطالعہ سے معلوم ھوتا ھے کہ حیدرآباد (جہاں غالباً قدیم نیرون کوٹ تھا) اور سیہون کے درمیاں مغرب کی طرف کوھستانی علاقے میں دریائے سندھ کی کسی بھی شاخ کا ھونا ممکن نہیں ھے۔ محمد بن قاسم سے پہلے یا بعد کی تاریخ سے بھی اس خطّہ میں کسی ایسی مغربی شاخ کا ثبوت نہیں ملتا۔ اگر مہران کے مغرب کی طرف اس خطہ میں کوئی نہر ھوسکتی ھے تو وہ کوئی "دریائی ندی یا نالہ" ھی ھوسکتی ھے اور فتحنامہ کا لفظ "موج" اس دلیل پر واضح شہادت ھے۔

Marfat.com

مگر سوال یہ ہے کہ وہ کون سا نالہ تھا جسے نیزون گوٹ سے سیوھن جاتے ہوئے محمد بن قاسم نے پار کیا؟۔ چونکہ اس خطہ میں صرف "نئن سن" ہی ایک نمایاں اور قدیمی نالہ ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ وہ یہی نالہ ہے کہ جسے فتحنامہ میں "موج" اور عربی تاریخوں میں "نہر" کہا گیا ہے۔ فتحنامہ کے مطابق وہاں کے شمنیوں (یعنی بدھ مذہب کے رہبروں) نے محمد بن قاسم کی اطاعت قبول کی (ص ۱۶۲)۔ مگر نئن سَن کے آس پاس ایسے کوئی آثار نہیں دکھائی دیتے کہ جن سے شمنیوں کی قدیم بستی کا کوئی پتہ معلوم ہو۔ اس سلسلے میں مورخ بلاذری کا بیان زیادہ قرین قیاس ہے۔ بقول بلاذری (ص ۴۳۸) محمد بن قاسم "نہر.....عبور کرکے پار گیا اس کے بعد سربیدس (یا سربندس) کے شمنی اس کے پاس آئے اور اس سے صلح کی"۔ ظاہر ہے کہ یہ شمنی محمد بن قاسم کو یہ "نہر" عبور کرنے کے بعد ملے یعنی اُن کی بستی "نہر" کے اُس پار کہیں تھی۔ اب دیکھئے "نئن سن" کے مغرب میں عامری کے قریب قدیمی ٹیلے اور کھنڈرات ہیں۔ اس طرح مقام لکی بھی بہت پرانا ہے جو اپنے نزدیک کے پہاڑوں اور پانی کے چشمے کی وجہ سے بدھ مذہب کے راہبوں کی قیام گاہ کے لئے ایک موزوں مقام معلوم ہوتا ہے۔ غالباً وہ شمنی اسی مقام پر رہتے تھے۔ فتحنامہ کی عبارت کے مطابق "وہاں سے وہ سیہون کے حاکم بجھرائے کے پاس پیغامات بھیج کر اسے صلح کے لئے آمادہ کرتے رہے۔ جس کے

Marfat.com

یہ معنی ہوے کہ سیوھن سے کچھ زیادہ دور نہیں تھے۔ چونکہ لکی، سیہون سے زیادہ دور نہیں ہے اِس وجہ سے فتحنامہ کی عبارت کی روشنی میں یہی مقام شمنیوں کی ممکن بستی معلوم ہوتا ہے۔

فتحنامہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ موج نیرون کوٹ سے تیس فرسنگ کے فاصلے پر تھی۔ چنانچہ اگر ایک فرسنگ کو تین میل کے برابر سمجھا جائے تو یہ فاصلہ ۹۰ میل ہوگا جو کہ تقریباً سیہون اور حیدرآباد کے مابین کا فاصلہ ہے۔ اسی وجہ سے یا تو جس وقت فتحنامہ لکھا گیا اُس وقت فرسنگ کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ میل کے برابر تھا کیونکہ نئن سن، حیدرآباد سے تقریباً ۴۵ میل کے فاصلے پر ہے، یا پھر فتحنامہ کی فارسی عبارت میں خلل ہے اور ممکن ہے کہ "سی فرسنگ" (یعنی تیس فرسنگ) کی بجائے "بیست و سہ فرسنگ" (تئیس فرسنگ ہو۔ تین میل فی فرسنگ کے حساب سے یہ فاصلہ ۶۹ میل ہوگا جو کہ قریب قریب حیدرآباد اور لکی کے درمیان فاصلے کے برابر ہے۔ فتحنامہ کی عبارت "وہاں کے شمنی" سے مراد، جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، غالباً لکی کے شمنی سے ہے اور دیا ہوا فاصلہ اسی مقام سے متعلق تصور کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم باالصواب (ن۔ب)۔

۱۶۰/[۱۱۸] قلعہ کا بادشاہ: یعنی سیہون کے قلعے کا بادشاہ (ن۔ب)

۱۶۲/[۱۲۰] اُس کا قلعہ سیسم نہر کنبھ کے کنارے پر

Marfat.com

واقع تھا: یعنی وہ قلعہ علاقہ بدھیہ کے حاکم کا تھا جہاں جا کر سیہون کے حاکم بجھرائے نے پناہ لی۔ "کنبھ" یا "کنب" آج تک بہت بڑے اور وسیع تالاب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کنبھ غالباً وہی منچھر ڈنڈھ (منچھر جھیل یا پوکھر) ہے جو کہ محمد بن قاسم کے زمانے میں بھی یقیناً موجود ہوگی۔ فتحنامہ کی اصل عبارت "آب کنبہ" ہے جس کے لفظی معنی "کنبہ کا پانی" اور عام اصطلاحی معنی "کنبھ کی نہر" کے ہوں گے۔ چونکہ منچھر جھیل قدیم مغربی نارے سے ملی ہوئی تھی اسی وجہ سے نارے (نالے) کو "نہر۔ کنبھ" یا "جھیل والی نہر" کہہ سکتے ہیں۔ ہیگ (انڈس ڈیلٹا کنٹری، ص ۵۸) اور ہوڑی والا ص ۸۹) دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ کنبھ سے مراد "منچھر جھیل" ہے۔ البیتہ ہیگ (ص ۵۸) کے خیال میں "سیسم" وہی قصبہ "شاہ حسن" ہے جو منچھر کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ اس کا یہ گمان غالباً محض ان دونوں ناموں کے تلفظ کی صوتی مناسبت پر مبنی ہے اور ہمارے خیال میں صحیح نہیں ہے۔ شاہ حسین کافی بعد کے زمانے کی بستی ہے۔ چنانچہ سیسم کے قلعے کے بارے میں وثوق کے ساتھ صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ منچھر جھیل کے کنارے پر یا قدیم مغربی نارے کے کنارے پر تھا (ن۔ب)

۱۶۴ /[۱۲۱] بند ھان: یہ بستی کنبھ کے کنارے پر تھی جہاں سیسم کے قلعے پر حملہ کرنے سے پہلے محمد بن قاسم

Marfat.com

منزل انداز ہوا تھا۔ بندھان قدیم نسخہ (پ) کا تلفظ ہے اور ہم نے اس کو ترجیح دی ہے۔ ممکن ہے کہ اصل سندھی نام "بندXھان" ہو اور منچھر کے کسی قدیم بند کی وجہ سے اس بستی کا یہ نام پڑا ہو یا ممکن ہے کہ یہ اصل نام "بندھان" ہی ہو۔ (ر) (م) نسخوں کا تلفظ "نیلھان ہے اسی لحاظ سے ہیگ (ص ۵۸) اس بستی کو موجودہ قصبہ "بلھن" (Bilhan) سے تعبیر کرتا ہے جو کہ سیوہن سے ۷ میل مغرب میں منچھر کے کنارے پر واقع ہے (ن۔ب)۔

۱۰۶۴/[۱۲۱] جس کا مورث اعلیٰ اکر، گنگا کے اس گھاٹ سے کہ جسے اودند وھار کہتے ہیں، آیا تھا: اصل فارسی عبارت پیچیدہ اور غالباً ناقص ہے (دیکھئے حاشیہ ۳، ص ۱۶۴) اور اسی وجہ سے کسی بھی صحیح نتیجے پر پہنچنا مشکل ہے۔ میجر راورٹی نے (مہران، حاشیہ ص ۲۳۴ میں) محض خیالی عبارت اخذ کی ہے اور اس کی عبارت میں دیئے ہوئے شہروں کے ناموں کا ہوڑی والا (ص ۸۹) میں کوئی ذکر موجود نہیں۔ مگر چونکہ راورٹی کی عبارت محض خیالی ہے اس لئے ہوڑی والا کی تشریح بھی بےسود ہے۔ اصل فارسی عبارت میں پہلا نام "اکر" ہے جسے ترجمے میں بھی ہم نے "اکر" ہی لکھا ہے مگر یہ نام "اگر" بھی ہوسکتا ہے اور اس لحاظ سے سندھ کی موجودہ اگر، آگرا، اور اگڑا قومیں ممکن ہے کہ اسی "اکر" کی نسل سے ہوں۔ اس کے بعد دوسرا خاص نام اصل فارسی عبارت کے مطابق "کدارہ کنک" ہے جسے ہم نے "گذارہ گنگ"

Marfat.com

سمجھ کر اس کا ترجم "گنگا (ندی) کا گھاٹ" کیا ھے۔ فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کے خیال میں یہ نام شاید کسی خطّے یا مندر کا ھے (دیکھئے فتحنامہ فارسی حاشیہ ۸، ص ۱۲۱)۔ لفظ "اودند وھار" کے آخری حصہ "وھار" سے ظاھر ھے کہ وہ ایک بدھ مندر کا نام ھے (ن۔ب)۔

۱۶۹ /[۱۲۴] بھطلور: تحفۃ الکرام (۳X۱۰) کا تلفظ "بھلطور" ھے (ن۔ب)۔

۱۷۰ /[۱۲۴] حُمَید بن وداع النّجدی: صحیح نام "حُمَید بن وَداع البحری" ھے۔ دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ۳۰۰/[۲۱۷] (ن۔ب)۔

۱۷۱ /[۱۲۵] بغرور کے قلعے مقابل بدھیہ کی طرف جو علاقہ الخ: محمد بن قاسم نے صوبہ بدھیہ کو سیہون پر قبضہ کرنے کے بعد فتح کیا۔ جس کے یہ معنے ھوے کہ وہ سیہون کے آگے شمال کی طرف تھا۔ اس صوبہ کا پایہ تخت "کاکاراج" تھا اور اس نام کی یادگار آج بھی تحصیل "ککڑ" کے نام سے موجود ھے اس سے یہ معلوم ھوا کہ صوبہ بدھیہ، دریائے سہران کے دائیں طرف اور سیہون کے شمال میں تھا۔ مگر زیر بحث عبارت میں کہ جو خود محمد بن قاسم کا بیان ھے۔ ظاھر ھے کہ صوبہ بدھیہ اب بھی دور شمال میں ضلع لاڑکانہ اور ضلع سکھر کے دریا کی دائیں جانب والے خطوں اور "بغرور کے قلعے کے مقابل" یعنی قلعۂ بغرور کے بالکل آمنے سامنے کی حد تک پھیلا ھوا تھا اور جسے محمد بن قاسم نے

Marfat.com

فتح کیا۔ ظاہر ہے کہ قلعہ بغرور دریا کے ایک طرف [بائیں جانب] تھا۔ آگے چل کر اور بھی وضاحت کی گئی ہے کہ قلعہ بغرور صوبہ اروڑ کی حدود میں اور راجہ داھر کے زیر انتظام تھا۔ فتحنامہ کے مختلف نسخوں کی عبارتوں میں یہ نام "بغرور" یا "اغرور" دیا گیا ہے (دیکھئے متن ص ۱۷۱، حاشیہ ۲) لیکن اس میں صحیح "بغرور" ہے اور اروڑ سے وابستگی کی بنا پر اسے قدیم "بکھر" کا قلعہ سمجھنا چاہئے۔ جس کے لئے دیکھئے ص ۳۶۲ تشریحات و توضیحات ص ۱۱ /[۹] (ن۔ب)۔

۱۷۲ /[۱۲۶] داھر کا چچازاد بھائی: یعنی بجھرائے بن چندر جس کا ذکر پہلے ص ۱۶۰-۱۶۱ پر آچکا ہے (ن۔ب)۔

۱۷۴ /۱۲۶ مہران کے مشرق کی طرف اس وادی میں جو کہ کشہا (کچھ) کے سمندر کا جزیرہ ہے: فارسی ایڈیشن کے متن میں "کشہا" کی بجائے "کنبھا" کا تلفظ اختیار کیا گیا ہے اور فاضل ایڈیٹر نے قیاس کیا ہے کہ کنبھا کے سمندر (بحر کنبھا) سے شاید "خلیج کھمبات" کی طرف اشارہ ہے (دیکھئے فتحنامہ فارسی ص ۲۶۲ نوٹ ۱۲۶)۔ لیکن یہ قیاس قابل اعتماد نہیں۔ محمد بن قاسم نیرون کوٹ سے خط لکھتے ہوئے اس وادی کا ذکر کرتا ہے کہ جو دریائے مہران کے مشرق میں تھی اور جہاں داھر کا ایک گورنر حکمران تھا۔ خلیج کھمبات جس کی وادی میں گجرات کا جنوبی حصہ ہوسکتا ہے وہ دونوں سندھ سے بہت دور اور داھر کی قلمرو سے باھر تھے۔ محمد بن قاسم کے بیان سے واضح ہے کہ اس

Marfat.com

وادی کا گورنر قلعہ بیٹ کا والی تھا۔ فتحنامہ میں آگے چل کر اس بات کی مزید تصدیق ہوتی ہے کہ قلعہ بیٹ مہران کے دوآبے یا ڈیلٹا پر تھا۔ محمد بن قاسم یقیناً اسی دوآبے کا ذکر کر رہا ہے جو کہ مہران کے مدخل کے قریب اس کی دو شاخوں کے درمیان تھا جو دونوں غالباً جنوب کی طرف "سیر"، "رین" اور مغربی "پران" کے قدیمی پیٹوں کے آس پاس علاقہ کچھ کے سامنے گرتے تھے اسی لحاظ سے مہران کا نشیبی دوآبہ گویا کچھ کے سمندر کا ایک جزیرہ تھا اسی وجہ سے عبارت بالا میں ہم نے "کنبھا" کی بجائے "کشھا" کا تلفظ اختیار کیا ہے کہ "کشھا" بہ معنی "کچھ" جو بالکل قرین قیاس ہے (ن۔ب)۔

۱۷۴ /[۱۲۶] بسایہ [بن] راسل: فتحنامہ کے معتبر نسخوں کے مطابق یہ نام اسی طرح ہوں گے لیکن ہمارے خیال میں یہ نام شروع ہی سے غلط لکھے گئے ہیں اور یہ دونوں صحیح نام "وسایو" [بن] "سربند" ہونے چاہئیں۔

اس مقام پر محمد بن قاسم کے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ شخص قلعہ بیٹ کا حاکم اور داہر کے خاص آدمیوں میں سے تھا لیکن اس کا بیٹا محمد بن قاسم کی طرف مائل تھا۔ آگے چل کر فتحنامہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیٹ کا حاکم وسایو [بن] سربند تھا (ص ۲۱۶) اور وہ خود اور اس کا ایک بیٹا راسل دونوں داہر کے وفادار تھے اور اسی وجہ سے وہ اپنے ایک بیٹے موکو کے مخالف تھے (ص ۲۱۶) لیکن موکو شروع

Marfat.com

سے ھی محمد بن قاسم کی طرف مائل تھا اور آخر کار اس کے ساتھ شامل ھوگیا اور اس کی اطاعت قبول کی (ص ۱۹۹-۱۸۷، ۱۸۴)۔ ان تاریخی شواھد سے یہ قطعی طور پر واضح ھوجاتا ھے کہ اس مقام پر صحیح نام بسامی بن راسل کی بجائے وسایو بن سربند ھونا چاھئے۔ "بسامی" شاید "وسایو" کا بگڑا ھوا تلفظ ھے اور کاتب یا فارسی مترجم نے سہواً "وسایو" کے باپ "سربند" کی جگہ اس کے بیٹے "راسل" کا نام لکھ دیا ھے (ن۔ب)۔

۱۸۲ /[۱۳۲] اشبہار: فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر کے خیال میں یہ قلعہ نیرون کوٹ اور سیہون کے درمیان میں تھا (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۱۶۲، حاشیہ ۱۳۲)، لیکن یہ درست نہیں ھے۔ محمد بن قاسم نے دیبل فتح کرنے کے بعد نیرون کوٹ فتح کیا اور اس کے بعد سیہون کی طرف روانہ ھوا۔ اور پھر سیہون اور بدھیہ کی فتوحات کے بعد لوٹ کر نیرون کوٹ آیا۔ اس دوران میں بلاذری کی "فتوح البلدان" یا فتحنامہ میں کہیں بھی اشبہار کی فتح کا کوئی ذکر نہیں ھے جس کی بنا پر یہ کہا جاسکے کہ یہ قلعہ نیرون کوٹ اور سیہون کے درمیان میں واقع تھا اس قلعے پر محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ کے جنوب کی طرف سہران پار کرنے کے لئے جاتے وقت چڑھائی کی تھی۔ "اشبہار" نام کے آخری حصے "بہار" سے یہ بھی قیاس ھوتا ھے کہ اس قلعے میں یا آس پاس بدھ مذھب کا کوئی مندر بھی تھا۔ چنانچہ ٹنڈو محمد خان کے قریب "بدھ۔جا۔ڈکر" (بدھ کے ٹیلے) نشان دھی کرتے ھیں کہ وہ قلعہ اس خیطے میں واقع تھا (ن۔ب)۔

Marfat.com

۱۸۳ /[۱۳۳] بیٹ کے حاکم جاھین نے اس سے جنگ کی: اس سے پہلے یہ ذکر ھوچکا ھے کہ جاھین داھر کی طرف سے دیبل کا حکمران تھا اور وھاں سے بھاگ نکلا تھا (ص ۱۴۳-۱۴۴)۔اس عبارت سے یہ گمان ھوتا ھے کہ بعد میں داھر نے محمد بن قاسم کا مقابلہ کرنے کے لئے جاھین کو قلعہ بیٹ کا سپہ سالار مقرر کیا تھا اور اسے حکومت کے بھی کلی اختیارات دے دئے تھے جس کی تصدیق آیندہ ص ۲۰۰ کی عبارت سے ھوتی ھے۔ لہٰذا اس مقام پر "وھاں کے حاکم" سے مراد "کمانڈر یا سپہ سالار" لینی چاھئے کیونکہ بیٹ کے حکمراں یا والی وسایو بن سربند اور اس کے دو بیٹے موکو اور راسل تھے (دیکھئے ص ۷ ر ۲) (ن-ب)۔

۱۸۴ /[۱۳۳] قصبہ وجورتہ یا علاقہ : اصل متن میں فتحنامہ کے جملہ چھ نسخوں کی عبارت اس مقام پر "ولایت قصبہ وجورتہ" اور ایک نسخہ (پ) کا تلفظ "ولایت قصبہ جورتہ" ھے (دیکھئے حاشیہ ۲-ص ۱۸۴) "قصبہ" سے مراد مرکزی شہر ھے جس کا نام جملہ قلمی نسخوں کے مطابق "وجورتہ" یا "جورتہ" ھی ھوگا۔ چونکہ چھ نسخوں میں "وجورتہ" ھے اس لئے ھم نے بھی اسی نام کو ترجیح دی ھے اور اسی اصل عبارت کا ترجمہ "قصبہ وجورتہ کا ملک" کیا ھے۔ فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر نے "قصبہ" کی بجائے "قصہ" اور "وجورتہ" کی بجائے "سورتہ" کے تلفظ اختیار کئے ھیں اور متن میں "ولایت قصہ و صورتہ" درج کیا ھے جس کے معنی

Marfat.com

ھوں گے کچھ اور سورٹھ کا ملک" لیکن فارسی ایڈیشن کے فاضل ایڈیٹر کے یہ تلفظ محض گمانی ھیں اور فتحنامہ کے کسی بھی قلمی نسخے سے اس کی تصدیق نہیں ھوتی۔ اسی طرح ص ۱۸۸ اور ۲۱۱ پر بھی فاضل ایڈیٹر نے "قصبہ" کی بجائے "قصم" (یعنی کچھ) دیا ھے مگر ھم نے وھاں بھی جملہ قلمی نسخوں کے تلفظ "قصبہ" کو ترجیح دی ھے۔

مورخ بلاذری نے (ص ۴۳۸) پر محمد بن قاسم کی فتوحات کے موقع پر قصم یعنی کچھ کے ملک کے راجہ کا نام راسل لکھا ھے اور فتحنامہ (ص ۳۰٦) سے یہ ظاھر ھوتا ھے کہ ان دنوں کیرج پر راجہ دروھر حکمراں تھا (یعنی شاید کچھ کا حاکم راسل اس کا مطیع تھا)۔ بقول بلاذری (صفحہ ۴۴۰) سندھ اور ملتان فتح کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے کاٹھیاواڑ اور گجرات پر چڑھائی کی اور اھل سُرَست (یعنی سورٹھ یا سوراشٹر) نے اس سے صلح کی اور کیرج (یعنی کیرا جو کہ گجرات کا پایۂ تخت تھا) کے راجہ دوھر (بقول صاحب فتحنامہ دروھر) نے اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ غالباً دوھر یا دروھر کی شکست کے بعد ھی محمد بن قاسم نے قصم یا کچھ کو سندھ کی اسلامی حکومت میں شامل کردیا اور اس ملک کو اپنے گورنر سلیمان بن ھذیل الازدی کے حوالے کیا (ص ۳۰٦)۔ اس سے یہ معلوم ھوا کہ قصم یا کچھ بعد میں فتح ھوا اور اس پر براہِ راست ایک عرب گورنر مقرر کیا گیا۔ اسی وجہ سے زیرِ بحث صفحہ کی عبارت میں

Marfat.com

"قصہ اور سورتہ" (یعنی کچھ اور سورٹھ) کے تلفظ قرینِ قیاس نہیں ہوں گے کیونکہ سندھ میں مہران عبور کرتے وقت ہی محمد بن قاسم کا کچھ اور سورٹھ کے ملک کو موکو بن وسایو کی تحویل میں دینا مذکورہ تاریخی حوالوں کی روشنی میں بےمعنی نظر آتا ہے۔

موکو کا باپ وسایو، دریائے مہران کے جزیرہ یعنی دوآبے یا ڈیلٹا، بیٹ کا والی تھا اور محمد بن قاسم نے موکو کو اسی بیٹ کا علاقہ اور ساتھ ہی ساتھ "قصبہ وجورتہ" کا ملک بھی دیا (فتحنامہ ص ۱۸۸)۔ فتحنامہ (ص ۱۸۴) کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ "وجورتہ" کا ملک محمد بن قاسم نے موکو کو جاگیر کے طور پر دیا تھا جس کے یہی معنی ہوں گے کہ وہ کوئی چھوٹا علاقہ ہی ہوسکتا ہے، کچھ اور کاٹھیاواڑ کا سارا ملک نہیں۔ پھر فتحنامہ (ص ۲۱۱) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس قصبہ وجورتہ کا علاقہ ریگستان تھا۔ چنانچہ سندھ کا ریگستانی علاقہ جنوب مشرق میں تھرپارکر کا حصہ ہے۔ فتحنامہ میں قصبہ کا دیا ہوا نام "وجورتہ" لفظی اصلیت کے اعتبار سے "وگورتہ" ہوسکتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ مہرانی اور تھر والا وہی خطہ ہو جسے آج کل ونگو کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (ن۔ب)۔

۱۸۸ /[۱۳٦] جیسا کہ حجاج کے فرمان کی ابتدا میں تحریر ہے: یہاں غالباً حجاج کے اس سے پہلے والے خط (ص ۱۷۵-۱۷٦-۱۷۷-۱۷۸) کی طرف اشارہ ہے جس میں داھر کے

Marfat.com

پاس لے جانے والے قاصد کے بارے میں خاص ھدایتیں ھیں (ن۔ب)۔

۱۹۸ /[۱۴۴] نوشتہ حمران ۹۳ھ: یہ فقرہ کہ جس میں کاتب کا نام اور سنِ کتابت درج ھے، کافی اھمیت رکھتا ھے جس کی وجہ سے کاتب اور کتابت دونوں غور طلب ھیں۔ خط کا کاتب حمران غالباً حمران بن ابان ھے جس کی مختصر سوانح عمری یہ ھے کہ :۔ حضرت ابوبکر رضہ کے عہدِ خلافت میں خالد بن ولید کی سرکردگی میں جب اسلامی لشکر نے عَیْنُ التّمر فتح کیا اُس وقت قریب کے ایک گاؤں میں بچّے املا کی تعلیم حاصل کر رھے تھے، حمران بھی ان میں شامل تھا۔ اور اپنے بڑوں کے ساتھ یہ بچے بھی جنگی قیدیوں کی حیثیت سے نظربند ھوئے۔ حمران کو حضرت عثمان رضہ نے خرید کر آزاد کیا اور اسے فنِ کتابت کی تعلیم دلائی اس کے بعد اسے حضرت عثمان رضہ کے کاتب اور حاجب کی حیثیت حاصل ھوئی اور شروع میں حضرت عثمان رضہ کی مُہر بھی اس کی تحویل میں رھا کرتی تھی۔ اس کے بعد وہ حضرت عثمان رضہ کی جانب سے بصرہ کا حاکم مقرر ھوا اور ایک شخص عامر بن عبدالقیس التمیمی کے خلاف کہ جس نے حضرت عثمان رضہ کی شکایت کی تھی، حضرت عثمان رضہ کے پاس رپورٹ لکھ بھیجی تھی۔ اس کے بعد عبدالملک کے عہد میں اس نے اُس کی حمایت کی اور مصعب بن زبیر کی شہادت (جمادی الاول یا الاخرہ سن ۷۲ھ) کے بعد بصرہ پر قبضہ کیا۔ زیاد کی گورنری کے زمانے میں وہ کچھ عرصہ شیراز اور فارس

Marfat.com

کا عامل بھی رہا۔ اپنے دور کے شروع میں حجاج اس سے سخت ناراض تھا اور اس کی ملکیت ضبط کر کے اسے سزا دے رہا تھا لیکن خلیفہ عبدالملک نے اُس کی پُرزور سفارش کی جس پر حجاج نے اس کی ملکیت اسے واپس کردی اور اُس پر اپنی کی ہوئی سختیوں کے لئے خلیفہ سے معافی چاہی۔ حمران کو حدیث کے راویوں میں شمار کیا گیا ہے (دیکھئے بلاذری، فتوح البلدان ص ۲۴۷، ۳۵۲، ۳٦۸، انساب الاشراف جلد ۴ ص ۱٦۰، ۱٦۲، ۱٦۴، جلد ۵ ص ۵۷، ۵۸، ٦٦، ۲۸٦، ابن قتیبہ، کتاب المعارف ص ۲۲۲، ۲۲۳، ابو علی القالی، الامالی ص ۱۸۲، العقد الفرید، جلد ۲ ص ۹۲، ۲۰۸، ۲٦۵، کتاب المحبّر ص ۴۸۰، اصابہ، رقم ۱۸۹۸، طبری جلد ۲ ص ۹۹۷ ابن خلکان، رقم ۳۹۳، تاریخ ابن کثیر، تحت سنہ ۷۵، المقدسی، جمع بین رجال الصحیحین، جلد ۱ ص ۱۱۵)۔

مذکورہ مختصر سوانح حیات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ حمران فن کتابت کا ماہر اور کاتب تھا اور جب (۷۵ ھ) میں حجاج وائسرائے ہوا تب بھی وہ حیات تھا۔ اس کی وفات کے بارے میں کوئی تاریخی واضح ثبوت موجود نہیں۔ البتہ ابن حجر لکھتا ہے کہ "وہ ۷۰ ہجری کے بعد بصرہ میں فوت ہوا۔ بعضے کہتے ہیں کہ سن ۷۱ ہجری میں، کچھ کہتے ہیں کہ ۷۵ ہجری میں اور کچھ ۷٦ ہجری بیان کرتے ہیں" (اصابہ، جلد ۱، ص ۳۸۰۔ ابن حجر کافی بعد کا مصنف ہے اور اس کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ اسے بھی اس بارے میں

Marfat.com

کوئی پختہ یقین نہیں ہے اور اسے ملی ہوئی روایتیں محض قیاسی ہیں۔ اس کے برعکس فتحنامہ میں محفوظ شدہ حمران کا تحریر کیا ہوا خط زیادہ معتبر ہے اور اس کی بنا پر کافی وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ سنہ ۹۳ ہجری تک زندہ تھا اور اس وقت حجاج کے خاص کاتبوں میں سے ایک تھا۔ چونکہ خالد بن ولید نے "عین التمر" کو سنہ ۱۳ ہجری میں فتح کیا تھا اور اس وقت حمران بچہ یعنی تقریباً سات آٹھ سال کی عمر کا تھا اس لئے اس حساب سے سنہ ۹۳ ہجری میں اس کی عمر ۸۷ یا ۸۸ سال کی ہوگی جو کہ بالکل ممکن اور قرین قیاس ہے (ن۔ب)۔

۲۰۲/[۱۴۷] جھیم اور کرھل کے علاقوں۔الخ۔ : علاقہ جھیم غالباً اس خطہ پر مشتمل تھا جس کا مرکز "جھم پیر" کی زیارت گاہ ہے۔ جھم پیر کا مطلب ہے "خطہ جھم کا پیر" اور "جھم" کے معنی ہیں نچلی نشیبی زمین جو کہ موجودہ جھم پیر کے شمال سے لے کر نیچے جنوب کی طرف دور تک چلی گئی ہے اور جس میں "سونھری" اور "کینجھر" کی جھیلیں بھی آجاتی ہیں۔ اسی جھم یا نشیبی وادی کا جنوبی سرا تقریباً کینجھر جھیل کا جنوبی حصہ سمجھنا چاہئے جو کہ ٹھٹھہ سے تقریباً ۱۹-۲۰ میل شمال میں ہے۔

"کرھل" یا "گرھل" یا گرھر (خورد و کلاں) ٹھٹھہ کے نواح میں تھا جیسا کہ کتاب "بیان العارفین" میں بیان کیا گیا ہے۔ مغل شہنشاہ اکبر کے زمانے میں "گرھر"، ٹھٹھہ پرگنہ

Marfat.com

میں شامل تھا۔ دیکھئے آئین اکبری طبع بلاخمن، ص ۵۰۷" (ع-م)۔

"میروں" کے دور تک ٹھٹھہ کے شمالی مشرقی خطہ کو "گرڑ" کے نام سے پکارا جاتا تھا جس میں خان سومرو ایک طاقتور سردار رہتا تھا اور بعض "میروں" کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا"۔

اس سے ظاہر ہے کہ گرڑ یا گرھر یا گرھل اور یا فتحنامہ کا قدیمی کرھل والا خطہ، علاقہ جھم پیر سے متصل جنوب کی طرف تھا اور ممکن ہے کہ اس کی جنوبی سرحد موجودہ ٹھٹھہ شہر کے جنوب تک پھیلی ہوئی ہو (ن۔ب)۔

۲۱۰/[۱۵۰] چنانچہ حجاج کے حکم سے دھنکی ہوئی روئی کو سرکے میں ڈبو کر خشک کیا گیا: مورخ بلاذری نے بھی اس واقعہ کی تائید کی ہے "وعمد الحجاج الی القطن المحلوج فنقع فی الخل الخمر الحاذق ثم جفف فی الظل" (فتوح البلدان ص ۴۳۶)۔ یعنی حجاج کی تجویز کے مطابق روئی کو سرکے میں بھگو کر سائے میں خشک کیا گیا (ن۔ب)۔

۲۰۷/[۱۵۱] اس داستان کے مصنف خواجہ امام ابراھیم نے روایت کی ہے: "خواجہ امام ابراھیم" سے مراد غالباً امام ابراھیم بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں جو کہ "قتیل باخمرا" کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ سنہ ۱۴۵ ہجری میں امام ابراھیم اور آن کے بھائی امام محمد نے کھلم کھلا خلیفہ منصور عباسی کے خلاف بغاوت کی اور بالاخر دونوں شہید ہوئے۔

Marfat.com

امام ابراھیم سے اس تاریخی روایت کے متعلق دو اھم ثبوت ھیں :- ۱- امام ابراھیم ایک بڑے مقتدر عالم تھے اور علم و ادب کے مختلف شعبوں میں کمال دسترس رکھتے تھے- "عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب" کا مصنف لکھتا ھے کہ "امام ابراھیم مختلف علوم کے جیّد عالم تھے" (کان ابراھیم من کبار العلماء فی فنونٍ کثیرۃٍ - ص ۸۵)- اس کے بعد لکھتا ھے کہ "جن دنوں امام ابراھیم، خلیفہ منصور عباسی کے خوف سے روپوشی کی زندگی گذار رھے تھے، انھیں ایام میں وہ بصرہ کے عالم مفضل بن محمد الضبی کے پاس آکر رھے اور مطالعے کے لئے اس سے قدیمی عربی اشعار کے مجموعے لے کر ان میں سے آسّی (۸۰) منتخب قصیدوں پر اپنے نشانات لگائے- آن کی شہادت کے بعد مفضل نے یہ قصیدے "المفضلیات" کے نام سے شایع کئے (ا- ھ)-

عربی ادب کے مشہور محقق علامہ عبدالعزیز المیمنی سابق پروفیسر اور صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے سنہ ۱۹۴۴ع میں "آل انڈیا اورنٹیل کانفرنس" (بنارس) میں اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں پختہ دلائل کے ساتھ اس نظریے کی تائید کی تھی کہ عربی اشعار کا مشہور مجموعہ "المفضلیات" غالباً امام ابراھیم کے حسنِ انتخاب کا مرقع ھے- اس سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ وہ بلند پایہ نقاد تھے- لیکن جیسا کہ "عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب" کے مصنف نے لکھا ھے کہ وہ دیگر علوم پر بھی حاوی تھے اسی وجہ سے پورے وثوق سے کہا جاسکتا

Marfat.com

ہے کہ انھیں علمی تاریخ میں بھی دسترس حاصل تھی۔

۲- آن کی طرف سے سندھ کی اس روایت کا دوسرا اہم ثبوت یہ ہے کہ کچھ عرصے کے لئے امام ابراھیم سندھ میں بھی آ کر رہے تھے۔ خلیفہ منصور عباسی نے جب ان کے والد عبداللہ کو گرفتار کیا تھا تب دونوں بھائی ابراھیم اور محمد آس کے خوف سے عدن کی طرف چلے گئے اور وھاں سے کشتیوں کے ذریعے سندھ چلے آئے لیکن یہاں بھی کسی جاسوس نے جاکر (منصور کے مقرر کردہ) سندھ کے گورنر عمرو بن حفص کو ان کی خبر کردی جس کی وجہ سے وہ پھر سندھ سے کوفہ چلے گئے۔ دیکھئے تاریخ طبری ۲۸۲X۳ اور ابن خلدون ۱۸۸X۳)۔ غالباً سندھ کے اس مختصر قیام کے دوران امام ابراھیم نے سندھ کے مشہور فاتح محمد بن قاسم کی تاریخی فتوحات کی تحقیق کی اور کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ روایت انھیں کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔

۲۱۴/[۱۰۰] اگھم کے راستے پر مقرر کیا: یعنی وہ راستہ کہ جس پر شہر اگھم واقع تھا۔ اگھم سے مراد غالباً "اگھم کوٹ" ہے جس کی بابت میر علی شیر قانع لکھتا ہے کہ: یہ اگھم لوھانہ کے نام سے منسوب اور موسوم ہوا (تحفۃ الکرام ۱۶۲X۳)۔ قدیم زمانے میں یہ خطہ غالباً صوبہ لوھانہ میں شامل تھا جس کا دارالحکومت برھمن آباد تھا۔ اگھم، رائے خاندان کے دور میں صوبہ لوھانہ کا حاکم تھا جس نے چچ کی مخالفت کی تھی (دیکھئے ترجمہ فتحنامہ ۵۱-۹۰)۔

Marfat.com

تحفتہ الکرام کے مصنف کی یہ رائے قرین قیاس ہے کہ اسی اگھم نے شہر اگھم کوٹ کی بنیاد رکھی۔ میر علی شیر قانع نے اگھم کوٹ میں مدفون اولیا میں سے مخدوم اسمٰعیل سومرہ وغیرہم کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگھم کوٹ سے اس کی مراد وہ قدیم بستی ہے جسے آج کل "اگھا مانو" کہا جاتا ہے اور جو حیدرآباد سے تقریباً ۲۵-۳۰ میل جنوب مشرق میں سہران کے ایک قدیم مجرا یا پاٹ پر واقع ہے۔ یہ پاٹ یا شاخ دریا غالباً وہی ہے کہ جو (شہداد پور اور ٹنڈو آدم کے مشرق کی طرف) قدیم برھمن آباد کے خطہ پر بہا کرتی تھی۔ آج تک اس شاخ کو "لوھانو دریا" کہتے ہیں یعنی قدیم خطہ لوھانہ میں بہنے والا دریا۔ غالباً قدیم برھمن آباد سے لے کر اگھم کوٹ تک، اس وقت کی سہران کی وادی صوبہ لوھانہ میں شامل تھی جس پر اگھم کی حکومت تھی (ن۔ب)۔

۲۲۳/[۱۶۱] اس کے بعد محمد علافی اس (داھر) سے رخصت ہوکر بلیمان کی حکومت کی طرف چلا گیا: یہ روایت، محمد علافی کے بارے میں آیندہ آنے والے بیانات کے خلاف ہے۔ اس روایت کے مطابق محمد علافی داھر کو چھوڑ کر چلا گیا اور جاکر بلیمان کی حکومت میں رہنے لگا حتیٰ کہ داھر قتل ہوگیا۔ لیکن آیندہ کے بیانات سے ظاھر ہے کہ محمد علافی آخری شکستوں تک داھر اور اس کے بیٹے جیسینہ (یا جے سنگھ) کے ساتھ شامل رہا۔ مثلاً جب داھر نے پہلے پہل

Marfat.com

اپنے بیٹے جے سنگھ کو محمد بن قاسم کے مقابلے کے لئے بھیجا اس وقت محمد علافی بھی صلاحکار کی حیثیت سے اس کے ساتھ گیا تھا اور طریقۂ جنگ کے بارے میں اس نے داھر کو بھی اپنی رائے سے آگاہ کیا تھا (ص ۲۳۶-۲۳۷)۔ داھر کے قتل ھوجانے کے بعد بھی وہ اس کے بیٹے جیسینہ کا حامی اور مشیر رھا (ص ۲۶۹-۲۷۰) البتہ جب جے سنگھ ناامید ھوکر برھمن آباد کے قلعے سے بھی چلا گیا اور سندھ سے نکل کر چتروڑ کے ملک میں جا کر پناہ گزیں ھوا تب محمد علافی نے اس سے رخصت ھوکر اپنی راہ اختیار کی (ص ۲۸۳) کیونکہ اب جے سنگھ کی حیثیت صرف ایک پناہ گزیں کی تھی اور اس میں مقابلے کی تاب نہ رھی تھی۔ محمد علافی اس سے رخصت ھوکر پہلے پہل طاکیہ (یعنی "تکادیش" جو کہ ملتان کے شمال میں تھا) آیا اور وھاں سے بالآخر کشمیر کے راجہ کے پاس جا پہنچا۔ جس نے اس کی بڑی توقیر کی اور اسے جاگیریں بخشیں، جہاں وہ آخر وقت تک مقیم رھا (ص ۲۸۴-۲۸۵)۔

۲۲۴/[۱۶۱۰] اس کے بعد محمد بن قاسم نے اسے (محمد علافی کو) امان دے کر ملک کی وزارت کا پروانہ لکھ دیا۔ الخ۔: یہاں لفظ "اس کے بعد" کا یہ مفہوم نہیں کہ محمد علافی کے داھر یا جے سنگھ کو چھوڑنے کے فوراً بعد۔ بلکہ یہ الفاظ "اس کے بعد" صرف واقعات کا تسلسل ظاھر کرتے ھیں وقت کی قربت نہیں، مطلب یہ ھے کہ

Marfat.com

جب آخر میں محمد علافی داھر اور اس کے بیٹے جے سنگھ کی رفاقت ترک کرکے علٰحدہ ھوا اس کے بعد کسی موقع پر محمد بن قاسم کے پاس آکر امان اور معذرت خواہ ھوا جس نے اسے امان دے دی۔ محمد علافی نے غالباً ملتان کی فتح کے بعد محمد بن قاسم کے سامنے ھتھیار ڈالے ھوں گے کیونکہ اس کا قیام موضع "شاکلھار" میں تھا جو کہ اسے کشمیر کے راجہ نے جاگیر کے طور پر بخشا تھا (ص ۲۸۴) اور "شاکلھار"، ملتان اور تاکیہ (تکادیش) کی شمالی سرحدوں پر کشمیری سرحد کے قریب تھا۔

البتہ محمد بن قاسم کا محمد علافی کو امان دینا واقعی غور طلب ھے کیونکہ محمد علافی اور اس کا بھائی معاویہ علافی دونوں درحقیقت باغی تھے جنھوں نے مکران کے گورنر سعید بن اسلم کلابی کو قتل کیا تھا اور انھیں سزا دینے کےلئے حجاج نے سنہ ۸۰ ھجری کے قریب مجاعہ بن سعر کو مکران کا گورنر بنا کر بھیجا تھا، لیکن اس کے آنے سے پہلے ھی علافی وھاں سے فرار ھوکر سندھ کے راجہ داھر کے پاس آگئے تھے۔ دیکھئے ص ۴۱۴-۴۱۵ تشریحات و توضیحات ۹۲/[۷۰] ایسی حالت میں حجاج جیسے سخت گیر اور مغلوب الغضب وائسرائے کی طرف سے محمد علافی کو معافی مل جانے کی کوئی توقع نہیں ھوسکتی تھی لیکن ایسا معلوم ھوتا ھے کہ اس فیصلے میں محمد بن قاسم کی رائے اور سفارش کا بڑا دخل تھا۔ محمد بن قاسم نے بھی اسے شاید اس لئے امان دی تھی کہ ایک تو اس نے داھر کی طرف سے

Marfat.com

لشکرِ اسلام کے مقابلے کے لئے تلوار نہیں اٹھائی تھی اور داھر سے صاف کہہ دیا تھا کہ "ھم مسلمان ھیں اور لشکرِ اسلام سے نہ جنگ کریں گے اور نہ تلوار اٹھائیں گے" (ص ۲۲۲)۔ دوسرا بڑا سبب غالباً یہ تھا کہ داھر کے بیٹے جےسنگھ سے آخر میں جدا ھوکر محمد علافی نے اپنی قابلیت اور صلاحیت سے کشمیر کے راجہ کے دربار میں بڑا مرتبہ حاصل کیا تھا۔ اس کی شاید اسی حیثیت اور صلاحیت نے محمد بن قاسم کو متاثر کیا اور اس نے امان دے کر اسے اپنا سفیر بنایا۔ زیرِ بحث صفحہ کے بعد کی عبارت سے ظاھر ھوتا ھے کہ وہ ایک کامیاب سیاسی سفیر ثابت ھوا (ن۔ب)۔

۲۲۵/[۱۶۲] کیرج کا راجہ سربند، [اور] کنبہ یا کشم کا مالک کوکو ابن سہکو: فتحنامہ یا مورخ بلاذری کے بیانوں کے مطابق کیرج کا راجہ دروھر تھا اور کچھ کا راجہ راسل تھا (دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ۱۸۴/[۱۳۳])۔ چنانچہ یہ سربند شاید کیرج کے حکمراں خاندان کا کوئی فرد یا اس حکومت کا باجگزار کوئی چھوٹا راجہ تھا اسی طرح اگر کشم سے مراد کچھ ھے تو کوکو بھی غالباً وھاں کے حکمران خاندان کا کوئی فرد تھا یا اس حکومت کا باجگزار کوئی چھوٹا راجہ تھا (ن۔ب)۔

۲۲۸/[۱۶۴] محمد بن ابی الحسن مدنی سے روایت کی ھے: اس راوی کا نام پانچویں قلمی نسخے کے مطابق "محمد بن الحسن مدنی" ھے۔ اس سے پہلے ایک دوسری روایت ص ۲۲۵/[۱۶۲] کے جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت کے مطابق

Marfat.com

محمد بن حسن کے نام سے منسوب ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان دونوں روایتوں کا راوی "محمد بن حسن مدنی" نامی کوئی ایک ہی شخص ہو۔ مگر گمان غالب ہے کہ ان دونوں مقامات پر صحیح نام علی بن محمد ابوالحسن مدائنی تھا جس کا ابتدائی حصہ "علی بن" کے کٹ جانے کے بعد "محمد ابوالحسن المدائنی" کے باقی ماندہ فقرے میں "ابو" کو "بن" بنادیا گیا اور "المدائنی" کو "مدنی" کہا جانے لگا۔ مقدمہ میں واضح کیا گیا ہے کہ فتحنامہ کا بڑا حصہ ابوالحسن علی بن محمد المدائنی کی تصنیف ہے اور زیادہ تر روایتیں اُسی کی جمع کی ہوئی ہیں اسی وجہ سے یہ دونوں روایتیں بھی غالباً اُسی کی ہیں (ن۔ ب)۔

۲۳۲/[۱۶۷] وزیر سیاکر: پہلے ص ۱۹۰ پر پھر اس صفحہ پر اور اس کے بعد کے بیانات سے ظاہر ہے کہ وزیر سیاکر، داہر کا خاص مشیر تھا۔ اس نام کے متعلق ہوڑی والا کی تحقیق یہ ہے کہ "اصل سنسکرت نام شاید "شکشا کر" ہو، جس کے معنی اُستاد یا رہبر کے ہیں" - یہ نام "یشسکر" بھی ہوسکتا ہے جو کہ دوسرے افراد کے علاوہ ایک برہمن کا بھی نام تھا جو کہ سنہ ۹۳۹ع میں کشمیر کا راجہ ہوا (ہوڑی والا ص ۹۰)

۲۴۲/[۱۷۴] باقی دوسرے سوار اور ہاتھی جاھین کے حوالے کرکے اُسے لشکرِ اسلام کے مقابلے پر روانہ کیا: یہ داہر اور محمد بن قاسم کے درمیان چوتھے دن کی جنگ

Marfat.com

کے سلسلے کا بیان ہے۔ مگر اس سے پہلے ص ۲۳۴ پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ جاھین تیسرے دن کی جنگ میں مارا گیا۔ چنانچہ یا تو اس مقام پر نام میں غلطی ہوگئی ہے یا پھر یہ شخص کوئی دوسرا "جاھین" ہے (ن۔ب)۔

۲۴۳/[۱۷۴] خریم بن عروہ مدنی: چونکہ جملہ قلمی نسخوں میں یہ نام بالکل اسی طرح درج کیا گیا ہے اس وجہ سے اردو ترجمے کے متن میں ہم نے بھی یہی نام اختیار کیا ہے۔ لیکن صحیح نام یقینی طور پر "خریم بن عمرو مدنی" سمجھنا چاھئے۔ خریم کا ذکر فتحنامہ میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ ص ۱۲۹/[۹۸]، ۱۳۶/[۱۰۳] اور ۱۴۲/[۱۰۷] پر صرف "خریم" کے نام سے اور ص ۲۸۳/[۲۰۲]، ۲۶۷/[۱۹۱]، ۳۱۲/[۲۲۰] اور ۳۴۵/[۲۴۰] پر باپ کے نام سمیت "خریم بن عمرو" آیا ہے۔ ص ۲۵۱/[۱۸۰] پر جملہ قلمی نسخوں کے مطابق پورا نام نسبت سمیت "خریم بن عمرو مدنی" ہے۔ چنانچہ اس زیر بحث نام میں "عروہ یقینی طور پر "عمرو" کی تحریف ہے اور صحیح نام اس مقام پر بھی "خریم بن عمرو مدنی" تصور کرنا چاھئے۔ ص ۳۱۱/[۲۲۰] پر دیئے ہوئے نام "جنید بن عمرو" میں بھی "جنید" غالباً "خریم" کی تحریف ہے اور وہاں بھی صحیح نام "خریم بن عمرو" ہی سمجھنا چاھئے (ن۔ب)۔

۲۴۸/[۱۷۸] تمیم بن زید قینی: اس صفحہ پر یا آگے چل کر ص ۲۵۱/[۱۸۰] اور ۳۰۰/[۲۱۴] پر اصل فارسی

Marfat.com

میں اس نام کی نسبت قیسی ظاہر کی گئی ہے مگر کافی وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ صحیح نسبت "قینی" ہے جو کہ قبیلہ "قضاعہ" کے "بلقین یا القین بن جسر" سے منسوب ہے۔ (دیکھئے نقائض جریر و فرزدق ص ۱۳۰، ۶۷۵)۔ نسبت "القینی" کی صورت خطی "العتبی" اور "القتبی" کی نسبتوں سے اتنی مشابہ ہے کہ ان میں اشتباہ کی کافی گنجائش ہے۔ چنانچہ حافظ عبدالغنی نے اپنی کتاب "مشتبہ النسبہ" (ص ۴۶) میں اس اشتباہ کی طرف خاص طور سے اشارہ کیا ہے جو کہ باوزن بھی ہے کیونکہ مورخ بلاذری کی کتاب فتوح البلدان (یوروپ ایڈیشن ص ۴۴۳) اور یاقوت کی کتاب معجم البلدان (یوروپ ایڈیشن ص ۳۸۰ / ۱۱) میں تمیم بن زید کی نسبت بالکل اسی اشتباہ کی وجہ سے "العتبی" لکھی گئی ہے۔ لیکن یہ نسبت اور بھی شبہات کی حامل ہے۔ چنانچہ فتحنامہ نیز "معجم البلدان" کے ایک قلمی نسخے (حاشیہ ۳۸۰ / ۱۱) میں اسے "القیسی" لکھا گیا ہے اور تاریخ ابن خلدون (۳X۶۶-۶۷) میں "الضبی" ہے۔ مگر تمیم بن زید کی صحیح نسبت "القینی" ہے اور متعدد کتابوں میں بالکل اسی طرح درج کی گئی ہے۔

دیکھئے دیوان فرزدق، طبع ساوی، ص ۱۹۱، نقائض جریر و فرزدق ص ۳۸۰-۳۸۱ قلمی نسخہ L، نمبر 3758 متحف بریطانیہ، ذیل آمالی (لابی علی القالی) ص ۷۷، الکامل للمبرد، یوروپ ایڈیشن ۱X۲۸۰، اللسان، ۱X۳۲۷، اور ابن الاثیر، ۴X۳۸۳ - فتحنامہ کے ص ۳۰۰ / [۲۱۴] سے ظاہر ہے کہ تمیم بن زید،

Marfat.com

محمد بن قاسم کی فوج میں ایک خاص مقتدر شخص تھا اور شہر برھمن آباد کے برھمنوں نے اسے ثالث تسلیم کرکے محمد بن قاسم سے معاھدہ کیا تھا۔ تمیم بن زید کی اِسی حیثیت اورمحمد بن قاسم کی فتوحات میں اس کی رفاقت اور تجربہ کاری کی بنا پر ھی اسے تقریباً ۱۸-۱۹ سال بعد سندھ کا گورنر مقرر کیا گیا (فتوح البلدان ص ۴۴۳) اور وہ تقریباً دو سال (۱۰۹-۱۱۱ ھجری) میں اس عہدہ پر فائز رھا (ن۔ب)۔

۲۰۳/[۱۸۲] داھر نے ھاتھی سے اترکر ایک عرب کا مقابلہ کیا: اس امر کی تصدیق بلاذری کی اس روایت سے بھی ھوتی ھے کہ "وتَرجل داھر وقاتل فقتل (فتوح البلدان ص ۴۳۸) یعنی داھر نے پیادہ ھوکر جنگ کی اس کے بعد قتل ھوا (ن۔ب)۔

۲۰۷/[۴۸۰] داھر کا سر بھی اسی (عمرو بن خالد) نے دو ٹکڑے کیا: مورخ بلاذری لکھتا ھے کہ داھر کو قبیلہ بنو کلب کے ایک شخص نے قتل کیا (فتوح البلدان ص ۴۳۸)۔ فتحنامہ میں اسی صفحہ پر نیچے کی سطور میں عمرو بن خالد کی حجاج سے کی ھوئی گفتگو دی گئی ھے اور صفحہ ۲۰۷ پر وہ اشعار درج کئے گئے ھیں جو اس نے سر پیش کرتے وقت پڑھے تھے۔ یہی اشعار بلاذری نے قبیلۂ بنو کلاب کے اس شخص سے منسوب کئے ھیں جس نے داھر کو قتل کیا تھا۔ اس سے یہ ظاھر ھوتا ھے کہ عمرو بن خالد قبیلۂ بنو کلاب میں سے تھا اور اسی نے داھر کو قتل کیا تھا۔ البتہ بلاذری نے

Marfat.com

(فتوح ص ۴۳۸-۴۳۹)۔ ایک دوسری روایت ابن الکلبی کی بھی نقل کی ہے جس کے مطابق داھر کو ایک شخص القاسم بن ثعلبہ بن عبداللہ بن حصن الطائی نے قتل کیا تھا۔ مگر ابن الکلبی کے مقابلے میں مشرقی ممالک کی فتوحات کے بارے میں المدائنی کی روایت زیادہ معتبر ہے اور فتحنامہ کے بیان یا بلاذری کی المدائنی والی روایت ان دونوں کی مطابقت سے تصدیق ہوتی ہے کہ عمرو بن خالد کلابی ھی نے داھر کو قتل کیا تھا (ن۔ب)۔

۲۵۸/[۱۸۵] محمد بن قاسم نے اسے (داھر کی بیوی لاڈی کو) خرید کر اپنی بیوی بنایا: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ص ۴۴۳ نوٹ ۱۲۴/[۹۴] (ن۔ب)۔

۲۶۱/[۱۸۷] زیاد بن الحواری العتکی: اصل فارسی متن میں "العتکی" کی بجائے "العبدی" ہے مگر اس نسبت کے ساتھ یہ نام کسی بھی تاریخ میں نظر نہیں آتا۔ البتہ الحواری بن زیاد بن عمرو العتکی، قبیلہ بنو العتیک بن الازد کا ایک مشہور شخص گذرا ہے اور الحواری کا باپ زیاد، حجاج کی طرف سے پولیس کا افسر اعلیٰ تھا (ابن درید، کتاب الاشتاق، ص ۲۸۴)۔ غالباً زیاد سے اس کا بیٹا الحواری زیادہ مشہور تھا اور محمد بن قاسم کے لشکر میں شامل تھا اس لئے متن میں بھی صحیح نام "الحواری بن زیاد العتکی" ہونا چاھئے (ن۔ب)۔

۲۶۵/[۱۹۰] حجاج کا اپنی بیٹی، محمد بن قاسم کو

Marfat.com

دینے کی حکایت: یہ روایت تاریخی اعتبار سے قطعی غیر معتبر ھے جیسا کہ پہلے نوٹ ۱۲۴ /[۹۴] میں تفصیل سے واضح کیا گیا ھے (ن۔ب)۔

۲۷۱/[۱۹۴] نفط اور زرنیخ: اصل فارسی متن میں "زرنیخ" کی بجائے "فرداخ" ھے جو کہ ایک مبہم لفظ ھے۔ چنانچہ ھم نے متن کے حاشیہ میں واضح کردیا ھے کہ "نفط اور زرنیخ" ایک قدیم کیمیائی اصطلاح ھے" اور دونوں لفظوں کی آخیر کی "خ" سے معلوم ھوتا ھے کہ "فرداخ" بھی "زرنیخ" کی بگڑی ھوئی صورت خطی ھے۔ ھوڑی والا (ص ۹۳) میں فرداخ یا فرداج کو غرواہ یا غراوہ یا عرادہ کی بگڑی ھوئی شکل سمجھتا ھے جو کہ قرین قیاس نہیں ھے کیونکہ دونوں لفظوں کے آخر میں "خ" اور "ہ" کے حروف میں کوئی صوتی یا شکلی مناسبت نہیں ھے کہ جو کتابت میں غلطی کا سبب بن سکے دوسرے خود ھوڑی والا کے بیان کے مطابق غرواہ یا غراوہ یا عرادہ کے معنی پتھر کے ھیں لیکن فتحنامہ کی عبارت سے یہ ظاھر ھے کہ یہ چیز رات کی جنگ میں نفط (یعنی پٹرول یا naptha تیل) کے ساتھ استعمال کی گئی۔ چنانچہ پتھروں کا تیل کے ساتھ استعمال بےمعنی ھے اور اسی وجہ سے صحیح لفظ زرنیخ ھی ھے یعنی ھڑتال جو کہ معدنیات میں سے ھے اور آگ کے شعلے بھڑکانے کے لئے استعمال ھوتی ھے (ن۔ب)۔

۲۷۲/[۱۹۵] "حسنہ" نامی راجہ داھر کی بھانجی بھی آن میں تھی: "حسنہ" دراصل عربی نام ھے۔ ممکن ھے کہ

Marfat.com

آس کا نام بھی ایسا ھی ھو کہ جس کے معنی عربی میں "حسنہ" کے ھوں۔ لیکن فتحنامہ میں "مایین" کے سوا کہیں بھی داھر کی کسی اور بہن کا ذکر یا نام نہیں ھے اور "مایین" کو بھی داھر اپنے ھی عقد میں لایا تھا۔ ایسی صورت میں داھر کی بھانجی ھونے کا کوئی سوال ھی پیدا نہیں ھوتا اور اسی وجہ سے یہ روایت قطعی غیر معتبر معلوم ھوتی ھے (ن۔ب)۔

۲۷۳/[۱۹۶] پھر اجازت کے مطابق عبداللہ اسے (حسنہ کو) اپنے نکاح میں لایا: یہ وھی حسنہ ھے جس کا ذکر اس سے پہلے کی سطور میں ھوچکا ھے۔ یہ بیان بھی ایک افسانہ معلوم ھوتا ھے۔ اول تو عبداللہ بن عباس رضہ ولید کے عہد سے پہلے ھی سنہ ۶۸ ھجری میں وفات پاچکے تھے اسی وجہ سے "حسنہ" سے عبداللہ نے نہیں بلکہ آن کے بیٹے علی بن عبداللہ نے جو کہ ولید کے زمانے میں زندہ تھے، شادی کی ھوگی۔ مگر یہ قیاس بھی فتحنامہ میں اس سے پہلے دیئے گئے ایک بیان (ص ۲۶۸) کے خلاف ھوگا جس کے مطابق خود کعب بن مخارق نے جو کہ اس وقت ولید کے پاس حاضر تھا، حسنہ سے نکاح کیا مگر اس سے کوئی اولاد نہیں ھوئی (ن۔ب)۔

۲۷۴/[۱۹۷] نوشتہ نافع سنہ ۹۳ ھجری: یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ نافع جو کہ حجاج کا کاتب یا معتمد تھا وہ کون تھا۔ نافع نام کے جو لوگ اس زمانے کے قریب گذرے ھیں وہ یہ ھیں:-

۱- نافع بن جبیر بن مطعم جو کہ تابعی تھے، انھوں نے

Marfat.com

سنہ ۹۹ ھجری میں وفات پائی۔ ۲۔ نافع مولیٰ آل زبیر جو تاریخ کے مشہور راویوں میں سے تھا۔ ۳۔ نافع بن الحارث بن کلدہ، زیاد کا بھائی۔ ۴۔ نافع بن ھرمز مولیٰ عبداللہ بن عمر جو تابعی اور حدیث کے معتبر راویوں میں سے تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انھیں اھلِ مصر کو سنتِ نبوی کی تعلیم دینے کے لئے وھاں مامور کیا تھا۔ ممکن ھے کہ یہی نافع اس خط کے کاتب ھوں۔ واللہ اعلم باالصواب (ن۔ب)۔

۲۷۸/[۱۹۹] یہ وھی مسلمان عورتیں ھیں کہ جنھوں نے حجاج کا نام لے کر فریاد کی تھی: یہ وزیر سیاکر کا بیان ھے کہ جس نے داھر کے قتل ھوجانے کے بعد محمد بن قاسم کے سامنے سپرانداز ھونے کے وقت یہ عورتیں حاضر کیں۔ پہلے صفحہ ۱۱۹ پر یہ کہا گیا ھے کہ جہازوں کے لٹنے کے وقت قبیلۂ بنی عزیر کی ایک عورت نے مدد کے لئے حجاج کا نام لے کر فریاد کی تھی۔ آگے چل کر پھر یہ ظاھر کیا گیا ھے کہ دیبل کے اندر ساری مسلمان قیدی عورتوں نے حجاج کو اپنی مدد کے لئے پکارا تھا۔ اس کے بعد ص ۱۴۰ پر بیان کیا گیا ھے کہ جب محمد بن قاسم نے دیبل فتح کیا تب وہ سارے مرد اور عورت قیدی آزاد کئے گئے کہ جو سراندیپ کے جہازوں یا بدیل کے لشکر میں سے قید کئے گئے تھے۔ وزیر سیاکر کے مذکورہ بیان سے معلوم ھوتا ھے کہ گرفتارشدہ قیدیوں میں سے کچھ مسلمان عورتیں راجہ داھر کے پاس بھی قید تھیں جنھیں اس کے قتل ھوجانے کے بعد اور اپنے ھتھیار ڈالنے کے موقع پر

Marfat.com

وزیر سیاکر نے محمد بن قاسم کے سامنے حاضر کیا تھا۔
۲۷۹/[۲۰۱] جلوالی: اصل فارسی متن میں اس مقام پر "برشطِ نہر جلوالی" (یعنی نہر جلوالی کے کنارے پر) کے الفاظ ہیں۔ جس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ "جلوالی" دریائے مہران کی ایک چھوٹی شاخ تھی اسی لحاظ سے اسی صفحہ پر ایک دوسری جگہ "آبنائے جلوالی" سے مراد "جلوالی پاٹ" ہے۔ پھر صفحہ ۳۰۳/[۲۱۶] پر اصل فارسی متن میں "جوئے جلوالی" (یعنی جلوالی شاخ یا نہر) کا ذکر ہے۔

زیرِ بحث صفحہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ نہر جلوالی شہر برھمن آباد کے مشرق میں بہا کرتی تھی اور برھمن آباد پر چڑھائی کے وقت محمد بن قاسم نے اسی نہر کے کنارے آکر ڈیرے ڈالے تھے۔

یہ قدیم نام جلوالی (جل + والی = پانی والی) غالباً بدلتے ہوئے مقامی تلفظ کے اعتبار سے رفتہ رفتہ "جرواری" اور پھر "جراری" بن گیا جس کی یادگار کے طور پر "جراڑی" نامی گاؤں آج بھی شہداد پور سے دس میل مشرق میں موجود ہے۔ اس گاؤں کے قریب آج بھی قدیم پاٹ یا نہر کے پیٹے کے نشانات نمایاں طور پر نظر آتے ہیں اور یہ گاؤں اس پیٹے کے بالکل متصل واقع ہے۔

میجر جنرل ہیگ نے، جس نے کہ سنہ ۱۸۷۷ع میں (Servey) مہران کی ساری شاخوں کی پیمائش کی تھی، نہر جلوالی کے مخرج اور پیٹے کے بارے میں، عرب جغرافیہ نویسوں کے بیانات

Marfat.com

اور اپنی تحقیق یا معائنہ کی روشنی میں، پوری پوری نشان‌دھی کی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق : یہ شاخ سکرنڈ سے ۱۰ میل مشرق کی طرف کلری کے قریب خاص دریا سے نکل کر نشیب میں منصورہ کے بمشرق کی طرف سے بہتی ہوئی، جنوب کی طرف بل کھا کر منصورہ سے ۱۰ میل دور مشرق کی طرف جا کر (خاص دریا) لوھانہ سے مل جاتی تھی۔ اس کی کل لمبائی یقینی طور ۵۰ میل کے قریب ہوگی۔ عرب جغرافیہ نویسوں نے اس شاخ کو نقشے میں دریائے مہران کے پیٹے کی سیدھی لکیر کے جنوبی حصے میں نصف دائرے کی شکل میں دکھایا ہے۔ ا۔ ھ۔ (انڈس ڈیلٹا کنٹری، ص ۱۳۵)۔

جلوالی کے اس قدیم پاٹ کے نشانات کہیں کہیں آج تک صاف نظر آتے ہیں اور قرب وجوار کے بعض سن رسیدہ لوگوں کو آج بھی اس کے پرانے پیٹے کا علم ہے۔ جائے وقوع پر تحقیقات کے بعد اس کی بابت مندرجہ ذیل معلومات مزید حاصل ہوئی ہیں جن سے میجر جنرل ہیگ کے مذکورہ مختصر بیان پر پوری روشنی پڑتی ہے :-

جلوالی شاخ خاص دریا سے کلری کے قریب پھوٹتی تھی۔ کلری کو عرب جغرافیہ نویسوں نے اپنے نقشوں میں دیا ہے اور یہ نام آج بھی تحصیل شہداد پور کے ایک دیہہ کے نام کی صورت میں محفوظ ہے جو کہ نواب شاہ سے تین میل مشرق کی طرف واقع ہے۔ کلری کے نشیب میں اس شاخ کی دو دھاروں کے نشانات ملتے ہیں۔ ایک تو گھاڑی اور مہرن کے بعد

Marfat.com

کونھیری کی جانب آنے والا نالہ یا پیٹا جو شاہ پور چاکر کے شمال، برھون کے مغرب میں اور "دکاک جی بھڑی" کے مشرق میں پہنچتا ھے اور دوسرا نشیب میں جنوب کی طرف سمیر والا نالہ جہاں بعد میں "سمیر واہ" بنی۔ کلری اور سمیر کی بابت، سندھی کے ابتدائی اشعار "ماموئی کی پہیلیوں" کی قسم کے ایک بیت میں یہ حوالہ ھے :-

سمیر ۾ نہ ساريون ٿيندیون ، ڪلري ۾ نہ ڪماند،
هاري ۽ هر ڏانـد ، نہ ڇاڻـان ڪيهـيءَ ويا .

[یعنی نہ سمیر میں دھان کی فصلیں ھوں گی اور نہ کلری میں کمند (گنّا یا ایکھ) پتہ نہیں کسان، ھل اور بیل سب کدھر چلے گئے]۔

یہ قدیم پاٹ شاہ پور چاکر کے نشیب میں جنوب مشرق کی طرف بہتا ھوا آکر موجودہ "جمڑاؤ واہ" کی "کنگ پٹی" موری یا نالی کے شمال کی طرف سے مشرق کی سمت پلٹتا تھا۔ پرانے زمانے میں جلوالی پاٹ کے اس حصے کو "نار" کہتے تھے اور شاہ پور سے لے کر جمڑاؤ تک کے پیٹے کو آج بھی "نار وارو پوٹھو" کہا جاتا ھے۔ جمڑاؤ سے پھر یہ پاٹ مشرق کی طرف (موجودہ تحصیل سنجھورو میں) "سرانڈ جی جوءِ" (جوئے سرانڈ) میں بہتا تھا جہاں اس دھارے کی پرانی جھلیوں کے نشانات موجود ھیں اور مقامی طور پر جنھیں "جعفر خان لغاری جا کنب" کہا جاتا ھے۔ سرانڈ کے بعد یہ پاٹ بل کھا کر جنوب کی طرف بہتا تھا اور اس کے پیٹے

Marfat.com

کے نشانات موضع پلیہ لغاری اور موضع برڑا کے درمیا
"صوبھے جی ڈرب" اور "طالب شاہ جی ڈرب" کے نام سے
ریت کے نالوں کی شکل میں موجود ھیں - اس کے بعد میت
اور جراڑی کے پاس سے بہتا ھوا یہ پاٹ قدیم شہر منصو
کے قریب غالباً دو شاخوں میں تقسیم ھوجاتا تھا - ان میں سے
ایک بڑی شاخ منصورہ کے مشرق کی طرف سے اور دوسری
چھوٹی شاخ مغرب کی طرف سے بہتی ھوئی دونوں کہیں آگے
جاکر آپس میں مل جاتی تھیں اور اِس طرح منصورہ کو گویا
ایک دو آبے یا جزیرے کی شکل دیتی تھیں - قدیم منصورہ
کے مشرق اور مغرب میں ان دونوں شاخوں کے پیٹے موجود
ھیں - اس کے بعد منصورہ کے آگے جنوب کی طرف پلٹ کر یہ
پاٹ مغرب کی طرف بہتا ھوا غالباً "شاہ بیگ مری" کے گاؤں
کے قریب یا اس سے کچھ جنوب کی طرف جاکر خاص دریا
لوھانہ میں شامل ھوجاتا تھا - اس سنگم پر لوھانہ کا وسیع
پیٹا آج بھی نمایاں طور پر نظر آتا ھے (ن - ب)۔

۲۸۱/[۲۰۲] ماہِ ذوالحج کا اواخر، اتوار کا دن اور
سنہ ترانوے ھجری تھا: فتحنامہ میں دی ھوئی تاریخوں میں
بڑی غلطیاں ھیں - مثلاً ص ۲۰۲ میں کہا گیا ھے کہ راجہ
داھر ۱۰- رمضان سنہ ۹۳ ھجری میں راوڑ کے قلعے کے قریب
قتل ھوا - اس کے بعد محمد بن قاسم نے دھلیلہ اور بہرور کے
قلعوں کی طرف رخ کیا اور ھر ایک قلعے کو فتح کرنے کے لئے
اسے دو ماہ تک ان قلعوں کا محاصرہ کرنا پڑا پھر وھاں سے وہ

Marfat.com

برھمن آباد آیا جہاں اس کے پہنچنے کی تاریخ ماہِ رجب سنہ ۹۳ ھجری بیان کی گئی ھے (ص ۲۸۱) یہاں محاصرہ میں چھ ماہ کی مدت صرف ھوتی ھے لیکن اس کے باوجود زیرِ بحث صفحہ پر اس عبارت کے مطابق یہ سال سنہ ۹۳ ھجری اور ماہ ذوالحج بیان کیا گیا ھے۔

اگر داھر کے قتل کی مذکورہ تاریخ کو صحیح تصور کیا جائے تب بھی سرسری حساب سے محمد بن قاسم ماہ رجب سنہ ۹۴ ھجری میں برھمن‌آباد پہنچا ھوگا اور چھ ماہ بعد ماہ ذوالحج سنہ ۹۴ ھجری ھوگا نہ کہ سنہ ۹۳ ھجری۔ ھوڑی والا کی تحقیق کے مطابق (ص ۹۴) کیلنڈر کے حساب سے بھی ۲۹ ذوالحج سنہ ۹۴ ھجری (۲۵ ستمبر سنہ ۷۱۳ع) کو اتوار کے دن پڑتا ھے (ن۔ب)۔

۲۸۲/[۲۰۲] عطیہ تغلبی: اس مقام پر فارسی متن میں "عطیہ ثعلبی" ھے۔ یہی نام اس سے پیشتر ص ۲۱۴ پر آچکا ھے وھاں بھی ایک نسخہ کا تلفظ "عطیہ ثعلبی" ھے لیکن نسخہ (ر)، (م) کے مطابق "تغلبی" ھی صحیح معلوم ھوتا ھے۔ چونکہ نسبت "ثعلبی" عربوں میں غیر معروف ھے اس لئے دونوں مقامات پر ھم نے "تغلبی" کا تلفظ اختیار کیا ھے۔

لیکن ھوسکتا ھے کہ "عطیہ بن ثعلبی" اصل میں "عطیہ بن ثعلبیہ" ھو کیونکہ یہ نام تاریخ میں بھی نظر آتا ھے۔ ملاحظہ ھو تاریخ العیون والحدائق جلد ۳، ص ۱۶۴۔ عطیہ بن ثعلبیہ، اموی عہدِ ثانیہ کے مشہور وائسرائے اور سپہ سالار

Marfat.com

یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفزاری کا نائب تھا جس نے اسے ضحاک خارجی کے خلیفہ عبیدہ کے مقابلے کے لئے کوفہ بھیجا تھا (ن۔ب)۔

۲۸۳ /[۲۰۲] خریم بن عمرو المدنی: اس سے پیشتر نوٹ ۲۴۳ /[۱۷۴] میں اس نام کی نسبت کے بارے میں بحث کی جاچکی ہے کہ فتحنامہ کے جملہ نسخوں کے تلفظ "المدنی" کی طرف مائل کرتے ہیں۔ مگر ایک مستند تاریخ کی بنا پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ "المدنی" درحقیقت "اَلْمُرّی" کی تحریف ہے اور صحیح نام غالباً "خریم بن عمرو المرّی" ہے۔ ابن عساکر کے حوالے (التاریخ الکبیر ۵X۱۲۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام مع ولدیت "خریم بن عمرو بن الحارث بن خارجہ بن سنان المرّیِ" تھا اور وہ "خریم الناعم" کے لقب سے مشہور تھا۔ حجاج اس کی بڑی عزت کرتا تھا اور وہ اسے بیحد شریف سمجھتا تھا۔ اس سے ایک دفعہ دریافت کیا گیا کہ نعمت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ پہلی نعمت امن ہے کیونکہ خوف والے کے لئے لذت پانا محال ہے دوسری خوش حالی کیونکہ تنگ دست کے لئے فرحت مشکل ہے اور تیسری نعمت تندرستی ہے کیونکہ بیمار کے لئے خوشی پانا محال ہے۔ اس کا رنگ سیاہ تھا مگر بڑا دانشمند تھا۔

ابن عساکر کا مذکورہ بالا حوالہ فتحنامہ میں خریم کی بابت دیئے ہوئے بیانات کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ بڑا عقلمند اور دانا تھا حجاج اسے بےحد شریف خیال کرتا تھا اور اس کی بڑی قدر کرتا تھا۔ مثال کی طور پر ص ۱۳۶ پر خود حجاج

Marfat.com

کے خط کے الفاظ ہیں کہ "خریم.....اچھی عادات اور اعلیٰ اخلاق سے مزین ہے"۔ پھر آگے چل کر ۳۱۲-۳۱۳ میں بیان کیا گیا ہے کہ "خریم ایک دانا اور ہوشیار شخص تھا اور ساتھ ہی ساتھ بڑا دیندار اور امین بھی تھا"۔ انھی وجوہ کی بنا پر کافی وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ فتحنامہ میں "المدنی" دراصل "المرّی" کی تحریف ہے اور صحیح "خریم بن عمرو آلمرّی" سمجھنا چاہئے۔ (ن۔ب)

۲۸۴/[۲۰۳] راجئری : عبارت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ علاقی طاکیہ سے ہوتا ہوا رویم کی سرحد پر پہنچا اور وہاں سے راجئری کی طرف خط لکھا۔ عموماً طاکیہ، تکادیش یا شمالی پنجاب کو کہتے ہیں مگر ہوسکتا ہے کہ اس مقام پر قدیم تاکیشر کے علاقہ سے مراد ہو جہاں سے کشمیر کا تخت گاہ راجئری زیادہ دور نہیں تھا۔ بیرونی اپنی "کتاب الہند" (انگریزی ترجمہ ۱X۲۰۸) میں لکھتا ہے کہ (کوہِ کلارجک) تاکیشر اور لوہاور کے خطوں سے ہمیشہ دکھائی دیتا ہے..... شہر راجوری (اس پہاڑ کی) چوٹی سے (صرف) تین فرسنگ کے فاصلے پر ہے"۔ فتحنامہ میں زیر بحث صفحہ پر بتایا گیا ہے کہ "وہ پایۂ تخت (راجوری) پہاڑ پر ہے"۔ اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ فتحنامہ کا "راجئری" کشمیر کا وہی پایۂ تخت "راجوری" ہے کہ جس کا بیرونی نے ذکر کیا ہے (ن۔ب)

۲۹۰/[۲۰۷] اور لاڈی گرفتار ہوئی : اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ داہر کے راوڑ میں قتل ہوجانے کے بعد اس کی بیوی

Marfat.com

لاڈی برھمن آباد میں آئی اور قلعے میں اس نے جنگ کی تیاریاں مکمل کرکے محمد بن قاسم کا مقابلہ کیا لیکن اچانک قلعہ کا دروازہ کھل گیا اور محمد بن قاسم کے لشکر نے اندر آکر اسے گرفتار کرلیا۔ یہ بیان ص ۲۰۹/[۱۸۶] پر بیان کئے ہوئے واقعہ کے خلاف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ داھر اور محمد بن قاسم کے درمیان جنگ کے موقع پر لاڈی نے خود کو اونٹ پر سے گرایا اور عین میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر کے سپاھیوں کے ھاتھوں گرفتار ھوئی۔ اس کے بعد آگے چل کر ص ۲۹۲/[۲۰۸] پر ایک اور بھی متضاد بیان ھے کہ برھمن آباد کے قلعے کے فتح ھونے کے بعد جب محمد بن قاسم اور برھمنوں کے درمیان معاھدہ ھوا تب برھمنوں نے اسی معاھدہ کی رو سے لاڈی کو تہ خانہ سے نکال کر محمد بن قاسم کے سامنے حاضر کیا۔

فتحنامہ کے ان متضاد بیانات سے ظاھر ھے کہ لاڈی کی گرفتاری اور اس کے بعد اس کی محمد بن قاسم سے شادی کے جملہ واقعات ایک دوسرے سے مختلف ھیں اور اسی وجہ سے تاریخی اعتبار سے قطعی غیر معتبر ھیں (ن۔ب)۔

۲۹۱/[۲۰۷] داھر کی بیوی لاڈی قلعے میں ھے: داھر کی دو بیٹیاں بھی دوسری عورتوں کے درمیان منہ چھپائے بیٹھی تھیں جنھیں ایک خادم کی نگرانی میں علٰحدہ بٹھادیا گیا:

یعنی محمد بن قاسم کو معلوم ھوا کہ داھر کی بیوی لاڈی

Marfat.com

قلعے میں ھے البتہ گرفتار شدہ عورتوں میں داھر کی د و بیٹیاں موجود ھیں جنھیں آس نے علٰحدہ بٹھایا۔ اس قسم کی حکایتیں فتحنامہ میں محض افسانوی حیثیت رکھتیں ھیں۔ لاڈی کے بارے میں اس سے پہلے کے نوٹ میں بحث ھوچکی ھے۔ یہاں راوی نے اس حکایت کو دلچسپ بنانے کے لئے لاڈی کے علاوہ داھر کی د و بیٹیوں کو بھی شامل کردیا ھے۔ اگر داھر کی کچھ بیٹیاں گرفتار ھوتیں تو عرب مورخ ان کے متعلق واقعات اور تفصیلات کا ضرور ذکر کرتے۔ لیکن کسی بھی عربی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ خود فتحنامہ کے صفحہ ۲۸۹ پر ان حکایتوں کی ابتدا میں یہ الفاظ دیئے گئے ھیں کہ "برھمن آباد کے بزرگوں کی کہانیوں سے بیان کرتے ھیں (در اقاویل می آرند) اسی وجہ سے ان حکایتوں اور بیانات کو صرف اقاویل یا داستانیں ھی تصور کرنا چاھئے (ن۔ب)۔

۲۹۹-۲۰۰/[۲۱۴] سو درھم اصل مال میں سے..... حضور نواب کی حفاظت میں دیا جائے: یہاں "اصل مال" سے مراد غالباً سرکاری محصول ھے، کل مال نہیں کیونکہ آگے چل کر صاف طور پر کہا گیا ھے کہ جو باقی بچے وہ سب خزانے میں داخل کیا جائے۔ طرزِ عبارت سے معلوم ھوتا ھے کہ سرکاری محصول کے ھر سو درھم میں سے تین درھم مقامی لوگوں کو خیرات میں دینے اور دوسرے سماجی کاموں کے لئے منظور کئے گئے اور انھیں تاکید کی گئی کہ اس میں برھمنوں کا جتنا حق ھو وہ انھیں ادا کیا جائے۔

Marfat.com

اس عبارت کا آخری فقرہ اصل فارسی متن میں اس طرح ھے "باقی در وجہ خزانہ در قلم اصحاب و حضور نواب در حفظ می باشد" اس عبارت پر ھوڑی والا نے (ص۹۶) پر یہ مفید نوٹ قلم بند کیا ھے :-

تاریخی کتابوں یا عام محاورے میں "حضور سے مراد مرکزی حاکم یا حکومت کا نمائندہ ھوتا ھے یعنی یہ لفظ "Central Authority" کے مفہوم میں استعمال ھوتا ھے۔ لہٰذا "حضور نواب سے مراد ھے محمد بن قاسم کی طرف سے مامور کیا ھوا "ھز ایکسیلنسی گورنر"۔ اس عبارت میں "اصحاب و حضور نواب" کے فقرے میں "و" زائد ھے اور صحیح فقرہ "اصحابِ حضورِ نواب" ھونا چاھئے یعنی "حضور نواب کے عمّال یا افسر"۔ لہٰذا اس جملے کا مطلب ھوگا کہ: باقی رقم خزانے میں داخل کرنی چاھئے اور یہ رقم حضور نواب کے عُمّال مجرا کر کے داخل کریں گے۔

اس وضاحت کی بنیاد پر متن میں اس جملے کے دیئے ھوئے ترجمے میں بھی مذکورہ بیان کردہ مفہوم کے مطابق ترمیم کرنی چاھئے (ن۔ب)۔

۳۰۰/[۲۱۴] حَکم بن عَوانہ کلبی: ظاھر ھے کہ یہ سندھ میں محمد بن قاسم کی فوج میں شامل تھا اور خاصی

Marfat.com

ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ برھمنوں نے محمد بن قاسم سے صلح کے موقع پر اسے ثالث تسلیم کیا تھا۔ اسی فوجی اور سیاسی تجربے کی وجہ سے ھی بعد میں حکم کو تقریباً سنہ ۱۱۱ ھجری میں سندھ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ وہ دس سال تک اس عہدہ پر فائز رھا اور اپنے دور میں بڑی فتوحات حاصل کیں حتیٰ کہ سنہ ۱۲۱-۱۲۲ ھجری کے قریب سندھ میں ھی شہید ھوا (ن۔ب)۔

۳۰۴/[۲۱۷] ھند کے شہروں کو چین کی حدود تک فتح کرنا تجھ پر لازم ھے۔ امیر قتیبہ بن مسلم قریشی کو [بھی چین کے فتح کرنے کے لئے] مامور کیا گیا ھے۔ [سارے] عراقی غلام اس کی طرف منتقل کئے جائیں اور [جہم بن زحر بن قیس کو اس کے پاس بھیجا جائے، اور] نامزد کردہ لشکر اس کے ساتھ جائے: فارسی ایڈیشن کی عبارت اس طرح ھے:

"بر تو باد کہ بلادِ ھند تا بحدِ چین مسلم کنی۔
و امیر قتیبہ بن مسلم الباھلی را نامزد کردہ شد۔
گروگانی جملہ بوے تحویل کنند، و لشکر نامزد کردہ
باوے میرود"۔

یہ فارسی عبارت نامکمل ھے اور کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے اس میں کچھ فقرے حذف ھوگئے ھیں جس کی وجہ سے اس سے کوئی واضح مطلب برآمد نہیں ھوتا۔ ھم نے بڑی تحقیق کے بعد عربی ماخذوں کی مدد سے اس عبارت میں تصحیح کی ھے اور بریکٹ میں حذف شدہ فقروں کا اضافہ

Marfat.com

کیا ہے۔ اِس تصحیح کے مندرجہ ذیل پہلو غور طلب ہیں :-

۱- اول یہ کہ قتیبہ بن مسلم تواریخ میں عام طور پر "الباھلی" کی نسبت مشہور ہے لیکن یہاں حجاج اسے "قریشی" کہتا ہے جس کی دو وجوہ ہیں ایک یہ کہ قبیلہ باھلی کے لوگ "مالک بن اَعْصُر بن سَعْد بن قیس عیلان بن مُضر" کی اولاد ہیں (ابن حزم، جمھرۃ ص ۲۳۳) اسی وجہ سے قریش میں سے ہیں اور کسی "باھلی" کو "قریشی" کہنا صحیح ہے۔ لیکن دوسری خاص وجہ کہ جس کی بنا پر حجاج قتیبہ کو باھلی کی بجائے قریشی کہتا ہے یہ ہے کہ نسبت "باھلی" میں عربوں کے نقطۂ نظر سے کچھ عیب تھا کیونکہ قبیلہ "باھلی" کے جد امجد مالک نے قبیلہ مُذحج کی جس عورت "باھلہ بنت سعد بن سعد العشیرہ" سے نکاح کیا تھا، اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے مَعْن نے بھی اسی عورت سے شادی کی تھی (ابن حزم جمھرۃ ص ۲۳۴) اسی وجہ سے کچھ سمجھدار عرب خود کو باھلی کہلانا عار سمجھتے تھے۔ مشہور عرب عالم عبدالملک بن قُرَیْب الاصْمعی، قتیبہ بن معن بن مالک کی اولاد میں سے تھا مگر کہا کرتا تھا کہ "میں باھلہ کی اولاد میں سے نہیں ہوں کیونکہ قتیبہ بن معن ہرگز باھلہ کے بطن سے نہیں تھا"۔ (ایضاً ص ۲۳۴)۔ غالباً حجاج نے بھی اسی عار کے لحاظ سے امیر قتیبہ کو "باھلی" کی بجائے "قریشی" کہا ہے۔ قتیبہ کا سلسلہ وار شجرہ اس طرح ہے :- قتیبہ بن مُسْلِم بن عَمْرَو بن الحصیْن بن ربیعہ

Marfat.com

بن خالد بن آسیدالخیر بن قضاعی بن ھلا ل بن سلامۃ بن ثعلبہ بن وائل بن معن بن مالک بن اعصُر بن سعد بن قیس عیلان بن مضر (ایضاً، ص ۲۳۴)۔

دوم یہ کہ فتحنامہ کی اصل فارسی ناقص عبارت سے (جس کی کہ تصحیح کی گئی ھے) یہ خیال ھوتا ھے کہ ایک تو حجاج نے محمد بن قاسم کو چین فتح کرنے کے لئے لکھا اور اسے یہ بھی اطلاع دی کہ امیر قتیبہ بن مسلم کو بھی اس مہم پر مامور کیا گیا ھے، دوسرے یہ کہ اس نے محمد بن قاسم کو تاکید کی کہ وہ کچھ لشکر کسی شخص کے حوالے کرے تا کہ وہ اس کے ساتھ جائے۔

پہلے خیال کو یعقوبی (۲۴۶X۲) کے اس بیان سے تقویت ملتی ھے کہ: (نیرون کی صلح کے بعد) محمد بن قاسم نے حجاج سے آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی جس پر اس نے لکھا کہ بیشک پیش قدمی کر اور توجتنے ممالک فتح کرے تو ھی ان کا حاکم ھوگا۔ ساتھ ھی ساتھ خراسان کے گورنر قتیبہ مسلم کو لکھا کہ تم دونوں میں سے جو بھی پہلے چین فتح کرے گا وھی وھاں کا حاکم ھوگا۔ا۔ھ۔ مورخ طبری (۸۸۹-۹۰X۱) نے بھی یہی لکھا ھے کہ "حجاج کی طرف سے محمد اور قتیبہ دونوں کو چین کی پیشکش کی گئی تھی"۔

ان معتبر حوالوں کی بنیاد پر ھی عبارت کے پہلے حصے کی تصحیح کی گئی ھے اور اس عبارت کے آخری حصے سے جو خیال پیدا ھوتا ھے اسے طبری (۱۲۵۷X۲) کے اس بیان سے سہارا ملتا ھے:

Marfat.com

"حجاج نے محمد بن قاسم ثقفی کو لکھا کہ تو اپنے عراقی (فوجی دستے) قتیبہ (بن مسلم، سپہ سالار خراسان) کے پاس بھیج دے اور جھم بن زحر بن قیس کو بھی روانہ کر کیونکہ شامی فوج سے عراقی فوج میں رہنا اُس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔۔ ...
(چنانچہ جھم بن زحر سندھ سے عراقی فوج لے کر روانہ ہوا) اور سنہ ۹۵ ھجری میں قتیبہ کے پاس جا پہنچا"۔

چنانچہ فتحنامہ کی اس ناقص عبارت کے آخری حصے کی طبری کے اسی حوالے کے مطابق تصحیح کی گئی ہے (ن۔ب)۔
۳۱۶/[۲۱۷] اے عم زاد! تو خود بھی کوئی ایسا کارنامہ انجام دے کہ جس سے [تیرے باپ] قاسم کا نام روشن ہو: یہ الفاظ حجاج کی طرف سے محمد بن قاسم کو خط میں لکھے گئے ہیں۔ اصل فارسی متن میں "عم زاد" کی بجائے "ابن عم" (چچا کا بیٹا) ہے۔ اس سلسلے میں اول تو ص ۱۲۴/[۹۴] کی تشریحات و توضیحات کے ضمن میں ص ۴۳۰ پر واضح کیا جاچکا ہے کہ محمد بن قاسم حجاج کے چچا کا بیٹا نہیں بلکہ اس کے چچازاد بھائی قاسم کا بیٹا تھا۔ دوم یہ کہ حجاج، محمد بن قاسم کو لکھتا ہے کہ تو کوئی ایسا کارنامہ انجام دے کہ جس سے تیرے باپ قاسم کا نام روشن ہو۔ یہ ہمت افزائی کا ایک عام فقرہ ہے لیکن اس میں غالباً ایک خاص حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ محمد بن قاسم کا باپ

Marfat.com

اپنے ہمعصروں کے مقابلے میں غیر معروف اور گھامڑ تھا اور اسی وجہ سے اسے "حمقیٰ ثقیف" (یعنی قبیلۂ ثقیف کا احمق) کہتے تھے۔ (دیکھئے کتاب المحبّر، ص ۳۸۰) چنانچہ ہوسکتا ہے کہ اس فقرہ سے حجاج کا یہ بھی مقصد ہو کہ چونکہ قاسم کو کوئی شہرت حاصل نہیں ہے اس لئے تو کوئی ایسا کارہائے نمایاں انجام دے کہ تیرے طفیل اس کا نام مشہور ہو (ن۔ب)۔

۳۰۵/[۲۱۷] شہر برھمن آباد یعنی بانبھڑاہ: اس مقام پر یعنی بانبھڑاہ "کا فقرہ غالباً فتحنامہ کے مترجم کی طرف سے توضیحاً بڑھایا گیا ہے۔ سندھی زبان میں "برھمن" کو عام طور پر "بانبھنڑ" کہا جاتا ہے اور اسی لحاظ سے برھمن آباد کو مقامی طور پر "بانبھنڑاہ" کہا گیا۔ لیکن قدیم زمانے میں سندھی کی "ن" (ڑ، آمیز، ن) کا لہجہ "ڑ" کی صورت میں تھا اور فتحنامہ کی یہ عبارت اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ سنہ ۶۱۳ ہجری میں جب علی کوفی نے فتحنامہ کا ترجمہ کیا اس وقت اِس شہر کو مقامی طور پر "بانبھڑاہ" کہا جاتا تھا۔ مزید دیکھئے ص ۳۸۵ تشریحات و توضیحات ص ۱۸ /[۱۵] (ن۔ب)۔

۳۰۵/[۲۱۷] وداع بن حُمَیْد البَحْری: فتحنامہ میں پہلے ص ۱۴۶، اور ص ۱۷۰ پر حمید بن وداع کا ذکر آچکا ہے۔ ان تمام صفحات میں اس کی نسبت "النجدی" ظاہر کی گئی ہے۔ جس کے لئے زیرِ بحث صفحہ ۳۰۵/۲۱۷ کا حاشیہ ۱۔ توجہ طلب ہے۔ لیکن "النجدی" دراصل "البحری"

Marfat.com

کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور صحیح نسبت "البحری" ہی ہے۔ ابن حزم، اپنی کتاب "جمہرۃ انساب العرب" (ص ۳۹۸) میں لکھتا ہے کہ "وداع بن حمید، قبیلہ بنو بحری میں سے تھا وہ بڑا شریف تھا اور (محاذ) ہند کا امیر مقرر ہوا۔ یہ وہی شخص ہے کہ جس نے مہلب کے بیٹوں کے لئے قلعے کے دروازے بند کردیئے تھے اور انھیں اندر نہ آنے دیا تھا"۔

مذکورہ بیان میں ابن حزم کا اشارہ شہر قندابیل کے قلعے کی طرف ہے جس کا یہ واقعہ عربی تواریخ میں مشہور ہے کہ عراق کے وائسرائے یزید بن مہلب نے اپنی طرف سے وداع بن حمید کو قندابیل (گنداوا) کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد جب یزید بن مہلب نے خلیفہ سے بغاوت کی اور اس کے بھائی مفضل اور دوسرے، شاہی فوجوں کے مقابلے سے فرار ہوکر قندابیل کی طرف چل دئے تو انھیں امید تھی کہ چونکہ قندابیل میں ان کا خاص آدمی گورنر ہے اس لئے وہ اس قلعے میں جم کر شاہی فوجوں کا مقابلہ کرسکیں گے۔ مگر جب وہ قندابیل پہنچے تو وداع بن حمید نے قلعے کے دروازے بند کرادیئے اور انھیں اندر نہ آنے دیا (دیکھئے طبری ۲X۱۴۱۲)۔

۳۰۶/۲۱۸] کچھ کا ملک کہ جو کیرج کے بادشاہ دروھر کے قبضے میں تھا: عربی زبان میں باھر کے دخیل اور معرب الفاظ کی صورت خطی کی تبدیلیوں کے لحاظ سے "کیرج" دراصل عربی کا تلفظ "کیرہ" ہے اور "کیرہ" غالباً گجرات کا وہ قدیم شہر "کَیْرا" ہے کہ جس کا اصل قدیم تلفظ

Marfat.com

"کھیڑا" یا کھیڈا تھا اور جو آج بھی کیرا ضلع کا صدر مقام ھے۔ ضلع کیرا کے شمال میں ضلع احمد آباد، ماھی کنٹھا اور ریوا کنٹھا ایجنسی کی چھوٹی ریاست بالاسنور ھے، مغرب میں بھی ضلع احمد آباد اور ریاست کھمبات اور جنوب مشرق میں ماھی ندی اور ریاست بڑودہ ھے۔ شہر کیرا احمد آباد سے بیس میل مغرب میں ھے۔ یہ بہت پُرانا شہر ھے اور اس کی تاریخ مہا بھارت کے زمانے تک جا پہنچتی ھے۔ وھاں سے برآمد ھونے والی تانبے کی ایک تھالی کہ جس پر "پانچویں صدی عیسوی" کے الفاظ کندہ ھیں، اس شہر کی قدامت کی تصدیق کرتی ھے دیکھئے امپیریل گزیٹیر آف انڈیا، جلد ۱۴، ص ۲۸۶)۔ فتحنامہ کے حوالوں سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ آٹھویں صدی عیسوی میں محمد بن قاسم کی فتوحات کے وقت یہ شہر راجہ دروھر کا پایۂ تخت تھا اور کچھ کا ملک بھی راجہ دروھر کی مملکت میں شامل تھا۔

زیرِ بحث صفحہ پر بیان کیا گیا ھے کہ محمد بن قاسم نے ملک کچھ پر جو کہ راجہ دروھر کی مملکت میں تھا، اپنے ایک امیر ھذیل بن سلیمان الاذدی کو متعین کیا تھا۔ ھوسکتا ھے کہ یہ درست ھو لیکن اس مقام پر یہ بیان قبل از وقت ھے۔ کیرج یا کیرا کے فتح ھوجانے سے پہلے ھی محمد بن قاسم، راجہ دروھر کی مملکت کو اپنے کسی مطیع امیر کے کیونکر حوالہ کرسکتا تھا۔ مورخ بلاذری (فتوح البلدان)، ص ۴۴۰) کے بیان سے یہ صاف ظاھر ھے کہ ملتان کے فتح کرنے کے بعد ھی

Marfat.com

محمد بن قاسم نے کیرج فتح کیا۔ اس لحاظ سے ھذیل بن سلیمان کو بھی اسی فتح کے بعد ھی کچھ کا حاکم مقرر کیا گیا ھوگا (ن۔ب)۔

۳۰۸/[۲۱۸] ساوندی سم : یعنی سَمّوں کا شہر ساوندی : آگے چل کر بیان کیا گیا ھے کہ برھمن آباد کی فتح اور بندوبست سے فارغ ھوکر محمد بن قاسم نے آگے کوچ کیا اور بالآخر آکر ساوندی کے نواح میں منزل انداز ھوا جہاں "ایک فرحت افزا جھیل اور سرسبز چراگاہ تھی جسے ڈھنڈھ وکربہار کہتے تھے" (ص ۳۰۹)۔ نام "وکربہار" کے اخیر میں لفظ "بہار" سے معلوم ھوتا ھے کہ "وکربہار" کے آخر میں لفظ "بہار" سے معلوم ھوتا ھے کہ "وکربہار" بدھ مت کا ایک مندر تھا۔ "ڈھنڈھ وکربہار" کے نام سے یہ واضح ھوتا ھے کہ وہ ڈھنڈھ (جھیل) بھی اسی مندر کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ اب دیکھئے کہ محمد بن قاسم برھمن آباد کو فتح کرنے کے بعد آگے شمال کی سمت الور کی طرف جارھا تھا، اور اس رخ پر بدھ کے مندر کا صرف ایک نمایاں نشان موجود ھے جسے آج کل "ٹھل میرر کن" کہا جاتا ھے اور جو ضلع نواب شاہ میں اسٹیشن دور اور دولت پور کے درمیان واقع ھے۔ محکمۂ آثار قدیم کی تحقیقات کے مطابق "ٹھل میرر کن" درحقیقت بدھ مت کے مندر کا استوپا (Stupa) ھے۔ (دیکھئے ھنری کزنس، سندھ کے آثار قدیم، ص ۹۸-۹۹)۔ ان کھنڈرات سے شمال مشرق کی طرف تقریباً دو میل کے فاصلے پر موضع "ساوڑی" واقع ھے اور اس خطے میں قدیمی ناولوں اور جھیلوں کے نشانات اب بھی نمایاں طور پر نظر آتے ھیں۔

Marfat.com

ان نشانات کو دیکھ کر وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ فتحنامہ کا "ساوندی" موجودہ "ساوڑی" ہے۔ مورخ بلاذری نے (فتوح البلدان) ص ۴۳۹) بھی "ساوندی" کا تلفظ "ساوندری" لکھا ہے اور یہی تلفظ موجودہ موضع "ساوڑی" کے نام میں بھی تمثیلی طور پر موجود ہے۔ موضع ساوڑی دریائے سندھ کے ایک قدیم پاٹ کے ساحل پر ہے اور اس پاٹ کا قدیمی پیٹا اس گاؤں سے متصل مغرب کی طرف اب بھی موجود ہے۔ مجمل التواریخ کے مصنف نے لکھا ہے کہ قدیم زمانے میں کشمیر کے راجہ نے دریائے سندھ کے کنارے پر "ساوندی" نام کا شہر آباد کیا تھا۔

فتحنامہ کا "وکر بہار" یقینی طور پر "ٹھل میر رکن" والا قدیمی بدھ مندر ہے اس مندر کے وجود کی تصدیق خود فتحنامہ کے حوالوں سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً صفحہ ۳۰۹ پر بیان کیا گیا ہے کہ: اس اطراف کے سب لوگ شمنی اور بدھ مت کے پیرو تاجر تھے اور بودا نامی ایک شمنی کو محمد بن قاسم نے وہاں کے سردار کے حیثیت سے مقرر کیا تھا (ن۔ب)۔

۳۰۸/[۲۱۹] جمعرات کا دن ۳۔ ماہِ محرم سنہ چورانوے: یہ تاریخ محمد بن قاسم کی برہمن آباد سے ساوندی کی طرف کوچ کرنے کی ہے۔ ہوڑی والا کی تحقیق کے بموجب ۳۔ محرم سنہ ۹۳ ہجری، اتوار، ۹۔ اکتوبر ۷۱۲ع کے مطابق اور ۳۔ محرم ۹۵ھ (رئیت)، جمعرات ۲۸۔ ستمبر ۷۱۳ع کے مطابق ہوتا ہے۔

Marfat.com

اب اگر فتحنامہ کی عبارت میں دن صحیح دیا گیا ھے تو پھر سنہ یقیناً ۹۵ ھجری ھوگا۔ تاریخی تسلسل کے اعتبار سے بھی ۳- محرم ۹۵ ھ زیادہ صحیح ھے کیونکہ محمد بن قاسم کو اروڑ، سکہ اور ملتان وغیرہ کی فتوحات کے لئے پھر بھی ۱۷ یا ۱۸ مہینے باقی بچتے ھیں جو کافی ھیں - محمد بن قاسم کو خلیفہ ولید کی وفات (جمادی الاول سنہ ۹۶- ھجری) کے بعد ھی معزول کرکے واپس بلایا گیا تھا (ھوڑی والا ص۹۶)۔

۳۱۰/[۲۱۹] بدھینی [بن] بھمن ڈھول : ھم نے اس صفحہ کے حاشیہ میں ظاھر کیا ھے کہ (م)، (ن)، (ب) نسخوں کا تلفظ "بدیھی بمن دھول" ھے اور نسخہ (ر) کا تلفظ "بدیھنی بمن دھول ھے"۔ ھوڑی والا (ص ۹۷) کے قیاس کے مطابق یہ نام شاید "بدھی ورمن" (Buddi Varman) ھو کیونکہ یہ نام قدیمی اندراجات میں ملتا ھے اور ۶۴۰ع میں گجرات کے چالوکیہ خاندان کے ایک راجہ کا بھی یہی نام تھا ا۔ ھ۔ فتحنامہ میں اس نام کی صورت خطی کے پیش نظر بھی یہ قیاس قدرے قابل اعتماد معلوم ھوتا ھے بدیھی بمن اور بدھی ورمن آپس میں بیحد مماثل ھیں - چنانچہ اس نام کا تلفظ "بدھی ورمن" [بن] ڈھول ھی زیادہ موزوں ھوگا (ن۔ب)۔

۳۱۱/[۲۲۰] سلیمان بن نبہان اور [قبیلہ] کندہ کے آزاد کئے ھوئے غلام ابو فضۃ القشیری کو بلا کر.....قسمیں دے کر انھیں جنید بن عمرو اور بنی تمیم کی جماعت سے محبت پیدا کرا کے ساتھ..... روانہ کیا۔

Marfat.com

o . o

اوّل تو مذکورہ عبارت سے ظاھر ھے کہ سلیمان بن نبہان اور ابو فضۃ القشیری دو مختلف اشخاص کے نام ھیں - اسی لحاظ سے ص ۲۴۶ /[۱۷۷] پر "نبہان ابو فضۃ قشیری" غالباً دراصل "[سلیمان بن] نبہان (و) ابو فضۃ قشیری" تھا لیکن کاتب کے سہو سے بریکٹ میں دیئے ھوے الفاظ اصل نسخہ سے حذف ھوگئے اور اس کے بعد جملہ قلمی نسخوں میں یہ غلطی قایم رھی- ص ۲۴۶ پر "نبہان ابو فضۃ قشیری" کی تصحیح کرکے اس کے جگہ "سلیمان بن نبہان ابو فضۃ قشیری" لکھنا چاھئے کیونکہ یقینی طور پر کہا جاسکتا ھے کہ یہ دراصل دو نام ھیں : قدیم نسخہ (پ) کی قرأت میں فعل کے جو صیغے "نبہان ابو فضۃ قشیری" کی طرف پلٹتے ھیں وہ جمع کے ھیں مثلاً : مقابل شدند (سامنے ھوے)، جنگ پیوستند (جنگ آزما ھوے)، داھر فوجے دیگر درمقابل ایشان فرستاد (داھر نے ان کے مقابلے پر دوسری فوج بھیجی)، ومی کشتند (اور قتل کرتے رھے) اور آخر کے زائد الفاظ "تا بہ لشکر گاہِ داھر آمدند"۔

دوم یہ کہ اس عبارت میں جو لفظی تصحیح کی گئی ھے اس کے لئے متن صفحہ ۳۱۱ کا حاشیہ ۲ دیکھنا چاھئے- تصحیح کے بعد اس عبارت کا یہ مفہوم واضح ھوجاتا ھے کہ محمد بن قاسم نے اپنے لشکریوں کے دو گروھوں میں صلح و محبت پیدا کرکے انھیں ساتھ ساتھ فرائض کی بجا آوری کے لئے روانہ کیا- یہ دونوں گروہ یہ تھے : ایک بنو قشیرا اور ان کے ساتھی

Marfat.com

(یعنی سلیمان بن نبہان اور ابو فضہ قشیری وغیرہما) اور دوسرے بنو تمیم اور ان کے ساتھی (یعنی جنید بن عمر وغیرہ)۔ ان گروھوں کے درمیاں محبت پیدا کرانے کے مندرجہ ذیل اسباب تھے:

قدیم زمانے سے مضریہ اور یمانیہ نسلوں کے قبائل میں باھم شدید رقابت اور عداوت تھی۔ اسلام کی ابتدا میں یہ باھمی حسد و نفاق اخوت کے رنگ میں ڈوب کر تقریباً ختم ھوچکا تھا۔ لیکن عہدِ بنو امیہ کی سیاست نے دوبارہ ان نسلی رقابتوں کو ھوا دی اور ان دنوں تمیم اور ازد قبائل کے درمیان پھر سے جھگڑے شروع ھوگئے اور یہ فسادات اموی سلطنت کے تقریباً ھر علاقے میں جہاں جہاں بھی یہ قبائل اور ان کے حامی تھے پھیل گئے۔ مثلاً خراسان میں ھریمانی اور ربیعی نسل کے لوگ "ازدی" کہلانے لگے اور ھرمضری نسل کے لوگ "تمیمی" کہلانے لگے (دیکھئے دیوان فرزدق پیرس ایڈیشن ص ٥٣، اور قاھرہ ایڈیشن ص ٨٦٩)۔ ایک طرف یمانی، ربیعی اور ازدی اور دوسری طوف مضری اور تمیمی گروھوں کے درمیان ھر جگہ حسد اور رقابت موجود تھی۔ محمد بن قاسم کی فوج میں ان دونوں گروھوں کے لوگ موجود تھے۔ بنو قشیر کے لوگ ربیعی تھے کیونکہ وہ بنو کعب بن ربیع کی اولاد میں سے تھے (دیکھئے ابن حزم، جمھرۃ ص ٢٧٢) اور اسی وجہ سے بنو تمیم سے ان کی نسلی رقابت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ محمد بن قاسم ان دونوں گروھوں کے لوگوں کو

Marfat.com

ایک مشترکہ ذمہ داری سنبھالنے کے لئے روانہ کررہا تھا تو اس نے پہلے قسمیں دے کر ان کے درمیان باہم صلح و محبت کرانا ضروری سمجھا اور اس کے بعد ھی انھیں روانہ کیا (ن۔ب)۔

۳۱۱/[۲۲۰] بہراور: محمد بن قاسم، ساوندری یعنی ساوڑی سے کوچ کرکے بہراور میں منزل انداز ھوا۔ چونکہ محمد بن قاسم اروڑ کی طرف جارھا تھا اس لئے بہراور کی تلاش ساوڑی کے شمال کی طرف کرنی چاھئے۔ اس سے پہلے یہ معلوم ھوچکا ھے کہ برھمن آباد آتے ھوے محمد بن قاسم جلوالی پاٹ کے کنارے آکر منزل انداز ھوا تھا اور ساوندری میں بھی جھیل وکربہار کے کنارے آکر ٹھہرا تھا اس سے اس قیاس کو تقویت ملتی ھے کہ پانی اور چراگاھوں کی سہولت کے پیش نظر محمد بن قاسم کی فوج زیادہ تر دریا کی شاخوں کے کنارے بڑھتی رھی ھے۔ لہٰذا یہ قطعی ممکن ھے کہ ساوندری سے روانہ ھونے کے بعد محمد بن قاسم مہران کی کسی شاخ یا نہر کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف بڑھا ھو۔ ایسا ھی ایک قدیم پاٹ کا پیٹا ساوڑی کے شمال میں "کھارجانی"، "آمرجی"، "مسرجی وانء" اور "چیھی" کے مغرب کی طرف "بھریا" اور "ھالانی بھلانی" کے قریب آج تک موجود ھے۔

اسی قدیم پاٹ کے رخ اور راستے کے پیش نظر "بہراور" سے "بھریا" اور "بھلانی" کا گمان ھوتا ھے۔ بھلانی کافی

Marfat.com

بھرانی بستی ہے اور جس طرح ھالانی کا نام "ھالا" قوم کے لوگوں کی نسبت سے مشہور ھوا اسی طرح ممکن ھے کہ بھلانی (بھلانی = بھرانی = بھریانی) کی وجہ تسمیہ "بھریا" قوم کے لوگوں کی بستی ھو۔ اس قیاس کے مطابق بھلانی اور بھریا یہ دونوں نام بھریا قوم کے لوگوں سے منسوب معلوم ھوتے ھیں اور بھریا قوم بھی "سہتہ" اور "لاکھا" قوم کی طرح سندھ کی ایک قدیم قوم تھی۔ ممکن ھے کہ "بھراور" (بھراور = بھریا) بھریا قوم کے لوگوں کی جنوبی بستی ھو جو کہ موجودہ بھریا شہر کے آس پاس تھی۔ جائے وقوع کی تلاش اور تحقیق سے پتہ چلا ھے کہ وہ قدیم پاٹ جس کے نشانات شہر بھریا کے مشرق کی طرف موجود ھیں، اس کے کنارے پر قدیم کھنڈرات موجود ھیں۔ ان کھنڈرات سے عربی اور کافی قدیمی سکے برآمد ھوچکے ھیں جو کہ سید امام علی شاہ رئیس بھریا کے پاس موجود ھیں۔ ان سکوں سے پوری تصدیق ھوتی ھے کہ یہ قدیم بستیاں عربی دور سے پہلے اور عربی دور میں موجود تھیں۔ اس طرح موجودہ بھلانی بھی قدیمی کھنڈرات پر آباد ھے اور اسی وجہ سے یہ خیال ھوتا ھے کہ فتحنامہ کا بھراور غالباً بھریا کے ملحق یا بھلانی کے مقام پر واقع تھا۔ واللہ اعلم باالصواب (ن۔ب)۔

۳۱۴/[۲۲۱] وہ (گوپی) کہتا رھتا تھا کہ راجہ داھر ابھی زندہ ھے۔ الخ۔ اس سے پہلے صفحہ ۲۷۵/[۱۹۷-۱۹۸] پر بیان ھوچکا ھے کہ گوپی کو داھر کی موت کی اطلاع

Marfat.com

خود اس کے بھائی جے سنگھ نے بہت پہلے دے دی تھی۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ گوپی جان بوجھ کر یہ خبر چھپا رہا تھا اور اپنی فوج اور رعایا کو داہر کے زندہ ہونے اور کمک لانے کی امیدیں دلا کر ان کے دلوں کو ڈھارس دے رہا تھا تا کہ وہ شاید اس طرح مقابلے کے لئے ڈٹے رہیں (ن۔ب)۔

۳۲۱/[۲۲۶] جس کی کلائیوں میں.....سونے کے کنگن پڑے تھے: یعنی اروڑ کے بت خانہ نوبہار میں استادہ مورتی کے ہاتھوں میں دو کنگن پڑے ہوے تھے۔ ان قدیمی مندروں کے بتوں کی کلائیوں میں کنگن یا کانوں میں بالیاں ہونا ان بتوں کی قدامت کا نشان تھیں اور ایک ہزار سال گذرنے کے بعد بت کو ایک کنگن یا بالی پہنائی جاتی تھی۔ ابن خلکان لکھتا ہے کہ: "ان بالیوں کا مقصد مدت کا اظہار تھا، یعنی ایک ہزار سال کے بعد ایک بالی پہنانے کے بارے میں اکثر حوالے ملتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ محمود (غزنوی) نے سومناتھ کے بت کو تیس بالیاں پہنے دیکھا اور بتایا گیا کہ ہر ایک بالی ایک ہزار سال کی پوجا کی یادگار ہے" (وفیات الاعیان، ۲x۵۸)۔ ابن خلکان کے اس بیان سے قیاس ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کی فتح اروڑ کے وقت اس بتخانہ کی مورتی کو دو ہزار سال سے زیادہ کی مدت گذر چکی تھی (ن۔ب)۔

۳۲۹/[۳۳۲] کبیر بھدر اور بھئو: ممکن ہے ہوڑی والا کے خیال کے مطابق یہ نام اصل میں "کالی بھدر یا کالبھدر" (Kalibhadra or Kalabhadra) اور "بَھیرو" (Bhairav) ہوں۔ (ہوڑی والا ص ۹۷)۔

Marfat.com

٣٣١/[٢٣٣](جے سنگھ) سفر..... کرتا ھوا جالھندر کی حد سے کشمیر میں داخل ھوا۔ وھاں کے بادشاہ کا نام بلھرا تھا اور شاہ کے آستانہ (تخت گاہ؟) کو اسہ کسہ کہتے تھے جہاں جا کر وہ رھا۔ یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز رضہ خلیفہ ھوئے:

اس مقام پر جملہ فارسی نسخوں کی عبارت مبہم اور پیچیدہ ھے اور غالباً اس میں کچھ الفاظ محذوف ھیں اور کچھ لفظوں کا اصل تلفظ بگڑی ھوئی شکل میں ھے۔ بہرحال جملہ نسخوں کی موجودہ عبارتوں کے مطابق وھی معنی ھوں گے کہ جو ترجمہ کی اس عبارت میں دیئے گئے ھیں۔ البتہ مندرجہ ذیل نکات غور طلب ھیں:-

١- (ر) اور (م) کا تلفظ کشمیر کی بجائے "کسہ" ھے اور "کسہ" سے مراد "کشمیر" ھی ھے۔ ھوڑی والا صفحہ ٩٨ پر لکھتا ھے کہ "کسہ کے ملک" سے مراد غالباً کشمیر ھے یعنی "کھسا" (Khasa) یا "کھشا" (Kahasha) قوم کے لوگوں کا ملک کہ جس کا ذکر "راجترنجنی" اور سنسکرت کی دوسری کتابوں ملتا ھے۔ اس قوم لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ھے کہ یہ "پیر پنتسال" کے پہاڑوں کے جنوب کی طرف جہلم، بوھر اور کشتوار (Kishtwar) کی وسطی وادیوں میں رھتے تھے اور انھیں موجودہ قوم "کھکھا" (Khakha) تصور کیا جاسکتا ھے کہ جس سے کشمیر کی نشیبی "وتستا" (Vitasta) وادی میں رھنے والے جملہ چھوٹے سردار اور سربراہ تعلق رکھتے ھیں۔ (بحوالہ آرل سٹین، حاشیہ راجترنجنی، انگریزی

Marfat.com

ترجم، کتاب ۱- بیت ۳۱۷)- بقول سر جارج گریرسن، "کھسا" قوم کے لوگ نہ صرف کشمیر میں ھیں بلکہ کماؤں اور گڑھوال میں بھی موجود ھیں۔ "آریائی زبان بولنے والے وہ جملہ لوگ جو کہ ھمالہ کے نشیبی علاقوں میں کشمیر سے لے کر دارجلنگ تک بستے ھیں وہ عام طور پر "کھسا" نسل سے ھیں" - (Indian Antiquary 1214, P. 511)

۲- کشمیر کے راجہ کا نام "بلھرا" بھی خاصی پیچیدگی پیدا کرتا ھے۔ اِس گتھی کو سلجھانے کے لئے ضروری ھے کہ "بلھرا" کو لقب نہیں بلکہ کشمیر کے کسی راجہ کا ذاتی نام تصور کیا جائے، کیونکہ "بلھرا" دکن کے راجاؤں کا لقب تھا جس کی تصدیق مسعودی وغیرہ عرب علماء کے بیانات سے ھوتی ھے۔

لیکن موجودہ تحقیق کے مطابق اُس وقت کے کشمیر کے کسی "بلھرا" نامی راجہ کا سراغ نہیں ملتا۔ سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات کا سلسلہ سنہ ۷۱۲ع سے شروع ھوتا ھے اور جےسنگھ نے تقریباً ۱۴ /۷۱۳ع میں جاکر کشمیر میں پناہ لی ھوگی۔ لیکن ان دنوں کشمیر پر "کارکوتہ" (Karkota) خاندان کی حکومت تھی۔ اس وقت اس خاندان کا جو راجہ وھاں حکمران تھا اس کا نام "لَلِتا دتیہ مکتا بھید" تھا۔ جس کا عہدِ حکومت سنہ ۷۱۳ع سے سنہ ۷۵۰ع تک بیان کیا جاتا ھے (دیکھئے رے (Ray) کی لکھی ھوئی شمالی ھند کے حکمرانوں کی خاندان وار تاریخ، ص ۲۷، بحوالہ راجترنجنی)۔

Marfat.com

اس راجہ سے پہلے کے راجہ کا نام "جیاپد" بیان کیا جاتا ہے (بارنیٹ ص ٦١) لیکن چونکہ کشمیر کے ان قدیمی راجاؤں کے سلسلوں اور سنوں کی تحقیق ہنوز پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچی ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ فتحنامہ کا یہ قدیم حوالہ نسبتاً صحیح ہو۔

٢۔ شاہ کے آستانہ کو اسہ کسہ کہتے تھے : اس مقام پر اصل فارسی عبارت اس طرح ہے "اسہ کسہ آستان شاہ گفتندے" اس فقرہ میں بھی خلل ہے اور ترجمہ صرف ظاہری معنوں کے مطابق کیا گیا ہے۔ اسہ کسہ نامی کشمیر کے کسی پایۂ تخت کا کسی بھی دوسری تاریخ میں کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ گیارھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں کشمیر کی راجدھانی راجوری تھی جیسا کہ بیرونی بیان کرتا ہے (دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ٢٨٤ /[٢٠٢]۔ بیرونی نے مزید تحریر کیا ہے کہ "بلور شاہ، شکنان شاہ اور وخان شاہ کشمیر کے مغرب کی طرف ہیں" کتاب الھند، عربی متن ص ١٠١، انگریزی ترجمہ ٢٠٦X٢)۔ ممکن ہے کہ اسی طرح "آستان شاہ" بھی کسی حصۂ ملک کا نام ہو۔ ہوڑی والا (ص ٩٨) کے خیال میں "آستان شاہ" شاید "آدشتان شاہ" کی بگڑی ہوئی صورت ہے اور کشمیر کا پایۂ تخت "آدشتان شاہ" کے نام سے پکارا جاتا تھا (بحوالہ ایلیٹ۔ ڈاؤسن ١X٦٤)۔ لیکن پروفیسر سخاؤ کی وضاحت کے مطابق "آدشتان" دراصل سنسکرت لفظ "آدھشتھان" (Adhishthan) ہے جس کے معنی راجدھانی یا مشہور شہر

Marfat.com

کے ھیں (دیکھئے ترجم کتاب الہند، ۱۸۱X۲)۔ اسی وجہ سے ھم نے آستان شاہ کا ترجم شاہ کا آستانہ یعنی شاہ کا پایۂ تخت کیا ھے۔

۴۔ اس بیان سے یہ بھی ظاھر ھے کہ جےسنگھ سندھ سے جاکر کشمیر کے راجہ کے پاس پناہ گزین ھوا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت تک وھاں مقیم رھا۔ صفحہ ۲۸۳/[۲۰۳] پر جےسنگھ کے علافی کے ساتھ سندھ سے نکل جانے کے بیان میں یہ ظاھر کیا گیا ھے کہ گویا جےسنگھ چتور میں ٹھہر گیا اور علافی اس سے رخصت ھوکر کشمیر کی طرف روانہ ھوا۔ لیکن نیچے اسی عبارت میں ایک فقرہ ھے کہ "اس کے بعد انھوں نے راجئری کی طرف خط لکھا" اور اس میں لفظ "انھوں" سے ایسا معلوم ھوتا ھے کہ کشمیر میں علافی کے ساتھ جےسنگھ بھی گیا تھا۔ اس کے علاوہ صفحہ ۲۸۴ پر جملہ قلمی نسخوں میں یہ عنوان ھے "ج سنگھ کا کشمیر کے راجہ کے پاس جانا" حالانکہ اس عنوان کے تحت دیئے گئے بیان میں صرف علافی کا نام ھے اور کہیں پر جےسنگھ کا نام نہیں دیا گیا۔ اس کے متعلق ھم نے متن صفحہ ۲۸۴ کے حاشیہ (۲) میں بیان کیا ھے کہ شاید اس بیان میں جےسنگھ کا نام حذف ھوگیا ھے۔ لیکن چونکہ زیرِ بحث صفحہ کی عبارت سے جےسنگھ کا کشمیر جانا صاف ظاھر ھے۔ اس لئے کہاجاسکتا ھے کہ صفحہ ۲۸۴ کے عنوان کے تحت درج کئے ھوئے بیان میں کوئی غلطی ھے جس کی وجہ سے جےسنگھ کا نام رہ گیا

Marfat.com

ہے - بہرحال فتحنامہ کے ان حوالوں سے جےسنگھ کے کشمیر جانے کی تصدیق ہوتی ہے (ن-ب)۔

۳۳۲/[۲۳۳] عمرو بن مسلم الباھلی: فتحنامہ کی اس عبارت کے مطابق عمرو بن مسلم الباھلی، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضہ کے دورِ خلافت میں سندھ کا گورنر تھا اور اس نے کشمیر کے سرحدی علاقے فتح کئے- مورخ بلاذری کے بیان سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے - چنانچہ وہ (فتوح البلدان ص ۴۴۱-۴۴۲) پر لکھتا ہے کہ "عمرو بن مسلم الباھلی، عمر (بن عبدالعزیز رضہ) کی جانب سے اس (سندھ و ھند) محاذ کا گورنر تھا اور اس نے ھندوستان کے بعض علاقوں پر فوج کشی کرکے فتوحات حاصل کیں" (ن-ب)۔

۳۳۴/[۲۳۵] تخت گاہ اروڑ- بغرور: یعنی سندھ کا پایۂ تخت جسے محمد بن قاسم نے فتح کیا اور اپنے زیرِ اقتدار لایا- چونکہ اس وقت اروڑ کے قریب دوسرا مشہور شہر "بغرور" تھا اور اس کا نظام، مرکزی حکومت "اروڑ" سے وابستہ تھا (فتحنامہ ص ۱۷۱) اسی وجہ سے دونوں شہروں کو مجازاً پایۂ تخت ظاہر کیا گیا - یوں بھی سندھ میں دوھرے ناموں کے استعمال کا رواج ہے مثلاً: ھالانی، بھلانی، گنبٹ، کھھڑا وغیرہ- "بغرور" سے مراد "بکھر" ہے جس کی وضاحت کے لئے دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ۱۷۱ /[۱۲۵] (ن-ب)۔

۳۳۵/[۲۳۵] ککسو بن چندر بن سیلائج: ممکن ہے کہ نام ککسو شاید اصل میں "کاکُتُستھا" (Kakutstha) ہو

Marfat.com

کیونکہ ۷۴۰-۷۵۰ع کے قریب یہ نام قنوج کے "پرتیہار" خاندان کے راجاؤں میں ملتا ہے۔ راجہ "کاکُتْسْتَھا" اس خاندان کے بانی راجہ "ناگ بھٹّ" کے بعد تخت نشین ہوا (ہوڑی والا ص ۹۸، بحوالہ سمتھ اور ویدیا)۔

۳۳۷/[۲۳۶] شعر: لَاتَسْتَشِرْ غَیْرَ نَدْبٍ۔ الخ: یہ شعر ابوالفتح البُسْتی کے قصیدہ نونیہ کا ہے جس کا مطلع "زیادۃ المرء فی دنیاہ نقصانٌ" ہے۔ الدّمیری نے یہ قصیدہ اپنی کتاب "حیاۃ الحیوان" میں ثعبان کے زیرِ عنوان درج کیا ہے اور اسے ابوالفتح بستی کی تخلیق بیان کیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ "بعض کہتے ہیں کہ یہ قصیدہ امیرالمومنین راضی باللّٰہ (عباسی خلیفہ) کا ہے"۔ مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ "حیاۃ الحیوان" کے قصیدہ کا یہ پندرھواں مصرع ہے اور اس میں "حازمٍ یَقِظٍ" کی بجائے "حازمٍ فَطِنٍ" ہے۔

شاعر ابوالحسن علی بن محمد البستی نے جو کہ ابوالفتح البستی کے نام سے مشہور ہے، سنہ ۴۰۰ یا ۴۰۱ ہجری میں بخارا میں وفات پائی (ابن خلکان ۱X۳۵۷)۔ فتحنامہ اس سے پہلے کی تصنیف ہے۔ اس وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ فارسی مترجم نے یہ اشعار اپنی جانب سے تمثیلی طور پر درج کئے ہیں۔ فتحنامہ کی عبارت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ان اشعار کا اصل متن سے کوئی تعلق نہیں ہے (ن۔ب)۔

۳۳۷-۳۹/[۲۳۶-۳۷] سکہ اور ملتان: ان دونوں صفحات پر "سکہ اور ملتان" کی جگہ اصل فارسی عبارت "سکہ ملتان" ہے

Marfat.com

جو کہ سارے نسخوں کی متفقہ عبارت ہے۔ ترکیبِ اضافی کے لحاظ سے "سکہ ملتان" کا ترجمہ "ملتان کا سکہ ہوگا جس کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ "صوبۂ ملتان کا شہر سکہ"۔ اس نام کی مثال موجودہ دور میں "حیدرآباد سندھ" اور "حیدرآباد دکن" کے ناموں میں موجود ہے۔ مگر ایسی مثال عرب جغرافیہ نویسوں کی اصطلاحوں میں شاذ و نادر نظر آتی ہے۔ دوسرے معنی ہوں گے "شہر ملتان کا سکہ" یعنی ملتان کے وسیع شہر کا ایک علٰیحدہ حصہ جو بذات خود ایک چھوٹا شہر تھا جسے نواحی (Suburb) تصور کیا جاسکتا ہے۔ عربی جغرافیہ میں ایسی مثالیں ہمدانی کی "کتاب البلدان" میں ملتی ہیں۔ مثلاً "سکة اصطفانوس بالبصرة" (شہر بصرہ میں اصطفانوس کا سکہ)، "سکة البخاریه بالبصرة" (شہر بصرہ میں البخاریہ کا سکہ)، "سکه ساسان بالری" (شہر رے میں ساسان کا سکہ)۔ غالباً سکہ اور ملتان دو ملحقہ شہر تھے جن کے درمیان صرف دریائے راوی تھا۔ سکہ دریائے راوی کے جنوبی ساحل پر (غالباً جنوب مغرب کی طرف) تھا اور ملتان سامنے دوسری طرف تھا۔

مذکورہ مثالوں سے معلوم ہوگا کہ اگر "سکہ ملتان" کا ترجمہ "ملتان کا سکہ" کیا جائے تب بھی معنی میں پیچیدگی باقی رہے گی۔ اسی وجہ سے ترجمہ میں ہم نے "سکہ اور ملتان" دیا ہے جو کہ حقیقت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ سکہ اور ملتان بہرحال دو جدا شہر تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل

Marfat.com

فارسی متن میں درحقیقت "سکہ و ملتان" رہا ہو لیکن درمیان کا واؤ عطف کاتبوں کی سہو سے حذف ہوگیا ہو۔ مورخ بلاذری کے زمانے میں شہر سکہ ویران ہوگیا تھا (دیکھئے فتوح البلدان ص ۴۳۹) (ن۔ب)۔

۳۴۲/[۲۳۹] ساٹھ ہزار درہم وزن کی چاندی تقسیم کی اور ہر سوار کو خاص طور پر چار سو درہم چاندی ملی: غالباً مراد یہ ہے کہ بعض خاص سواروں میں کہ جنھوں نے بڑی بہادری دکھائی تھی، یہ چاندی تقسیم کی گئی۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ محمد بن قاسم کی فوج میں کل ڈیڑھ سو سوار تھے اور یہ تعداد بےحد کم ہونے کی وجہ سے قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی (ن۔ب)۔

۳۴۳/[۲۳۹] راجہ جُوبن: ہوڑی والا کے خیال میں یہ نام "جنبدیو" (یعنی سمبدیو Sambadeva) ہونا چاہئے کیونکہ مندرجہ ذیل حوالوں کے مطابق اسی نے یہ سونے کے بت والا مندر بنوایا تھا:

راجہ "سامب" کو، جو کہ "جامبوت" کی بیٹی "جامبوتی" کے بطن سے کرشن کا بیٹا تھا، آسُور خاندان کے راجہ "بانـڑ" کی شکست کے بعد، ملتان کا راجہ مقرر کیا گیا۔ جامبوت نے کرشن کو اپنی بیٹی کے ساتھ "سیمنتک مَن" (ایک ہیرا یا طلسمی پتھر) بھی نذر کیا تھا "جو روزانہ آٹھ بہار (Bahars) سونا پیدا کرتا تھا" (وشنو پران، ہال کا ترتیب دیا ہوا ولسن کا انگریزی ترجمہ (۱۸۶۰-۷۹)۔ سامب کو درواسس نامی

Marfat.com

فقیر کی بد دعا کی وجہ سے کوڑھ کا مرض ہو گیا تھا جس پر "نارد" کے مشورے کے مطابق جا کر وہ "متر۔ون" کے پودوں کے سائے میں بیٹھا اور میتْر (سورج) کی پوجا کرنے کی وجہ سے اسے کوڑھ سے نجات ملی۔ چنانچہ اس نے متر یعنی سورج دیوتا کی پرستش کے لئے ایک مندر میں سونے کا بت استادہ کیا اور اِس طرح سامب نے سورج کی پرستش کی ابتدا کی (بھاوشیہ پُران، بحوالہ حاشیہ ولسن۔ایضاً ٣٨١X٥، عمل ١٠ : ٣٨١، کنیگھام، ہندوستان کے قدیم جغرافیہ ص ٣٣-٣٢٢)۔ بیرونی بھی لکھتا ہے کہ ملتان کا ایک قدیمی نام "سامب پور" یعنی سامب کا شہر تھا (انڈیا، ترجمہ سخاؤ، ٢٩٦X١) پھر ایک دوسرے مقام (ایضاً ١٨٤X٢) پر لکھتا ہے کہ "ملتان کے ہندوؤں کے ایک بڑے تہوار کا نام "سامبپُر یاترا" ہے جس میں وہ سورج کی پرستش اور پوجا پاٹ کرتے ہیں"۔ (ہوڑی والا ص ٩٨-٩٩)۔

٣٤٤/[٢٣٩] مسَنَرَوی [بتخانہ]: فارسی ایڈیشن میں یہ لفظ "مستروی" لکھا گیا ہے مگر فتحنامہ کے قلمی نسخوں کے تلفظ کے لحاظ سے ہم نے "منروی" اختیار کیا ہے جس کے لئے متن ص ٣٤٤ کا حاشیہ ١ دیکھئے۔ مندرجہ ذیل دلائل کے لحاظ سے بھی یقینی طور صحیح لفظ "منروی" ہے جو کہ ملتان کے مندر کا نام تھا۔

١۔ اس سے پہلے کے نوٹ کے مطابق ہندو پرانوں کے حوالوں سے تصدیق ہوتی ہے کہ ملتان کا مندر "سورج دیوتا"

Marfat.com

کی پرستش کا مندر تھا اور اسی مقصد کے لئے قایم کیا گیا تھا۔

۲- محقق بیرونی نے اپنی مزید تحقیقات کی بنیاد پر لکھا ھے کہ ھندوستان کے مشہور بتوں میں ایک ملتان والا بت ھے جس کا نام سورج کے نام پر مشہور ھے اسی لئے اسے "آدت" کہا جاتا ھے، (کتاب الھند، عربی متن، ص ٥٦، اور کتاب الجماھر ص ٩٤)۔

۳- منروی کا سنسکرت نام خود بھی اس حقیقت کی تائید کرتا ھے: من = دل، روح - شعور، پہچان - فکر - شعور اور پہچان کا مرکز ("من" سے نکلی ھوئی اصطلاح، دل لگانا، برگزیدہ سمجھنا، عبادت میں یاد کرنا)۔ روی = سورج یا سورج دیوتا - سورج کا قدیمی نام - سورج کی بارہ "آدتیوں" میں سے ایک آدتیہ (سنسکرت ڈکشنری Sir Monier-William)۔ اسی وجہ سے منروی (من + روی کے معنی ھوئے سورج کی (بارہ آدتیوں میں سے) ایک آدتیہ کی پوجا پاٹ کا مرکز یا عام لفظوں میں "سورج دیوتا کی عبادت گاہ"۔

ابن رستہ (ص ١٣٦) پر لکھتا ھے کہ "(مقامی لوگ) کہتے ھیں کہ یہ بت دو ھزار سال پہلے کا ھے"۔ محقق بیرونی "کتاب الھند ص ٥٦ پر لکھتا ھے کہ ان کے (مقامی باشندوں کے) خیال میں یہ بت "کیرتا جُگ" میں بنایا گیا تھا۔ اس حساب سے اس وقت (پانچویں صدی ھجری کے اوائل) تک اسے دو لاکھ سولہ ھزار چار سو بتیس سال گذر چکے ھیں" (ن-ب)۔

Marfat.com

۳۴۴/[۲۳۹] سونے کا ایک بت دیکھا جس کی آنکھوں کے مقام پر یاقوت جڑے ہوئے تھے: اس صفحے پر اور اس سے اگلے صفحے پر بیان کیا گیا ہے کہ یہ بت سونے کا تھا۔ لیکن مندرجہ ذیل حوالوں سے ظاہر ہے کہ یہ بت سونے کا نہیں تھا محمد بن قاسم نے اپنی فراخ دلی کے سبب اسے بالکل اس کی اپنی اصلی حالت میں جوں کا توں چھوڑ دیا تھا (دیکھئے تشریحات و توضیحات ص ۳۴۴ / [۲۴۰]) ۔ چنانچہ اصطخری، ابن حوقل اور مقدسی نے جنھوں نے کہ بعد میں چوتھی صدی ہجری کے وسط میں اس بت کو دیکھا تھا، ان کا بیان ہے کہ "سارا بت ایک قسم کے چمڑے سے ڈھکا ہوا ہے جو بکری کی سرخ رنگی ہوئی کھال یا سرخ سنجاب کے کپڑے کے مشابہ ہے۔ سوائے آنکھوں کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لکڑی کا بنا ہوا ہے اور بعضوں کی رائے اس سے مختلف ہے (اصطخری ص ۱۷۴، ابن حوقل ص ۲۲۹، اور مقدسی ص ۲۸)۔ پانچویں صدی ہجری کی ابتدا میں تحقیقات کے دوران بیرونی کو معلوم ہوا کہ یہ بت لکڑی کا بنا ہوا تھا، اس کا جسم بکری کی رنگی ہوئی سرخ کھال سے ڈھکا ہوا اور اس کی آنکھوں کی جگہ سرخ یاقوت لگے ہوئے تھے (کتاب الھند، عربی متن ص ۵۶)۔ یہ بت بیرونی سے پہلے تباہ ہو چکا تھا لیکن آنکھوں میں جڑے ہوئے یاقوتوں کی بابت اس کی تحقیق فتحنامہ کے حوالے کے عین مطابق ہے جس کی تصدیق اصطخری (ص ۱۷۴) ابن حوقل (ص ۲۲۹) اور

Marfat.com

مقدسی (ص ۲۸۳) کی عینی شہادتوں سے بھی ہوتی ہے کہ "مورتی کی آنکھوں کی جگہ پر دو سرخ یاقوت جڑے ہوے تھے"۔ غالباً فتحنامہ کے مترجم نے محض عبارت آرائی کے خیال سے اس بت کو سونے کا بت ظاہر کیا ہے کیونکہ اس کا یہ بیان جملہ عینی شہادتوں کے خلاف ہے (ن۔ب)۔

۳۴۴/[۲۴۰] محمد بن قاسم سمجھا کہ یہ کوئی آدمی ہے: اس بت کی صورت ہوبہو انسانوں جیسی تھی۔ ابن حوقل کا مشاہدہ کے بعد بیان ہے کہ "اس بت کی شکل و شباہت انسانوں جیسی تھی"۔ مقدسی (ص ۲۸۳) اور ابن رستہ (ص ۳۶۱) بھی اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں کہ "یہ بت آدمی جیسا ہے" (ن۔ب)۔

۳۴۵/[۲۴۰] اس (بت) کے نیچے سے دو سو تیس من سونا اور چالیس مٹکے سونے کی کترن سے بھرے ہوئے نکلے۔ کل تیرہ ہزار دو سو من وزن کا دفن شدہ سونا برآمد ہوا: اس سے پہلے صفحہ ۳۴۳ پر بیان کیا گیا ہے کہ ہر ایک مٹکے میں "تین سو تیس من" سونے کی کترن بھری ہوئی تھی۔ اس حساب سے تو صرف چالیس مٹکوں ہی سے (۴۰×۳۳۰ = ۱۳۲۰۰) تیرہ ہزار دو سو من سونا نکلا ہوگا۔ چنانچہ یا تو مذکورہ عبارت میں پہلا "دو سو تیس من" والا فقرہ محض اضافہ ہے اور غلط سمجھنا چاہئے یا پھر آخیر کا جوڑ غلط ہے اور جملہ سونا (۱۳۲۰۰ + ۲۳۰ = ۱۳۴۳۰) تیرہ ہزار چار سو تیس من ہونا چاہئے۔

Marfat.com

اکثر عرب مورخوں اور جغرافیہ نویسوں نے اپنی تصنیفات میں محمد بن قاسم کے سونے کے اس عظیم خزانے پر قبضہ کرنے کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے اس کے بعد عربی میں ملتان کو "فرج بیت الذھب" یعنی سونے کے گھر والی سرحد (یا سونے کے گھر والا محاذ) کہا گیا ہے۔ کم از کم تین مصنفوں نے ملتان کے اس مندر سے ہاتھ آئے ہوئے سونے کی مقدار بھی لکھی ہے۔ ان کے متفقہ بیانات کے مطابق اس بت خانہ سے "چالیس بہار وزن کا سونا حاصل ہوا، اور بہار کا وزن برابر ہے تین سو تینتیس من کے (۱)" (دیکھئے اصطخری ص ۵۶، "البدء والتاریخ جلد ۴ ص ۷۷ اور "مسالک الابصار" میں محمد بن تغلق کے متعلق حالات کا انگریزی میں "آئو سپیس" کا ترجمہ ص ۱۹)۔ ان بیانات کے مطابق سونے کا کل وزن (۳۳۳X۴۰ = ۱۳۳۲۰) تیرہ ہزار تین سو بیس من ہونا چاہئے (ن۔ب)۔

---

(۱) بہار ایک مقدار کا نام ہے لیکن اس کے وزن کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ جوالیقی کے بیان کے مطابق ایک بہار سونا یا چاندی تین قناطیر کے برابر ہے اور ہر ایک قناطیر ایک سو رطل کے ہم وزن ہے مگر الفراء اور ابن الاعرابی کی رائے میں بہار عربوں کے تئیں، تین سو رطلوں کے برابر ہے، (کتاب المعرب ص ۲۷)۔ تاج العروس (مادہ: بھر) کے مصنف نے بھی بہار کے معنی لکھتے ہوئے جوالیقی کا بیان نقل کیا ہے۔ خفاجی لکھتا ہے کہ بہار ایک مقدار ہے جو کہ تین سو قناطیر کے برابر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تین سو رطلوں کے برابر ہے (شفاء الغلیل ص ۴۳)۔

Marfat.com

۳۴۵/[۲۴۰] وہ سونا اور بت خزانے میں لایا گیا: پہلے تشریحات و توضیحات ص ۳۴۴/[۲۳۹] میں واضح کیا گیا ھے کہ وہ بت سونے کا بنا ھوا نہیں تھا بلکہ لکڑی کا تھا اِسی وجہ سے اسے لے جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اِس کے علاوہ بتوں کو لے جانا یا تباہ کردینا محمد بن قاسم کی پالیسی کے منافی تھا۔ فتحنامہ میں اس سے پہلے اروڑ کی فتح کے بیان سے واضح ھے کہ محمد بن قاسم نے وھاں کے بت خانہ اور اس میں رکھی ھوئی مورتی کا معائنہ کیا اور بت کی کلائی سے طنزاً ایک کنگن اتارلیا تھا لیکن وہ پھر مجاور کو واپس کردیا تھا تا کہ پہلے کی طرح بت کو پہنادیا جائے۔ زیرِ بحث صفحہ میں کچھ اوپر بیان کیا گیا ھے کہ محمد بن قاسم نے اس بت کو اٹھالینے کا حکم دیا لیکن یہ محض اس لئے اس کے نیچے جو مدفون خزانہ تھا وہ حاصل کیا جائے۔

محمد بن قاسم کے بعد بھی عرب سیاحوں اور مورخوں نے مسلسل ملتان کے بت خانہ اور بت کا ذکر کیا ھے جس سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ وہ بت اپنی جگہ جوں کا توں موجود تھا۔ دیکھئے چشم دید بیان اصطخری ص ۱۷۴، ابن حوقل ص ۱۲۹ اور مقدسی ص ۸۴-۲۸۳ - ان کے علاوہ ملاحظہ ھوں تحقیقی بیانات ابن خردازبہ ص ۵۶، ابن رستہ ص ۱۳۵-۳۷ اور حوالے از منصف "حدود العالم" ص ۴۴، ابن الوردی "خریدۃ العجائب" ۶۳-۶۲ اور یاقوت "معجم البلدان" ۴X۶۸۹ -

پانچویں صدی ھجری کی ابتدا میں جب بیرونی ملتان آیا

Marfat.com

تو وہ بت اس سے پہلے برباد ہوچکا تھا۔ اس بت اور اس کی تباہی کے بارے میں بیرونی نے "کتاب الھند" (ص ۵۶) میں اس طرح لکھا ہے کہ "محمد بن قاسم بن منبہ نے اس بت کی گردن میں گائے کے گوشت کا ٹکڑا باندھ دیا تھا۔ پھر جب (ملتان پر) قرامطہ کا غلبہ ہوا تب جلم بن شیبان نے اس بت کو برباد اور اس کے مجاوروں کو قتل کرد یا اور اس مندر کو.....جامع مسجد میں تبدیل کردیا"۔ ہرچند کہ بیرونی کے اس بیان کا یہ آخری حصہ صحیح ہے لیکن محمد بن قاسم کے بارے میں اس کا بیان غلط ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہانی بیرونی کو مقامی لوگوں کی زبانی معلوم ہوئی ہے۔ اور اس غلطی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ محمد بن قاسم کے دادا کا نام ہی غلط لکھا گیا ہے کیونکہ محمد بن قاسم کے دادا کا نام "محمد" تھا "منبہ" نہیں۔ ممکن ہے کہ بت کی یہ توہین "بنو منبہ" خاندان کے حکمرانوں میں سے کسی نے کی ہو جو کہ قرامطہ سے پہلے ملتان کے حاکم تھے کیونکہ "منبہ" کے نام سے یہی خیال ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم نے مقامی لوگوں کے مذہب کا جس قدر خیال اور ان کے ساتھ جتنی رواداری برتی ہے، اس پر فتحنامہ اور بلاذری کے کتنے ہی حوالے شاھد ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں خود بیرونی کو بھی اس روایت کی غلطی کا علم ہوگیا تھا چنانچہ وہ اپنی دوسری تصنیف "کتاب الجماھر" (ص ۴۹) میں لکھتا ہے کہ "محمد بن قاسم نے صلح اور بھلائی کی خاطر اس بت

Marfat.com

کو جوں کا توں چھوڑدیا جسے بعد میں (خلیفہ) مقتدر باللہ کے زمانے کے قریب جلم بن شیبان نے برباد کیا"۔

جلم بن شیبان مصر کے فاطمی خلفاء کا داعی اور سپہ سالار تھا جس نے اس دور میں سندھ اور ملتان پر غلبہ حاصل کیا۔ یہ بت اس نے سنہ ۳۰۴ ھجری میں توڑا۔ جو کہ مصر کے فاطمی خلیفہ معز کے پاس لکھے ہوے اس کے خط مورخہ ۱۹۔ رمضان سنہ ۳۰۴ ھجری بروز اتوار سے ثابت ہوتا ہے (عمادالدین : عیون الاخبار۔ قلمی نسخہ۔ بشکریہ محترم استاذ پروفیسر طاہر علی، حال پرنسپل شاہ عبداللطیف کالج میرپورخاص) (ن۔ب)۔

۳۴۶/[۲۴۰] تیاری میں ساٹھ ہزار درہم وزن کی خالص چاندی خرچ ہوئی ہے.....باقی ایک سو بیس ہزار درہم وزن کی چاندی.... تجھے بھیجنی ہے : جملہ نسخوں کے مطابق فتحنامہ کی عبارت اسی طرح ہے۔ نہ الفاظ حجاج کے خط کے ہیں جو کہ فتحنامہ کے مطابق محمد بن قاسم کو اس دن وصول ہوا کہ جس دن وہ خزانہ اس کے ہاتھ آیا۔ اس کے یہ معنی ہوے کہ محمد بن قاسم نے ابھی یہ خزانہ حجاج کے پاس نہیں بھیجا تھا۔

گمان ہوتا ہے کہ زیرِ بحث عبارت میں خلل ہے۔ بقول ہوڑی والا (ص ۱۰۰) یہ سمجھنا عبث ہے کہ دو تین سالوں کی فوج کشی کی تیاری پر صرف ساٹھ ہزار درہم وزن کی چاندی یعنی تقریباً ۱۵ ہزار روپئے خرچ ہوے ہوں گے۔ا۔ھ۔ اس بارے میں بلاذری کا مندرجہ ذیل بیان غالباً صحیح ہے

Marfat.com

اور فتحنامہ میں محض کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے اس حقیقت کو قلم بند کرنے میں کوتاہی ہوئی ہے۔ بلاذری لکھتا ہے کہ "حجاج نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ محمد بن قاسم (کی فوج کشی) پر ساٹھ ہزار، ہزار درہم خرچ ہوے تھے اور اسے ایک سو بیس ہزار، ہزار درہم پہنچ چکے تھے۔ اس پر اس نے کہا کہ: ہم نے بدلہ لے کر اپنا غصہ ٹھنڈا کیا اور ساٹھ ہزار درہموں اور داہر کے سر کا اضافہ کیا" (فتوح البلدان، ص ۴۴۰)۔ فتحنامہ کے دونوں مقامات پر "ہزار ہزار" کے بجائے صرف "ہزار" دیا گیا ہے جو کہ غالباً کتابت کی غلطی ہے۔ بلاذری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن قاسم کی لشکر کشی پر کل چھ کروڑ درہم خرچ ہوئے اور بارہ کروڑ درہم محمد بن قاسم کی طرف سے شاہی خزانہ میں پہنچ چکے تھے (ن۔ب)۔

۳۴۷/[۲۴۱] اشہار اور کرور: فتحنامہ کے اس صفحہ پر اور اس سے پہلے ص [۱۰-۳۷] پر ان دونوں شہروں کے نام ساتھ ساتھ دیئے گئے ہیں اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں شہز ایک ہی سمت پر ایک دوسرے کے بالکل قریب تھے۔ "کرور" کا نام آج تک موجود ہے اور "کرور پکا" ضلع ملتان کی تحصیل لودھراں میں لودھراں ریلوے اسٹیشن سے ۲۴ میل مشرق کی طرف واقع ہے (ن۔ب)۔

۳۴۸/[۲۴۲] اودھاپور: مختلف نسخوں کے تلفظ کے مطابق یہ لفظ "اوردھاپور" یا "اودھافر" ہے۔ میر معصوم نے

Marfat.com

(تاریخ معصومی ص ۲۸) پر نہ جانے کس بنیاد پر اس شہر کو "دیبالپور" کے نام سے لکھا ہے۔ ہوڑی والا نے تحریر کیا ہے کہ میجر راورٹی کے خیال میں فتحنامہ کا "اوذھاپُر" یقینی طور پر "اودے پور" (Odipur) ہے جو کہ الوان (Alwana) سے ۱۴ میل مشرق کی طرف "گھگھر" کے کنارے پر ہے۔ کئمبرج ہسٹری آف انڈیا کے مصنف نے بھی راورٹی کی اس رائے کو اختیار کیا ہے۔ لیکن یہ نام مبہم ہے اور اس کی جگہ متعین کرنا مشکل ہے (ہوڑی والا ص ۱۰۰)۔

۳۴۹/[۲۴۲] رائے ہرچندر [بن] جہتل : فتحنامہ کے بیان کے مطابق رائے ہرچندر، محمد بن قاسم کی فتوحات کے موقع پر قنوج کا راجہ تھا۔ ناموں کی مماثلت کے اعتبار سے "ہرچندر" کو "ہرشا" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے لیکن قنوج کا مشہور راجہ "ہرشا" سندھ میں برھمن خاندان کی حکومت سے پہلے ھی فوت ھوچکا تھا۔ چنانچہ یہ ہرچندر قنوج کا کوئی دوسرا راجہ تھا جو کہ شاید "ہرشا" کے بعد حکمراں ہوا۔

۳۵۱-۵۵/[۲۴۳-۲۴۷] محمد بن قاسم کے پاس دارالخلافہ کا پروانہ پہنچنا.....چنگی کی دوسری مرتبہ گفتگو: ان صفحات پر پانچ مختلف عنوانوں کے تحت محمد بن قاسم کی گرفتاری اور موت کی بابت جو حکایت بیان کی گئی ہے وہ محض ایک کہانی ہے اور اس کا قدیمی تاریخی کتب میں کہیں پر کوئی بھی ذکر نہیں ہے۔ البتہ بعد کے دور کے

Marfat.com

مصنفوں نے فتحنامہ کے اس افسانے کو بغیر سوچے سمجھے اپنی کتابوں میں داخل کیا اور اسی وجہ سے نظام‌الدین بخشی کی "طبقات اکبری" میر معصوم کی "تاریخ معصومی" اور میر علی شیر قانع کی "تحفتہ الکرام" کے ذریعہ اس فرضی افسانے کی زیادہ اشاعت ہوئی ہے۔

اس حکایت کے یہ اندرونی سقم ہی یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ صرف ایک فرضی داستان ہے اور جس کی بنیاد صرف، محمد بن قاسم کے متعلق، سنی ہوئی مقامی حکایتوں پر ہے :-

اول یہ کہ ص ۳۰۱/[۲۴۳] پر اس افسانے کو تاریخ کا رنگ دینے کے لئے اسے دو راویوں محمد بن علی اور ابوالحسن مدائنی سے منسوب کیا گیا ہے۔ ان ناموں کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ یہ شاید ایک ہی نام یعنی "علی بن محمد ابوالحسن مدائنی" ہو جو کہ مدائنی کا صحیح پورا نام ہے۔ لیکن فتحنامہ کے سارے نسخوں میں یہ دو الگ الگ نام ظاہر کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ "علی بن محمد" کو "محمد بن علی" لکھے جانے کو کاتبوں کے سہو کتابت کی طرف بھی منسوب کرنا قرین قیاس نہیں ہے۔ چونکہ ابوالحسن مدائنی ایک نہایت معتبر راوی ہے جس کی فتحنامہ میں مذکورہ تمام روایتیں تاریخ کی کسوٹی پر پرکھی جاسکتی ہیں۔ اسی وجہ سے جس شخص نے یہ کہانی فتحنامہ میں شامل کی ہے اس نے غالباً عمداً اور ارادتاً اسے صرف ابوالحسن مدائنی سے منسوب کرنے کی بجائے محمد بن علی نامی ایک دوسرے گمنام راوی کو بھی شامل کرلیا ہے۔

Marfat.com

دوم یہ کہ ص ۳۰۱/[۲۴۳] پر بیان کیا گیا ہے کہ "راجہ داھر کے قتل ہونے کے موقع پر اس کی حرم سرا سے اس کی دو بیٹیاں بھی گرفتار ہوکر آئی تھیں"۔ فتحنامہ کے گذشتہ بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ راجہ داھر راوڑ کے قلعے کے قریب قتل ہوا تھا اور وہاں بھی صرف اس کی بیوی لاڈی کی گرفتاری کا قصہ بیان کیا گیا ہے بیٹیوں کا نہیں۔ البتہ داھر کی دو بیٹیوں اور رانی لاڈی کی گرفتاری کا قصہ صفحہ ۲۹۰/[۲۰۷] پر برھمن‌آباد کی فتح کے موقع پر بیان کیا گیا ہے اور تشریحات وتوضیحات ص ۲۹۰/[۲۰۷] میں ان متضاد اور غیر معتبر بیانات پر تبصرہ کیا جاچکا ہے۔ ظاھر ہے کہ داھر کی بیٹیوں کے متعلق خود فتحنامہ کے بیانات ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور اس قصہ کو غیر معتبر ثابت کرتے ہیں۔

سوم یہ کہ اسی صفحہ ۳۰۱/[۲۴۳] پر بیان کیا گیا ہے کہ "داھر کی ان دو بیٹیوں کو محمد بن قاسم نے حبشی غلاموں کی نگرانی میں دارالخلافہ بغداد بھیج دیا تھا"۔ حالانکہ محمد بن قاسم کی فتوحات کے زمانے میں بغداد کا وجود ھی نہ تھا بلکہ اس کے چالیس سال بعد یہ شہر آباد ھوا۔ اس کے زمانے میں دارالخلافہ دمشق تھا۔ اس بنیادی تاریخی غلطی سے صاف ظاھر ہے کہ یہ ایک من گھڑت افسانہ ہے جسے بہت عرصے کے بعد گھڑکر فتحنامہ میں شامل کیا گیا۔

چوتھے یہ کہ ص ۳۰۳-۳۰۴/[۲۴۴-۲۴۵] پر بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن قاسم کو یہیں سے کچی کھال میں لپیٹ کر

Marfat.com

اور صندوق میں بند کرکے لے گئے تھے اور خلیفہ کے پاس
اس کی لاش پہنچی تھی لیکن معتبر عربی تواریخ اس بیان کی
واضح طور پر تردید کرتی ھیں۔

پانچویں یہ کہ ص ۳۵٦ [۲۴۷] میں بیان کیا گیا ھے کہ
جب خلیفہ پر داھر کی بیٹیوں کا مکر اور جھوٹ روشن ھوا
تب خلیفہ نے انھیں زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ یہ ایک ایسا
واقعہ ھے کہ اگر سچا ھوتا تو عربی تواریخ میں اس کا ضرور
ذکر ھوتا مگر کہیں بھی ایسا کوئی حوالہ موجود نہیں ھے۔

اس داستان کے یہ اندرونی سقم ھی اس پوری حکایت کو
ایک فرضی اور من گھڑت افسانہ ثابت کرتے ھیں۔ معتبر عربی
تواریخ کے مطابق محمد بن قاسم کا دردناک انجام اور اس کی
وفات کی حقیقت اس طرح بیان کی گئی ھے جو کہ واضح طور پر
اس من گھڑت کہانی کی تردید کرتی ھے :۔

خلیفہ ولید کے زمانے میں حجاج کی طاقت عروج پر تھی۔
اس عرصے میں حجاج کی اختیار کردہ سخت گیری کی پالیسی
کی وجہ سے ایک تو بعض ایسے خاص لوگ حجاج کی دشمنی
کا شکار ھوئے کہ جو خلیفہ ولید کی وفات کے بعد نئے خلیفہ
سلیمان کے خاص مشیر اور افسر بنے اور انھوں نے حجاج کے
عزیزوں اور خاص آدمیوں سے حجاج کے مظالم کا انتقام لیا
اور محمد بن قاسم بھی ان کے اسی انتقام کا شکار ھوا۔
دوسرے یہ کہ جب حجاج ان خاص افراد کا دشمن ھوا تو
انھوں نے خلیفہ ولید کے بھائی اور ولی عہد سلیمان کے پاس

Marfat.com

جا کر پناہ لی جس کی وجہ سے حجاج ذاتی طور پر سلیمان کا دشمن ہوگیا۔ چنانچہ جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اسی عناد کی وجہ سے اس نے اپنے خاص مشیروں کی اس پالیسی کی پشت پناہی کی کہ جس کے مطابق حجاج کا بدلہ اس کے عزیزوں اور خاص آدمیوں سے لیا گیا اور جس میں محمد بن قاسم سرفہرست تھا۔ تیسرے یہ کہ ولی عہد سلیمان سے ذاتی عداوت ہونے کی وجہ سے حجاج نے اس کی سیاسی مخالفت بھی کی اور خلیفہ ولید کی اس تجویز کی پُرزور حمایت کی جس کے مطابق سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کرکے اس کی جگہ خلیفہ ولید کے بیٹے عبدالعزیز کو ولی عہد بنایا گیا۔ حجاج کی اس سیاسی عداوت کا بدلہ سلیمان نے خلیفہ بن کر اس کے عزیزوں، خاص حامیوں اور خصوصاً محمد بن قاسم سے لیا۔ حجاج کی یہی عداوتیں اور مرکزی اقتدار کی یہ تبدیلی ہی محمد بن قاسم کی گرفتاری اور اس کے دردناک انجام کا خاص سبب تھی جن پر مندرجہ ذیل تاریخی حوالوں سے مزید روشنی پڑتی ہے :-

حجاج کی مہلب کے بیٹوں سے دشمنی

۱- سنہ ۷۵ ہجری میں خلیفہ عبدالملک نے حجاج کو اپنا خاص افسر مقرر کیا اور حجاج نے سخت جبر و تشدد کے ساتھ حکومت کے مخالفوں کو ختم اور بغاوت کی بیخ کنی کی۔ مگر سنہ ۸۱ ہجری میں خود حجاج کے ایک ماتحت افسر عبدالرحمٰن بن الاشعث نے بغاوت کی۔ ابن الاشعث مشرقی

Marfat.com

محاذ کا کمانڈر تھا اس نے سیستان کی طرف فتوحات حاصل کی تھیں اور بصرہ، کرمان، فارس اور سیستان کا انتظام بھی اسی کے حوالے تھا (۱)۔ ابن الاشعث کی بغاوت کی وجہ سے حجاج خود اپنے طاقتور ماتحت افسروں سے بدظن ہوگیا۔ اس وقت ایک دوسرا کامیاب اور طاقتور افسر مہلب بن ابی صفراء تھا۔ مہلب خود بھی حکومت کا بے حد وفادار افسر تھا لیکن حجاج کو اس کے بیٹوں سے خدشہ پیدا ہوگیا کیونکہ وہ سب شیر مرد تھے اور حجاج ان کے اثر و رسوخ اور ہمت و مردانگی سے باخبر تھا (۲)۔ خصوصاً مہلب کے ایک بیٹے یزید کے اثر و رسوخ اور دبدبہ و غرور کے بارے میں حجاج کو بہت کچھ معلوم ہوچکا تھا (۳)۔ بلکہ علم نجوم کی رو سے بعضوں نے اسے یہ بھی خبر دی تھی کہ یزید نامی شخص ہی تیرا جانشین ہوگا (۴)۔ چنانچہ اسی وجہ سے اور بھی حجاج، یزید بن مہلب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا (۵)۔

یزید کے باپ مہلب کی خلیفہ عبدالملک کے نزدیک بڑی قدر تھی اسی وجہ سے حجاج اس کی زندگی میں کوئی قدم نہ اٹھا سکا۔ پھر اس کے بعد جب سنہ ۸۲ ہجری میں مہلب کا

---

(۱) ابن الاثیر ۴X۲۲۶ -

(۲) ابن خلدون ۳X۴۵ -

(۳) ابن خلکان انگریزی ترجمہ III/515-16 -

(۴) ایضاً IV/164 -

(۵) ابن خلکان، عربی متن، ۲X۲۶۵ انگریزی، ترجمہ IV/64 -

Marfat.com

انتقال ہوا تو اس وقت ابن الاشعث کی بغاوت زوروں پر تھی اور حجاج اسے دفع کرنے میں الجھا ہوا تھا اسی وجہ سے اس نے یزید کو اس کے باپ مہلب کی جگہ پر خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ مگر سنہ ۸۵ ہجری میں ابن الاشعث کا خاتمہ ہوا اور حجاج نے یزید کو خراسان کی گورنری سے معزول کردیا(۱)۔ چنانچہ یزید نے جاکر خلیفہ عبدالملک کے بیٹے سلیمان کا سہارا حاصل کیا۔ اور جب حجاج نے عبدالملک کے پاس یزید اور اس کے بھائیوں کے خلاف لکھا کہ انھوں نے بیت‌المال کی رقموں میں خیانت کی ہے اور اس کے بعد مسلسل ان کی شکایت لکھتا رہا تب خلیفہ نے اسے جواب دیا کہ وہ جاکر سلیمان سے مل گئے ہیں اس لئے ان کا ذکر چھوڑدے(۲)۔

اس جواب پر حجاج نے عبدالملک کے باقی ماندہ عہد میں یزید اور اس کے بھائیوں کا پیچھا ترک کردیا لیکن جب شوال سنہ ۸۶ ہجری میں عبدالملک فوت ہوگیا اور اس کا بیٹا ولید خلیفہ ہوا تب حجاج کو شہ مل گئی اور اس نے یزید کے بھائی حبیب کو کرمان کی گورنری سے اور اس کے دوسرے بھائی کو پولیس کی افسری سے معزول کردیا اور تینوں بھائیوں کو سنہ ۸۶ ہجری میں گرفتار کرکے قید کیا(۳)

---

(۱) طبری ۲X ۱۱۳۸ -

(۲) طبری ۲X ۱۲۱۲-۱۶ -

(۳) طبری ۲X ۱۱۸۲ -

Marfat.com

اور قید میں انھیں سخت عذاب دلوائے (۱)۔ چار سال کی قی
اور عذاب کے بعد سنہ ۹۰ ھجری میں یزید اور اس کے بھائ
حجاج کی قید سے بھاگ نکلے اور خلیفہ ولید کے بھائی او
ولی عہد سلیمان کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے (۲)۔ حجا
کی یہ سختی اور عداوت وہ فراموش نہ کرسکتے تھے اسی وج
سے جب حجاج مرگیا اور خلیفہ ولید بھی مرگیا اور ان ک
سربّی سلیمان خلیفہ ہوا تب انھوں نے حجاج کی دشمنی کا
بدلہ اس کے ساتھیوں، عزیزوں اور خصوصاً محمد بن قاسم
سے لیا۔

حجاج کی ولی عہد سلیمان سے ذاتی دشمنی

۲۔ خلیفہ عبدالملک اور خلیفہ ولید کے زمانے میں ہی سلیمان، یزید بن مہلب اور اس کے بھائیوں کا حامی ہوگیا تھا اور انھیں اپنی پناہ اور حفاظت میں جگہ دی تھی جس کی وجہ سے حجاج ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا تھا اور اسی وجہ سے حجاج سلیمان کا بھی دشمن ہوگیا تھا۔ ولید کے دورِ خلافت میں حجاج کی طاقت اوج پر تھی چنانچہ سلیمان کے ولی عہد ہوتے ہوئے بھی اس نے اسے دھمکی کے طور پر لکھ بھیجا تھا کہ "تو (میرے تئیں) روشنائی کے ایک نقطہ کی طرح ہے، چاہوں تو تجھے مٹادوں اور چاہوں تو باقی رکھوں" (۳)۔ اپنی انھی سرکشیوں

(۱) طبری ۲X۱۲۱۰، یعقوبی ۲X۳۴۴-۳۴۵، ابن الاثیر ۴X۲۶۲، ابن خلکان انگریزی ترجمہ IV/165۔
(۲) طبری ۲X۱۲۰۸۔
(۳) جاحظ البیان ۱X۲۰۵، محاضرات راغب اصفہانی ۱X۱۰۶۔

Marfat.com

کی وجہ سے حجاج، ولی عہد سلیمان کے لئے بھی درد سر بن گیا تھا لیکن چونکہ اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی وہ مر چکا تھا اس وجہ سے سلیمان نے اس کے سارے بدلے اس کے عزیزوں سے چکائے اور محمد بن قاسم بھی اسی عداوت کا شکار ہوا۔

ولی عہد سلیمان کے خلاف سیاسی سازش میں حجاج کی شرکت

۳۔ خلیفہ عبدالملک نے اپنے وفات کے ایک سال پہلے سنہ ۸۵ ہجری میں اپنے بعد خلافت کا سلسلہ اس طرح مقرر کیا کہ پہلے اس کا بیٹا ولید خلیفہ ہوا اور اس کے بعد اس کا دوسرا بیٹا سلیمان۔ اس پر اس نے عوام سے بیعت لی اور خود بھی ولید اور اس کے بعد سلیمان کی بیعت کروائی(۱)۔ لیکن ولید نے اپنے خلافت کے آخری دور میں کوشش کی کہ اس کے بعد سلیمان کی بجائے اس کا بیٹا عبدالعزیز خلیفہ ہو۔ چنانچہ پہلے تو اس نے اپنے بھائی سلیمان کو اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کی لیکن جب اس نے انکار کیا تو ولید نے اپنے گورنروں اور افسروں کو لکھا کہ وہ سلیمان کی بیعت ترک کر کے عبدالعزیز کی بیعت کریں۔ اس پر عراق کے وائسرائے حجاج، خراسان کے گورنر اور کمانڈر قتیبہ بن مسلم اور دوسرے خاص سرداروں نے سلیمان کی بیعت ترک کر کے عبدالعزیز کی بیعت کی(۲)۔ ان دوسرے خاص سرداروں میں

---

(۱) طبری ۱۱۷۰X۲، بلاذری، انساب الاشراف ۲۴۳X۱۱۔

(۲) طبری ۱۲۷۴X۲–۱۲۸۴، العیون و الحدائق ۱۷X۳، نقائض

(دیکھئے حاشیہ ص ٥٣٦)

Marfat.com

غالباً افریقہ کا فاتح موسیٰ بن نصیر اللخمی، عبداللہ القسری، عبدالرحمٰن بن حبان المنّری، حجاج کا چچازاد بھائی حکم بن ایوب اور حجاج کے چچازاد بھائی کا بیٹا یوسف بن عمر الثقفی وغیرہ بھی شامل تھے کیونکہ جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اس نے ان سب کو گرفتار کرکے قید میں رکھا اور انھیں سخت عذاب دیا (۱)۔ گمانِ غالب ہے کہ حجاج نے نہ صرف خود عبدالعزیز بن ولید کی بیعت کی بلکہ سلیمان کو خلافت سے محروم کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت بھی صرف کی اور اپنے قبیلے آل ابو عقیل کے سارے سربرآوردہ لوگوں کو سلیمان کی بیعت توڑ کر عبدالعزیز کی بیعت کرنے پر آمادہ کیا اور اپنے ماتحت افسروں کو بھی اس کے احکامات صادر کئے جیسا کہ طبری نے اپنی سند کے ساتھ ہلواث کلبی کی زبانی روایت نقل کی ہے جس نے بیان کیا کہ: "ہم محمد بن قاسم کے ساتھ ہندوستان میں تھے کہ حجاج کا خط پہنچا جس میں تاکید تھی کہ سلیمان کی بیعت ترک کرو" (۲)۔

اس تحریک کے بعد اگر حجاج کچھ دنوں اور زندہ رہتا تو سلیمان کے خلاف بہت کچھ کرسکتا اور اگر ولید کی موت

(بقیہ حاشیہ ص ۲۳۵)

۳۵۱-۳۵۳، دیوان فرزدق طبع پیرس ۵۲، طبع قاہرہ ۶۸، ابن خلکان انگریزی ترجمہ IV/183۔

(۱) یعقوبی ۲X۲۰۵۳۔

(۲) طبری ۲X۱۲۷۵۔

Marfat.com

تک زندہ رہتا تو شاید ہمیشہ کے لئے سلیمان کو خلافت سے محروم کردیتا لیکن حجاج اس کے بعد جلد ہی ماہِ رمضان سنہ ۹۵ ہجری مرگیا اور خلیفہ ولید کا گویا داہنا بازو ٹوٹ گیا اِسی وجہ سے وہ سلیمان کے خلاف چلائی ہوئی تحریک کو کامیاب نہ بنا سکا۔ پھر ولید بھی جلد ہی جمادی الثانی سنہ ۹۶ ہجری میں فوت ہوگیا اور سلیمان اپنے باپ کی وصیت اور بیعت کے مطابق خلیفہ ہوگیا۔ چنانچہ اب اس نے اپنے سارے مخالفوں کے خلاف سخت کارروائیاں شروع کیں۔

سلیمان کے خلیفہ ہونے سے مرکزی سیاست میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ حجاج کی جگہ خلیفہ ولید نے جس شخص کو مامور کیا تھا سلیمان نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ حجاج کے دشمن اور اپنے ساتھی یزید بن مہلب کو عراق کا وائسرائے مقرر کیا۔ پچھلے خلیفہ ولید کے سیاسی حامیوں کے خلاف بھی انتقامی کارروائیاں شروع کی گئیں۔ افریقہ کے فاتح موسیٰ بن نصیر کو گرفتار کر کے قید میں رکھا گیا۔ سرحدِ چین اور کاشغر کے فاتح قتیبہ بن مسلم الباھلی نے، جس نے کہ حجاج کے ساتھ خلیفہ ولید کی حمایت کی تھی اور ولی عہد سلیمان کی بیعت ترک کر کے عبدالعزیز بن ولید کی بیعت کی تھی، اس نے مرکزی سیاست کا رد و بدل دیکھ کر بغاوت شروع کی اس کی کوفی فوج اس سے منحرف ہوگئی اور وہ بالآخر شاہی فوج کے ہاتھوں قتل ہوا۔ عبداللہ قسری کو مکہ کی نظامت سے معزول کیا گیا۔ حجاج کے قبیلہ آلِ ابی عقیل کے لوگوں

Marfat.com

اور حجاج کے عزیزوں کی گرفتاری، عذاب اور موت کے لئے خاص اہتمام کیا گیا۔ یزید بن مہلب کے مشورے پر صالح بن عبدالرحمٰن نامی ایک شخص کو سلیمان نے خاص اس مقصد کے تحت عراق کا افسرِ مال مقرر کیا تا کہ وہ آلِ ابی عقیل کے لوگوں اور حجاج کے متعلقین کو گرفتار کرکے قید میں رکھے اور انھیں سخت عذاب دے کر ہلاک کرے (۱)۔ صالح کو حجاج سے ذاتی دشمنی تھی کیونکہ حجاج نے اس کے بھائی کو خارجی ہونے کی وجہ سے قتل کرایا تھا (۲) اسی وجہ سے وہ ہاتھ دھوکر ان کے پیچھے پڑ گیا۔

محمد بن قاسم حجاج کا عزیز اور خاص آدمی تھا اور فاتحِ سندھ ہونے کی وجہ سے قبیلۂ آلِ عقیل میں بھی ممتاز تھا۔ اس کے علاوہ حجاج نے اسے سلیمان کی بیعت ترک کرنے اور عبدالعزیز بن ولید کی بیعت اختیار کرنے کے لئے بھی لکھا تھا (۳)۔ اسی وجہ سے محمد بن قاسم کو فوراً معزول کرکے اس کی جگہ پر یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو سندھ کا نیا گورنر مقرر کیا گیا۔ سندھ کے اس نئے گورنر کے ساتھ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مہلب کے بھائی

---

(۱) طبری ۲X۱۲۸۲، ۱۳۰۹، الجھشیاری ۴۹، ابن خلکان عربی متن ۲X۲۷۳، انگریزی ترجمہ IV/385۔

(۲) بلاذری فتوح البلدان ۴۳۱۔

(۳) طبری ۲X۱۲۷۵۔

Marfat.com

معاویہ بن مہلب کو خاص طور پر محمد بن قاسم کو گرفتار کرکے لانے کے لئے روانہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ قبیلہ "عک" کے ایک اور شخص کو بھی محمد بن قاسم کے قید ہونے کی صورت میں مزید نگرانی کرنے کے لئے بھیجا گیا (۱)۔

سنیچر کے دن ۱۲۔ جمادی الاخر سنہ ۹۶ ہجری (۲۳ فروری سنہ ۷۱۵ع) کو ولید کا انتقال ہوا (۲)۔ اور اسی دن سلیمان نے بیعت لے کر(۳) حکومت اور تختِ خلافت پر قبضہ کیا۔ چونکہ سلیمان کو حجاج کے افسروں اور متعلقین سے خدشہ تھا اسی وجہ سے غالباً محمد بن قاسم کی معزولی، سندھ کے نئے گورنر کی تقرری اور اس کے عملے کی سندھ کی طرف روانگی بھی اسی تاریخ کے فوراً بعد ہوئی ہوگی۔

فتحنامہ کے بیان کے مطابق محمد بن قاسم اس وقت ہندوستان فتح کرنے کی تیاریاں کررہا تھا اور اس کا لشکر اودھاپر میں منزل انداز تھا کہ اسے دارالخلافہ سے معزولی کا حکم ملا۔ اس حکم کے ملتے ہی محمد بن قاسم واپس ہوا اور

---

(۱) بلاذری فتوح البلدان ۴۴۰-۴۴۱۔ مزید دیکھئے اگلے صفحہ پر نقل کردہ محمد بن قاسم کے اشعار۔

(۲) طبری (۱۲۶۹X۲) لکھتا ہے کہ سارے سیرت نگار متفق ہیں کہ ولید نے سنہ ۹۶ ہجری وسط جمادی الاخر میں سنیچر کے دن انتقال کیا۔ حساب کے مطابق سنیچر کے دن ۱۲ جمادی الاخر سنہ ۹۶ ہجری تھا۔

(۳) طبری ۱۲۸۱X۲۔

Marfat.com

اس حکم کی تعمیل میں خود کو نئے گورنر کے سامنے پیش کیا جس نے اسے گرفتار کرلیا۔ اپنی گرفتاری کے موقع پر محمد بن قاسم نے مندرجہ ذیل اشعار کہے جس سے نئے گورنر اور اس کے عملے کی روش اور محمد بن قاسم کے تاثرات پر روشنی پڑتی ہے :-

١- اَتَنْسٰی بَنُوْ مَرْوَانَ سَمْعِیْ وَطَاعَتِیْ
وَاِنِّیْ عَلٰی مَا فَاتَنِیْ لَصَبُوْرُ

٢- فَتَحْتُ لَهُمْ مَابَیْنَ سَابُوْرَ بِالْقَنَا
اِلَی الْهِنْدِ مِنْهُمْ زَاحِفٌ وَمُغِیْرُ

٣- فَتَحْتُ لَهُمْ مَابَیْنَ جُرْجَانَ بِالْقَنَا
اِلَی الْیَمِّ اَلْقٰی مَرَّةٍ وَاَغِیْرُ

٤- لَوْ كُنْتُ اَجْمَعْتُ الْقَرَارَ، لَوَطَّئَتْ
اِنَاثٌ اَعِدَّتْ لِلْوَغٰی وَذُكُوْرُ

٥- وَمَا دَخَلَتْ خَیْلُ السَّكَاسِكِ اَرْضَنَا
وَلَا كَانَ مِنْ عَكٍّ عَلَیَّ اَمِیْرُ

٦- وَلَا كُنْتَ لِلْعَبْدِ الْمُزَوْنِیْ تَابِعاً
فَیَالَكَ دَهْرٌ بِالْكِرَامِ عَثُوْرُ (١)

---

(١) مرزبانی (معجم ص ٤١٢) نے محمد بن قاسم کے یہ سارے اشعار (آخری تین اشعار کی روایت تھوڑے پیر پھیر سے) نقل کئے ہیں - آخر کے تین اشعار بلاذری (فتوح البلدان ص ٤٤١) اور ابن الاثیر (٤X٢٨٢) نے نقل کئے ہیں اور یہاں یہ بلاذری کی روایت کے مطابق دیئے گئے ہیں -

Marfat.com

[۱۔ کیا بنو مروان کا خاندان (یعنی خلیفہ سلیمان) میری مکمل وفاداری فراموش کرچکا ہے حالانکہ میں اپنی حق تلفی پر صابر ہوں۔ ۲۔ ان کے لئے میں نے نیزوں سے حملے کر کے (ایران کے شہر) سابور اور (مشرق کی طرف) سرحد ہند (مکران) کا درمیانی ملک فتح کیا ۳۔ اور ان کے لئے (ایران میں) جرجان سے لے کر چین (کی سرحد) تک کا درمیانی علاقہ نیزوں کے مسلسل حملوں سے فتح کیا۔ ۴۔ (یہاں سندھ میں) اگر میں (اس کے خلاف) مقابلہ کرنے کا فیصلہ کرتا تو کتنے ہی جنگجو مرد اور عورتیں برباد ہوجاتیں ۵۔ اور نہ سکسکی فوجیں ہی ہماری حد میں داخل ہوتیں اور نہ ہی "عک" قبیلہ کا ایک شخص مجھ پر یوں حکم چلاتا ۶۔ اور نہ پھر ایک مزونی غلام (یعنی معاویہ بن مہلب) کا میں تابع ہوتا۔ مگر افسوس اے دنیا! تیری اچھوں کے ساتھ برائیاں!!]

اپنے ان اشعار میں محمد بن قاسم نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے ان سے واضح طور پر مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:-

(۱) محمد بن قاسم کو حکمران خاندان سے اپنی وفاداری پر پورا اعتماد تھا اسی وجہ سے اسے خلیفہ کی طرف سے کسی بھی ایذا رسانی کا کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ اس کے اس اعتماد کے خاص اسباب تھے۔ ایک تو محمد بن قاسم ۱۵ سال کی چھوٹی عمر میں ایران کا فوجی کمانڈر مقرر ہوا جہاں اس نے کُرد قبائل کی بغاوت کو کامیابی کے ساتھ دبایا اور سابور اور جرجان کے علاقے فتح کئے (جیسا کہ اس کے شعر سے ظاہر

Marfat.com

ھے)، شیراز کا شہر بسا کر اسے حکومت اور تجارت کا مرکز بنایا اور آخر میں شہر رے پر حملہ کرنے کے لئے فوج تیار کر رہا تھا کہ (۱) اسے سندھ فتح کرنے کے لئے کمانڈر ان چیف مقرر کردیا گیا اور وہ شیراز سے فوراً سندھ کی طرف روانہ ہوا اس کے بعد اس کا باقی سارا وقت سندھ کی فتوحات میں گذرا۔ ایک کامیاب فوجی جرنیل کی حیثیت سے ان مہمات میں مشغول رہنے اور حکومت کے سیاسی دائرے سے دور رہنے کی وجہ سے محمد بن قاسم کا مرکزی سیاست سے کوئی واسطہ نہ تھا اور اسی وجہ سے اس کا دامن سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے پاک تھا۔

دوسرے یہ کہ ہرچند یہ ثابت ھے کہ حجاج کی طرف سے اسے سلیمان کی بیعت ترک کرنے کا خط مل چکا تھا لیکن یہ ثابت نہیں ھے کہ محمد بن قاسم نے اس پر عمل بھی کیا تھا۔ یہ خط غالباً حجاج نے اپنے زندگی کے آخری دنوں میں لکھا تھا اور اس خط کے محمد بن قاسم کے پاس پہنچنے تک کے درمیانی عرصے میں شاید وہ بیمار پڑا اور ابھی محمد بن قاسم نے اس پر عمل بھی نہ کیا تھا کہ وہ فوت ھوگیا۔ اگر محمد بن قاسم سلیمان کی بیعت ترک کر دیتا تو ان اشعار میں اس کی مکمل وفاداری کا دم نہ بھرتا۔

---

(۱) محمد بن قاسم نے صرف دو سال کے اندر ایران میں یہ کارنامے انجام دیئے جن کی تفصیل کے لئے دیکھئے ھمارا انگریزی مضمون بعنوان "محمد بن قاسم کے خاندان اور شخصیت کا مطالعہ" اسلامک کلچر بابت ماہ اکتوبر ۱۹۵۳ع حیدرآباد دکن ص ۲۵۱-۲۵۵۔

Marfat.com

تیسرے یہ کہ اپنے فرائض کی دھن اور فوجی کارروائیوں میں منہمک رہنے کی وجہ سے محمد بن قاسم مرکزی سیاست سے قطعی بےخبر تھا اور ہزاروں میل دور ہونے کی وجہ سے اسے حجاج کی پیدا کردہ عداوتوں کا کوئی علم نہیں تھا اسی وجہ سے اسے نئے خلیفہ سے کسی انتقامی کارروائی کا کوئی اندیشہ نہیں تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے معزولی کے حکم کی بلا چون چرا تعمیل کی اور سندھ کے نئے مقرر کردہ گورنر کے سامنے حاضر ہوکر خود کو پیش کیا۔

(۲) اس کے ان اشعار سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اپنی وفاداری اور فرمان برداری کا مکمل ثبوت دیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھ برا سلوک نہ کیا جائے گا لیکن اگر اسے انتقامی کارروائی کا خوف ہوتا اور وہ مخالفت اور مقابلہ کا فیصلہ کرتا تو اسے اس کی پوری قوت حاصل تھی۔ اور اس حالت میں شاہی فوج قتل ہوتی اور نئے گورنر ابو کبشہ سکسکی کی فوج سندھ میں نہ داخل ہوسکتی۔ نہ وہ محمد بن قاسم کو گرفتار کرسکتے اور نہ قبیلہ "عک" کا ایک معمولی شخص اس کا نگران ہوتا اور نہ ہی وہ معاویہ بن مہلب جیسے مزونی (قبیلہ ازد کے) غلام کا تابع ہوتا۔ محمد بن قاسم کے اس بیان میں صداقت تھی۔ سندھ ایک دور افتادہ ملک تھا جہاں مرکزی طاقت کا زور مشکل ہی سے چل سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اپنی اہلیت اور لیاقت کی وجہ سے وہ نہ صرف عرب فوجوں میں مقبول تھا بلکہ اپنی رواداری، صلح اور

Marfat.com

اتفاق کی وجہ سے اس نے مقامی حکمرانوں افسروں اور عوام کو بھی اپنا دوست اور ہمدرد بنالیا تھا۔ اسی لئے مقامی باشندے اور اس کی فوج اس کے دست و بازو بن گئے تھے۔

لیکن باوجود اس طاقت اور اقتدار کے محمد بن قاسم نے بغاوت سے منہ موڑا اور فرمانبرداری کی راہ اختیار کی۔ اسے گرفتار اور قید کرنے کے بعد یقیناً شاہی افسروں نے اس کے ساتھ انتقامی سلوک کیا ہوگا۔ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مہلب کا بھائی معاویہ بن مہلب، کہ جسے خاص طور پر محمد بن قاسم کو گرفتار کرکے لانے کے لئے مامور کیا گیا تھا، وہ محمد بن قاسم کو کھال میں لپیٹ کر اور ہتھکڑیاں پہنا کر لے گیا (۱)۔ محمد بن قاسم کی اس تذلیل اور برے برتاؤ کے ساتھ اسے لے جانے کے حادثے نے سبک کے مقامی باشندوں کو بھی رنجیدہ کردیا۔ چنانچہ بلاذری لکھتا ہے کہ اس پر ہندوستان والے روئے اور گجرات کے شہر "کیرا" میں محمد بن قاسم کی یادگار میں اس کی تصویریں بنائی گئیں (۲)۔

محمد بن قاسم کو اپنی گرفتاری کی حالت میں انتقامی

---

(۱) یعقوبی (۲۰۶X۲) نے غلطی سے معاویہ بن مہلب کی بجائے حبیب بن مہلب لکھا ہے، مگر محمد بن قاسم کے ساتھ اس کئے ہوئے برتاؤ کے بارے میں کہتا ہے کہ "البسه المسوح وحبسه"۔ بلاذری (فتوح البلدان ص ۴۴۰) نے صحیح طور پر معاویا بن مہلب کا نام لکھا ہے۔

(۲) بلاذری فتوح البلدان ص ۴۴۰۔

Marfat.com

کارروائیوں کی پرواہ نہیں تھی لیکن اس نئی حکومت کی غیر دانشمندانہ پالیسی کا افسوس ہوا اور اس نے اپنے ہمعصر شاعر عبداللہ بن عمر العرجی کا (۱) یہ شعر مثال کی طور پر پڑھا (۲):-

اَضَاعُونِیْ وَ اَی فَتَی اَضَاعُوْا
لِیَوْمِ کَرِیْهَةٍ وَسِدَادِ ثَغْرِ

یعنی کہ: مجھے ضایع کیا، اور کیسے جوان مرد کو ضایع کیا کہ (جو جنگ کے) کسی نازک دن اور سرحد کی حفاظت کے لئے (کام آتا)۔

لیکن سلیمان اور اس کے مشیروں کے جذبۂ انتقام نے نہ ملکی اور قومی مصلحتوں کو پیش نظر رکھا اور نہ جواں مردوں کی قدر کی۔ چنانچہ افریقہ کا فاتح موسیٰ بن نصیر، چین کا فاتح قتیبہ بن مسلم اور سندھ و ہند کا فاتح محمد بن قاسم، تینوں نئے حکمرانوں کے شدید تعصب اور انتقام کا شکار ہوئے۔

معاویہ بن مہلب نے اپنے قیدی محمد بن قاسم کو لے جا کر

---

(۱) تصدیق آغا جانی جلد ۱۵، ص ۲۰، حریری درۃ الخواص ۶۷، اور خفاجی، شرح درۃ الخواص (آخیر کے دو حوالے بشکریہ استاذ عبدالعزیز میمن سابق پروفیسر و صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)۔

(۲) بلاذری فتوح البلدان ص ۴۴۰ اور ابن الاثیر ۴X۲۶۰، ان دونوں کتب میں شاعر کا نام نہیں دیا گیا۔

Marfat.com

عراق کے مرکزی شہر واسط میں عراق کے افسرِ مال صالح بن عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کیا کیونکہ آل ابی عقیل کے لوگوں کو قید میں تڑپا تڑپا کر ہلاک کرنے کا کام اسی کے سپرد تھا۔ صالح نے ان قیدیوں کو عذاب دینے کے لئے ایک خاص افسر ماسور کیا تھا اور چونکہ عراق کے نئے وائسرائے یزید بن مہلب کو حجاج کے خاندان سے اس کے مظالم کا خاص طور پر بدلہ لینا تھا اس لئے شاید اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صالح نے ان قیدیوں کو عذاب دینے کے لئے اس کے بھائی عبدالملک بن مہلب کو مقرر کیا(۱)۔ لیکن یہ قید و بند اور عذاب محمد بن قاسم جیسے جواں مرد کی ہمت اور حوصلے نہ پست کرسکے اور اس بےبسی کی حالت میں بھی اس نے یہ اشعار کہے:-

فَلَئِنْ ثَوَيْتُ بِوَاسِطٍ بِمَارْضِهَا
رَهْنَ الْحَدِيْدِ مُكَبَّلاً مَغْلُوْلاَ
فَلَرُبَّ فِتْيَةٍ فَارِسٍ قَدْ رُعْتُهَا
وَلَرُبَّ قَرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ قَتِيْلاً(۲)

یعنی: ہرچند کہ (اس وقت میں) شہر اور سرزمین واسط میں آہنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوں لیکن (ایسا بھی وقت تھا کہ) میں نے ایران کے کتنے ہی شہسوار زیر

---

(۱) طبری ۲X۱۲۸۳، ابن خلدون ۳X۶۸، اور ابن خلکان عربی متن ۲X۲۷۱، اور انگریزی ترجمہ IV/183۔

(۲) بلاذری، فتوح البلدان ص ۴۴۱، ابن الاثیر ۳X۲۸۲۔

Marfat.com

کئے ہیں اور کتنے ہی اپنے جیسی پہلوانوں کو مردانہ وار پچھاڑا ہے۔

چونکہ صالح کو محمد بن قاسم اور دوسروں کو سخت عذاب دے کر تڑپا تڑپا کے ہلاک ہی کرنا تھا اِسی وجہ سے واسط کے اسی ہیبتناک قیدخانے میں محمد بن قاسم اپنے حوصلوں کو قایم رکھتا ہوا صبر و شکر کے ساتھ جاں بحق ہوا۔ قرائن سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ المناک حادثہ سنہ ۹۶ھ/۷۱۵ع کے نصف میں وقوع پذیر ہوا۔ بہرحال محمد بن قاسم کا یہ دردناک انجام مرکزی سیاست کی تبدیلی اور نئے حکمرانوں کے جذبۂ انتقام کی وجہ سے ہوا جس کا داہر کی بیٹیوں کے من گھڑت افسانے سے کوئی تعلق نہیں (ن۔ب)۔

۳۵۶/[۲۴۷] مخلص کتاب : منہاج الدین.....عین الملک : متن ص ۳۵۷ کے حاشیہ ۱- میں وضاحت کردی گئی ہے کہ یہ عنوان ہے اور نسخہ (ن) میں بھی یہ پورا فقرہ عنوان کے طور پر دیا گیا ہے۔ لیکن فارسی ایڈیشن میں [ص ۲۴۷] پر اس پورے فقرے کی بجائے صرف "مخلص کتاب" کی مختصر عبارت کو عنوان کے طور پر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے نیچے کی عبارت میں الجھاؤ پیدا ہوگیا ہے اور اسی لئے فاضل ایڈیٹر نے اس پورے بیان کو "مضطرب اور مخرب" قرار دیا ہے۔

دوسرے اس عنوان کے تحت فارسی مترجم علی کوفی نے اپنے اس فارسی ترجمے کے لئے جو نام لقب کے طور پر منتخب

Marfat.com

کیا ہے، اس کا ذکر کیا گیا ہے اور جو اصل کتاب عربی میں تھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا فارسی زبان کی رنگین عبارت میں ترجمہ کرنے کی ضرورت بیان کی ہے۔ اس لئے اس عنوان سے مراد ہے "مخلص کتاب فلاں"۔ چنانچہ اسی وجہ سے "منہاج الدین والملک، الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" باوجود طوالت کے مترجم کی طرف سے اس فارسی ترجمہ کا منتخب کردہ لقب ہے۔ فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر نے اس لقب کے آخری حصے یعنی "الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" کو نیچے کی عبارت میں زائد سمجھ کر متن سے خارج کر دیا ہے، حالانکہ سارے نسخوں میں یہ لقب موجود ہے۔

کتاب کے جملہ قلمی نسخوں میں اس عنوان والے فقرہ کا پہلا لفظ "منہاج الدین" کی بجائے "سماءالدین" ہے اور اسی وجہ سے فارسی ایڈیشن میں بھی "سماءالدین" درج کیا گیا ہے۔ لیکن اس عنوان کے نیچے جو عبارت ہے اس میں جملہ قلمی نسخوں کے مطابق شروع کا لفظ "منہاج الدین" ہی دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے اسی صاف عبارت کی بنا پر عنوان میں بھی "سماءالدین" کی جگہ پر "منہاج الدین" کو ترجیح دے کر درج کیا ہے۔ برٹش میوزیم کے قلمی نسخوں میں "منہاج الدین" اور منہاج الدین والملک" کی عبارتوں کی بنیاد پر ریو (Rieu) نے اس کتاب کے یہی نام تسلیم کئے ہیں۔ (دیکھئے فہرست ریو، جلد ۳، ص ۹۴۹-No435)۔

Marfat.com

اس عنوان کا دوسرا لفظ کتاب کے جملہ قلمی نسخوں کے مطابق، جو کہ فارسی متن کے فاضل ایڈیٹر کے زیرِ مطالعہ تھے، "عین الملک" کی بجائے "علاءالملک" ہے (دیکھئے فارسی ایڈیشن ص ۲۴۷، حاشیہ ۱۰) لیکن فاضل ایڈیٹر نے "علاءالملک" کی بجائے "عین الملک" کو قرین قیاس سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ نسخہ (ن) میں واضح طور پر لفظ "عین الملک" ہی ہے اور اسی وجہ سے ہم نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ کافی وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ "عین الملک" صحیح اور اصل لفظ ہے کیونکہ کتاب کی ابتدا میں ص ۱۳-۱۴ [۱۱-۱۲] پر مترجم علی کوفی نے اپنے اس ترجمے کو اپنے مربیوں مرحوم وزیر شرف الملک رضی الدین ابوبکر بن محمد الاشعری اور اس کے حیات فرزند وزیر عین الملک فخرالدین حسین بن ابی بکر الاشعری سے منسوب کیا ہے۔ کتاب مکمل کرنے کے بعد اسے پھر کوئی خیال آیا چنانچہ اپنے اس ترجمے کو اس نے اپنے زندہ مربی وزیر عین الملک کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اس کے نام پر "منہاج الدین والملک، الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" کا لقب دیا۔

یہاں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ "منہاج الدین..... عین الملک" کتاب کا لقب ہے نام نہیں۔ اس بارے میں خود مترجم نے اصل فارسی متن ص ۲۴۷ میں "ملقب است" کے الفاظ استعمال کئے ہیں "مسمّٰی است" نہیں"۔ دوسرے اس لقب میں مترجم کے مرّبی وزیر عین الملک کا خطاب استعمال ہوا

Marfat.com

ھے جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ یہ لقب خود مترجم نے اپنے کئے ہوئے فارسی ترجمے کے لئے ایجاد کیا ھے اور یہ اس کتاب کا اصل لقب نہیں ھے۔

مترجم کی جانب سے اپنے ترجمہ کے لئے اتنا طویل لقب اختیار کرنا جو کہ "منہاج الدین والملک" جیسے دقیق لفظوں سے شروع ھوتا ھے البتہ تعجب خیز ھے۔ لیکن اس سے پہلے ص ۳٦۰ پر تشریحات و توضیحات ۱۰/[۹] میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا جاچکا ھے کہ مترجم کے زمانے میں ایسے القاب کا کہ جن کے آخر میں "دین" ھے کافی رواج تھا اسی وجہ سے اپنی طرف سے مترجم نے ھر جگہ ایسے اقسام کے القاب استعمال کئے۔ چنانچہ محمد بن قاسم کے لئے "عمادالدین" اور "کریم الدین" کے القاب اختراع کئے حالانکہ محمد بن قاسم کی کنیت "ابوالبہار" تھی جس سے مترجم ناواقف تھا۔ اسی طرح ص [۱۲] پر مترجم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابی حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضہ کے لئے بھی "کریم الدین" کا لقب استعمال کیا ھے ص [۲۳۵] پر محمد بن قاسم کی جانب سے مقرر کئے ھوئے قاضی موسیٰ بن یعقوب کے لئے بھی "برھان الملت والدین" کا لقب اختیار کیا ھے اور ص [۹] پر قاضی کی اولادوں میں سے قاضی اسمٰعیل کے لئے "کمال الملة والدین" کا لقب استعمال کیا ھے۔ القاب استعمال کرنے کے اسی شوق و شغف کے تحت مترجم علی کوفی نے اپنے اس فارسی ترجمے کے لئے

Marfat.com

بھی "منہاج الدین والملک الحضرۃ الصدر الاجل العالم عین الملک" جیسا طویل لقب ایجاد کیا۔ جس میں عام مروجہ القاب کی خوبی اور اس کے مربّی وزیر عین الملک کی خوشنودی دونوں کا امتزاج تھا (ن۔ب)۔

Marfat.com

Marfat.com

تشریحات و توضیحات ـ ۲

"تشریحات و توضیحات" میں سے مندرجہ ذیل دو عبارتیں ترجمہ سے رہ گئی تھیں، جن کو بالترتیب ص ۳٦۴ اور ص۴۷۸ سے ملاکر پڑھیں۔

صفحہ ۳٦۴

۱۱/[۹] اسمٰعیل بن علي...بن شیبان الثقفی: صرف نسخۂ **پ** کے مطابق "یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان" ہوگا مگر دوسرے جملہ نسخوں میں "یعقوب بن طائی بن موسیٰ بن محمد بن شیبان" ہے۔ ہم نے **پ** کی روایت کو ترجیح دی ہے، کیونکہ ص [۲۳۵] پر بھی **پ** اور دوسرے جملہ نسخوں کی متفقہ عبارت "یعقوب بن طائی بن محمد بن موسیٰ بن شیبان" ہے۔ فارسی ایڈیشن میں **پ** کی عبارت کو نظرانداز کرکے، باقی نسخوں کی عبارت "یعقوب بن طائی بن موسیٰ بن محمد بن شیبان" اختیار کی گئی ہے، جسے ص [۲۳۵] پر جملہ نسخوں کی عبارت سے مطابقت نہیں دی جاسکتی۔ (ن۔ب)

صفحہ ۴۷۸

۲۴۳/[۱۷۴] زیاد بن جلندیٰ ازدی: اصل متن میں "زیاد بن جلیدی ازدی" تحریر تھا، مگر ہم نے "جلیدی" کی تصحیح "جلندیٰ" مناسب سمجھ کر متن میں رکھا ہے، مگر "جلیدی"، "الحواری" کی بگڑی ہوئی صورتخطی بھی ہوسکتا ہے، اور اسی وجہ سے اس نام کو "زیاد بن الحواری ازدی" بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ غالباً یہ وہی شخص "زیاد بن الحواری العتکی" ہے، جس کا بیان اس کے بعد ص ۲٦۱/[۱۸۷] پر آتا ہے، کیونکہ "العتکی" کی نسبت "بنو العتیک بن الازد" کی طرف ہے، اور اسی وجہ سے "عتکی" نسبت کے شخص کو "ازدی" بھی کہا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہم نے حاشیہ ص ۲٦۱/ [۱۸۷] پر واضح کیا ہے کہ یہ شخص "زیاد" نہیں، بلکہ اس کا بیٹا "الحواری بن زیاد" ہونا چاہئے۔ (ن۔ب)

Marfat.com

کتابیات

"تشریحات و توضیحات" اور متن کے حواشی میں جن کتابوں کے حوالے مصحح (ن۔ب) کی جانب سے دیے گئے ہیں، ان کے مکمل نام سلسلیوار اس فہرست میں درج ہیں۔ کتاب میں مصنف یا کتاب کا حوالہ جس طرح دیا گیا ہے، اس طرح فہرست میں بھی ان کی ابتدا کی گئی ہے۔ اکثر کتابوں کی ابتدا مصنف کے نام سے کی گئی ہے، مزید شناخت کے لیے، عربی کتاب کے لیے "ع"، فارسی کتاب کے لیے "ف" انگریزی کتاب کے لیے "گ" کے مخففات مقرر کیے گئے ہیں۔ انگریزی کتابوں کے نام، فہرست میں ترجم کردیے گئے ہیں۔(ن۔ب)

ع ۱۔ الاغانی: کتاب الاغانی، قاهره، ۱۳۲۳ھ
ع ۲۔ الامدی: المؤتلف و المختلف، تصحیح 'سالم کرنکوی' (KrenKow)، قاهره
ع ۳۔ الاخبارالطوال، مطبع بریل، لیڈن (هالنڈ)، ۱۸۸۸ع
ع ۴۔ ابن الاثیر: کتاب الکامل فی التاریخ، مطبع بولاق
ف ۵۔ ابن خامد کرمانی: تاریخ کرمان "عقدالعلی للموقف الاعلی"، طهران، ۱۳۱۱ شمسی
ع ۶۔ ابن حجر عسقلانی: کتاب الاصابة فی تمییزالصحابة، تین جلد، قاهره ۱۳۲۸ھ
ع ۷۔ ابن حزم: جمهرة انساب العرب، قاهره، ۱۹۴۸ع
ع ۸۔ ابن حوقل: کتاب المسالک و الممالک، مطبع بریل، لیڈن، ۱۸۷۲ع
ع ۹۔ ابن خردازبه: کتاب المسالک و الممالک، لیڈن
ع ۱۰۔ ابن خلدون: تاریخ۔ کتاب العبر۔ الخ، قاهره ۱۲۸۴ھ

Marfat.com

ع ١١۔ ابن خلکان: (١) وفیات الاعیان، عربی متن، المطبعة المیمنیة، قاهره ١٣١٠ھ (٢) انگریزی ترجم د۔سلین (De Slane)، پئرس۔لنڈن ٧١-١٨٤٣ع
ع ١٢۔ ابن درید: کتاب الاشتقاق، غوتنجن، جرمنی، ١٨٥٤ع
ع ١٣۔ ابن رسته: کتاب الاعلاق النفیسة، لیڈن، ١٩٠٤ع
ع ١٤۔ ابن عبدربه: العقد الفرید، قاهره، ١٣٠٢ھ
ع ١٥۔ ابن عساکر: التاریخ الکبیر، دمشق، ١٣٣٢ھ
ع ١٦۔ ابن قتیبة: طبقات الشعر و الشعراء، لیڈن، ١٩٠٤ع
ع ١٧۔ ابن قتیبة: عیون الاخبار، دارالکتب، قاهره، ١٩٢٥ع
ع ١٨۔ ابن قتیبة: کتاب المعارف، غوتنجن، ١٨٥٠ع
ع ١٩۔ ابن الوردی: خریدة العجائب، قاهره، ١٢٨٥ھ
ع ٢٠۔ ابوحیان التوحیدی: کتاب الامتاع و المؤانسه، قاهره، ١٩٤٢ع
ع ٢١۔ ابو زید: کتاب النوادر، طبع بیروت
ع ٢٢۔ ابو علی القالی: (١) کتاب الامالی، اور (٢) ذیل الامالی، طبع دارالکتب، قاهره
گ ٢٣۔ اسلامک کلچر (مخزن)، حیدرآباد دکن: مقالات نبی بخش خان بلوچ
١۔ "هندوستان پر عرب حملوں کے سنہ تاریخ"، ماه جولاء ١٩٤٦ع
٢۔ "دیبل کا ممکن محل وقوع"، ماه جولاء ١٩٥٢ع
٣۔ "محمد بن قاسم کا خاندان اور شخصیت کا مطالعہ"، ماه اکتوبر ١٩٥٣ع
ع ٢٤۔ الاصطخری: کتاب مسالک و الممالک، لیڈن ١٨٧٠ع
گ ٢٥۔ امپیریل گزیٹیئر آف انڈیا، جلد ١٤، لنڈن، ١٩٠٨ع
گ ٢٦۔ الیٹ اور ڈائوسن: هند کی تاریخ، مقامی مورخوں کی زبانی، جلد اول، لنڈن، ١٨٦٧ع

Marfat.com

ع ٠٢٧ بخاری: التاریخ الکبیر حیدرآباد دکن ١٣٦١ھ/
١٩٤٢ع
ع ٠٢٨ البلدان و التاریخ، تصنیف ابوزید البلخی، پیرس ١٩٠٧ع
ع ٠٢٩ بلاذری، احمد بن یحیی: انساب الاشراف (١) جلد ٤ھ،
طبع یروشلم (٢) جلد ١١ عکس طبع یوروپ
ع ٠٣٠ بلاذری: فتوح البلدان (١) طبع لیڈن، ١٨٦٦ع
(٢) طبع قاہرہ، ١٣٥٠ھ/١٩٣٢ع
ع ٠٣١ بیرونی: کتاب الہند (١) عربی متن تصحیح سخاؤ،
(٢) انگریزی ترجمہ سخاؤ لنڈن، ١٨٨٨ع
ع ٠٣٢ بیرونی: کتاب الجماہر فی معرفۃ الجواہر دائرۃ المعارف،
حیدرآباد دکن، ١٣٥٥ھ
گ ٠٣٣ پونشس کیپٹن: سندھ کے متعلق ذاتی زاے، لنڈن، ١٩٤٣ع
ع ٠٣٤ تاج العروس، مشنیوز عربی لغت، طبع قاہرہ
ف ٠٣٥ تاریخ بیہق، تصنیف بیہقی معروف بابن فندق، طہران،
١٣١٧ شمسی
ف ٠٣٦ تاریخ گزیدہ، حمد اللہ مستوفی، گب میموریل، لنڈن
ف ٠٣٧ تاریخ نامہ ہرات، تالیف ہروی، کلکتہ ١٩٤٣ع
ع ٠٣٨ تقی الدین حموی: ثمرات الاوراق فیما طاب من نوادر
الادب وراق، قاہرہ، ١٣٠٢ھ
ف ٠٣٩ تحفۃ الکرام، جلد ٣، مطبع ناصری، دہلی
ع ٠٤٠ جاحظ: رسالۃ فی بنی امیۃ (مطبوعۃ فی آخر "کتاب
النزاع و التخاصم" للمقریزی)، قاہرہ
ع ٠٤١ جاحظ: کتاب البیان و التبیین، قاہرہ، ١٣٤٥/١٩٢٦ع
ع ٠٤٢ جاحظ: کتاب الحیوان، قاہرہ، ١٣٢٤ھ/١٩٠٦ع
ع ٠٤٣ الجہشیاری: کتاب الوزراء و الکتاب، قاہرہ، ١٩٣٨ع
ع ٠٤٤ جوالیقی: کتاب المعرب من الکلام الاعجمی علی حروف
المعجم، لیپزگ، ١٨٦٧ع
ع ٠٤٥ حافظ عبدالغنی: کتاب مشتبہ النسبۃ، اللہ آباد، ١٣٢٧ھ

Marfat.com

ف ۴۶۔ حدود العالم من المشرق الی المغرب، طهران، ۱۳۵۲ شمسی
ع ۴۷۔ حریری: دُرۃ الغواص، مطبع الجوائب، استنبول، ۱۲۹۹ھ
ع ۴۸۔ حمزہ اصفهانی: سنی ملوک الارض والانبیاء، کاویانی پریس، برلن
ع ۴۹۔ خطیب تبریزی: کتاب تهذیب الالفاظ، بیروت، ۱۸۹۰ع
ع ۵۰۔ الخفاجی: شرح درۃ الغواص، مطبع الجوائب، استنبول، ۱۲۹۹ھ
ع ۵۱۔ الخفاجی: شفاء الغلیل فیما فی کلام العرب من الدخیل، قاهره، ۱۲۸۲ھ
ع ۵۲۔ الدمیری: حیاۃ الحیوان، قاهره، ۱۳۱۹ھ
ع ۵۳۔ دیوان رؤبۃ بن العجاج، برلن، ۱۹۰۳ع
ع ۵۴۔ دیوان عامر بن طفیل، گب میموریل، لنڈن
ع ۵۵۔ دیوان فرزدق، (۱) طبع پیرس، ۱۸۷۰ع (۲) طبع قاهره، ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ع (۳) طبع میونچ، ۱۹۰۰ع
گ ۵۶۔ ڈان اخبار، کراچی، مؤرخہ ۲۹- اپریل ۱۹۵۱ع
گ ۵۷۔ راورٹی: سندھ کا مہران اور اس کی نہریں، جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بینگال، کلکته، ۱۸۸۲ع
گ ۵۸۔ رے: شمال مغرب هندوستان کی سلسلیوار تاریخ، کلکته، ۱۹۳۶ع
ع ۵۹۔ سمعانی: کتاب الانساب، گب میموریل، لنڈن
ع ۶۰۔ سمط اللالی، صنع عبدالعزیز المیمنی، قاهره، ۱۳۵۴/۱۹۳۶ع
ع ۶۱۔ سیوطی جلال الدین: تاریخ الخلفاء، مطبع منیریه، قاهره، ۱۳۵۱ع
گ ۶۲۔ سیوطی جلال الدین: کشف الصلصلة عن وصف الزلزلة، انگریزی ترجمہ اے۔ سپرنگر، جرنل ایشیاٹک سوسائٹی آف بینگال، ۱۸۴۳ع

Marfat.com

ع ٦٣۔ شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، تالیف ابن عماد الحنبلی، قاهره، ١٣٥٠/١٩٣١ع
ع ٦٤۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر: تاریخ الرسل و الملوک، مطبع بریل، لیڈن
ع ٦٥۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر: ذیل المذیل من تاریخ الصحابة و التابعین، تاریخ طبری جلد ٢ کے آخر میں چھپا ہوا، لیڈن
ع ٦٦۔ العسکری: دیوان المعانی، قاهره، ١٣٥٢ھ
ع ٦٧۔ عمادالدین: عیون الاخبار (قلمی)
ع ٦٨۔ عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب، تالیف احمد بن علی الداؤدی، بمبئی، ١٣١٨ھ
ع ٦٩۔ العیون والحدائق فی اخبارالعقائق، لیڈن، ١٨٦٥ع
گ ٧٠۔ فرشته: تواریخ فرشته، انگریزی ترجمه، برگس
ع ٧١۔ قدامة بن جعفر: کتاب الخراج، مطبع بریل، لیڈن
ع ٧٢۔ قلادة النهرفی وفیات اعیان الدهر (قلمی نسخہ کتبخانہ پیر جهنڈه)
ع ٧٣۔ قلقشندی: صبح الاعشی، مطبعة امیریه، قاهره
ع ٧٤۔ الکتبی: فوات الوفیات، قاهره، ١٢٨٣/١٢٩٩ھ
گ ٧٥۔ کزنس هینری: سندھ کے آثار قدیم، کلکته، ١٩٢٩ع
گ ٧٦۔ کنیگهام: هندوستان کا قدیم جغرافیه، کلکته، ١٩٢٤ع
گ ٧٧۔ لانگورتهم ڈیمس: بلوچ قوم، رایل ایشیاٹک سوسائٹی، لنڈن، ١٩٣٤ع
ع ٧٨۔ اللسان: لسان العرب، مشهور عربی لغت، طبع قاهره
ع ٧٩۔ المبرد: الکامل فی الادب، لپزگ، ١٨٦٤ع
ف ٨٠۔ مجمل التواریخ و القصص، طهران، ١٣١٨ شمسی
ع ٨١۔ المحاسن والمساوی، تصنیف البیهقی، قاهره، ١٣٢٥/١٩٠٦ع
ع ٨٢۔ محاضرات راغب اصفهانی، قاهره ١٢٨٢ھ

Marfat.com

ف ۸۳۔ محب اللہ بکری: تاریخ سندہ (قلمی نسخہ مولانا محمد ابراھیم گڑھی یاسینی)
ع ۸۴۔ محمد بن حبیب: کتاب المحبر، حیدرآباد دکن
ع ۸۵۔ مرزبانی: معجم الشعراء، تصحیح 'سالم کرنکوی'، قاھرہ، ۱۳۵۴ھ
ع ۸۶۔ المسعودی: التنبیہ والاشراف، لیڈن، ۱۸۹۴ع
ع ۸۷۔ المسعودی: مروج الذھب، پیرس ایڈیشن
ف ۸۸۔ معصومی: تاریخ معصومی، تالیف میر محمد معصوم، تصحیح شمس العلماء ع۔ م۔ داؤدپوتہ، بمبئی، ۱۹۳۸ع
ع ۸۹۔ مقدسی: احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، لیڈن، ۱۸۷۷ع
ع ۹۰۔ مقدسی، محمد بن طاھر: جمع بین رجال الصحیحین، حیدرآباد دکن، ۱۳۲۳ھ
گ ۹۱۔ مقدمہ جوامع الحکایات، ڈاکٹر نظام الدین، لنڈن ۱۹۳۹ع
ع ۹۲۔ منقری، نصر بن مزاحم: کتاب الصفین، طھران
گ ۹۳۔ مونیر-ولیم: سنسکرت-انگلش ڈکشنری، آکسفورڈ، ۱۸۹۹ع
ع ۹۴۔ نقائض جریر والفرزدق، لیڈن ۱۲-۱۹۰۸ع
ع ۹۵۔ النویری: نھایۃ الارب، دارالکتب، قاھرہ
ع ۹۶۔ ھمدانی، ابن الفقیہ: کتاب البلدان، لیڈن، ۱۸۸۵ع
گ ۹۷۔ ھوڑی والا: ھندی-مسلم تاریخ متعلق مطالعات، بمبئی، ۱۹۳۹ع
گ ۹۸۔ ھیگ، میجر جنرل: سندھو کے دوآبہ والا علاقہ، لنڈن، ۱۸۹۴ع
ع ۹۹۔ الیعقوبی: تواریخ ابن الواضع الیعقوبی، لیڈن، ۱۸۸۳ع
ع ۱۰۰۔ یاقوت: کتاب المشترک وصفا و المفترق صقعا، غوتنجن، ۱۸۴۵ع
ع ۱۰۱۔ یاقوت: معجم البلدان، ایڈٹ ووسٹنفیلڈ، لپزگ

Marfat.com

فہرست رجال

الف

آبان بن حجاج ۴۳۲
آدم نبی ۳
آدم (بنی عبدالرحمان) ۵۳۸
آری پیر ۴۳۸
ابراهیم بن عبدالله امام ۲۰۷،
۴۷۰-۴۷۱
ابن الاثیر ۳۶۲، ۴۳۷، ۵۳۲
ابن الاشعث (اور دیکھئے
عبدالرحمان) ۴۴۲، ۵۳۳
ابن الاعرابی ۵۲۲
ابن بطوطه ۳۶۹
ابن حامد، کرمانی ۴۱۹
ابن حجر ۴۱۸، ۴۶۸
ابن حزم ۴۴۵، ۴۹۶، ۵۰۶
ابن حوقل ۳۶۲، ۳۶۷، ۳۷۳،
۳۸۷، ۳۹۲، ۴۰۶، ۵۲۰،
۵۲۳
ابن خردازبه ۳۷۳، ۵۲۳
ابن خلاص البکری ۱۰۸
ابن خلدون ۱۰۲، ۴۴۲-۴۴۴،
۴۷۲، ۵۳۲
ابن خلکان ۴۱۸، ۴۴۲، ۵۰۹،
۵۱۵، ۵۳۲
ابن درید ۴۴۵، ۴۸۱
ابن رسته ۵۱۹، ۵۲۱، ۵۲۳
ابن زیاد العبدی ۳۰۶، ۴۱۳
ابن سعید ۳۷۹
ابن سلمه ۱۰۶
ابن سوار (اور دیکھئے عبدالله)
۱۰۳-۱۰۵، ۱۰۹
ابن شیبه جدیدی ۳۰۷
ابن عساکر ۴۴۴
ابن علوان البکری ۳۰۸
ابن قتیبة ۱۰۵، ۴۱۹، ۴۲۵-
۴۲۶
ابن القریه ۴۱۹
ابن کندیر القشیری ۴۲۰
ابن مره (سنان بن سلمه) ۱۰۹
ابن المعلی (منذر بن جارود)
۱۰۹، ۴۲۶
ابن مغیره ۱۳۰، ۱۳۵، ۱۴۲
ابن منظر بحری ۱۳۲
ابن الوردی ۵۲۳
ابو ایوب هاشمی ۲۶۸
ابوبکر بن محمد (دیکھئے
شرف الملک)
ابو بکر الهذلی (دیکھئے هذلی)
ابو البهاز (دیکھئے محمد بن قاسم)
ابوالحسن [مدائنی] ۱۰۲-۱۰۳،
۱۰۵، ۱۲۷، ۲۵۲

Marfat.com

ابو حکیم ۳۴۷-۳۴۹
ابو زید ۴۱۷
ابو صابر همدانی ۲۴۲
ابوالعاص ۹۶
ابوالعاص بن الحکم ۴۵۳
ابو العباس سفاح (خلیفة) ۴۲۳
ابو عقیل ۱۲۴، ۴۳۰
ابو الفتح البستی (شاعر) ۵۱۵
ابو الفتح قباچة، ناصرالدین ۳۶۰
ابو فضة القشیری ۲۴۶، ۲۵۱، ۳۱۱، ۵۰۴-۵۰۵
ابو الفضل ۳۷۰
ابو قیس ۲۶۰
ابو کبشه سکسکی ۵۴۳
ابواللیث (التمیمی هندی) ۱۵۵، ۲۵۲
ابومحمد (ابن السیرافی) ۴۳۶
ابومحمد هندی ۱۳۷، ۲۵۸، ۳۴۴، ۴۳۳
ابومسلم خراسانی ۴۴۶
ابومسهرعابی (؟) ۲۵۸، ۴۳۳
ابوموسیٰ اشعری ۱۳، ۹۶، ۳۶۴، ۵۵۰
ابی بن ارجن ۲۳۱
اجسین ۴۴
احمد میاں اختر، قاضی ۱۵۱، ۲۱۴، ۲۷۱
احمد بن خزیمة ۳۴۷
احنف بن قیس ۱۰۵، ۳۳۳-۳۳۴
ادریسی ۳۶۷
اردشیر ۳۸۶، ۴۰۳
ازدی ۵۰۶
اسحاق بن ایوب ۱۲۷، ۱۳۰
اسرهیل ۲۴۱
اسمٰعیل سومره، مخدوم ۴۷۳
اسمٰعیل بن اسلم ۱۱۶
اسمٰعیل بن علی ثقفی (قاضی) ۱۱، ۳۶۴
اسود (راوی) ۱۰۵
اسیار ۲۴۲
اصطخری ۳۶۷، ۳۷۳، ۳۸۷، ۵۲۳
اعورشنی (شاعر) ۴۲۴-۴۲۵
اکبر بادشاه ۴۶۹
اگهم (راجا) ۵۱-۵۶، ۵۹، ۷۰، ۹۰، ۳۸۷، ۳۹۱، ۴۷۲-۴۷۳
التمش ۳۶۵-۳۶۶
اللہ بخش خان میر ۳۹۸-۴۰۰
الیٹ ۳۷۱-۳۷۲، ۳۷۹-۳۸۰
امام علی شاه ۵۰۸
امیرخان نواب ۴۲۹
اویس بن قیس ۲۳۶
ایوب بن حکم ۴۳۰

Marfat.com

ب

بان، راجا (بانڑ) ٥١٧
باهلة بنت سعد ٤٩٦
بنابر بن بجر ٢٢٣-٢٢٤
بجار جوکھیہ ٣٧٧
بجھاری ٢٤١
بجہراء (راؤ گھرانے سے) ٤٤-٤٦
بجہرائے بن چندر (داھر کا چچازاد بھائی) ١٦٠-١٦٣، ١٦٩، ٤٥٦، ٤٥٨، ٤٦١
بجہرائے طاکی ٣٣٩، ٣٩٥
بجہرائے (بجہرائے طاکی کا نواسہ) ٣٣٩-٣٤٠، ٣٩٥
بدھ ٥٧-٥٨
بدھ رکھو ٥٤، ٣٩٦-٣٩٧
بدھیمن ٢١، ٣٩-٤١، ٧٤، ٧٦، ٧٨، ٨٣، ٨٥-٨٨، ٩١-٩٤، ٣٩٥
بدھینو ولد بھمن ڈھول ٣١، ٥٠٤
بدھی ورمن ٥٠٤
بدیل بن طہفة ١٢١-١٢٥، ١٢٨-١٢٩، ١٤٥، ١٥٠، ١٥٦، ٣٦٦، ٣٧٦، ٤٥٣، ٤٨٤
برنس ٣٧١
بساس (بسباس) ٤٠٤-٤٠٥
برھاس بن کسائس ٦٦، ٦٨، ٤٠٧
بسامی ولد راسل ١٧٤، ٤٦٢
بشر بن خالد ١٢٥
بشر بن ڈھول ٢٤٠
بشر بن زیاد ١١٦
بشر بن عطیة ٢٤٣
بشر بن عیسیٰ ١١٧
بشر بن منقذ (اعورشنی) ٤٢٤
بکر بن وائل ١٣٦
بلاذری ١٠٢، ١٢١، ١٣٤، ٣٦٢، ٣٦٤، ٣٦٦، ٣٧٦، ٣٨٧-٣٨٨، ٤١٥-٤١٧، ٤٢١، ٤٢٣-٤٢٩، ٤٣٧-٤٣٩، ٤٤١، ٤٤٥-٤٤٨، ٤٥٠، ٤٥٢، ٤٥٥-٤٥٦، ٤٦٣-٤٦٥، ٤٦٨، ٤٧٠، ٤٧٦، ٤٧٩، ٥٠٠-٥٠١، ٥١٤، ٥١٧
بلھرا ٣٣١، ٥١٠
بواد شمنی ٣٠٩، ٥٠٣
بوران دخت ٤٠٢
بہاؤالدین حسن ٣٦٦
بہمن اردشیر ٣٨٥-٣٨٦
بھندویر (بھنڈویر) ٢١٠
بھنڈ رکھو بھکو ٥٠
بھنڈ رکھو شمنی ١٥٨، ١٨٠
بھنڈویر شمنی ٢١٠
بہیمن ١٦٥
بیرونی ٢٨٤، ٣٦٣، ٣٦٧

Marfat.com

٣٦٩، ٣٧١، ٣٧٣-٣٧٤،
٣٨٦-٣٨٧، ٣٩٤، ٤٩١،
٥١٢، ٥١٨-٥٢٠، ٥٢٣-
٥٢٤
بیل (بیان) ٢٤٠
بیلمان ٢٢٣، ٤٧٣

پ

پاٹنجر ٣٧١، ٣٨٠
پرمل دیو ٣٥٢
پوسٹنس ٣٧٨
پھئو ٣٢٩
پیر آری ٤٣٨
پیر پٹھو ٣٧٠-٣٧١، ٣٧٤

ت

تراب ٢٢٠
تقی‌الدین حموی ٤١٩
تمیم بن زید قینی ٢٤٨، ٢٥١،
٣٠٠، ٤٧٨-٤٧٩
تنوخی قاضی ٣٦٠
تورسینه ٣٣٠

ث

ثابت قطنه (شاعر) ٤٤١
ثاغر بن ذعر ٩٩، ٤٢١
ثقیف ٢٦٧

ج

جاحظ ١٠٢، ٤٢٦، ٤٤٢
جاماسپ ١٧٩
جامبوت ٥١٧
جامبوتی ٥١٧
جان محمد (میر) ٣٩٩-٤٠٠
جاهین ١٤٣-١٤٤، ١٨٣،
٢٠٠، ٤٤٨، ٤٦٤، ٤٧٧-
٤٧٨
جراح بن عبدالله ٣٥، ٤٤٥
جسوم راءٔ ٢١٢
جعفر بن سلیمان ٢٦٨
جعونة ١٣٩-١٤١
جعونة بن عقبه ١٥٦
جلال‌الدین خوارزم شاه ٣٦٧
جلم بن شیبان ٩٢٥
جنید ٤٤٨
جنید(خریم)بن عمرو ٣١١، ٥٠٦
جنبدیو ٥١٧
جوبن، راجا ٣٤٣، ٣٤٥، ٥١٧
جوٹو ٢٤٠
جوهری ٣٦١
جهانگیر بادشاه ٤٢٩
جهتل راء ٣٤٨، ٣٤٩
جهم بن زحر ١٣٢، ١٤١،
٢١٦، ٢٣٨، ٢٦٧، ٣٠٤،
٤٣٩-٤٤١، ٤٩٥، ٤٩٨
جهم بن سامة ٢٨٥
جیبن ٢٣٩
جیسینه ١٢٢، ١٣٢، ١٤٨-

Marfat.com

١٤٩، ٢٠٢، ٢١٦-٢١٧،
٢٢٤، ٢٢٧-٢٢٨، ٢٣٦،
٢٣٩، ٢٦٩-٢٧٢، ٢٧٥،
٢٨٠-٢٨٦، ٢٨٩، ٣١٨،
٣٢٤-٣٢٧، ٣٢٩-٣٣٣،
٤٠٢، ٤٠٥، ٤٠٩، ٤٧٣-
٤٧٦، ٥٠٩-٥١١، ٥١٣-
٥١٤

ج

چتر، راجا ٤٣
چچ (ولد دهرسینه ولد چچ)
٩٠، ٤٠٥
چچ (ولد دهرسینه ولد داهر)
٢٧٥، ٤٠٥
چچ ولد سیلائج (راجا) ٢١-
٦٥، ٦٧، ٩٥، ٢٧٠، ٢٩٤،
٣٠٠-٣٠١، ٣٤٨، ٣٩٣،
٣٩٦-٣٩٨، ٤٠٠-٤٠١،
٤٠٤-٤٠٥، ٤٠٧، ٤٧٢
چچ اکبر ٦٧
چنگی ٣٢٥-٣٢٩، ٣٥٤-
٣٥٥، ٥٢٧
چندر ٣٧-٣٩، ٦٥-٦٧، ٧٠، ٩٠
چندرام هاله ٢٠٠-٢٠١

ح

حاتم بن قتیبة ١٠٣
حارث بن مرة ١٠٠، ٤٢١
حبیب بن المهلب ٥٣٣
حبیبة العظمی ٢٦٧
حبیش ٢٥٥
حجاج بن قاسم ٤٣٠
حجاج بن یوسف ١١٠-١١٢،
١١٥-١٢١، ١٢٣-١٣١،
١٣٣-١٣٦، ١٤٠-١٤١،
١٤٧، ١٥٤-١٥٨، ١٦٠،
١٦٩-١٧٢، ١٧٥، ١٧٩-
١٨٢، ١٨٨، ١٩٤-١٩٨،
١٩٩، ٢٠٤-٢٠٥، ٢٠٧-
٢١٠، ٢٢٦، ٢٢٨، ٢٥٦-
٢٦٧، ٢٧٣-٢٧٤، ٢٧٧-
٢٧٨، ٢٨٨-٢٨٩، ٢٩٨-
٢٩٩، ٣٠٣، ٣٠٥، ٣٠٩-
٣١٠، ٣٢٠، ٣٢٣-٣٢٤،
٣٤٥، ٣٧٦، ٤١٥، ٤٢٠،
٤٢٥-٤٢٦، ٤٣٠-٤٣٣،
٤٣٩-٤٤٦، ٤٥٣، ٤٦٦،
٤٦٨-٤٧٠، ٤٧٥، ٤٨٠-
٤٨١، ٤٨٣-٤٨٤، ٤٩٠،
٤٩٦-٤٩٩، ٥٢٥-٥٢٦،
٥٣٠-٥٣٩، ٥٤٢-٥٤٣،
٥٤٦
حذیفه ١١٧
حرمازی (دیکھئے عبدالله بن الاعور)
حسن بن محبة ٢٣٨
حسنه ٢٧٢-٢٧٣، ٤٨٢-٤٨٣

Marfat.com

حسین شیخ عرف پیر پٹھو ۳۷۰
حسین بن ابی بکر (عین الملک وزیر) ۱۴-۱۵، ۳۶۵-۳۶۶، ۴۴۹-۵۵۱
حکم بن ابی العاص ۱۴۹، ۳۶۶، ۴۱۶، ۴۵۱-۴۵۳
حکم بن ابی عقیل ۴۳۰
حکم بن ایوب ۴۳۰، ۴۳۲-۴۳۳، ۴۴۴
حکم بن عروة ۱۴۷
حکم بن عمرو التغلبی ۱۴۷، ۴۱۹
حکم بن عوانة کلبی ۳۰۰، ۴۹۴-۴۹۵
حکم بن منذر ۱۱۱، ۴۲۵-۴۲۷
حمران ۱۹۷-۱۹۸، ۲۲۷، ۴۶۷-۴۶۹
حمزه اصفهانی ۳۶۲، ۳۸۶، ۴۰۲-۴۰۳
حمزه بن بیض (شاعر) ۱۲۵، ۴۳۶، ۴۳۷
حمل جت ۴۲۹
حمید بن وداع ۱۴۶، ۱۶۹-۱۷۰، ۴۴۹، ۴۶۰
حنظلة کلابی ۳۰۶
حیدرقلي ارغون ۳۹۱

خ

خالد انصاری ۳۰۷
خالد بن ولید ۴۶۷، ۴۶۹
خان سومرو ۴۷۰
خطیب تبریزی ۴۳۶
خریم بن عبدالملک ۳۴۶
خریم بن عمرو (سُری) ۱۲۹-۱۳۰، ۱۳۵-۱۳۶، ۱۴۲، ۲۵۱، ۲۶۷، ۲۸۳، ۳۱۲-۳۱۳، ۳۴۵-۴۹۰، ۴۹۱
خریم بن عمروه مدنی (صحیح: خریم بن عمرو سری) ۲۴۳، ۴۷۸
خفاجی ۳۹۴
خلیفة بن خیاط ۴۲۴
خوارزمی ۳۷۳

د

دارس بن ایوب ۲۵۱، ۲۶۷
داهر (راجا) ۱۱، ۱۸، ۳۶، ۶۷-۷۰، ۷۲-۹۵، ۱۱۷، ۱۲۰-۱۲۲، ۱۲۴، ۱۳۲-۱۳۳، ۱۴۳-۱۴۵، ۱۴۷-۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۷، ۱۵۹-۱۶۰، ۱۶۸-۱۷۴، ۱۷۶-۱۷۷، ۱۷۹-۱۸۰، ۱۸۳-۱۸۶، ۱۸۸-۱۹۴، ۱۹۸-۲۰۰، ۲۰۲-۲۰۳، ۲۰۸، ۲۱۰-۲۱۴، ۲۱۶-۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۱-۲۲۹، ۲۳۱-۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۷-۲۵۰، ۲۵۲-۲۶۴، ۲۶۸-۲۷۳،

Marfat.com

٢٧٥، ٢٧٧-٢٨٠، ٢٨٦-
٢٩٢، ٢٩٥، ٣٠٠، ٣١٤-
٣٢٠، ٣٢٩، ٣٣٢-٣٣٣،
٣٣٥، ٣٤١، ٣٤٨، ٣٥١-
٣٥٤، ٤٠٥، ٤٠٨-٤١١،
٤١٣، ٤١٥، ٤٣٣-٤٣٤،
٤٤٦، ٤٥١-٤٥٣، ٤٦١-
٤٦٢، ٤٦٤، ٤٦٦، ٤٧٣-
٤٧٧، ٤٨٠-٤٨٤، ٤٨٨-
٤٨٩، ٤٩١-٤٩٣، ٥٠٠،
٥٠٨-٥٠٩، ٥٢٦، ٥٢٩-
٥٣٠، ٥٤٧
داؤد بن نصر ٣٤٦
داؤدپوٹہ (عمر بن محمد) ٢٢١،
٣٥٩، ٣٦٨، ٣٧٦، ٤١٢
درواسس ٥١٧
دروهر ٣٠٦، ٣٢٤-٣٢٥،
٣٣١-٣٣٨، ٤٦٥، ٤٧٦،
٥٠٠-٥٠١
دلاروشی ٣٧١
دھرسینہ ٣٦، ٦٧، ٧٠-٧١،
٧٧-٩١، ٢٤٠، ٤٠٧
دھسیہ ٥٧
دیوراج ٢٧٧

ڈ

ڈھول بن چندر ٢٧٥
ڈیمس لانگ ورتھ ٤٢٨
ڈیوڈراس ٣٨٠

ذ

ذکوان بن علوان ١٤٢، ٢١٥،
٢٣٧-٢٣٨، ٢٤٢، ٢٦٠،
٢٦٧

ر

راج بن چندر ٧٠
راسل بن وسایو ٢١٧-٢١٨،
٢٢٩-٢٣١، ٤٠٩، ٤٦٢-
٤٦٤
راسل (کنوج والا) ٦٧-٧٠،
٤٠٧
راسل (کچھہ کا راجا) ٤٦٥
راسل رسنی ١٨١
راشد جدیدی ١٠٥-١٠٨، ٤٢٧
رام (حاجب) ٢١-٢٣
رام سیہ برھمن ٢٤٩
راورٹی میجر ٣٧١، ٣٩٢،
٤١٠-٤١١، ٤٥٩، ٥٢٧
ربیع بن زیاد ٩٦
ربیعة ١٠٤
رچرڈ برٹن ٣٧١
رکن الدین فیروز ٣٦٦
رواح بن اسد ٣٣٣-٣٣٤
رؤبة (شاعر) ٤٣٤-٤٣٦
ریحان مدنی ٤٥، ٣٩٦
رینیل ٣٧١
ریو ٥٤٨

ز

زائدہ بن عمیر الطائی ٣٣٧-٣٣٨

Marfat.com

زبیر بن نشیط ۴۴۱
زیاد (ابن ابیه) ۱۰۵-۱۰۶،
۱۰۸، ۴۶۷
زیاد بن الحواری العتکی (ازدی)
۲۴۲-۲۴۳، ۲۶۱، ۴۷۸،
۴۸۱
زینب ۴۳۲-۴۳۳
زید بن عمرو ۳۴۸-۳۴۹

س

ساسب ۵۱۷-۵۱۸
سامه بن دیوائج ۹۵
سامید ۳۸۶
ساهسی راءٔ ۲۱-۲۵، ۲۸، ۳۰-
۳۳، ۳۶، ۳۹-۴۰
ستبان ۵۴
سٹینگاس ۲۴۴
سدھ راج جیسنہا ۴۰۲
سربند ۵۶-۵۷، ۵۹، ۶۲،
۲۲۵، ۴۷۶
سرکوندھ ۵۰، ۳۹۶
سریا دیو ۳۵۲
سعید بن اسلم ۱۱۲-۱۱۶،
۴۱۵، ۴۷۵
سعید امیر ۲۳۸
سعید خذینه ۴۴۱
سفهوی بن لام ۱۱۲-۱۱۳،
۴۱۵
سفیان بن الابرد ۱۳۵
سکندر ۱۷۳، ۱۷۹
سلمه ۱۰۵-۱۰۷
سلیمان بن جیب ۴۴۶
سلیمان بن حجاج ۴۳۲
سلیمان بن حکم ۴۳۰
سلیمان بن عبدالملک (خلیفة)
۴۴۰، ۵۳۰-۵۳۱، ۵۳۳-
۵۳۹، ۵۴۱-۵۴۲
سلیمان علافی ۱۱۵
سلیمان بن نبہان ۲۱۴، ۳۱۱،
۵۰۴-۵۰۶
سلیمان بن هذیل ازدی ۴۶۵
سنان بن سلمه ۱۰۵-۱۰۹
سنج ۲۴۱
سوبھن رائے بھاٹیہ ۷۲
سودیو ۱۴۷
سورسینه ۳۳۰
سونھن دیوی ۲۵، ۲۹-۳۲،
۳۶
سیار ۵۴
سیاکر وزیر ۱۹۰-۱۹۱،
۲۳۲، ۲۳۴، ۲۶۹، ۲۷۷-
۲۷۸، ۳۰۰-۳۰۱، ۴۷۷،
۴۸۴-۴۸۵
سیلائج ۲۱، ۲۴، ۳۷-۳۸،
۵۳، ۱۴۸، ۳۱۶، ۴۰۵
سیهرا ۳۳۸
سیهرس بن راسل ۶۶-۶۸، ۴۰۷

Marfat.com

سیھرس بن ساھسی راءٔ ۱۸-
۲۰-۲۱، ۳۹-۴۰، ۶۳،
۳۹۵
سیھول ۴۴

ش

شامی ۱۸۸-۱۸۹، ۱۹۳،
۲۰۰
شاھجہان بادشاہ ۴۲۹
شبیب خارجی ۴۴۳
شجاع حبشی ۲۴۹
شجاع منھیہ ۴۳-۴۴
شرف الملک وزیر (ابوبکر)
۱۲، ۱۵، ۳۶۴-۳۶۵،
۵۴۹
شریف خان نواب ۴۲۹
شلادتیا (سیلائج) ۴۰۴
شمنی (ارمابیل کا) ۶۳
شمنی بواد (وکر بہار کا) ۳۰۹
شمنی بھنڈرکھو (نیرون کا)
۱۵۷-۱۵۸، ۱۷۹-۱۸۰
شمنی بھنڈویر (وربر) ۲۱۰-۲۱۱
شمنی جام ۱۶۸
شمنی راسل رسنی ۱۸۱
شمنی (موج کا) ۱۶۰
شمنی میگھدھنیہ (نیرونی) ۲۱۴
شھاب الدین غوری (دیکھئے
محمد بن سام)
شھرزاد ۴۰۳

ص

صابر یشکری ۳۰۷
صارم ھمدانی ۲۸۲
صالح بن عبدالرحمان ۵۳۸،
۵۴۶-۵۴۷
صحار العبدی ۴۱۹
صعدی بن خریمہ ۱۴۲، ۴۴۷
صعصعہ ۱۱۶
صلب بن قاسم ۲۶۷

ط

طاکی وزیر ۳۹
طاھرعلی پروفیسر ۵۲۵
طاطرس بن بجر ۲۲۴
طبری ۱۰۱، ۱۳۰، ۳۸۵-۳۸۶،
۴۱۷، ۴۱۹-۴۲۰، ۴۴۰،
۴۴۳، ۴۷۲، ۴۹۷-۴۹۸
طیار ۲۰۴

ع

عامر بن الحارث ۹۹
عامر بن طفیل ۴۱۸
عامر بن عبدالقیس ۴۶۷
عامر بن عبداللہ ۱۲۴
عبداللہ شاہ ۳۷۶
عبداللہ علافی ۱۱۳
عبداللہ القسری ۵۳۶-۵۳۷
عبداللہ بن الاعور حرمازی
۱۱۱، ۴۲۶

Marfat.com

عبدالله بن سوار ١٠١-١٠٣،
١٠٥، ١٠٩، ٤٢٣-٤٢٤
عبدالله بن عامر ٩٦-٩٧،
١٠٢-١٠٣، ٤١٧، ٤٢٠،
٤٢٣
عبدالله بن عباس ٢٧٣، ٤٨٣
عبدالله بن عبدالرحيم علافى
١١٣
عبدالله بن عبدالرحمان ١٠٤
عبدالله بن عمر ٩٧
عبدربه ١٢٣
عبدالرحمان ابن الاشعث ٩٢،
٤١٥، ٤٤٢-٤٤٤، ٥٣١،
٥٣٣
عبدالرحمان بن سليم ١٣٥،
٤٤٢-٤٤٣
عبدالرحمان بن حيات ٥٣٦
عبدالرحمان بن عبدربه ١٠٦،
١٣١، ٣١٣، ٣٣٤
عبدالرحيم ١١٣
عبدالرزاق ١٠٧
عبدالعزيز بن وليد ١١٠-١١١
٥٣١، ٥٣٥-٥٣٨
عبدالعزيز الميمنى ١٠٩، ١١٤،
١١٦-١١٧، ١٣٧، ١٣٩،
٢٦١، ٢٦٣، ٤١٨، ٤٧١
عبدالملك خليفه ١١٢، ٤١٥،
٤٤٣، ٤٦٧-٤٦٨، ٥٣١-
٥٣٥
عبدالملك مدنى ٢٨٢
عبدالملك بن حجاج ٤٣٢
عبدالملك بن عبدالله ٣٠٧
عبدالملك بن قريب (الاصمعى)
٤٩٦
عبدالملك بن قيس ١٣١، ١٦٨-
١٦٩، ٤٤٧
عبدالملك بن مهلب ٥٤٦
عبيد بن عتاب ٢٣٧
عبيدالله بن زياد ١١٠-١١١
عبيدالله بن معمر ٤٢٠
عبيدالله بن نبهان ١٢١، ٣٦٦
٣٧٦
عبيدة ٤٩٠
عتبه ٣٣٩
عثمان رضه (امير المومنين) ٩٦-
٩٩، ٤١٦-٤١٨، ٤٦٧
عثمان بن ابى العاص ٩٥، ٣٦٦،
٤١٦، ٤٥٢
عجل بن عبدالملك ١٤٢، ٤٤٧
عديل بن فرخ (شاعر) ١٣٦،
٤٤٥
عطاء بن مالك ١٤١، ٢٣٧-
٢٣٨
عطية تغلبى ٢١٤، ٤٨٩

Marfat.com

عطیة بن سعد ۱۳۴، ۴۴۱-۴۴۲
عقیل ۲۵۸
عکرمہ بن ریحان ۳۴۷
علافی ۹۲-۹۴، ۱۱۲، ۱۱۸
علافی سلیمان ۱۱۵
علافی عبداللہ ۱۱۳
علافی (دیکھئے محمد بن حارث)
علافی (دیکھئے محمد بن معاویہ)
علافی (دیکھئے معاویہ بن حارث)
علی رضہ (امیر المومنین) ۹۷،
۹۹، ۱۰۱، ۴۱۸، ۴۲۱،
۴۲۵
علی بن ارجن ۳۷۷
علی بن حامد کوفی ۹، ۱۶،
۳۶۱، ۳۶۴-۳۶۵، ۴۴۷،
۴۹۹، ۵۴۷-۵۵۰
علی بن طفیل السعدی ۴۱۷
علی بن طفیل غنوی ۹۷
علی بن عبداللہ ۲۶۸، ۴۸۴
علی بن محمد (دیکھئے مدائنی)
علی شیر قانع ۳۶۳، ۳۷۰،
۴۲۹، ۴۷۲-۴۷۳، ۵۲۸
عمادالدین (دیکھئے محمد بن قاسم)
عمر رضہ (امیر المومنین) ۱۴،
۹۵-۹۶، ۳۰۲، ۳۶۶،
۴۱۶-۴۱۷، ۴۱۹
عمر بن حفص ۴۷۲
عمر بن عبدالعزیز رضہ ۳۳۲،
۴۴۱، ۴۴۳، ۴۴۵، ۴۸۴،
۵۱۰، ۵۱۳-۵۱۴
عمر بن عبداللہ بن عمر ۱۰۱
عمر بن محمد ثقفی ۴۳۰، ۵۳۶
عمرو بن خالد ۲۵۶-۲۵۷،
۴۸۰-۴۸۱
عمرو بن مالک ۴۴۱
عمرو بن محمد تمیمی ۱۱۷
عمرو بن محمد بن قاسم ۳۸۷،
۴۳۰، ۴۳۴، ۴۴۹
عمرو بن مختار ۳۱۲
عمرو بن مسلم ۳۳۲، ۵۱۴
عمرو بن مغیرہ ۲۵۶
عمیر ۴۲۰
عوفی ۳۶۰، ۳۶۵-۳۶۶
عون بن کُلیب ۱۴۲
عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۵
عین الملک وزیر (دیکھئے حسین
بن ابی بکر)

غ

غضبان ۴۲۰
غلام شاہ کلہوڑا ۳۷۷

ف

فراس عتکی ۳۰۷
فراء ۵۲۲
فرزدق (شاعر) ۱۰۲، ۱۱۳-
۱۱۴

Marfat.com

فرعون ۱
فرقد بن مغیرہ ۱۱۷، ۲۴۶
فوربس ۴۰۲

ف

قاسم (راوی) ۱۰۱
قاسم بن ثعلبۃ ۴۸۱
قاسم بن محمد ۲۶۴، ۳۰۴، ۴۳۰، ۴۳۴، ۴۹۸
قابل بن ہاشم ۲۵۴
قباچہ، سلطان ناصرالدین ۷-۸، ۶۴، ۳۵۹-۳۶۰، ۳۶۵، ۳۶۶
قباد بن کسریٰ ۴۰۳
قبلہ ۱۴۵
قتیبۃ بن اشعث ۱۱۳
قتیبۃ بن بشر ۲۴۰
قتیبۃ بن مسلم ۳۰۴، ۴۴۰، ۴۹۰-۴۹۸، ۵۳۵، ۵۳۷، ۵۴۵
قتیبۃ بن معن ۴۹۶
قحطبۃ ۴۴۷
قطب الدین ایبک سلطان ۳۶۰
قطن ۱۳۵، ۴۴۴-۴۴۵
قطری ۴۴۴
قفند ۳۸۶
قلقشندی ۳۷۳، ۳۷۹، ۴۰۶
قیس بن ثعلبۃ ۳۰۸
قیس بن عبدالملک ۳۰۷
قیس بن ہیثم ۱۰۲

ک

کارٹر ۳۷۷
کاکہ ۵۰، ۱۶۲، ۱۶۴-۱۶۸
کبیر بھدر ۳۲۹، ۵۰۹
کحلی ذھلی ۲۵۱
کذاب حرمازی (دیکھئے عبداللہ بن الاعور)
کرشن ۵۱۷
کروک ۴۰۱
کزنس ۳۷۱، ۳۷۷، ۳۸۰-۳۸۱، ۳۸۳، ۳۸۹، ۳۹۸، ۴۱۰-۴۱۱، ۵۰۲
کسریٰ نوشیروان ۳۶۲
کسریٰ بن ہرمز ۶۲، ۴۰۲، ۴۰۳
کعب ۲۶۱-۲۶۲، ۲۶۷-۲۶۹، ۲۷۳، ۴۸۳
ککسو ۳۳۵-۳۳۷، ۵۱۴
کلیب ۱۱۳
کندا، راجا ۳۴۰
کننگھام ۳۷۱، ۳۸۰، ۳۸۴
کوار چھوٹے ۲۳۹
کوار بڑے ۲۳۹
کورسینہ ۳۴۱
کھوکھو ۲۲۵، ۲۴۰، ۴۷۶

Marfat.com

گ

گوپی ٢١٤، ٢٧٥، ٢٨٦، ٣١٤، ٣١٦-٣١٩، ٥٠٨-٥٠٩

گیان بن تھاھر ٢٢٥

گیه بن بشر ٢٤٠

ل

لاڈی، رانی ٢٥٨-٢٥٩، ٢٩٠-٢٩٢، ٣١٥-٣١٦، ٣٢٢، ٤٩١-٤٩٣، ٥٢٩

لایال، سر چارلس ٤١٨

لقیا امار ٢٤٢

للتا دتیه مکتاپید ٥١١

م

مالک بن اعصر ٤٩٦

مالک بن مسمع ٤٤٦

مابین ٣٦، ٧٠-٧٢، ٧٥، ٧٧، ٨٠، ٢٦٩-٢٧١، ٤٨٣

مبارک مشیر (کنکسو) ٣٣٧

متو، راجا ٤٩-٥٢، ٦٦

مجاشه بن نوبه ١٣٥

مجاعة بن سعر ١١٧، ٤١٥، ٤٧٥

محب‌الله بکھری ٣٦٢، ٣٩٠

محزر بن ثابت ٢٢٢، ٢٣٦، ٢٣٨

محمدؐ، نبی صلعم ٢-٦، ٣٩٥، ٤١٦

محمد، امیر ساوندی سمه ٣٠٨

محمد بن ابی‌الحسن مدنی ٢٢٨، ٤٧٦-٤٧٧

محمد بن تغلق ٥٢٢

محمد بن حارث علافی ٢٢٢، ٤١٤-٤١٥

محمد بن حبیب ٤٢٢

محمد بن حجاج ٤٣٢

محمد بن حسن ٢٢٥

محمد بن حکم ٤٣٠

محمد بن زیاد ٢٤٣، ٢٥١

محمد بن سام (سلطان معزالدین غوری) ٧-٨، ٣٦٠، ٣٦٧

محمد بن عبدالله ٤٧٠-٤٧١

محمد بن عبدالرحمان ١١٦

محمد بن علی ٣٥١، ٥٢٨

محمد بن قاسم ١٠، ١٨، ١٢٤-١٢٥، ١٢٧-١٣٤، ١٣٦-١٤١، ١٤٣-١٥٠، ١٥٣-١٥٤، ١٥٦-١٦٣، ١٦٦-١٧٠، ١٧٥، ١٧٩-١٨٨، ١٩٣-١٩٤، ١٩٨-٢٠٥، ٢٠٧-٢٠٨، ٢١٠، ٢١٣-٢١٤، ٢١٦-٢٢١، ٢٢٤-٢٢٦، ٢٢٨-٢٣٤، ٢٣٦-٢٣٨، ٢٤٢-٢٥١، ٢٥٣، ٢٥٥-٢٦٢، ٢٦٤-٢٦٧، ٢٧١-٢٧٢، ٢٧٤-٢٧٩،

Marfat.com

٢٨١-٢٨٢، ٢٨٦-٣٠٣،
٣٠٥، ٣٠٨-٣١٠، ٣١٢-
٣١٧، ٣١٩-٣٢٤، ٣٣٤-
٣٤٢، ٣٤٤-٣٤٦، ٣٤٨-
٣٥٦، ٣٦١-٣٦٢، ٣٦٤،
٣٦٧، ٣٧٠، ٣٧٤، ٣٨٢،
٣٨٧-٣٨٨، ٣٩٠، ٣٩٣،
٤٠٨-٤١١، ٤١٣، ٤٣٠،
٤٣٧، ٤٣٩-٤٤٢، ٤٤٤،
٤٤٦، ٤٤٩-٤٥٦، ٤٥٨،
٤٦٠-٤٦٦، ٤٧٢، ٤٧٤-
٤٧٧، ٤٨٠-٤٨١، ٤٨٤-
٤٨٥، ٤٨٨-٤٨٩، ٤٩٢،
٤٩٤-٤٩٥، ٤٩٧-٤٩٨،
٥٠١-٥٠٧، ٥٠٩، ٥١١،
٥١٤، ٥١٧، ٥٢٠-٥٣١،
٥٣٤-٥٣٦، ٥٣٨-٥٤٧،
٥٥٠.

محمد بن مصعب ١٣٤، ٢٠١-
٢٠٢، ٢١٥، ٢٤٣، ٢٥١
محمد بن معاویه علافی ٩٢،
١١٣، ١٩١-١٩٣، ٢٢٢-
٢٢٧، ٢٣٦-٢٣٧، ٢٦٩،
٢٧٠، ٢٨٣-٢٨٦، ٤١٤-
٤١٥، ٤٧٣-٤٧٦، ٥١٣
محمد بن هارون ١١٧، ١١٨،
١٢٠-١٢١، ١٣١-١٣٢،
٤٣٨-٤٣٩

محمد بن یوسف ٤٣٠
محمود غزنوی ٣٩٣، ٥٠٩
مخارق بن کعب ٢٤٣
مدائنی، ابوالحسن علی بن محمد
١٠٢، ١٠٣، ١٠٥، ١٢٥،
١٢٧، ١٣٧، ٢١٧، ٢٥٢،
٣١٣، ٣٣٤، ٣٤٤-٣٤٥،
٣٥١، ٤١٦، ٤٢٢-٤٢٣،
٥٢٨
مرداس بن هدبه ١٩٩
مروان بن اشحم ٢٤٨
مروان بن محمد ٤٤٦
مسعر بن مهلهل ٣٦٧، ٣٧٣
مسعود تمیمی ٣٠٧
مسعود کلبی ٢٤٣
مسعودی ٣٦٧، ٣٧٣، ٤٠٣،
٤٢٣، ٤٤٣، ٤٤٧
مسلمة بن عبدالملک ٤٤٣
مسلمة بن محارب ١٠٢، ٣٣٤
مشبد (مشیبد) ٢٤١
مصعب ثقفی ٢٦٧
مصعب بن زبیر ٤٦٧
معاویة بن ابی سفیان ١٠١-
١٠٢، ١٠٤-١٠٦، ٤٢٣-
٤٢٤
معاویة بن حارث علافی ٤١٥،
٤٧٥

Marfat.com

معاویة بن مهلب ۴۳-۵۴۰
معز (خلیفة) ۵۲۵
معصوم، میر ۳۶۳، ۳۷۰، ۴۳۳، ۵۲۶-۵۲۸
معن ۴۹۶
مغیره ۹۵-۹۶، ۳۶۶، ۴۱۶، ۴۵۲-۴۵۳
مفضل ضبی ۴۷۱
مقدسی ۳۶۷، ۳۷۳، ۳۸۰، ۳۹۲، ۴۰۶، ۵۲۱
مقتدر بالله ۵۲۵
مکمرڈو ۳۷۱
ملیح ۳۰۸
منذر بن جارود (ابن المعلی) ۱۰۷، ۱۱۰-۱۱۱، ۴۲۵
منصور (خلیفة) ۴۷۰-۴۷۲
منصور بن جمهور ۳۸۳
منظور بن جمهور ۳۸۳
منو ۴۰۱
منهاج سراج ۳۶۶
موسیٰ بن سنان ۱۳۴
موسیٰ بن عمران ۴۲۷
موسیٰ بن عیسیٰ ۴۰۳
موسیٰ بن نصیر ۵۳۶-۵۳۲، ۵۴۵
موسیٰ بن یعقوب ۳۳۴، ۵۵۰
موکو بن وسایو ۱۸۴-۱۸۵، ۱۸۷، ۱۹۳، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۱۶-۲۱۷، ۲۲۹-۲۳۱، ۲۳۸، ۲۵۱، ۲۸۲، ۲۸۸، ۳۰۰-۳۰۱
مولای اسلام دیبلی ۱۸۸-۱۸۹
مونیر ولیم ۵۱۹
مهترائج ۱۴۵
مهرتهه ۳۲-۳۵، ۳۹۵
مهلب بن ابی صفراء ۱۰۱، ۴۴۲-۴۴۳، ۵۰۰، ۵۳۱-۵۳۲
مهماس ۳۶۲
مهندر وزیر ۲۱۰
مهنیٰ بن عکه ۳۰۸
میگهدوتیه ۲۱۴

ن

نارد ۵۱۸
ناسک سمنی ۵۴
ناصرالدین سلطان (دیکھئے قباچه)
نافع بن حارث ۴۸۴
نافع بن جبیر ۴۸۳
نافع بن هرمز ۴۸۴
ناگ بهٹ ۵۱۵
نائلو ۲۴۰
نباته بن حنظلة ۱۴۱، ۱۵۳، ۱۶۶، ۱۸۰، ۱۸۷، ۲۱۵، ۲۳۸، ۲۴۲، ۲۵۱، ۲۶۷، ۲۸۲، ۴۴۶-۴۴۷
نبهان ۱۲۱، ۲۴۶

Marfat.com

نبی بخش خان بلوچ ٣٥٩
نصر بن سفیان ١٠١
نصر بن سیار ٤٤٧
نظام الدین ٥٢٨
نظام الملک جنیدی ٣٦٥
نوبة بن دارس ٣٠٦، ٤١٣
نوبة بن هارون ٢٧٩
نوشیروان ١٦
نیو پورٹ ٣٧١
نیابر بن بجر ٢٢٣

هـ

هارون بن ذراع ١١٧
هاشم ١٠٢
هال ٥١٧
هذلی (ابوبکر) ١٠٠-١٠٢، ١٠٥
هذیل ٢٤٢، ٢٦٧، ٣٠٦، ٤١٣
٥٠١-٥٠٢
هرشا، راجا ٤٠٧
هرچندر، راء ٣٤٨-٣٥١، ٥٢٧
هلواث کلبی ١٣٠، ٥٣٦
همدانی ٤٢٣
هوڑی والا ٣٥٩، ٣٦٦، ٤٠١-٤٠٢، ٤٠٤-٤٠٥، ٤٠٧، ٤٠٨-٤٠٩، ٤١٢-٤١٣، ٤٥٨-٤٥٩، ٤٧٧، ٤٨٢، ٤٨٩، ٤٩٤، ٥٠٣-٥٠٤، ٥١٧-٥١٨، ٥٢٠، ٥٢٧
هیثم ١٠٢
هیگ ٣٧٠، ٣٧٢، ٣٧٩، ٤٠٨، ٤١٢، ٤٥٩-٤٨٥، ٤٨٦

و

وداع بن حمید ٣٠٥، ٤٩٩-٥٠٠
وسایو بن سربند ٢١٦-٢١٧، ٢٢٩، ٤٦٢-٤٦٣
وسط اسعدی ١١٩
وفاء بن عبدالرحمان ٣٠٨
وکیو بن داهر ٣١٨
وکیو بن کاکو ٥٠
ولسن ٥١٨
ولید (خلیفة) ٩٥، ١١٧، ١٢١، ٢٥٨، ٢٦٧-٢٦٨، ٢٧٣، ٣٢٤، ٣٤٥، ٣٥١، ٣٥٣-٣٥٤، ٤٣٣، ٤٨٣، ٥٠٤، ٥٣٣-٥٣٥

ي

یاسر بن سوار ١٠٣
یاقوت ٣٦٢، ٣٧٣، ٣٧٩، ٤٠٣، ٤٠٦، ٤١٩، ٤٢٤، ٥٢٣
یحییٰ ٤٣٠

Marfat.com

يزدگرد ٤٠٣
يزيد بن ابى كبشه ٥٣٨
يزيد بسن عبدالملک ٤٤١،
٤٤٣، ٤٤٥
يزيد بن عمر ٤٤٦، ٤٩٠
يزيد بن كنائة ٢٦٥، ٤٣١
يزيد بن مجالد ٣٦١
يزيد بن مهلب ٤٤٠، ٤٤١-
٥٠٠، ٥٣٢-٥٣٤، ٥٣٧-
٥٣٨، ٥٤٤، ٥٤٦
يسار ١٠٨
يعقوب بن طائى ٣٦٤
يعقوبى ٣٦٢، ٣٨٣، ٤٤٦،
٤٥٥، ٤٩٧
يوسف بن حكم ٤٣٠
يوسف بن عمر ٤٣٠، ٥٣٦

Marfat.com

فهرست اماکن و اقوام

الف

آرمینیا ۴۴۵
آفریقه ۵۳۶-۵۳۷، ۵۴۵
آل ابی‌عقیل (خاندان) ۴۳۰،
۵۳۶-۵۳۸، ۵۴۶
آل جارود ۱۶۹، ۴۴۷
ابراهیم حیدری (گاؤں) ۳۷۶
ابیذ ارد شیر (شهر) ۳۸۵
مشرقی نارا ۴۱۲
احمدآباد ۵۰۱
آچ ۹، ۱۱، ۳۶۵، ۳۹۲
اودهاپور ۵۲۶-۵۲۷
اردبیل ۱۰۲، ۳۶۸
ارل (آبنائے) ۱۶۱
ارمن بیلہ (ارمابیل) ۴۰۳، ۴۰۵
ارمابیل ۶۳-۶۴، ۱۰۱، ۱۳۲-
۱۳۴، ۱۴۷-۱۴۸، ۴۳۷-
۴۳۸، ۴۵۰-۴۵۱
اروڑ (الور) ۱۰-۱۱، ۱۸،
۲۰، ۲۲، ۳۳، ۳۵، ۳۷-
۳۸، ۴۸، ۵۰، ۶۵، ۷۰،
۷۲، ۷۴، ۷۷، ۸۰، ۸۲-
۸۵، ۸۹، ۹۱، ۱۲۲، ۱۷۱،
۲۷۵، ۲۸۶، ۲۹۸، ۳۰۳،
۳۱۴-۳۱۸، ۳۳۲-۳۳۴،
۳۳۶، ۳۶۲-۳۶۴، ۳۹۳،
۴۰۷، ۴۱۰، ۴۶۱، ۵۰۲،
۵۰۴، ۵۰۷، ۵۰۹، ۵۱۴،
۵۲۳
ازد (قبیلہ) ۱۱۲، ۲۴۴،
۵۰۶، ۵۴۳
اسکلندہ ۱۹، ۴۲-۴۴، ۳۳۷-
۳۳۸، ۳۹۲-۳۹۳
اسہ کسہ ۳۳۲، ۵۱۰، ۵۱۲
اشبہار (قلعہ) ۴۰۸، ۴۱۱، ۴۶۳
اشہار (قلعہ، علاقہ) ۱۹، ۴۷،
۱۸۲، ۳۰۸، ۳۴۷، ۳۸۲،
۳۹۵، ۵۲۶
اصفہان ۳۹۴
افغانستان ۳۹۲، ۳۹۴
اگھم (اگھم کوٹ اگھامانو)
۲۱۴، ۴۷۲-۴۷۳
آکر (قبیلہ) ۴۰۹
الوان (شہر) ۵۲۷
آمرجی ۵۰۷
اودندوہار ۱۶۴، ۴۰۹-۴۶۰
اودهاپور ۳۴۸-۳۴۹، ۳۵۳،
۵۲۶-۵۲۷، ۵۳۹
اہواز ۳۹۴
ایران ۲، ۶، ۱۰، ۱۵، ۲۰-

Marfat.com

٢١، ٤٠، ٦٢، ٣٨٤، ٣٨٥-
٥٤١-٥٤٢، ٥٤٦
ایلیاء ١٠١

ب

بابریکان (بندر) ٣٨٠
بارانسی (گھرانا) ٦٦
بازان (مُلک) ٣٩٤
باھڑمیڑ ٣٩٧
باھلة (قبیلہ) ٤٤١
بحرین ٩٥، ٤١٦، ٤٥٢
بدایون ٣٦٦
بدھ نووھار (مندر) ٥٤، ٣٩٧
بدھ کنوھار (مندر) ٤٠٠
بدھیہ (علائقم) ١٩، ٤٩-٥٠،
٩١، ١٠٨، ١٦٢-١٦٣،
٢٧٥، ٣٩١-٣٩٢، ٣٩٦،
٤٠٦، ٤٠٨، ٤١١، ٤٥٨،
٤٦٠، ٤٦٣
برج (شھر) ٣٩٢
برڑا (موضع) ٤٨٨
بروری (منزل) ١٥٦-١٥٧،
٣٩٠
بروص (بھروچ) ٤١٦
برھاس (مُلک یا شھر) ٢٠
برھمپور ١٩، ٤٧، ٣٤٧
برھمناباد (برھمن آباد) ١٨،
٥١-٥٤، ٥٦-٥٧، ٥٩-
٦٢، ٦٧، ٧٠-٧١، ٧٨،
٩٠-٩١، ١٤٨، ٢٧٠،
٢٧٥، ٢٧٩-٢٨٠، ٢٨٦-
٢٩٠، ٢٩٧-٢٩٨، ٣٠٠،
٣٠٣، ٣٠٥، ٣٠٨، ٣٨٥-
٣٨٩، ٣٩٧-٣٩٨، ٤١٠-
٤١٣، ٤٣٤، ٤٤٦، ٤٤٩-
٤٥٠، ٤٧٢-٤٧٤، ٤٨٠،
٤٨٥، ٤٨٩، ٤٩٢-٤٩٣،
٤٩٩، ٥٠٢-٥٠٣، ٥٠٧،
٥٢٩
برھون (گاؤں) ٤٨٧
بڑودہ ٥٠١
بست (شھر) ٣٩٤
بصرہ ٩٧، ١٤٢، ١٨١، ٤٢٠-
٤٢١، ٤٢٣، ٤٢٨، ٤٤٣-
٤٤٤، ٤٦٧-٤٦٨، ٤٧١،
٥١٦، ٥٣٢
بغداد ٣٥١، ٥٢٩
بغرور (بکھر) ١٧١، ٣٣٤،
٤٦٠-٤٦١، ٥١٤
بگھاڑ (شاخ) ٣٧٠، ٣٧٤،
٣٧٥، ٣٧٧
بکھر ١١، ٣٦٤، ٣٦٥، ٤٦١،
٥١٤
بکر بن وائل (قبیلہ) ٢٤٤-
٢٤٥، ٣٠٨
بکری (دیہ) ١٢٢
بلور شاہ (علائقم) ٥١٢

Marfat.com

بلوچ ۳۸۴، ۴۲۸
بلھن (گاؤں) ۴۰۹
بنارس ۴۷۱
بنو امیہ ۵۰۶
بنو ثقیف ۲۶۳
بنو الدیل ۴۱۸
بنو العتیک ۴۷۸، ۴۸۱
بنو تمیم ۱۳۷، ۲۴۴-۲۴۶،
۲۶۵، ۲۶۷، ۳۰۷، ۳۱۱،
۴۳۵-۴۳۶، ۵۰۴، ۵۰۶
بنو حنظلة ۲۲۰
بنو جدید ۳۰۷
بنو عباس ۴۴۶
بنو عجل ۴۴۵
بنو عزیز ۱۱۹، ۴۲۹، ۴۸۴
بنو سامہ ۹۲
بنو سعد ۴۳۵-۴۳۶
بنو سلیم ۲۶۷
بنو کعب بن ربیعہ ۵۰۶
بنو قشیر ۵۰۵-۵۰۶
بنو قیس ۲۶۰
بنو کلاب ۱۱۵، ۴۸۰
بنو کلب ۴۴۳
بنو مراد ۴۴۷
بنو مروان ۵۴۱
بنو شَنّ ۴۲۴
بنورہ (دروازہ) ۲۸۱
بند کاھویہ ۶۷
بندھان (بستی) ۱۶۴، ۴۰۸-۴۰۹
بولان (درہ) ۴۰۶
بھاٹیہ (علائقہ اور قلعہ) ۱۹،
۴۲-۴۳، ۷۱-۷۲، ۲۷۵،
۲۸۱، ۳۳۵، ۳۹۳-۳۹۴
بھارا (گاؤں) ۳۷۵، ۳۷۷
بھارند (دروازہ) ۲۸۰
بھٹی ۵۲، ۱۸۱، ۲۱۵
بھراور ۳۱۱-۳۱۲، ۵۰۷-۵۰۸
بھرج ۹۹، ۱۰۷-۱۱۳
بھروچ ۳۶۶، ۴۵۲
بھرور ۲۷۵-۲۷۷، ۴۱۰
بھریا ۵۰۷-۵۰۸
بھطلور ۱۶۹، ۴۶۰
بھلانی ۵۰۸
بھمن آباد ۳۸۵-۳۸۶
بھمنوا ۳۸۷
بھمنیا ۳۸۵
بھنبھور ۳۷۵-۳۸۳
بیاس ندی ۴۲، ۴۴، ۳۳۵،
۳۳۷، ۳۹۳
بیٹ (علائقہ اور قلعہ) ۱۸۷-
۱۸۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۱۵-
۲۱۷، ۲۲۰-۲۲۱، ۲۲۹،
۴۰۹، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۶
بیرانی (گاؤں) ۱۹
بیروت ۱۱۴

Marfat.com

پ

پاٹاری (قبیلہ) ۴۲۹
پرتہار (خاندان) ۵۱۰
پکھیڑا (قبیلہ) ۴۲۹
پلیہ لغاری (موضع) ۳۸۹، ۴۸۸
پنجاب ۴۰۱، ۴۹۱
پنجپور ۶۳، ۴۰۴
پنجگور ۴۰۴
پنج ماہیات (منزل) ۴۸، ۳۴۸
پورالی ندی ۶۴، ۱۱۰، ۴۰۶
پورچوگیز ۳۶۹
پیر پٹھو ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۴
پیر پنتسال ۵۱۰

ت

تاکیشر ۴۹۱
تاکیہ (تکادیشی) ۱۹، ۴۷-۴۸، ۳۹۵، ۴۷۵
تانہ (تھانہ) ۴۱۶
تُرک (اور تُرکی ریاستیں) ۴۲، ۳۶۰، ۳۹۲، ۳۹۶، ۴۲۴
تلواڑو ۱۹، ۳۹۴
توران ۶۴، ۱۵۰، ۳۹۲، ۴۰۵-۴۰۶
تھانہ ۳۶۶، ۴۱۶، ۴۵۲
تھرپارکر ۴۶۶

ٹ

ٹانڈیا (قبیلہ) ۴۲۹
ٹنڈہ آدم ۱۹، ۴۷۳
ٹنڈو محمد خان، ڈویژن ۴۱۲، ۴۶۳
ٹھٹہ ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۴، ۳۷۸، ۴۰۸-۴۰۹، ۴۱۲، ۴۲۹، ۴۶۹-۴۷۰
ٹھکر ۶۸-۶۹، ۲۱۵
ٹھل میر رکن ۵۰۲
ٹھوری (قبائل) ۴۲۹
ٹیبائی ۴۲۹

ج

جاتی ۴۰۹
جاٹ (قوم) ۴۰۲
جاکھی بندر ۳۷۵، ۳۷۷
جالندھر ۳۱۳، ۵۱۰
جت (قوم) ۶۱، ۱۱۸، ۱۸۲، ۲۱۵، ۲۴۲، ۳۰۰-۳۰۱، ۳۰۳، ۳۱۰، ۴۰۱، ۴۰۸-۴۰۹، ۴۲۸
جراری (گاؤں) ۳۸۹، ۴۸۵، ۴۸۸
جرجان ۴۴۶-۴۴۷، ۵۴۰-۵۴۱
جرم (شہر) ۱۰۲
جزیرہ یواقیت (سراندیپ) ۱۱۸
جلوالی (نہر۔ آبنائے) ۲۷۹-۲۸۰، ۳۰۳، ۳۸۷-۳۸۹، ۴۸۵-۴۸۷، ۵۰۷

Marfat.com

جمڑاؤ (نہر) ۳۸۸، ۴۸۷
جنگان (علائقہ) ۱۹
جنکن و عورا اوکایا (مقام) ۲۸۳
جوبانیا (قبیلہ) ۴۲۹
جوئے دھدھا واہ (شاخ) ۴۰۹
جوئے کوتکہ (شاخ) ۴۰۹
جوئے نیطری (شاخ) ۴۰۹
جہلم (دریا) ۳۴۷، ۵۱۰
جھالاوان ۳۸۵، ۴۰۶
جھم، جھیم (علائقہ) ۲۰۱-۲۰۲، ۲۱۰، ۲۱۶، ۲۱۸، ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۶۹
جھول شہر ۳۸۹، ۳۹۸
جیپور ۲۲۱، ۲۳۱
جیسلمیر ۲۷۷، ۳۹۷
جیکب آباد ۳۹۱-۳۹۲
جیوَر ۱۸۳، ۱۹۹، ۲۲۱، ۲۳۱، ۲۳۲

چ

چالوکیہ گھرانا ۵۰۴
چترور (چتور) ۳۳، ۳۵، ۲۸۲-۲۸۳، ۲۸۶، ۳۱۸، ۳۹۴، ۴۷۴، ۵۱۳
چچ پور ۱۹، ۳۹۴
چنا، قوم ۱۶۵، ۱۶۷
چنڈال، قوم ۴۰۱
چنیسر (شہر) ۲۸۰، ۲۸۷
چین ۱۲۴، ۳۰۴، ۳۸۴، ۴۹۵، ۴۹۷، ۵۳۷، ۵۴۱، ۵۴۵
چیھی (قصبہ) ۵۰۷

ح

حجاز ۲
حیدرآباد دکن ۳۶۸، ۵۱۶
حیدرآباد سندھ ۳۹۰-۳۹۱، ۴۰۸، ۴۱۲، ۴۵۱، ۴۵۵، ۴۵۷، ۵۱۶

خ

خراسان ۲، ۶، ۱۰، ۱۳، ۱۵، ۱۱۷، ۳۸۵، ۴۴۰، ۴۴۳، ۴۴۵-۴۴۶، ۴۹۷، ۵۰۶، ۵۳۳، ۵۳۵
خزدار ۴۰۶

د

دادو ۴۶۰
دارجلنگ ۵۱۱
دَبلا (قبیلہ) ۴۲۹
ددھا (دھدھا) واہ ۲۳۲، ۳۰۹-۴۱۰، ۲۷۰
دریائے سندھ، ۱۹، ۱۶۱، ۳۶۲، ۳۶۸-۳۶۹، ۳۷۱، ۳۷۴، ۴۵۵
دکن ۵۱۱
دکاک (بھڑا) ۴۸۷
دلور ۳۸۸
دماوند ۴۴۴
دمشق ۵۲۹

Marfat.com

دوڑ ۵۰۲
دوفانی (دیہ) ۳۹۸
دولت پور ۵۰۲
دھاراجا ۳۷۵، ۳۷۷-۳۸۰،
۴۲۹
دھتایت (منزل) ۵۰
دھلیلہ (قلعہ) ۲۷۵-۲۷۷،
۳۰۶، ۴۱۰، ۴۸۸
دیبالپور ۵۲۷
دیبل ۱۸-۱۹، ۲۲، ۵۲، ۹۵،
۱۱۹-۱۲۲، ۱۳۰-۱۳۵،
۱۳۷-۱۳۸، ۱۴۰-۱۴۱،
۱۴۳-۱۴۹، ۱۵۳-۱۵۷،
۱۷۴، ۱۸۲، ۱۸۸، ۳۰۲،
۳۰۸، ۳۴۷، ۳۶۶-۳۸۴،
۳۹۰، ۴۱۶، ۴۲۷، ۴۳۶،
۴۴۸، ۴۵۰-۴۵۳، ۴۶۳-
۴۶۴، ۴۸۴
دیر الجماجم (منزل) ۴۴۲، ۴۴۴
دیماس (قید خانہ) ۴۲۶
دیوہپور ۱۹، ۶۷، ۷۰، ۳۹۴

ڈ

ڈوکی (قبیلہ) ۴۲۹
ڈھورائی (قبیلہ) ۴۲۹
ڈیپر گھانگھرے کے ٹھل ۳۸۹،
۳۹۸، ۴۰۱

ذ

ذھل قبیلہ (بنو ذھل) ۱۸۱
ذوقار (میدان جنگ) ۴۴۵

ر

راجپوت ۴۰۲
راجوَری ۴۹۱، ۵۱۲
رانا (ارجن) کا کوٹ ۳۷۵،
۳۷۷-۳۷۸
راوڑ (قلعہ) ۷۱، ۹۰-۹۱،
۱۸۳، ۱۹۳، ۱۹۹، ۲۱۴،
۲۲۱، ۲۳۲، ۲۵۴، ۲۶۳،
۲۶۸-۲۷۲، ۲۷۴-۲۷۶،
۳۰۶، ۴۰۷-۴۱۴، ۴۸۸،
۴۹۱، ۵۲۹
راوی (ندی) ۴۴-۵۴، ۳۳۸-
۳۴۰، ۳۹۳، ۵۱۶
رتو کوٹ ۳۷۵-۳۷۶
رڑی (قدیم بستی) ۴۱۲، ۴۱۴
رستقاباذ ۴۲۵
رمل (ریگستان، ملک) ۶۷،
۷۱، ۹۱-۹۲، ۹۴، ۲۸۱،
۳۹۶-۳۹۷، ۴۱۵
رود ۳۶۲، ۳۶۳
روستان ۳۸۳
روم ۶، ۱۰
رونجھان ۱۹، ۳۹۲
رونجھان جمالی ۳۹۲
رونجھان مزاری ۳۹۲

Marfat.com

روھڑی ۳۶۳، ۴۰۷
رویم ۲۸۳، ۴۹۱
رے (شہر) ۳۸۵، ۴۳۹،
۵۱۶، ۵۴۲
ریوا کنٹھا ۵۰۱

ز

زابل، زابلستان ۳۹۴، ۳۹۶
زابوقہ (لڑائی کی جگہ) ۴۱۸

س

سابور (شہر، علائقہ) ۵۴۰-
۵۴۱
ساسانی (گھرانا) ۴۰۳
ساکرہ (علائقہ) ۱۸۶، ۲۱۰،
۲۱۶، ۳۷۴، ۴۰۸، ۴۱۲
ساکرہ کا نالہ (بگھیاڑ) ۱۵۴،
۳۷۴، ۴۵۴
سالوج (قلعہ، علائقہ) ۱۶۹
سانگھڑ ۳۹۱
ساھتی ۳۹۱
ساوڑی (ساوندری، ساوندی)
۳۰۸، ۵۰۲-۵۰۳، ۵۰۷
سراندیپ (سلون) ۱۱۸، ۱۴۵،
۱۵۲، ۳۱۷، ۴۸۴
سٹی دیول ۳۶۹
سعد بن زید منات (قبیلہ) ۴۳۵
سکرنڈ ۴۸۶
سکھر (ضلع) ۴۶۰
سکہ (قلعہ) ۱۹، ۲۲، ۴۴-
۴۵، ۳۳۷-۳۴۰، ۳۹۳،
۳۹۵، ۵۰۴، ۵۱۵-۵۱۷
سلیمان جبل ۳۸۵
سما (قوم) ۱۹، ۵۰-۵۱، ۳۱۲،
۳۷۱
سمہ (علائقہ) ۱۹، ۳۰۱، ۳۹۱
سمیر والا نالہ ۴۸۷
سنجھورو (تعلقہ) ۳۸۹، ۳۹۱،
۴۸۷
سندھ ۹، ۱۸-۱۹، ۳۶-۳۷،
۳۹، ۶۴، ۹۱، ۹۵-۹۹،
۱۰۱، ۱۰۶-۱۰۷، ۱۱۲،
۱۱۷، ۱۲۱، ۱۲۸، ۱۳۰،
۱۳۲، ۱۴۰، ۱۴۸-۱۵۰،
۱۵۶، ۱۷۴، ۱۸۵، ۱۹۱،
۲۰۴-۲۰۵، ۲۱۵، ۲۳۷،
۲۵۹-۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۶،
۲۸۸، ۲۹۵-۲۹۶، ۳۰۳-
۳۰۴، ۳۱۲، ۳۱۷، ۳۳۰،
۳۳۲، ۳۵۵-۳۵۷، ۳۶۳-
۳۶۵، ۳۶۷، ۳۸۲-۳۸۳،
۳۸۶-۳۸۷، ۳۹۰-۳۹۱،
۳۹۴-۳۹۷، ۴۰۳، ۴۰۶-
۴۰۸، ۴۱۳-۴۱۴، ۴۱۶-
۴۱۷، ۴۲۰، ۴۲۳، ۴۲۷-
۴۲۸، ۴۳۴، ۴۳۹-۴۴۰،
۴۴۲، ۴۴۸-۴۴۹، ۴۵۵،
۴۶۱، ۴۶۵-۴۶۶، ۴۷۲،

Marfat.com

۴۷۴-۴۷۵، ۴۸۰، ۴۹۴-
۴۹۵، ۴۹۸، ۵۰۸، ۵۱۱،
۵۱۳-۵۱۴، ۵۲۷، ۵۳۸-
۵۳۹، ۵۴۱-۵۴۳، ۵۴۵
سبھان (سیھون) ۴۵۵
سبھتا (قوم) ۵۱، ۵۰۸
سبھتہ (علاقہ) ۳۱۳-۳۱۴
سوپور (برھمپور) ۳۴۷
سوڈھائی (قبیلہ) ۴۲۹
سورٹھ (سوراشترا) ۴۲۸، ۴۶۵
سومرا ۳۷۱
سومناتھ ۵۰۹
سون میانی (خلیج) ۴۰۶
سونھری (جھیل) ۴۶۹
سیحون (دریا) ۱۸
سیر (علاقہ) ۲۷۷
سیستان (سجستان) ۱۰۷، ۳۱۲-
۳۹۴، ۵۳۲
سیسم (آبادی) ۱۰۴، ۴۵۱
سیسم (قلعہ) ۱۶۲-۱۶۳، ۱۶۶،
۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۲، ۴۵۷-
۴۵۸
سیوستان (سیوھن قلعہ اور علاقہ)
۱۹، ۲۳، ۴۹-۵۱، ۶۶،
۹۰، ۱۵۹-۱۶۱، ۱۶۳-
۱۶۴، ۱۶۹، ۱۷۲، ۲۰۰-
۲۰۲، ۳۰۷، ۳۹۱، ۴۰۸،
۴۱۱، ۴۴۶، ۴۵۴-۴۵۷
سیوھن ۵۱، ۴۵۵-۴۵۷
سیویس (قوم) ۵۰
سیھون (سیوھن) ۴۵۵-۴۵۸

ش

شاکلھار (قلعہ) ۴۸، ۲۸۴-
۲۸۶، ۴۷۵
شام ۱۰۶، ۱۳۰، ۱۲۶-۱۲۷،
۱۲۹، ۱۳۳، ۱۴۸، ۱۸۸،
۱۹۱، ۲۶۶، ۳۰۰، ۳۰۲
شاہ بلاول (درہ) ۴۵۱
شاہ بندر ۴۰۹، ۴۱۲، ۴۱۴
شاھپور چاکر ۴۸۷
شاہ حسن (قصبہ) ۴۵۸
شکارپور ۴۰۶
شکنان شاہ (مُلک) ۵۱۲
شمنی (سمنی) ۴۵۴-۴۵۷
شھبیگ مری (گاؤں) ۴۸۸
شھدادپور ۱۹، ۳۸۸، ۳۹۱،
۴۷۳، ۴۸۵-۴۸۶
شیراز ۱۲۹، ۱۳۱، ۴۳۹، ۴۶۷،
۵۴۲

ص

صوبھے جی ڈرُب ۴۸۸
صفین (لڑائی کی جگہ) ۴۲۵

ط

طاکیہ (تاکیہ، تکادیش) ۲۸۳،
۴۷۴، ۴۹۱

Marfat.com

طالب شاہ جی ڈرب ۴۸۸
طبرستان ۴۴۴

ع

عالیہ (قبیلہ) ۲۴۴
عامری (قصبہ) ۴۵۶
عبدالقیس (قبیلہ) ۱۰۳، ۲۴۴،
۴۲۴-۴۲۵
عدن ۴۷۲
عراق ۶، ۱۰، ۹۶، ۱۱۲، ۱۲۸-
۱۲۹، ۱۵۳، ۲۰۴، ۲۶۰-
۲۶۱، ۲۷۳، ۳۰۰، ۳۱۶،
۳۸۳-۳۸۵، ۴۲۳، ۴۴۱،
۴۴۳، ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۳۵،
۵۳۷-۵۳۸، ۵۴۴، ۵۴۶
عرب (قوم اور مُلک) ۱۰،
۱۳، ۹۲-۹۴، ۱۰۶-۱۰۷،
۱۱۶، ۱۲۳، ۱۳۲، ۱۳۴،
۱۴۸، ۱۵۶، ۱۵۹، ۱۶۴-
۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۰-۱۷۱،
۱۷۸، ۱۸۳-۱۸۴، ۱۸۹-
۱۹۱، ۲۰۰-۲۰۱، ۲۰۴،
۲۲۰، ۲۲۲، ۲۲۹-۲۳۰،
۲۳۲-۲۳۴، ۲۳۶-۲۳۸،
۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۸، ۲۵۲-
۲۵۳، ۲۵۹، ۲۶۶، ۲۷۹،
۲۸۳، ۲۸۷، ۲۸۹-۲۹۰،
۳۱۴، ۳۳۷، ۳۴۱، ۳۵۷،
۳۶۲-۳۶۴، ۳۶۷-۳۶۸،
۳۷۱-۳۷۲، ۴۸۵-۴۸۶،
۴۹۳، ۵۰۸، ۵۱۶، ۵۲۲-
۵۲۳، ۵۴۳
عک (قبیلہ) ۵۳۹، ۵۴۱، ۵۴۳
علافی (قبیلہ والے) ۱۳۳
علیگڑھ مسلم یونیورسٹی ۴۷۱
عمان ۹۵، ۱۰۲، ۱۱۳، ۱۲۱،
۳۶۶، ۴۱۶، ۴۵۲
عین التمر (بستی) ۴۶۷، ۴۶۹

ف

فارس ۲۶۶، ۳۰۲، ۳۹۴،
۴۳۲، ۴۳۹، ۵۳۲
فنزبور (پنجپور) ۴۳۸

ق

قاجیجاق ۲۳۱
قازرون (مُلک) ۱۱۹
قاہرہ ۱۱۴
قحطانی عرب (عربوں کا نسل)
۳۰۲
قرامطی (فرقہ) ۵۲۴
قریش (قبیلہ) ۴۹۶
قسطنطینہ ۸۷
قصبۃ (شہر) ۱۸۸، ۲۱۱
قصدار (خزدار) ۳۸۵، ۴۰۵-
۴۰۶، ۴۲۵
تلات ۳۸۵
قنبلی ۴۳۸

Marfat.com

قندابیل (گنداوا) ٦٥، ٩٦،
١١٦-١١٧، ١٦٩، ٣٨٥-
٣٨٦، ٣٩٢، ٤٠٦، ٤١٧،
٤٢٧، ٥٠٠
قیقان ٤٢١، ٤٢٣-٤٢٤

ک

کابلستان ٣٩٥
کاٹھیاواڑ ٤٢٧، ٤٦٥-٤٦٦
کارکوتم (قبیلم) ٥١١
کارمتی (جگم) ١٤٤، ٤٤٩
کاشگر (کاشغر) ٥٣٧
کاکاراج ٥٠، ٣٩٢، ٣٩٦،
٤٦٠
کچھ (مُلک) ٢١١، ٤٦٣،
٤٦٥-٤٦٦، ٤٧٦، ٥٠٠-
٥٠١
کڈائی (قبیلم) ٤٢٩
کراچی ٣٧١-٣٧٢، ٣٧٥-
٣٧٦، ٣٧٨، ٤٢٨
کُرد (نسل) ٣٨٤
کردان (علائقم) ٢٠
کردن کا پہاڑ ١٨، ٣٨٤
کرمان ٢٠، ٦٢-٦٤، ٩٦،
١١٠، ٣٨٤، ٣٩٤، ٥٣٢-
٥٣٣
کرور ١٩، ٤٧، ٣٤٧، ٣٩٥،
٥٢٦
کرھل (گرھڑ علائقم) ٢٠٢،
٤٠٨، ٤١٠، ٤١٢، ٤٦٩-
٤٧٠
کشمیر ١٠، ١٨-١٩، ٤٥-٤٨،
٦٧، ٢٢٤، ٢٨٣-٢٨٦،
٣٣١، ٣٤١-٣٤٣، ٣٤٨-
٣٤٩، ٣٩٥، ٤٠٤، ٤٧٤-
٤٧٧، ٤٩١، ٥٠٣، ٥١٠-
٥١٤
کفچ (قبیلم) ٣٨٤
ککرالم (علائقم) ٤٢٩
ککڑ ٣٩٦، ٤٦٠
ککڑ بکیرا ٣٧٢
کلری ١٥٦، ٤٨٦-٤٨٧
کلفٹن ٣٧٥-٣٧٦
کماؤں ٥١١
کنب جعفرخان لغاری ٤٨٧
کنبہ ٢٢٥، ٢٣٠، ٢٤٠، ٤٧٦
کنبھ ١٦٣-١٦٤، ٤٥٧-٤٥٨
کندراہ ٢١٤
کینڈی (قبیلم) ٢٤٦
کنگ پٹی ٤٨٧
کنگری (شہر) ٤١٠
کنوج (قنوج) ١٠، ٦٦، ٨٧،
٢٢٥، ٣٤٧-٣٤٩، ٣٥٤،
٤٠٧، ٥١٥، ٥٢٧
کنوھار (مندر) ٥٤، ٥٧-٥٨،
٣٨٢، ٣٩٧-٣٩٨، ٤٠٠-
٤٠١

Marfat.com

کوتکہ (نہر) ۲۰۲، ۴۰۹
کوٹڑی ۴۵۱
کوفہ ۲۶۶، ۴۴۷، ۴۷۲، ۴۹۰
کونھیرو ۴۸۷
کوہ پایہ ۱۹، ۹۹-۱۰۰، ۱۰۷، ۳۰۲
کوہ مندر ۱۰۷
کھارجانی ۵۰۷
کھڈرو (کھاڑی) ۳۸۰
کھسا، کھکھا (قوم) ۵۱۰-۵۱۱
کھمبات ۴۶۱، ۵۰۱
کھہڑا ۵۱۴
کھیرانی (دیہ) ۳۷۷
کھیڑا ۵۰۱
کیٹی بندر ۴۲۸
کیچ پرگنہ ۴۰۶
کیرج (کیرا شہر) ۱۰۲، ۲۲۵، ۳۰۶، ۳۲۴، ۴۶۵، ۴۷۶، ۵۰۰-۵۰۱، ۵۴۴
کیکانان ۱۸، ۲۰، ۹۹-۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۷-۱۰۸، ۲۷۵، ۳۸۴-۳۸۵، ۳۹۲، ۴۰۶، ۴۲۴، ۴۲۷
کینجھر (جھیل) ۴۶۹
کیہر (قوم) ۴۱۴

گ

گجاڑیا (قبیلہ) ۴۲۹
گجرات ۴۰۲، ۴۶۱، ۴۶۵، ۵۰۴، ۵۴۴
گذارہ گنگ (گنگاندی کا گھاٹ) ۴۵۹
گرھڑ (کرھل) ۴۰۸
گسری ۳۷۵، ۳۸۰
گنبٹ ۵۱۴
گنداوا (قندابیل) ۴۰۶
گومل (ندی) ۳۸۵
گاڑھو بھڑو ۳۸۹
گڑھوال ۵۱۱
گھارو ۳۸۰، ۳۹۰
گھگھر ۵۲۷

ل

لاڑ ۴۲۹
لاڑا (قبیلہ) ۴۲۹
لاڑکانہ ۳۹۱، ۳۹۶، ۴۶۰
لاکھا (قوم) ۵۰۱، ۵۰۸
لاکھاٹ ۱۹، ۳۹۱
لاکھہ (علائقہ) ۱۹، ۳۰۱، ۳۹۱
لاھری (لاھوری، لاری، لوھارانی) بندر ۳۶۹-۳۷۱، ۳۷۴-۳۷۵، ۳۷۸
لس بیلہ ۴۰۳، ۴۰۶، ۴۳۸، ۴۵۱

Marfat.com

لکی ۴۵۶-۴۵۷
لندن ۳۶۰، ۳۶۵، ۳۷۰
لودھران ۵۲۶
لوھانو (قوم) ۱۹
لوھانو (علائقہ) ۱۸، ۵۱، ۵۳،
۵۹، ۶۱، ۹۰، ۳۰۰-۳۰۱،
۳۰۳، ۳۱۳-۳۱۴، ۳۸۷،
۳۹۱، ۴۷۲-۴۷۳، ۴۸۶،
۴۸۸
لوھانو دریا ۱۸، ۳۹۱
لوھاور ۳۹۱
لوھر ۵۱۰
لیلگانی (قبیلہ) ۴۲۹

م

ماچھی (قوم) ۴۲۹
ماڑی سورڑو ۳۷۵، ۳۷۷-۳۷۸
مانکھیڑ ۵۱۱
ماھی دریا ۵۰۱
ماھی کنٹھا ۵۰۱
مترون ۵۱۸
متھرا ۴۰۴-۴۰۵
مذحج ۴۹۶
مسرجی وانؑ ۵۰۷
مصر ۱۰۲، ۳۶۲، ۴۴۵، ۴۸۴،
۵۲۵
مضریۃ (قبیلہ) ۵۰۶
مکران ۱۸-۱۹، ۵۱، ۶۲-
۶۴، ۹۶، ۱۰۰-۱۰۲،
۱۰۳، ۱۰۵-۱۰۶، ۱۱۲-
۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۲۱،
۱۳۱، ۱۵۰، ۲۰۴، ۳۱۲،
۳۸۴، ۳۹۴، ۴۰۳، ۴۰۵،
۴۱۵، ۴۱۷، ۴۱۹-۴۲۰،
۴۲۵، ۴۲۷-۴۲۸، ۴۳۷،
۴۵۰-۴۵۱، ۴۷۵، ۵۴۱
ملتان ۱۹، ۴۴-۴۷، ۲۲۵،
۳۰۳، ۳۳۷-۳۴۰، ۳۴۲-
۳۴۷، ۳۹۳-۳۹۵، ۴۶۵،
۴۷۴-۴۷۵، ۵۰۱، ۵۰۴،
۵۱۵-۵۱۹، ۵۲۲-۵۲۶
منچھر جھیل ۴۵۸-۴۵۹
منروی (بتخانہ) ۴۷، ۳۴۴،
۵۱۸-۵۱۹
منصورہ ۳۶۴، ۳۸۲، ۳۸۶-
۳۸۹، ۴۳۴، ۴۵۰، ۴۸۶،
۴۸۸
منھل ۳۰۹
موج ۱۶۰، ۴۵۴-۴۵۷
مھران ۱۸، ۸۹، ۱۴۳، ۱۴۸،
۱۵۶، ۱۵۹، ۱۷۰-۱۷۱،
۱۷۴، ۱۷۸، ۱۸۱، ۱۸۳،
۱۸۸-۱۹۰، ۱۹۲-۱۹۵،
۱۹۹-۲۰۰، ۲۰۷، ۲۰۹-
۲۱۰، ۲۱۳، ۲۱۵-۲۱۶،
۲۱۸-۲۱۹، ۲۲۶، ۲۳۴،
۲۶۶، ۲۷۰، ۳۶۲، ۳۶۶،

Marfat.com

-۴۰۷ ،۳۹۰ ،۳۷۵-۳۷۳

-۴۵۹ ،۴۵۵ ،۴۴۸ ،۴۱۲

-۴۸۵ ،۴۷۳ ،۴۶۶ ،۴۶۳

۵۰۷ ،۴۸۶

مہرانو ۴۶۶

میتلا (قصبہ) ۴۸۸

میر، میدہ (قوم) ۱۲۱، ۴۲۷-

۴۲۸

میرپور خاص ۵۲۵

میرپور ساکرو ۳۷۵، ۳۷۷،

۴۰۸، ۴۵۴

میواڑ ۳۹۵

ن

نارائی ۲۳۱

نزوالہ صندل (منزل) ۳۱۸

نکامرہ ۱۱۹، ۴۲۷-۴۲۹

نمیلۃ (قبیلہ) ۲۴۳

نہر ۴۱۷، ۴۲۰

نہروان (جنگ) ۴۱۸

نواب شاہ ۳۹۱، ۴۸۶، ۵۰۲

نؤبہار (مندر) ۳۲۱، ۳۸۲،

۵۰۹

نوشکی (درہ) ۳۸۴-۳۸۵

نووہار (مندر) ۵۴، ۶۰، ۳۹۷

نئن سن ۴۵۶-۴۵۷

نیرون کوٹ ۱۸، ۱۲۲، ۱۲۴،

۱۳۲، ۱۴۸، ۱۵۳-۱۵۸،

۱۶۰، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۹-

۱۸۱، ۲۱۴، ۳۰۸، ۳۷۴،

-۴۱۰ ،۴۰۸ ،۳۹۰-۳۸۹

۴۱۲، ۴۵۱، ۴۵۴-۴۵۷،

۴۶۱، ۴۶۳، ۴۹۷

نیشاپور ۳۸۵

نیطری (نہر) ۴۰۹

نیمروز ۲۰-۲۱، ۳۹۴

ہ

ہاسی ۶۷

ہالا (قوم) ۵۰۸

ہالا (تعلق) ۳۹۱

ہالانی بہلانی ۵۰۷-۵۰۸، ۵۱۴

ہڈباری (دریا کی شاخ) ۴۰۹

ہرات ۴۱۹

ہند (ہندوستان) ۶، ۹-۱۰،

۱۸، ۴۲، ۵۲، ۵۴، ۵۷،

۶۲-۶۳، ۶۵-۶۷، ۷۲،

۷۴، ۹۱، ۹۴-۹۹، ۱۰۵-

۱۰۶، ۱۱۱-۱۱۲، ۱۱۷-

۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۴-۱۲۶،

۱۲۸، ۱۳۲، ۱۴۰، ۱۴۸-

۱۵۰، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۴-

۱۷۹، ۱۸۵، ۱۹۹، ۲۳۷،

۲۶۱، ۲۶۶، ۲۷۸، ۲۸۸،

۲۹۳-۲۹۶، ۳۰۳-۳۰۴،

۳۱۴، ۳۱۷، ۳۵۰، ۳۵۵-

۳۵۷، ۳۶۰، ۳۶۶-۳۶۷،

۳۸۶، ۳۹۵، ۴۱۶، ۴۲۱

Marfat.com

٤٢٥، ٤٣٢، ٤٣٧، ٤٩٥،
٥٠٠، ٥١٤، ٥١٨-٥١٩،
٥٣٦، ٥٣٩، ٥٤١، ٥٤٤-
٥٤٥
هوسڑی ١٥٦
هُولانی (قبیلہ) ٤٢٩

و

واسطہ ٥٤٦-٥٤٧
واگھور در ٣٧٥-٣٧٦، ٣٧٨،
٣٨٠
وتسنا (وادی) ٥١٠
وجورتہ ١٨٤، ٤٦٤، ٤٦٦
وخان شاھ ٥١٢
ودھاتیہ ٢٧٩
وکر بہار (جھیل اور مندر)
٣٠٩، ٣٨٢، ٥٠٢-٥٠٣،
٥٠٧
ولھاری (قبیلہ) ٤٢٩
وَنگُرا (قبیلہ) ٤٢٩
ونگی (علائقہ) ٤١٢، ٤٦٦

ي

یمانیہ (قبیلہ) ٥٠٦
یورپ ٣٦٢

Marfat.com

صحتنامه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	علیه الصوات	علیه الصلوات
۴	۲۳	پیشتانیون	پیشانیون
۱۱	۱۰	اساعیل	اسماعیل
۱۵	/ حاشیه	ور اس کے	اور اس کے
۱۶	۱۶	ماهم اب	ماهتاب
۲۳	۱۷	چچ	چچ
۲۷	۱۸	بهره اندز	بهره اندوز
۳۰	۲۲	نع جاکر	نے جاکر
۳۱	۱۲	وزیر برهمں	وزیر بدهیمن
۳۵	۵	پیاده هرکر	پیاده هوکر
۳۷	۸	آس	آس
۳۸	۸	اورڑ	اوروڑ
۳۹	۷	[بوجھ] کر سنبھالے	[بوجھ] کو سنبھالے
۳۹	۱۰	بدهیمں	بدهیمن
۳۹	۱۲	[چچ فے]	[چچ نے]
۴۰	/ حاشیه	صفحہ ۱۶	صفحہ ۱۸
۴۱	۱۳	رهے گی	رهے گا
۴۱	۱۳	رهے گی	رهے گا
۴۱	۱۴	اختیاری	اختبار
۴۴	۸	فارخ	فارغ
۴۴	۱۵	بهجراے	بجهراے
۴۵	۱۴	بهجراے	بجهراے
۴۵	۱۶	بهجراے	بجهراے

Marfat.com

۴۶	۱۹	چھوڑ کر	چھوڑ کر
۴۷	۱۳	پنہچا	پہنچا
۴۸	۱۷	مقرر کر گے	مقرر کر کے
۴۹	۱۶	سوستان	سیوستان
۵۳	۱۹	بزھمن آباد	بر ھمن آباد
۵۳	۱۹	لوھانہ گے	لو ھانہ کے
۵۵	۶	حصے لینے	حصہ لینے
۵۵	۱۹	کھینچا ھے	کھینچا ھے
۵۵	۲۱	کھچواؤں گا	کھچواؤں گا
۵۷	۱۲	سر بند کی	سر بند کے
۵۸ / حاشیه		"بت مت	"بدھ" مت
۵۹	۲۳	پروپت	پرو ھت
۶۰	۱۳	بر ھمنا باد	بر ھمن آباد
۶۰	۱۴	چچ	چچ
۶۰	۱۶	پروپت	پرو ھت
۶۴	۹	بساس	بساس سندھ کے راجا
۶۶	۱۲	پنہچاتا	پہنچاتا
۶۸	۴	چچ گے پاس	چچ کے پاس
۶۸	۷	حکرمت	حکومت
۶۸	۱۵	پنہچا	پہنچا
۶۹	۱۹	ھر گا	ھو گا
۷۰	۱	گرفقار	گرفتار
۷۷	۱۶	اورڑ	اروڑ
۷۸	۱۴	سمچھنا	سمجھنا
۷۹	۲۱	دھرسینہ	دھرسینہ
۸۲	۱	پنے کئے	اپنے کئے
۸۳	۲۳	حے یلا	حیلے
۸۸	۱۵	پڑہ رھتی	پڑی رھتی

Marfat.com

۹۰	۸	طوف	طرف	
۹۰	/ حاشیه	صفحه ۵۴	صفحه ۷۱	
۹۱	۱۱	چچ سے	داھز سے	
۹۲	۱۳	کیچئے	کیجئے	
۹۹	۱۸	بہرج	بھرج	
۱۰۱	۱۰	نصم بن سفیان	نصر بن سفیان	
۱۰۲	۱	عبد لله بن عامر	عبدالله بن عاسر	
۱۰۲	۶	مسلمسم	مسلمه	
۱۰۳	۴	پہر چب	پھر جب	
۱۰۵	۱۴	یاد	زیاد	
۱۰۵	۱۶	پنچا سکتی	پہنچا سکتی	
۱۰۸	۷	صلی الله علی	صای الله علیه	
۱۱۰	۲	جَاوود	جَارود	
۱۱۳	/ حاشیه	"بھوج"	"بھرج"	
۱۱۷	۱۰	بھجا	بھیجا	
۱۱۷	۱۲	مّجاعہ	مُجّاعة	
۱۲۰	۱	داراخلافہ	دارالخلافہ	
۱۲۰	۱۴	اعقماد	اعتماد	
۱۲۱	/ حاشیه	مضمون کر	مضمون کو	
۱۲۳	۱۵	شھید ھوتا)	شھید ھونا)	
۱۲۷	۲۰	ھوئی	وہ	
۱۲۹	۱	االَجّاج	الَحجّاج	
۱۲۹	۱۸	چلھتو	چلتہو	
۱۳۲	۷	سند	سندھ	
۱۳۳	۱۵	[کرنا]	[کرو]	
۱۳۵	۱۴	جراج بن عبدالله	جراح بن عبدالله	
۱۳۷	۸	بھی چھوڑیں	بھی نہ چھوڑیں	
۱۳۷	۱۶	چس ز	جس نے	

Marfat.com

۱۳۹	۷	فتیج	فتح
۱۴۱	۱۱	پہینکا	پھینکا
۱۴۳	۸	دریائے میران	دریائے مہران
۱۴۳	۹	میران	مہران
۱۴۶	۷	کرنا نہا؟"	کرتا تھا؟"
۱۴۷	حاشیہ		(۲) (ن) (ب) (س) میں "ارمن بیلہ"
۱۵۰	۱۸	معزوروں	مغروروں
۱۵۱	حاشیہ	"فَیَکِدُوا"	"فَیَکِیدُوا"
۱۵۱	حاشیہ	لشکریہ	بشکریہ
۱۵۲	۳	بنانے والے والے	بنانے والے
۱۵۴	۶	سیسیم	سیسم
۱۵۶	۹	یاوی]	یا وی]
۱۵۷	۱	رکعث	رکعت
۱۵۸	۱۷	لیگن	لیکن
۱۵۹	۸	خدمت حاضر ہوا	خدمت میں حاضر ہوا
۱۵۹	۱۷	سیوسنان	سیوستان
۱۶۳	۱۷	تقسیم	تقسیم
۱۶۴	۳	ٹہرا	ٹہرا
۱۶۴	۱۱	کہتے ہنں	کہتے ہیں
۱۶۵	۴	[یہ کہہ کر]	[یہ کہہ کر]
۱۶۶	۱۵	کوتل (۲) نباتہ...	کوتل (۲) کا نباتہ ..
۱۶۶	۱۵	گے ساتھ	کے ساتھ
۱۶۷	۱۳	سے کا لیا	سے کام لیا
۱۷۰	۱۳	قریب کے آترا	قریب آترا
۱۷۰	۱۸	حجاج بن بن یوسف	حجاج بن یوسف
۱۷۸	۱۶	ارر	اور
۱۷۹	۱۶	مضبع ط	مضبوط

Marfat.com

۱۸۰	۴	یں	میں
۱۸۹	۲۱	پہچانے	پہنچانے
۱۹۶	۱۷	اسلام کے کی	اسلام کی
۱۹۸	۲۲	یختہ	پختہ
۱۹۹	۱۰	دریا کرنے	دریا پار کرنے
۲۰۰	۴	تیر اانداز ی	تیر اندازی
۲۰۱	۲۰	اقتضا	تقاضا
۲۰۲	۱	کہ معافی نہ دینا	معافی نہ دینا
۲۰۲	۱۳	ے	کے
۲۰۶	۸	قوت اور ددبے	قوّت اور دبدبے
۲۰۹	۱	تم وہ	تب وہ
۲۱۲	۶	دشمن ہو	دشمن سر
۲۱۲	۱۳	ہرجائے گا	ہوجائے گا
۲۱۶	۵	کام	کا
۲۱۶	۶	کیا ہے	گیا ہے
۲۱۹	۲	خواب گاہ محو خواب	خواب گاہ میں محو خواب
۲۱۹	۹	[یہ کہہ کر]	[یہ کہہ کر]
۲۲۲	۴	محمد بن علافی	محمد علافی
۲۲۴	۱۱	اس کے کے مطیع	اس کے مطیع
۲۲۶	۴	ان تجویزوں سے سے	ان تجویزوں سے
۲۲۶	۱۴	محمد قاسم	محمد بن قاسم
۲۲۷	۲۳	سمج لیا	سمجھ لیا
۲۲۸	۱۵	بیعت کا کرنا	بیعت کرنا
۲۲۹	۲۳	یہاں تک راسل کہ	یہاں تک کہ راسل
۲۳۰	۷	گرفتار کنے	گرفتار کئے
۲۳۲	۲۱	"ڈھاوہ"	"دھاوہ"
۲۳۳	۲۰	کہہ کر	کہہ کر
۲۳۵	۴	[اپ]	[اب]

Marfat.com

۲۳۶	۱۰	کھہ رہا	کہ رہا
۲۴۰/	حاشیه	بیل (یا بیان	بیل (یا) بیان
۲۴۳	۱۵	ص ۲۷۰/[۱۸۷]	ص ۲۶۱/[۱۸۷]
۲۴۳	۱۸	ص ۲۷۰/[۱۸۷]	ص ۲۶۱/[۱۸۷]
۲۴۴	۴	میمنہ	میمنہ
۲۴۵	۶	ہر یک اپنی	ہر ایک اپنی
۲۴۵	۱۳	بکر بن اوائل	بکر بن وائل
۲۴۶	۲۰	نسحه	نسخه
۲۴۹	۶	کر دینا	کر دیتا
۲۴۹	۱۲	رام رسیہ	رام سیہ
۲۴۹	۱۴	کھہ کر	کہہ کر
۲۵۱	۸	محمد زیاد العبدی	محمد بن زیاد العبدی
۲۵۲	۹	باب	باپ
۲۵۳	۱	[یہ کھہ کر]	[یہ کہہ کر]
۲۵۳	۲۰	جس کں	جس کی
۲۵۶	۳	ارر	اور
۲۶۱	۹	داناؤں	راناؤں
۲۶۲	۸	منائیں	منانے
۲۶۵	۲	کی محبت وجہ سے	محبت کی وجہ سے
۲۶۵	۱۸	اکر	اگر
۲۶۶	۳	کھ	کہہ
۲۶۶	۱۶	سندھ اور اور ہند	سندھ اور ہند
۲۷۰	۳	نفرت کر رہے ہیں	میدان جنگ سے نفرت کر رہے ہیں
۲۷۱	۱۱	زرنیخ سے	زرنیخ (۲) سے
۲۷۱/	حاشیه	مایین	مابین
۲۷۱/	حاشیه	"فرداغ"	"فرداخ"
۲۷۱/	حاشیه	"فردج"	"فرداج"

Marfat.com

۲۷۱ / حاشیه	لفت	لغت
۲۷۱ / حاشیه	زنیخ احمر	زرنیخ احمر
۲۷۴	۱۲	امتیار	امتیاز
۲۷۶	۶	[اهل قلعہ ھے]	[اهل قلعہ کے]
۲۷۶	۱۶	قاسم بھی دھلیلہ	بھی دھلیلہ
۲۷۸	۱۱	محمد بن بن قاسم	محمد بن قاسم
۲۷۸	۱۵	محمد بن بن قاسم	محمد بن قاسم
۲۷۹	۱۴	اتر	اترا
۲۸۲ / حاشیه	ص ۲۶-	ص ۳۳-
۲۸۲ / حاشیه	ص ۲۲۳-	ص ۲۱۴-
۲۸۳	۷	ریم	رویم
۲۸۴ / حاشیه	"اجئری"	"راجئری"
۲۸۵ / حاشیه	س	میں
۲۹۰	۸	یہ کھہ کر	یہ کہہ کر
۲۹۰	۱۵	پھنچ	پہنچ
۲۹۷	۲	بن محمد قاسم	محمد بن قاسم
۲۹۷	۴	باز پرس نہ ھوگی	باز پرس ھوگی
۳۰۲	۵	کونکہ	کیونکہ
۳۰۳	۳	برھمن آباد کے کاروبار	برھمن آباد اور لوہانو کے کاروبار
۳۰۴	۷	جہم	جہنم
۳۰۷ / حاشیه	ص ۱۵۱	ص ۱۴۲
۳۰۷ / حاشیه	کھیں	کہیں
۳۱۲ / حاشیه	باھر اور غالباً	باھر اور مکران کے مغرب میں غالباً
۳۱۳	۱۵	لوھانہ و ستھہ	لوھانہ و سہتہ
۳۱۴	۱۰	قابص	قابض
۳۱۴	۱۵	پڑ رھا	پڑا رھا

Marfat.com

۳۱۶	۵	کھ رہے تھے	کہہ رہے تھے
۳۱۶	۱۳	گہرانے	گھرانے
۳۲۴	۴	دعوں	دعوائوں
۳۴۲	۱۷	گفتکو	گفتگو
۳۴۳	۸	ترتیب کے کے ساتھم	ترتیب کے ساتھ
۳۴۴	۲	مضفوں	مصنفوں
۳۴۷ / حاشیہ		ص [۲۳] اور [۵۱]	ص [۱۹] اور [۴۷]
۳۴۸	۱۰	راجہ ہرچند رائے	راجہ ہرچندر رائے
۳۶۴	۱۶	صفحہ ۱۶	صفحہ ۱۳
۳۶۸	۲۳	سنہ ۶۸۰ھ	سنہ ۲۸۰ھ
۳۷۷	۱۵	"بھارن"	"بہارن"
۳۸۴	۳	ص ۴۴-۴۵	ص ۴۰-۴۱
۳۸۵	۱۳	"بھمن ارد شیر"	"بہمن اردشیر"
۳۸۵	۱۴	"بھمن آباد"	"بہمن آباد"
۳۸۵	۱۸	"بھمنیا"	"بہمنیا"
۳۸۶	۷	بھمن ارد شیر	بہمن اردشیر
۳۸۶	۹	"بھمن آباد"	"بہمن آباد"
۳۸۷	۱	"بھمنوا"	"بہمنوا"
۳۸۷	۳	"بھمنوا"	"بہمنوا"
۳۸۷	۶	متن ص ۵۷)	متن ص ۵۳)
۳۸۷	۱۰	متن ص ۲۹۰-۲۹۱)	متن ص ۲۷۹-۲۸۰)
۳۸۸	۵	متن ص ۱۵۶	متن ص ۱۴۸
۳۸۸	۱۴	عربرں	عربوں
۳۸۹	۱۱	"ڈبیپر	"ڈیپر
۳۸۹	۱۶	ص ۱۶۴	ص ۱۵۵
۳۹۱	۹	(ص ۵۵-۵۷)	(ص ۵۱-۵۳)
۳۹۱	۹	(ص ۶۴)	(ص ۶۱)
۳۹۱	۱۱	(ص ۵۵)	(ص ۵۱)

Marfat.com

۳۹۲	۱۷	۱۹۳۴ع	۱۹۴۳ع
۳۹۳	۱۰	محاصرہ کیا جو کہ ...	محاصرہ کیا اور اس کو فتح کرنے کے بعد سکہ کے نامعہ کا محاصرہ کیا جو کہ
۳۹۴	۱۶	الخنا	الخفاجی
۳۹۶	۹	بھنڈ رکو	بھنڈرکھو
۳۹۶	۱۰	بھنڈ رکو	بھنڈرکھو
۳۹۶	۱۲	"بدھرکو"	"بدھم رکھو"
۳۹۶	۱۶	مغربی صوبے کا	مغربی صوبہ بدھیہ کا
۳۹۷	۱۰	"بدھرکو"	"بدھم رکھو"
۳۹۷	۱۰	صفحہ ۶۰	صفحہ ۵۷
۳۹۷	۱۶	صفحات ۶۰-۶۱	صفحات ۵۷-۵۸
۳۹۷	۱۸	بدھرکو	بدھم رکھو
۳۹۷	۲۰	صفحہ ۶۰	صفحہ ۵۷
۳۹۸	۲۱	Stupd	Stupa
۴۰۰	۲۲	(فتحنامہ ص ۶۱)	(فتحنامہ ص ۵۸)
۴۰۳	۱۱	سنہ ۲۳ ہجری	سنہ ۳۲ ہجری
۴۰۶	۳	یاقوت بلدان ۳×۵۷۷	یاقوت بلدان ۳×۵۵۷
۴۰۸	۱۷	(ص ۲۱۸)	(ص ۲۱۰)
۴۱۰	۱	اور راوڑ کے قلعے	اور داھر راوڑ کے قلعے
۴۱۶	۷	عثمان بن العاص	عثمان بن ابی العاص ثقفی
۴۱۶	۱۱،۱۲	وہ حصہ صحیح نہیں ہے۔	وہ حصہ جو صفحہ ۹۶ پر ہے صحیح نہیں ہے۔
۴۱۹	۱۷	اصفہانی" میں ...	اصفہانی" (طبع مصر ۲×۲۶۴) میں
۴۲۲	۶	مراد ابو بکر الھذلی۔	ھذلی سے مراد ابو بکر الھذلی۔
۴۲۲	۹	جاھئے	چاھئے

Marfat.com

۴۲۲	۱۶	صفحہ ۱۰۱/[۸۰]	صفحہ ۱۰۱/[۷۸]
۴۲۳	۱۹	(ص ۱۰۵-۱۰۶)	(ص ۱۰۱-۱۰۲)
۴۲۴	۶	شہید ہوا:	شہید ہوا:
۴۲۵	۳	ص ۲۷۸)	ص ۸۲۷)
۴۲۵	۴	المختلف	والمختلف
۴۲۵	۷	ص ۲۱۵،	ص، ۶، ۲۱۵،
۴۲۵	۸	"طبقات الشعراء والشعر"	"طبقات الشعر والشعراء"
۴۲۶	۲۲	قرا دیا ہے	قرار دیا ہے
۴۲۹	۹	مطبع ناصری، ۳ × ۹۰)	مطبع ناصری، دھلی، ۳ × ۹۰)
۴۳۲	۱	خودداری کے کے خلاف	خودداری کے خلاف
۴۳۲	۱۷	(ص ۲۰۰) حجاج کی...	(ص ۲۰۰) پر حجاج کی...
۴۳۹	۱۴	سنہ ۹۳ ھ	سنہ ۹۲ ھ
۴۴۰	۴	سپہ سالا	سپہ سالار
۴۴۱	۱۰،۵	خزینہ	خذینہ
۴۴۲	۱	اس کی پاس	اس کے پاس
۴۴۲	۸	اس کے ہمر کاب	اس کا ہمر کاب
۴۴۲	۲۱	حافظ	جاحظ
۴۴۳	۸،۹	یزید مہلب	یزید بن مہلب
۴۴۳	۱۵	۱۳۵/[۱۲۰]	۱۳۵/[۱۰۲]
۴۴۴	۱۰	عبدالرحمٰن بن الاشعث	عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث
۴۴۵	۱۰	اور ۴۲۶ (ن ـ ب)	اور ۴۲۶، ۴۲۷ (ن۔ب)
۴۴۶	۱۱	سیوستان (ص ۱۶۶) میں	سیوستان (ص ۱۶۶)،
۴۴۷	۴	والا شراے	والا شرف
۴۴۷	۱۵	"سعدی بن خریمہ"	"صعدی بن خریمہ"
۴۴۷	۲۰	ص ۱۳۴...	ص ۱۴۳)
۴۴۹	۱۵	"کالی مٹی"	"کالی (شوریدہ) مٹی"
۴۵۲	۴،۳	الحکم بن عباس	الحکم بن ابی العاص

Marfat.com

۴۶۱	۱۱	۱۲۶/۱۴۴	۱۲۶/۱۷۴ [۱۲۶]
۳۶۷	۸	ایک گاؤں میں	ایک گاؤں "الشقیرۃ" میں
۴۶۸	۶۶	(اصابہ، جلد ۱، ص ۳۸۰	(اصابہ، جلد ۱، ص ۳۸۰)
۴۷۰	۱۱	۲۱۵/	۲۰۷/
۴۷۲	۲۲	فتحنام ۱۹۰-۵۱)	فتحنام ۵۱-۵۵)
۴۷۳	۱۶،۱۹	بلیمان	بیلمان
۴۷۸	۱۱	[۱۹۱]	[۱۹۲]
۴۷۸	۲۲	فارسي متن میں	فارسي متن میں
۴۸۰	۱۳	/[۳۸۵]	/[۱۸۵]
۴۸۰	۱۹	قبیلہ	قبیلہ
۳۸۰	۲۱	قبیلہ	قبیلہ
۴۸۱	۱۱	ص ۴۴۳	ص ۴۳۳
۴۸۵	۲۰	(servey)	(survey)
۴۹۳	۲	ھیں	تھیں
۴۹۳	۱۳	/۲۹۹-۲۰۰	۲۹۹-۳۰۰
۴۹۵	۱۱	جہم	جھم
۴۹۷	۱۷	باوے	باوی
۴۹۷	۱۵	قتبیبہ	قتیبہ
۴۹۸	۱۱	۳۱۶	۳۰۴
۵۰۰	۲	(ص ۳۹۸)	(ص ۲۹۸)
۵۰۰	۱۸	۲۱۸]	[۲۱۸]
۵۰۲	۱۰	کہ "وکر بہار" کے آخر میں لفظ "بہار" سے معلوم ہوتا ہے	
۵۰۲	۱۷	دور	دوڑ
۵۰۲	۲۲	ناولون	نالون
۵۰۳	۱۵	ہودا	ہواد
۵۱۰	۱۶	کتابوں ملتا ہے	کتابوں میں ملتا ہے

Marfat.com

٥١٠	١٦	قوم لوگون کے	قوم کے لوگون کے
٥١٠	١٨	بوهر	لوهر
٥١١	٦	1214, P. 511)	1914, P. 151)
٥١١	١١	لقب تها جس کی	لقب تها جن کا تختگا
			"مانکهیڑ" تها جس کی
٥١٣	١٤	ج سنگهه	جے سنگهه
٥٢٣	١٩	منصف	مصنف
٥٣٧	٢	٩٥ هجری مرگیا	٩٥ هجری میں مرگیا
٥٣٨	٨	بهائی کو خارجي ...	بهائي آدم کو خارجی
٥٤٦	٩	مقر کیا	مقرر کیا

Marfat.com